UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188016

UNIVERSAL
LIBRARY

سلسلۂ علمی مجلس عثمانیہ

# تاریخ جمہوریۂ روما

حصہ ششم

مصنفہ

ڈبلیو ای ہیٹ مین ایم اے فیلو سینٹ جانس کالج کیمبرج

مترجمہ

مولوی حمید احمد صاحب انصاری بی اے

سابق طالب علم مدرسۂ دارالعلوم حیدرآباد

دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

Checked 1978

یہ کتاب میسرز میکملن پبلشنگ کمپنی کی اجازت سے جن کو
حق شناعت حاصل ہے اردو میں ترجمہ
کر کے طبع و شائع کی گئی ہے۔

# رائے ناظر مذہبی کتب در سینہ جامعہ عثمانیہ

تاریخ روما کے حصۂ ہشتم میں اس کی سلطنت جمہوریہ کی امیر کشمکش اور قیام شہنشاہیت کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ انگریزی مصنف کی رائے میں روما ایک غدار سلطنت کا دارالسلطنت تھا۔ جو روپیہ اس کے مختلف صوبوں سے کھینچکر آتا وہ یہاں کے افراد کی جیبوں میں اتر جاتا، یا عالیشان مجسموں اور دیوتاؤں کے مندروں کی تعمیر میں صرف ہوتا۔ اور خزانۂ سلطنت میں ہمیشہ روپیہ کی کمی رہتی،

اہل روما کے مذہبی عقائد یا تو مشرکانہ تھے یا ملحدانہ، وہ لوگ قادر و جلال کی ازلی اور ابدی ہستی کے منکر تھے یا اس کو علت العلل مان کر معطل سمجھتے تھے۔ مسلمانوں کے اطمینان قلب کے لئے ہمارے پاس قرآن شریف کلام اللہ معظم موجود ہے جس سے ہماری ہر ایک مشکل آسان ہو سکتی ہے۔

اس کتاب کے پڑھنے والے، سورۂ ابراہیم کے ان اخیر آیات کو پیش نظر رکھیں، فلا تحسبنّ اللہ مخلف وعدہ رسلہ انّ اللہ عزیز

ذُو انْتِقَامٍ۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ وَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ۔ سَرَابِیْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ۔ لِیَجْزِیَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ۔ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِیُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِیَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِیَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ (سورہ ابراہیم)

ترجمہ شد

صفی الدین

---

ترجمہ: تم ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ خدا نے جو اپنے پیغمبروں سے وعدہ کر رکھا ہے اس کے خلاف کرے گا۔ بے شک اللہ زبردست اور بدلہ لینے والا ہے۔ (اگر یہ بدلا دلایا تو اُس دن ہوگا) جس دن یہ زمین بدل کر دوسری طرح کی زمین کر دی جائے گی اور (یہی ہوا قیاس) آسمان اور سب لوگ خدائے واحد اور زبردست کے سامنے (حساب دینے کے لئے) کھڑے ہوں گے۔ اور اے پیغمبر تم اُس دن گنہگاروں کو دیکھو گے کہ رسیوں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ اُن کے کرتے ہوں گے۔ اور ان کے مونہوں کو آگ لگی ہوگی۔ اور یہ تمام سختیاں اس غرض سے کی جائیں گی کہ خدا ہر شخص کو اُس کے کئے کا بدلہ دے۔ بے شک اللہ حساب لینے میں دیر نہیں لگتی۔ یہ (قرآن) لوگوں کے لئے ایک اطلاع نامہ ہے (اور اُس کے نازل کرنے سے) غرض یہ ہے کہ اُس کے ذریعہ سے لوگ کو (عذاب سے) ڈرایا جائے اور تاکہ سب لوگ معلوم کر لیں کہ خدا ہی ایک معبود ہے اور تاکہ جو لوگ عقل رکھتے ہیں نصیحت پکڑیں۔

# فہرست مضامین جلد پنجم تاریخ جمہوریۂ روما


| نمبر شمار | نشان ابواب | مضامین | از صفحہ | تا صفحہ |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ |
| ۱ | باب چہاردہم | حالات حامیلکس تا جنگ تھاپ سس ۴۹۶ تا ۴۹۱ ق م۔ | | ۹۴ |
| ۲ | باب چہاردہم | جنگ تھاپ سس سے قیصر کے اقتدار تک ۴۹۱ تا ۴۴ ق م۔ | ۹۵ | ۱۵۰ |
| ۳ | باب پانزدہم | آخری کنگرس اور جمہوریت کا خاتمہ۔ | ۱۵۸ | ۲۵۶ |
| ۴ | باب پانزدہم | تہذیب و کمال کرنے میں یونانی عقل کا دخل | | |
| ۵ | باب شانزدہم | روما علوم کے ادبیات و فنون۔ | ۲۵۰ | ۳۲۰ |
| ۶ | باب ہفدہم | عہد الطلاب۔ قیام عیسائیت کے حالات پر تبصرہ (رائے ناظر مذہبی کتب سیہ جامعہ عثمانیہ) | ۳۲۹ | ۳۸۴ |


تمت

باب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# جلد پنجم

# باب پنجاہ و ہفتم

## حالات خانہ جنگی تا جنگ تھاپسس

### سنہ ۴۹ تا ۴۶ ق م

(۱) اب کس طرح سیزر تنہا حاکم مطلق کا درجہ پیدا کر کے روما کی تمام طاقتوں

---

قیصر کی شکست ... ہو سکتا ہے ... ایک دفعہ کی لکھی ہوئی ... مصروف جنگ ... کے ... کا ذکر ... تو ... ہو جاتا ... کے ... قیصر ... کے ... مصنفوں کے ... زیادہ قابل وثوق ... لیوی ... کے ... ہم ایک ... سے ... ہوتے ... جس ... پامپی ... حالات ... گئے ... کی ... بالکل ... لیوکن ... پامپی ... کی ... کے ... ہو ... پولیو ... پلوٹارک ... سیزر ... کی ... ہیں ... اس ... سے

مائٹ

جو اپنی اندرونی آفتوں کی وجہ سے جاں بلب تھی ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا۔ خالص فوجی معاملات سے ہمیں کوئی سروکار نہیں مگر البتہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہاں فن حرب کی تاریخ کے ایک عظیم الشان انقلاب کا فوجی پہلو ہمارے سامنے ہے۔ اعلیٰ تدابیر جنگ کا دارمدار اخلاقی اثرات پر تھا اور اس کے لیے اہتمام رہتا ہے جو مردم شناسی کی صورت تھی جو قیصر میں اس کی سیاسی زندگی کے ابتدا ہی سے موجود تھا۔ گال کی تسخیر میں اس نے فن سپہ گری میں کمال حاصل کر لیا تھا مگر اس جنگ میں وہ صفت ہوئے کو تھا اس کی نوعیت بالکل جداگانہ تھی۔ کسی غیر قوم کو تہ تیغ کر دینا یا علاقہ سا متیع ڈالنا ممکن تھا جب تک کہ بقیۃ السیف روما کے تفوق کو تسلیم نہ کریں۔ اور اپنے ہموطنوں کے ساتھ وہ یہ سلوک نہیں کر سکتا تھا اس وقت وہ حصول تفوق پر منحصر تھا کیونکہ کسی دوسرے ذریعے سے اس کے سیاسی معاملات فائز المرام نہیں ہو سکتے تھے اور اس کی جان کے بھی لالے پڑے ہوئے تھے جس کے ساتھ ہی ضروری تھا کہ اس تفوق کا مرکز شہر روما میں ہو اور ایک فرمانروا جیسے قیصر اہل روما کے اغراض کی نیابت کرے۔ اس کی اسے بہت ضروری تھا حوالی جہاں تک ہو سکے کم ہوں اور شہریوں کی تعداد میں۔ حالات وقت نے اس کے ممکن کی اختیار بھی ایسی تھی کہ یہ تمام مطالبے بالواسطہ تھے۔ تفوق بغیر جنگ کے حاصل نہ ہو سکتا تھا اور جنگ فائز المرام ہو باہر والوں کے حق میں مفید تھا حوالی اور فوجی جنگ کا نتیجہ صرف یہ ہو سکتا تھا کہ دونوں وقتی بالکل تباہ ہو جائیں جیسے قیصر سمجھتا تھا۔ اس نے ایک فوج تیار کی تھی جس سے وہ اپنے مخالفین کو سختی کے ساتھ سر کوبی کر سکتا تھا جس سے اس نے نہایت سرگرمی کے ساتھ کام لیا۔ اپنی حالات کا رروائیوں سے اس نے اپنے دشمنوں کو مرعوب کر دیا جس کی وجہ سے سرداران اعوانہ رومانہ کہنے لگا۔ فتوحات کے بعد دشمنوں کے ساتھ جو سلوک

---

سنہ ۹۰ (A 1 lam) ۲۰۲ ہم ۲۰۲ سے ملک تھاپ سس کے بعد شکست میں وار رو کا ایک حد میں لکھا ہے کہ پاپی کے طاعون جنگ کیلوت سے Capere سے لیون تیمیر Leon timere مقابلہ کرو تم ۲ کاپیہ و مار کیلو دات۔

ترجمہ سے پیش آتا جس نے انھیں اور بھی مشتعل کر دیا۔ جیز معمولی حالات میں جو فوجی مہمات سے مناسب نہ تھے وہ اکثر مبتلا ہو جایا کرتا تھا اور اکثر شکست کھاتا تھا۔ گرخانہ جنگی تیسرے سیاسی امور کا بھی لحاظ رکھنا پڑتا ہے اور یہ معمولی جسارت اور پھر بزدلی کے بعد فوراً سنبھل جانے کا بھی لوگوں کے دلوں پر بہت اثر ہوتا ہے۔ اس واقعہ سے کہ امراء اور اہل دولت اس کے مخالف ہو گئے تھے انھوں نے رمانا ملامیں اُسے وقت اُٹھائی پڑی مگر جنگ کے اثناء میں اس کی وجہ سے اُسے اپنے رقیب پر برتری تھی کیونکہ اس کے ساتھی جن میں بہت سے قابل لوگ تھے سب اس کے مائت تھے اور سب اس کے وابستہ تھے اس لیے کہ انھیں یقین کامل تھا کہ اگر اُسے شکست ہوئی تو پھر وہ موت یا کرانگ تباہی سے بچ نہ سکیں گے۔ برخلاف اس کے پامپی خود پسند اور اہل اُمرائے روما کی باہمی رقابتوں اور سازشوں سے سخت مخمصے میں پھنسا ہوا تھا جو تکمیل جیبی کے لیے تو ہر وقت تیار رہتے مگر جنھیں حکام کی تعمیل کرنا شاق گزرتا تھا لیے پامپی خواہ کتنی ہی سرگرمی اور مخالفی سے کام لے مگر وہ ان امور میں قیصر کی برابر کا دعوے کر سکتا تھا علاوہ ازیں وہ خود بھی از لحاظ رتبہ ہو گیا اور حالات سے اسکی صحت بھی قابل اطمینان نہ تھی اس لیے وہ ایک ایسے دشمن کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا جسکی ہمتیں بڑھی ہوئی ہوں اور جاق و چوبند ہو۔ البتہ فوج سے کام لینا وہ بھلی جانتا تھا اور جب قیصر خود اس کے مقابلے پر آیا تو اس پر یہ ثابت ہو گیا۔ لیکن پامپی کے پاس کوئی ایسی فوج نہ تھی جو فی الفور میدان جنگ میں بھیجی جا سکتی کیونکہ اس کے لیجیوں میں بالکل رنگروٹ بھرے ہوئے تھے۔ بعض پر قیصر کے ساتھ ہمدردی رکھنے کی وجہ سے اعتماد نہ ہو سکتا تھا اور بعض ہسپانیہ میں تھے اس لیے اس کی قابل کار فوج کے کم ہوتے ہوتے نصف سلطنت اس کے رقیب کے قبضے میں آگئی اور وہ اس کے مستقر میں تشویش پھیل گئی اور مشیروں کی کثرت کی وجہ سے کوئی استوار طرز عمل اختیار نہ کیا جا سکتا تھا۔ قیصر کو اس پر ترجیح اس لیے بھی تھی کہ اس کے دوری مقاصد بالکل واضح تھے وہ دونوں رقیبوں کو خوب معلوم تھا کہ جمہوریت کے پردے میں ان کی حکومت محض بے ایمانی پر مبنی تھی جو نہ صرف روما کے انحطاط بلکہ محکوم اقوام کی تباہی کا باعث تھی مگر پامپی کا بلا شبہ اب یہی مقصد تھا کہ اپنی سابقہ حیثیت پر پھر قائم ہو جائے

باب ۵

یعنی روبہ انحطاط جمہوریہ کا سربرآوردہ ترین شہر ہو جائے جس کا وجود ناگزیر تھا اور جسے جمہوریہ کو مفلوج بنا رکھا تھا۔ پامپی نہ تو یہ چاہتا تھا کہ اس کی اصلاح کرے یا اسکا کام تمام کردے، برخلاف اس کے قیصر نے محسوس کر لیا تھا کہ جمہوریہ میں اب اصلاح کی صلاحیت باقی نہ تھی اس لیے اس کا کام تمام دینے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ اب یہ مرکب وطن کا تقاضا یہ تھا کہ ایک از کار رفتہ جمہوریہ کی سعادت مترتبی یا ایک قابل کارحاکم مطلق العنان بن جاتا اس قاعدہ پر مطمئن ہو جو سیسرو نے پیش کیا ہے لیوکن کا قول ہے کہ دیوتاؤں نے واج کا ساتھ اور کیٹو نے ایتی منلوب کا۔ اس صورت تضاد میں سی زاقے کو بادل ناخواستہ عنان کار ہاتھ لینی پڑی یا اغلب ہے کہ جمہوریہ روما کے وجود کو اگر کوئی خطرہ درپیش تھا تو وہ روما اشائمے جو بالکل لگیر کے فقیر تھے، اور کوئی مستعد اداں دیوتا جو ہیں تھا کہ اس کو نیست و نابود کر سکتا تھا۔ قیصر اور پمپی کی رقابت کا سبب یہ تھا کہ ہر ایک دوسرے کو یا تو

پامپی کے طرفداروں کی شکست

(۱۲۱) ۴۸ ق م جنگ کے بعد ہی ایک ایسا واقعہ ہو گیا جس نے قیصر کی فتح کو یقینی بنا دیا۔ پامپی کا تیسرا بیٹا گنیس پامپی کا تیسرا بیٹا گنیس پامپی گال میں قیصر کے خلاف برسرپیکار تھا اور سیزر جبکہ تمام قیصر کے دوسرے دشمنوں کو شکست دے چکا تھا تو گنیس پامپی گال اینی روئے آلپ میں قیصر کے خلاف برسرپیکار تھا۔ لوکن کی فوجی آؤسلگت کی مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پر لکھنے سے پورا اطمینان نہیں کیا کیونکہ روما کے امراء ایک ایسے سپہ سالار کی قیادت میں ہوا کرتے تھے جس سے جیسا کہ اس نے رالی لیس کے ارادہ کیا تھا اس کے مخالفین کی طرف سے کارروائیاں انجام دیے تھے تو اس کے ساتھ بھی وہ ان کا ہم درجہ تھا اور اس فرق میں وہ کبھی سربرآوردہ نہ ہو سکا قیصر کا ساتھ چھوڑنے کی غالباً وجہ یہ ہوئی کہ اس نے فریقین اور خصوصاً پامپی کی قوت کا اندازہ لگایا مگر اس کے علاوہ دوسرے اسباب بھی تھے جن کا اب پتا نہیں لگا سکتے جب وہ روما میں پہنچا تو ایک تجربہ کار افسر ہونے کی وجہ سے اس کے دل میں شکوک خود پیدا

---

لہ دیکھو فقرہ ۱۲۰۔

ہوئے ہوں گے۔ ہر طرف ایسی افراتفری تھی اور کسی قسم کی تیاری نہ تھی کہ فوری حکم کے نافذ ہونے کے بعد ضروری نسخوں کے لیے ہر روز سینیٹ کا اجلاس ہوا کرتا تھا پائپی اب تک انھیں باور کرا رہا تھا کہ تیقہ کے سپاہی اس سے برگشتہ ہو رہے ہیں تمام ملک اطالیہ میں فوج کی بھرتی کرنے کا حکم دیا گیا۔ تمام صوبہ جات کے تقرر کے انتظامات بھی کیے گئے اور گال آلپ ایک علیحدہ صوبہ بنا کر ایمیلیس ڈومی شیس ابینوبار بس کے سپرد کیا گیا جو ایک بہت دلیر اور قابل سپاہی تھا اس نے تفویض

باب ۵

اُس نے اُنھیں حکم دیا کہ بعجلت ممکنہ اُس سے آکر مل جائیں۔ اسی اثنا میں اُس نے اپنے اُن سپاہیوں کو جو اُس کے ہمرکاب تھے مخاطب کر کے کہا کہ بڑی بیوں کیساتھ جو بدسلوکی ہوئی ہے اُس کی وجہ سے اُنھیں اب کوئی چارہ سوائے اسکے نہیں ہے کہ یا تو وہ جنگ پر کمربستہ ہو جائیں یا اپنے سردار لوڈشمنوں کے مقابلے کیلیے بے یار و مددگار چھوڑ دیں۔ بصورت ثانی اپنے آقا کے بے دست و پا ہو جانے کے سبب سے خدا کا مزید صلہ و ستوار ہو جاتا اس لیے اُنھوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم آپ کا اور بڑی بیوں کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ اطالیہ پر صرف ۳۰۰۰ سپاہیوں کو لیکر دھاوا کر دینا سخت جاں بازی کا کام تھا مگر قیصر نے فوراً عزم بالجزم کر لیا کیونکہ اُسے خوب معلوم تھا کہ ابتداءً اگر کوئی باضابطہ فوج اُس کے مقابلے پر نہ آئیگی اور اسکے علاوہ اُسے بلدیات کے شہریوں کے جذبات سے بھی قدرے واقفیت تھی جس سے اُس کی بلاشبہ ہمت افزائی ہوئی اور واقعات مابعد سے ثابت ہو گیا کہ ہر بلدیہ میں ایک جماعت ایسی تھی جو اگر قیصر سے ہمدردی نہ رکھتی ہو تو کم از کم اُس کی مخالفت پر تلا ہوا نہ تھی۔ مجالس مقامی کے اراکین اور حکام مالیا پائی کے طرفدار رہے ہوں گے مگر قیصر کے قریب پہنچ جانے کی وجہ سے فریا کے دل بڑھ گئے ہوں گے اور اپنے نقصان کے لحاظ سے اپنے آیندہ طرز عمل کے تعین کا اُن کو موقع مل گیا ہوگا علاوہ بریں رومانے خود غرض امراء کا جمعوں نے قیصر کے حملے سے اُنھیں بچانے کی کوئی تدبیر نہ کی تھی نہ تو اُن پر کوئی گزشتہ احسان تھا نہ اُن سے آیندہ کے لیے کسی فلاح کی امید تھی۔ اس لیے کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اُن کی خاطر اپنی جان جوکھوں میں ڈالیں یا نقصان مالیہ اُٹھائیں۔ اُن کی نگاہ میں قیصر اکثر اہل رومانے بہتر تھا کیونکہ وہ رومانے عوام پسندوں کا

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اُسکے پاس پہنچ جائیں اور مدد لیں ضیافت اُس نے کارفی نیم کے سنہ ۱۰ ہردی کے قبل جاری کیے۔ قیصر کم ۱۰ و ۱۵۔ بقرہ ۱۲۰۴۔

۱ قیصر کے علاوہ اسی واقعہ کا ذکر بیان کیا گیا ہے کہ یہ تقریر آری منیم میں ہوئی بالفعل حاضر ہو اور وسپین شتر ۲۶ تک لیوکن نے جو تفصیل کی ہے اسی پر مبنی ہے۔ ہم اس تسلیم کیا جاتا ہے کہ اب بھی سمت میں فیصلہ ہے پہلے میں نے قیصر کے قتل کا ارادہ کیا ہے آری منیم میں کے ساتھ مشورہ کر کے ہر طرح تھے۔

باب ۵

سرفنہ رہ چکا تھا اور اگر گذشتہ خدمات کے لحاظ سے قصبات اور قریوں کے باشندے اس فریق (عوام پسند) کے مرہون منت تھے جس کے رکن میریس اور کنا سلپی کیس اور کاریو تھے۔ یہ کہ بہترین اشخاص، ارا، کی سیاست کے جاس وقت پامپی کے طرفدار تھے۔ روبی کن ندی کو عبور کرنے کے بعد شہر اری منی فرنٹ سیزار احمدی کو بلا کسی مزاحمت کے قبضہ ہو گیا۔ قبل اس کے کہ شہر کے سقوط کی خبر روما میں پہنچے وہ پیسارم، فانم اور اینکونا پر قبضہ کر چکا تھا اور لطف یہ ہے کہ ان مقامات میں سے ہر ایک پر صرف ایک کوہرٹ سے جس میں کہ دو تہائی سے کم سپاہی تھے قبضہ ہو گیا اور قبضہ ہونے کے بعد اس نے ان دستوں کو بھی وہاں سے اٹھا لیا کیونکہ محافظ افواج کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ آرمینیم واقع اٹروریا پر انٹونی نے قبضہ کر لیا حریف کی کوہرٹوں کے ساتھ لیپی ناٹن کے اس حرف دار کیا گیا تھا قبضہ کا دخل اب ان دونوں سرکردوں پر ہو گیا تھا۔ رومانی طاف گئی تھیں۔ پامپی کی افواج کے دستوں سے بھی اب مذبھیڑ شروع ہو گئی کیونکہ لیبی تھمس تا نے کوہرٹوں کے اگوریم پر قابض تھا جو شرک فلاسینی کے قریب واقع تھا۔ اس قصبے کے باشندوں کا جھان قیصر کی طرف تھا اس لیے تھمس نے اپنے سپاہیوں کو وہاں سے ہٹا لیا اور قبل اسکے کہ کیریو تین کوہرٹوں کے ساتھ وہاں پہنچے بھاگ کھڑا ہوا۔ اسلئے رجت میں رنگروٹوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور اپنے گھروں کو چلے گئے اور کیریو کا اگوریم میں خیر مقدم ہوا۔ شمالی اطالیہ میں یہی صورت حال تھی اس لیے قیصر بلا خوف و خطر آگے بڑھتا گیا

---

۱؎ قیصر کے پیشقدمی کی صحیح تاریخوں کے متعلق مورخین میں اختلاف ہے۔ ممسن کا خیال ہے کہ ۱۷ جنوری کو اس نے روبی کن ندی عبور کی اور اس کے بعد ۱۹ جنوری کو اریمینم پر قبضہ کیا۔ (کلاسیکل کوارٹرلی یکم ۲۲۴) میں اس بیان کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ اس نے اسی شب کو روبی کن ندی کو عبور کیا جو وہاں سے ۲۰ میل پر ہے۔ اس کی مزید تشریح ندی کے متعلق کلاسیکل ریویو جلد ۱ صفحات ۲۴۶ - ۲۴۹ میں مس پیکین کا مضمون دیکھو۔ مگر میری موجودہ اغراض کے لیے بحث ہذا غیر ضروری ہے۔

۲؎ ان قصبات میں سے جنہیں سولا نے سخت نقصان پہنچایا تھا۔

باب ۵

اور اپنی فوج کے منتشر دستوں کو مجتمع کر کے آکزی مم پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ پی آمیس وارس اس قصبے پر پامپی کی طرف سے قابض تھا اور اطراف واکناف میں رنگروٹوں کی بھرتی بھی جاری تھی کیونکہ اطالیہ کی جنگ قیصر کے زمانے سے پیکینم کے ضلع کا پامپی سے تعلق تھا۔ گو بلدیہ کے اکثر شہری قیصر کی اطاعت قبول کرنے کو تیار تھے اس لیے وارس نے گھر کر اس مقام کا تخلیہ کر دیا۔ لیکن قیصر کے سپاہی اس کے مقابلے پر پہنچ گئے اور خفیف سی جھڑپ ہو گئی جس کے بعد پامپی کے بعض سپاہی منتشر ہو گئے اور بعض قیصر کی فوج میں شریک ہو گئے لیکن وارس بھاگ نکلا۔ اس کے بعد قیصر کا خیمہ مقدونیہ کنگولم میں ہوا جس کو لابی نس نے مستحکم کر کے پامپی کی فوج کا ایک ناکہ بنا دیا تھا۔ اس قصبے کے باشندوں نے نہ صرف قیصر کو جگہ دلایا بلکہ رنگروٹ بھی مہیا کیے۔ اسی زمانے میں اس کا ایک اور لیجن (دوازدہم) اس سے آملا۔ اب اس نے اسیکولم پر دھاوا کر دیا جہاں سسرو کا دوست لینڈس اسپنتھر پامپس کو برچھوں کو لیے پڑا ہوا تھا۔ اسپنتھر بھی دوسروں کی طرح پیچھے ہٹ گیا اور رس کے اکثر سپاہیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس کے باقی ماندہ سپاہیوں کو ایل۔ ویلیس روفس نے اپنے کمان لے لیا اور کچھ رنگروٹوں اور ایک جماعت کو کہ جو کافی ریمنز سے بھاگ کر آئی تھی اپنے ساتھ لے کر ہوشیاری سے کارنی نیم چلا گیا۔ جبکہ کی اس وقت پر قیصر امبریا کا مالک ہو چکا تھا اور اٹرو ریا میں بھی اس کے قدم جم گئے تھے۔ مقامی اشخاص نے اس کی مخالفت نہ کی اور پامپی کے افسر بھی اس کا بال بیکا نہ کر سکتے تھے کیونکہ اس کے سپاہی بالکل تجربہ نہ رکھتے تھے۔ قیصر کو رنگروٹ بھی خوب مل رہے تھے جو سرگرمی سے کام کرتے اس کے ہمرکاب ہر دو سا سپاہیوں کے دو لیجن تھے اور سات سو جن علاوہ گالی اور جرمن سواروں کے کوچ کرتے آرہے تھے قیصر کی موجودگی (باشندگان گال زیرالپ) کے باشندے اور دیگر عناصر کے ہونے کو اطراف میں حدود مبہ مبالغے کے ساتھ بیان

---

لہ قیصر کم ۱۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل نے مقامی بیٹ) دباؤ ڈالا جس نے وارس سے چلے جانے کی درخواست کی۔ محبوب کے اہل بلدیہ کے احسان کے متعلق دیکھو سسرو ایڈ ایٹی کم ہشتم ۱۳۔

کیا جاتا تھا اور روما کے ارادے جو بصورت فتوحات ریزی پر تلے ہوئے تھے اعلان کر دیا کہ گال کا فاتح (قیصر) قتل اور غارت کرنے کے قصد سے روما پر دھاوا کرنے والا ہے۔ مگر قیصر کے افعال و حرکات سے اس کا مطلق احتمال نہ ہو سکتا تھا۔

باب ۵

بے سود

۱۲۰ ۱۲۱ اس اثناء میں اُمت وسیع کا سلسلہ بھی جاری تھا مگر اس کے تفصیلی حالات کا علم نہیں اور سیسرو اور قیصر نے جو تاریخیں بیان کی ہیں وہ باہم مختلف ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ماتا تسالی امیر پامپی قیصر کے پاس دو سفیر بھیجے جب کہ پامپی نے آرزی می نم پر قبضہ ہو جانے کی خبر سن کر بھیجا تھا مگر اسکے بعد کئی اور قصبات پر قبضہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے صورت حال بالکل متغیر ہو چکی تھی۔ پامپی نے مجبوری کو روما کو خبر بھیجا کہ اس وقت کمالت سر یکلی ایک فوج تیار کرنے کی فکر میں کسی مقام پر روما کے خوب میں تھا۔ قیصر کا بیان ہے کہ سفیر جو پیام لایا وہ صاف مستقل تھا جس میں اسے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ کالے خاندان کو اپنا مقصد اولین خیال کرے اور ایک ذاتی جھگڑے کو اتنا بڑھائے کہ ملک کا اس سے نقصان ہو۔ پامپی کی اس فریب آمیز چال کا قیصر نے یہ طلب سمجھا کہ وہ مجھ پر بغیر کسی استقلال کے دوستی کے مرتکب ہونے کا الزام رکھنا چاہتا ہے اور اس پیام کے جواب میں اس نے ایک تحریر بھیجی جس میں اس نے اپنے بے رخی محبت وطن اور ان نقصانات کا ذکر کر کے جو اسے پہنچائے گئے تھے بعد یہ شرائط پیش کیں جو صدر جمہ اعتدال پسندی پر مبنی تھیں اس کی شرائط یہ تھیں[1] کہ پامپی ہسپانیہ چلا جائے، دونوں اپنی افواج (قیصر اطالیہ کو منتشر کر دیں، نگرنوں کی بھرتی بالکل بند کر دی جائے اور قونصل کا انتخاب کی ضمانت لی جائے۔ شرائط مذکور پر وہ تیار تھا کہ اپنے صوبوں کو اپنے جانشینوں کے تفویض کر دے اور روما میں آکر بذات خود کانسلی کا امیدوار ہو تفصیلی امور اور ضمانتوں کے تصفیے کے لیے اس نے پامپی سے بالمشافہ گفتگو کرنے کی بھی درخواست کی۔ مگر تخلیے کی درخواست سے سرزدہ امراکو ضرور شبہ ہوا ہوگا کیونکہ وہ اس قسم کے تخلیوں کے نتائج کا دیکھ چکے تھے

[1] قیصر کم ۹ سیسرو Ad fam ۱۲/۱۶

باب ۵ اور اس کے علاوہ پامپی بھی ہسپانیہ کو جانے پر رضامند نہ ہو سکتا تھا کیونکہ اسکی ہیبت میں قیصر ضرور روما کا مالک بن بیٹھتا۔ مزید براں اگر افواج کے منتشر کر دینے کے بعد کوئی نیا جھگڑا کھڑا ہوتا تو قیصر اپنے نبرد آزما سپاہیوں کو پھر مجتمع کر سکتا تھا اور برخلاف اس کے پامپی اپنے سست پیماں رنگروٹوں سے وفاشعاری کی زیادہ امید نہ کر سکتا تھا۔ سولا نے بھی اپنے نبرد آزما سپاہیوں کو منتشر کر دیا تھا اور اپنی موت سے پہلے ہر کیف یہ شرائط ایک محتمد تملہ آور کا اعلان جنگ تھیں جو بغیر کسی جواب کے انتظار کے آگے بڑھا آتا تھا۔ یہی اصل راز تھا مگر کانسل اور سربرآوردہ لوگوں کی حماقت کہ اسے سمجھنے سے معذور رہے۔ پامپی کے ساتھ کنیو نے مشورہ کرنے کے بعد اس نے جواب دیا کہ ہم اس کی شرائط کو صرف اسی صورت میں منظور کر سکتے ہیں کہ وہ اطالیہ کے ان قصبات کا تخلیہ کر دے جس پر اس نے قبضہ کر لیا تھا اور اپنے صوبے کو واپس جا کر اپنی فوج کو منتشر کر دے۔ ان شرائط کی تعمیل کے بعد پامپی ہسپانیہ روانہ ہو جائے گا اور وہ سب روما واپس جائیں گے جہاں سینیٹ اس معاملے کی تکمیل کا انتظام کرے گی۔ قیصر کا بیان ہے کہ جب تک میں ان شرائط کو پورے طور سے تعمیل نہ کروں انھوں نے رنگروٹوں کی بھرتی کو بند کرنے سے انکار کر دیا۔ قیصر پر برابر پیش قدمی کر رہا تھا اس کی شرائط کو جو اردگرد یا منظور کرنا ضروری تھا مگر اپنی من مانی شرائط کو اس سے قبول کرانا ناممکن تھا کیونکہ وہ خود بے بسی کی حالت میں پسپا ہوتے جاتے تھے۔ اگر ان کی نیت یہ تھی کہ لیت ولعل کر کے تیاری کے لیے اور مزید وقت مل جائے تو قیصر کو ایسی ہی ہنڈی چال سے دھوکا دینا مشکل تھا درحقیقت اب جنگ شروع ہو گئی تھی۔ فتح حاصل کرنا اس کا مقصد تھا اور اطالیہ میں مقدمہ مارنا یا مول تول کے لیے داخل میں ہوا تھا۔ علاوہ ازیں پامپی کے ہسپانیہ جانے کے لیے دو تو کوئی ضمانت دی گئی۔ کوئی تاریخ مقرر کی گئی تھی اور قیصر کو جو اپنے قول کا پابند تھا تجربہ سے معلوم تھا کہ پامپی پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔ اس لیے وہ اس کے دام فریب میں نہ آیا

---

۱؎ قیصر یکم سسر وائیلیٹی کم ہیتم ہ Ad fam ۱۶/۱۲ ۲ قیصر شہروں سے مراد آبادی ہے مگر یہ محض قیاس ہے۔

باب ۵ روما کا تنزل

اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ پیلینیس میں اپنا عمل دخل کرنے میں مصروف رہا۔

(۱۲۱۳) ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ جواب کیسیوا سے بھیجا گیا تھا۔ ۱۰ جنوری کے قریب روما میں سخت ہیبت پھیل گئی جیسی ایک طرف تو لوگ قیصر کی پیش قدمی کی خبروں سے سراسیمہ ہو رہے تھے اور دوسری طرف پامپی نے نظام اور ایکین سینیٹ کو شہر چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ اس وقت اس کا مقصد یہ تھا کہ حکومت کے مرکز کو کیسیوا میں منتقل کر دے ورنہ روما پر اپنا قبضہ قائم رکھنے کا اس کے لیے کوئی ذریعہ نہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سینیٹ نے بذریعہ اپنی ایک قرارداد کے اس فرار روانی کو اور بھی کے ایک اعلان کو تسلیم کر لیا جس میں اس نے تمام اشخاص کو جس قدر قرار دیا تھا جو اس حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کریں یعنی دستور حکومت کے خلاف تعالیٰ ملک علیہ سے مشورہ نہیں کیا گیا تھا مگر ملک اطالیہ میں حالت جنگ (Limitless) کے اعلان سے بوجہ اشد ضرورت سینیٹ کا مجتمع کرنا ناممکن تھا۔ اس لیے کانسل اکثر اشخاص اراکین سینیٹ کی تعداد غالب اور طبقہ ایکوائٹ کے اکثر دولتمند اور روما سے فرار ہو گئے۔ سیزر بھی جو روما کے باہر تھا اپنے تینوں دیوہ کے موجود تھا دوسروں کے ساتھ جنوب کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کا قیام زیادہ تر فرنڈیا میں رہتا تھا مگر بوقت ضرورت کیسیوا اور دیگر مقامات کو بھی جایا کرتا تھا۔ اس کے دوست اپنی کمس جو کسی وقت کا شریک ہوا روما ہی میں رہ گیا۔ سیزر نے اس زمانے میں اپنی کشتی کو جو ہم دیکھے ہیں اس سے پامپی کی حماقت کے حالات صاف صاف معلوم ہوتے ہیں ان لوگوں نے ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے کسی چیز کا انتظام نہیں کیا تھا صورت حال کے ہر روز متغیر ہونے کی وجہ سے ان کی حالت متزلزل ہوتی جاتی تھی اور روز نئی نئی

---

لہ جن سپاہیوں نے قیصر کی اطاعت قبول کر لی وہ بھی مستوجب سزا قرار دیے گئے سیسرو ایڈاٹیکم نہم ۱۰، ۲۔

ع شمٹ کا بیان ہے کہ ۱۴ جنوری کو آرمی نہم کے ستر دستے سرحد پار کر چکے تھے بعد میں کیا گیا صفحہ ۲۵۰

Roberniisches museum 1892

ع۳ دیکھیا پامپی ہفتم ۳ الف ۱۲۰۔

باب ۵ تدبیریں سوچی جاتی تھیں۔ سیاہ فلاری نم لیوکیریا اور دوسرے مقامات میں فوجی چھاؤنیاں تھیں مگر کہیں کوئی زبردست فلج تھی اور نہ سپاہیوں کی بھرتی ہونے کی امید تھی اور کچھ رد و کد کے بعد یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگ بھرتی ہونے پر رضامند نہیں یہاں تک کہ مستقر موج یعنی کیپوا کے اطراف و اکناف میں پامپی کے جو نبرد آزما سپاہی آباد تھے انھوں نے بھی کوئی سرگرمی ظاہر نہیں کی اور خود کیپوا میں مشکلات کا احتمال تھا۔ اس شہر میں مسلح پہلوانوں کا اکھاڑا تھا۔ ان کا مالک قیصر تھا اس لیے یہ سوال پیدا ہوا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہو کانسل لینٹولس کدس نے جو بڑا احمق تھا انھیں آزاد کر کے سواروں میں بھرتی کر لیا یا مارو دوسروں کو اندیشہ ہوا کہ اگر ایسا ہوا تو اطالیہ میں ہر ایک رنگروٹ نہ ملے گا۔ پامپی نے اس مشکل سے نکلو حلاصی کی یہ صورت نکالی کہ شہر کے تین سو خاندانوں کے سرداروں میں سے ہر ایک کو دو دو پہلوانوں کی حفاظت کا ذمہ دار قرار دیا اور اس کارروائی سے ان مسلح لوگوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اس برس تک ہو گئے ہوں گے۔ معاوضہ میں قیصر سے جو دو لیجن واپس لیے گئے تھے اُن کی وفاداری بھی مشتبہ تھی اور اُن کو اُس کی راہ سے دور رکھنے کی کوشش کی گئی تاکہ کہیں وہ اس سے مل نہ جائیں روپے کی بھی سخت ضرورت تھی خزانے میں جو کچھ روپیہ تھا سب پامپی کے سپرد ہو چکا تھا اور نئی رقم بھی تصرف میں آ چکی تھی البتہ ایک مقدس محفوظ سرمایہ Aerar am Sanitios تھا جس میں عرصہ دراز میں خانہ جنگ قرطاجنہ تانی سے مال غنیمت کا ایک حصہ اور غلاموں کی آزادی کا وہ فی صدی محصول کی رقم اسی سرمائے میں جمع کی جاتی تھی تاکہ بیرونی حملوں یا دوسری شدید ضرورتوں کے وقت میں کام آئیں مگر کمبخت اور سراسیمگی کی وجہ سے فرار ہوتے وقت یہ سرمایہ روما ہی میں رہ گیا اور جب فروری میں پامپی نے کانسلوں کو ہدایت کی کہ روما جا کر اس رقم کو لے آئیں تو ان کو جرأت نہ ہوئی۔ فرار شدہ لوگوں میں سے بعض مثل سسرو کے اپنے عزیزوں کے لیے پریشان تھے جو روما میں رہ گئے تھے اور بعض کو تہہ چھوڑنا شاق گزرا تھا اور وہ پامپی کو کوس رہے تھے۔ لابی نس اور قیصر کے خسر میسو کے ورود سے کمبخت لوگوں کی ہمتیں نہ بڑھ گئیں مگر اس سے کوئی نفع نہیں ہوا اور چند روز کے بعد

۱۸۵ء یہ امید بھی ختم ہو گئی کہ قیصر کی فوج اس کا ساتھ چھوڑ دیگی یا اس کے قتب میں صوبہ بالکل میں پھر شورش برپا ہو گی۔ پامپی کی نقل و حرکت کو بھی سمجھنا دشوار تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نشا دسرد موسم میں پڑا ہوا تھا، اطالیہ کی طرف سے آنے سخت مایوسی ہو چکی تھی اور بعض لوگوں کو جن میں وفا شعار سسرو بھی شامل تھا اس سے یہ بدگمانی بھی ہو چلی تھی کہ وہ اپنا بیڑا رد و انکار کر رہا تھا اور بعض لوگوں کو وہ اپنے ساتھ اطالیہ سے بلا لے گیا اس کے اوصاف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے اس کے بعض سپاہیوں سے سخت ملامت سنائی تھی۔ الغرض اس میں شک نہیں کہ اس نے تیاری میں شروع کی سسرو نے جو خط پامپی کے لوٹنے پر اس میں قیصر پر سخت ملامت کی ہے کہ یہ حماقت تھی کیونکہ قیصر کے مذبذب و متوقف رہنے کا نتیجہ اس کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ جنگ کے لیے تیار ہونا صلح کی بہترین تدبیر ہے۔ سپاہ پامپی کی اتنی تعداد ہو چکی تھی کہ قیصر کو اس کے مقابلہ میں کامیابی کی امید نہ تھی۔ اس کے علاوہ ایک اور سے معاشے کے لیے تیار ہو رہا تھا ایسی بلند ہمتی سے اس نے ایک فوج کے منتقل کرنے کے لیے جہازوں کا ایک بیڑا جمع کر لیا تھا اور اس پر وہ یہ تھا کہ نو میں بندرگاہ برنڈیسی کے سوا کوئی راستہ تھا مگر سیاہ جانے والی فوج وہاں پہنچ چکی تھی۔ فروری میں لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ اطالیہ سے جا ملنے والا ہے جس سے تمام سسرو کو سخت ہراس اور رنج ہوا۔

کارتی ۴۹ (۱۲۰۰) پہلے نہم کے وسطی مہینے میں جب قیصر کے قدم جم گئے تو وہ ساحلی سفر کی طرف رجوع ہوا اور قریب پہنچ کر اس رضاکاروں اور نوآموز سپاہیوں کو جو اس کے ساتھ ہو لئے تھے باقاعدہ طور پر پامپی فوج میں شریک کرنے کیلئے

---

لہ سسرو ۳۵، ۵، ۱۲۰۱۶۔

ت ڈائی کیز ۴۱، ۱۰، ۱۔ کہتا ہے کہ کیسٹو بھی حاضر قتل کرنے کو تیار تھا۔

ث اس کے مقابلہ ٹالیس کے مقابل ہمیں کے متعلق سسرو ڈیوینی کم ۱، ۲۰، ۴۰ کا مقابلہ ۳، ۱۱ سے مقابلہ کرو۔

باب ۵ ٹھیر گیا۔ جنوب میں وہ کوہستانی علاقہ تھا جسے اب ابرزی کہتے ہیں اور جس میں قدیم سابیلی نسل کے چھوٹے چھوٹے قبیلے مثلاً وسٹینی فن مارسی پیلگنی وغیرہ آباد تھے جن کی حالت میں مدنیت روما کے حامل ہونے پر بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ اس ضلع میں بڑے زرخیز علاقے تھے اور اس کوہستان کی وادیوں کے باشندوں میں اپنے آباواجداد کے وہی خصائل باقی تھے۔ اس ضلع کے وسط میں اٹرنس (پسکارا) کے کنارے کنارے جانے سے پہنچ سکتے تھے اور اس سے قریب ۳۰ میل پر شہر کارسنی نیم حاطہ اطالیہ کی جنگ نلیدیں باغیوں کا پایۂ دارالسلطنت تھا۔ اس کے جنوب و مشرق میں پیلگینوں کا ایک دوسرا شہر سلمو تھا اور مغرب میں اس تہہ سے پرے فوکینس جھیل کے قریب البا تھا جس سے روما کی سڑک محفوظ ہوتی تھی اور جہاں کسی زمانے میں لاطینیوں کی ایک نوآبادی تھی۔ اس ضلع میں پاپی کی جماعت متوطن بکثرت تھی کیونکہ ان کے لیے اور قیصر کے لیے بھی اس ضلع کی بڑی اہمیت تھی۔ قیصر کا دشمن جانی ورگال میں اس کا محبوس پانتیس ڈومی میس اس مقام پر کمان کر رہا تھا اور سلمو اور البا پر دوسرے اعلیٰ درجے کے افسر مقرر تھے۔ جب قیصر قریب تا توفشی میس کو اپنا اس مقام پر قائمقام رہنا مشتبہ بتلانے لگا۔ اس کے مستقر میں متعدد اراکین سینٹ اور دی مرتبت اشخاص تھے جن کے سبب سے اس پر سخت ذمہ داری تھی مگر قیصر کی فوج تھوڑی تھی اسوجہ سے باآفزودہ مقابلے کیلیے آمادہ ہو گیا۔ پاپی نے اُسے بذریعہ تحریر جتنبہ کیا کہ قیصر کے پاس جلد کمک پہنچ جائیگی۔ اسلیے مناسب ہوگا کہ وہ امیولیا میں اگر اس سے مل جائے مگر ڈومی میس نے اس مشورے پر عمل نہ کیا کیونکہ یہ سالار اپنے احکام کی تعمیل کرانے میں مصر تھا اور خود پسند اور ضدی ڈومی میس مقابلے پر آمادہ اور وہ چاہتا تھا کہ پاپی اسکی امداد کیلیے پہنچ جائے۔ اور قیصر کو گھیرے تاکہ اُسے پیچھے سے کمک نہ پہنچ سکے مگر اسکی اس مہم کیلیے پاپی کے پاس کوئی ایسی فوج نہ تھی جسپر وہ اعتماد کر سکے۔ اسلیے اُسنے ڈومی میس کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنا

---

لے قیصر ۱ کم ۱۰، بیان کرتا ہے کہ ڈومی میس نے اپنے سپاہیوں سے اپنے علاقے کی زمینیں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ڈائون میسیس ۱۴، ۱۱۰ بیان کرتا ہے کہ یہ وسیع علاقہ اس نے سولا کی دادگیر کے زمانے میں حاصل کیا تھا

لیکن ۱۴ فروری کو قیصر کا رسالہ نیم پہنچ گیا۔ ڈومی تیس کے زیر کمان سات ایسے سپاہیوں کے اور نیم کے چند دستوں کے وہاں پہنچ چکے تھے اس شب تک ۱۸ یا ۲۰ کوہرٹ تھے اور قیصر کے ساتھ صرف دو تھیں تھے۔ مگر پھر وہی پرانا قصہ شروع ہو گیا۔ سلمو کے باشندوں نے اُسے پیام بھیجا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں مگر پامپی کی فوج کا ایک دستہ آیا ہے۔ انٹونی چند سپاہیوں کو لے کر وہاں پہنچا اور اُس کے آتے ہی سلمو کے محافظ فوج کے وہ سکے شریک ہو گئے۔ پامپی کے افسروں میں سے ایک گرفتار ہوا مگر قیصر نے اُسے چھوڑ دیا۔ قیصر کے پاس اب آٹھواں لیجن بھی پہنچ گیا اور عدید جرات کیے ہوئے کوہرٹ بھی ہیں سے دو لیجن بن سکتے تھے۔ ان میں سوار اب کا ایک دستہ بھی شامل تھا جسے نومیڈیا کے بادشاہ نے بھیجا تھا۔ اس لیے اُس نے کاروفی نیم کی دوسری جانب بھی ایک چھاؤنی ڈال دی۔ ڈومی تیس کو اب جنت کا موقع نہ تھا مگر پامپی کے پاس سے ایک حکم اس کے پاس پہنچ گیا جس میں اسے اطلاع دی گئی تھی کہ اب کوئی کمک نہیں بھیجی جا سکتی اس لیے اُسے جانبے۔ دشمن کی صفیں چیر کر نکل جائے اور اپنے ملک کی افسری فوجوں سے ایپولیا میں جا ملے۔ قیصر کا بیان ہے کہ ڈومی تیس نے اس حکم کو اپنے آدمیوں سے چھپایا اور پامپی کے لئے کی سیدھا کر اپنی بہادری سے لڑنے کو کہا۔ لیکن وہ حوصلہ آماتیں اس فکر میں تھا کہ اسے چند معزز رفیقوں کو لے کر وہاں سے نکل بھاگے مگر اُس کی گھبراہٹ سے یہ راز سپاہیوں پر آشکارا ہو گیا اور جب اُنھیں یقین ہو گیا کہ وہ درحقیقت انھیں چھوڑ کر فرار ہونا چاہتا ہے تو انھوں نے اُسے اور اُس کے معزز رفیقوں کو گرفتار کر کے قیصر کے سپرد کر دیا اور شہر کو اسکے حوالے کر کے خود بھی اُس کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ قیصر نے ان قیدیوں میں سے جو معزز تھے مثلاً اکیس سینیٹ فوجی ٹریبونوں، بلدیات کی مجالس کے اراکین وغیرہ کو بلا کر اور اُن کے طرز عمل پر اظہار نفرت کیا کیونکہ ان میں سے بعض اُس کے مربون منت تھے۔ اس کے بعد اُس نے انھیں آزاد کر دیا اور ڈومی تیس کو بھی۔ ۳۰ پونڈ کی ایک رقم بھی لے جانے دی۔ جس سپاہ نے اپنے آپ کو قیصر کے حوالے کر دیا تھا اُس کی

مات

سلہ دیکھو مقرہ ۱۱۰۔

باب ۵ اطاعت کا حلف اُٹھایا اور اُس کی فوج میں ضم ہوگئی۔ قیصر کو اب سخت عجلت تھی کیونکہ کارنی ٹیم میں اُس کے سات روز ضائع ہو چکے تھے اور وہ اس فکر میں تھا کہ پامپی کو اطالیہ سے باہر نکلنے دے یا کم از کم ایک دفعہ اور اُس سے مصالحت کی کوشش کرے۔

پامپی اطالیہ کو خیرباد کہتا ہے۔ سرور کی پریشانی

(۱۲۱۵) پامپی لیوکیریا میں تھا مگر قابل اعتماد موجود نہ تھیں۔ اسی وجہ سے کچھ نہ کر سکتا تھا کیونکہ اس مقام پر اور اُس کے دوسرے موجی مرکزوں میں روما کے امرا موجود تھے جو اُس کے کاموں میں رخنہ انداز تھے اور سوائے بڑبڑانے اور چڑھانے کے کچھ نہ کرتے تھے۔ ان کی ناراضی کا ایک مرید سبب یہ ہوا کہ پامپی نے شہر کارنی ٹیم اور اُن امرا کو بچانے کی کچھ تدبیر نہ کی جو وہاں مقید ہو گئے تھے۔ مگر پامپی کا میل کہ تعجبی پر بھی یہیں تھا اور ڈومی ٹیس کی فوج کے منتشر ہو جانے کا جو اُس کی فوج سے زیادہ قابل اعتماد تھی۔ اسے سخت صدمہ ہوا۔ اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ حسب تدبیر سابق برنڈی سیم کی طرف ہجرت کرے۔ قیصر اس کے کہ قیصر اس بندرگاہ کو پہنچ سکے اُسنے اپنی تمام افواج کو وہاں مجتمع کر لیا سوائے اُن فوجوں کے جو سارڈینیا سسلی اور افریقہ کو روانہ کی گئی تھیں اور اُس کا بیڑا بھی تیار تھا۔ قیصر بھی دھاوا کرتا ہوا اُس کے تعاقب میں چلا آرہا تھا۔ اثنائے راہ میں اُس نے پامپی کے ایک افسر کو گرفتار کر لیا اور اُس کے ذریعے[1] سے سلسلۂ گفت و شنید کی تہ پہ تہ نی خصوصاً پامپی سے ملاقات کرنے کے لیے مگر کاسلس تک فوج کے بیشتر حصے کے ڈائرا کیم روانہ ہو چکے تھے اور جب قیصر نے دوبارہ یہی پیام بھیجا تو پامپی نے جواب دیا کہ کاسلس کی غیبت میں صلح کے متعلق گفت و شنید نہیں کر سکتا۔ نہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ محض حیلہ حوالہ کر رہا تھا بلکہ اس کا اب دار مدار امرائے جمہوری کے ساتھ دینے پر تھا جو اُس سے بھی اور باہم بھی حسد رکھتے تھے۔ ان میں سے بعض بہ صورت میں جنگ کے خواہشمند تھے گو ان کی یہ خواہش بمقابلہ حب وطن کے خود غرضی پر مبنی تھی

[1] قیصر (کم ۲۴-۲۶) کا بیان ہے دوسری روایت سسرو کی ہے جو ایڈاٹی کم (۱۳ الف) میں بیان کرتا ہے کہ اس معاملے میں مینیڈمی پامپی کی طرف سے ہوئی۔

باب ۵

او ان میں سے جو شبہ میں تھے وہ اس کی طرف سے بدگمان تھے اور خطرہ احتمال تھا کہ قیصر بھی وہ بھی حاکم مطلق العنان بننے کی خواہش رکھتا ہے اور اس کو قیصر پر ترجیح دیتے تھے کہ وہ تابع اپنے رقیب کے اس کی مداخلت اسے ناگوار تھی قیصر نے اب یہ کوشش کی کہ سد گاہ کے دانے کو سد کر دے تاکہ پامپی باقی وہ فوج لے کر نکل جائے اس نے اس میں کامیابی نہ ہوئی اور بندرگاہ پر قبضہ کر لینے پر اکتفا کی۔ اس وقت سے سد گاہ مذکور برابر قیصر کا قبضہ رہا مگر اب تو ہماری یہ تھی کہ جہاں کا بحر بیجانا مسلط تھا اور اطراف اس کے مقبوضہ ایشیائے کوچک فنیقیا مصر شام بحیرہ روم بحیرہ اسود تھے یہ ممالک شرق کے اور پامپی کے پاس تھے جس کا قبضہ سمندر پر بھی تھا۔ اطالیہ تک اس کی رسائی تھی یا لیا تھا سنہ کے معلوم ہوتا ہے کہ باقی قسطنطنیہ کے شہریوں کو سونے دیئے باقی اہل شہر کے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ تھی اور بہت سے اطراف کے تراص و داویس رہتے تھے جن کو قیصر کے جہاز سے اطمینان ہو گیا تھا اور جو پامپی کے شرارت سے دل برداشتہ ہو گئے تھے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا قصد تھا کہ روما کی سپلائی کے لئے غلہ کی قسطوں کو اطاعت اختیار کرنے پر مجبور کریں کیونکہ سارڈی نیا سسلی افریقہ اور صوبجات مشرق یہاں کا قبضہ تھا اور سمندر کی راہ سے رسد کے آنے کو روک سکتے تھے وہ لوگ یہ بھی دھمکی دے رہے تھے کہ جب یہ قسمت اس کی یاوری کرے تو طالیہ پر اس کا قبضہ ہو جائے تو پھر اپنی موجودہ تکالیف اور نقصانات کی تلافی کے لیے جو لوگ اطالیہ میں رہ گئے تھے انھیں سب اتفاق سے مرعوب ہوں گے سسرو بھی اس حیص بیص میں تھا کہ اطالیہ میں رہے یا سمندر پار چلا جائے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ایپائرس میں اسکا وجود بیکار ہوگا اور اس کی دلستگی کا بھی کوئی سامان نہیں مگر اطالیہ میں بھی اس کی حالت کچھ بہتر نہ تھی قیصر بار بار اس سے ساتھ نہایت مستقلانہ تھا اور اسے خود اور

---

[1] سسرو ایڈ اٹی کم ۱۲ ایم ۵۰

[2] سسرو ایڈ اٹی کم ۱۳ ۲/۱۶-۱-

باب ۵ بالبس کے ذریعے سے خوشامد آمیز خطوط لکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ وہ (سسرو) روما چلا جائے تاکہ وہاں کے لوگوں میں ایک معزز شخص کا اضافہ ہو جائے۔ مگر اس ناشاد مقرر کو زیادہ خوف اس امر کا تھا کہ پامپی کی فوج میں اس کے بارے میں چہ میگوئیاں ہوتی ہوں گی۔ جہاں بہترین اشخاص تک کی عدم موجودگی پر اسے برا بھلا کہہ رہے تھے اس لیے وہ قیصر کے دام فریب میں نہ آیا اور اپنے رفیقوں کے ساتھ اس امر کا منتظر رہا کہ کسی صورت سے بھاگ نکلے۔ ۲۰ مارچ کو فارسالیا میں قیصر اسکاہان ہوا[1] مگر باوجود قیصر کے موجودہ اقتدار اور اس کے تملق آمیز برتاؤ کے وہ اپنے اصول پر قائم رہا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر فریق کے لیے اس کی شرکت سے ایک قسم کی اخلاقی تقویت تھی اس لیے قیصر اس کی حرکات و سکنات کی نگرانی[2] کراتا رہا اور وہ اطالیہ سے جون تک فرار نہ ہو سکا۔

قیصر روما میں

(۱۲۱۶) قیصر نے برنڈی سیم میں یا وہ وقت ضائع نہیں کیا تھا کہ سسلی پر اور بعد ازاں پورے طور پر قبضہ کر لینے اور جہازوں کے جمع کرنے کا حکم دے کر وہ روما روانہ ہو گیا۔ فراہمی غلہ کے محکمہ و رائج کو بحال کر دیا اشد ضرورت تھا اس لیے اس نے اپنے نائبوں میں سے والیریس لوکیس کے ساتھ سارڈی نیا روانہ کیا اور کیسیریو کو دولیجنوں کے ساتھ سسلی کو جہاں اس سے قبل ہی دو لیجن بھیج دیے گئے تھے جو ان سپاہیوں پر مشتمل تھے جنھوں نے کارفی نیم میں اطاعت قبول کی تھی کیسیریو کا درجہ پروپریٹر کا تھا اور اسے ہدایت کی گئی تھی کہ سسلی پر قبضہ کر لینے کے بعد فوراً افریقہ پر حملہ کر دے۔ قیصر کی حیثیت اب حسب دیل تھی۔ وہ پامپی اور اس کی تازہ آمودہ کار فوج کے تعاقب میں ایپائرس نہ جا سکتا تھا مگر پامپی اور اس کی نبرد آزما فوج کے درمیان حائل تھا جو ہسپانیہ میں تھی۔ ڈائرا کیم میں پامپی نے جو فوج اتاری تھی وہ زمانہ دراز تک قابل بیکار نہ ہو سکتی تھی۔ مگر ہسپانیہ کے لیجنوں کی طرف سے

ص ۲۸، ۲۹

[1] سسرو اڈ اٹی کم نہم ۱۸۔

[2] دیکھو انٹونی کا تبیہ کا خط سسرو اڈ اٹی کم دہم ۸ الف اور سسرو کا بیان دہم ۸، ۱۰ اور ۱۰-۱، ۲، ۳، ۱۲ اور ۱۳-۲۔

باب ۵ سخت خطرہ تھا اس لیے بغیر مغلوب کیے انہیں قیصر اپنے عقب میں نہ چھوڑ سکتا تھا۔ اس لیے کچھ تو اس وجہ سے اور کچھ اس لیے کہ ہسپانیہ پر قبضہ ہو جانے سے گال میں سکون رہیگا اس نے پہلے ان لجیونوں سے نمٹ لینا مناسب خیال کیا۔ اپنے باقی ماندہ لجیونوں کو اس نے چند روز کے لیے آرام کرنے کی اجازت دی اور خود روما چلا گیا تاکہ وہاں کے انتظامات کو مکمل کر دے۔ اس فریضے کو اسے اپنے سر لینے کی یہ وجہ ہوئی کہ اس کے مخالف جو برسر حکومت تھے فرار ہو گئے تھے۔ مرکز حکومت میں وہ زیادہ قیام نہیں کر سکتا تھا اور معارضی حکومت کے قائم کرنے میں دقتیں تھیں کیونکہ معززین شہر میں سے اکثر فرار ہو چکے تھے۔ شہر کی فصیل کے باہر وہ اوائل اپریل میں پہنچا۔ اس کے بڑی میونوں انٹونی اور کیو کیسیس نے باقی ماندہ اراکین سینیٹ کو جمع کیا۔ ان کو مخاطب کر کے قیصر نے اپنے طرز عمل کو حق بجانب قرار دیا اور پامپی اور اس کے طرفداروں کو مورد الزام ٹھہرایا۔ انتظام مملکت کے "صرام میں اس نے ان سے اعانت کی درخواست کی لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر آپ لوگ شرکت سے خائف ہیں تو میں اس ذمہ داری سے آپ لوگوں کو سبکدوش کر سکتا ہوں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پامپی نے کہا تھا کہ صلح کی گفت و شنید کی تجدید خوف و ہراس پیدا کرتی ہے مگر قیصر نے کہا کہ مجھے اس رائے سے اتفاق نہیں ہے، میں چاہتا ہوں کہ پامپی کے پاس مصالحت کی بات چیت کرنے کے لیے سفیر بھیجے جائیں کیونکہ مجھے صرف انصاف اور راستی کا خیال ہے۔ قیصر کی تقریر تو نہایت شیریں تھی مگر سفارت کے لیے کوئی شخص آمادہ نہ ہوا تھا کیونکہ لوگ پامپی کی آخری دھمکیوں سے خائف تھے اور دوسری روایت ہے کہ انہیں قیصر کی راستبازی میں شبہ تھا۔ کئی روز سفیروں کی نامزدگی اور نامزد شدہ اشخاص کے انکار میں ضائع ہو گئے۔ اس اثنا میں اس نے صقلیہ پر قبضہ کرنے کے متعلق منظوری حاصل کر لی مگر مخالفت کے بھی آثار نمایاں تھے۔ بالخصوص ٹری بیون ایل میٹی لس خزانے کے دروازے پر اس کا مزاحم ہوا اور قیصر نے بالکل اپنے خلاف مرضی اس سرمائے (قریب ۳۲۵۰۰۰ پونڈ انگریزی) پر جبراً قبضہ کر لیا۔ اس کے اس فعل سے اس کی ہر دل عزیزی میں فرق آگیا اور علم تشویش کے

باب ۲ آثار دیکھ کر وہ متغیض ہو گیا۔[1] اس لیے اس نے روانگی میں عجلت کی اور ایک غیر مستقل مزاج پریٹر مسمی ایم ایمیلیس لیپی ڈس کو وہاں ہی میں روما واپس آیا تھا حاکم شہر مقرر کر کے تہہ کا نگراں کر دیا اور انٹونی کو عہدۂ پریٹری پر ٹیرانچالس کی افواج کا سپہ سالار مقرر کیا۔ اطالیہ سے بحالت غیظ اس کا روانہ ہونا یقینی ہے اور کیوریو اور کائی لیس نے جو خطوط اس زمانے میں لکھے ہیں ان کا لہجہ تند اور تیز[2] غالباً اسی وجہ سے ہے کہ انھیں اپنے آقا کے استقلال طبع کا علم تھا۔

مسالیا، ہسانیہ جنگ الرڈا (۱۲۱۷) ہسپانیہ کی راہ میں قیصر کو ایک اور باد تیز آئی۔ مسالیہ کا یونانی شہر روما کا قدیم اور قابل قدر حلیف تھا۔ اس شہر کو نہ صرف بادی حاصل تھی بلکہ ایک وسیع ملک اس کے زیر حکومت تھا جس میں روما کے سپہ سالاروں خصوصاً پامپی اور قیصر نے زمانۂ حال میں بہت کچھ اضافہ کیا تھا۔ روما کے سپہ سالار کے لیے جو ہسپانیہ پر حملہ آور ہو مسالیہ کا اس کے موافق ہونا ضروری تھا اور بالخصوص قیصر کے لیے جس کے مفاد کے لیے گال میں سکون استقرار ضروری تھا مسالیہ کی موافقت ناگزیر تھی مگر اہل مسالیہ روما کی خانہ جنگی میں شریک ہونا نہ چاہتے تھے اس لیے انھوں نے اپنی غیر جانبداری کا اعلان کر دیا۔ مگر جب معمول غیر جانبداری کے یہ معنی نہ تھے کہ کسی فریق کے ساتھ ہمدردی نہ ہو۔ مسالیہ کے سربرآوردہ لوگوں نے پامپی کے طرفدار نامہ و پیام کر رہے تھے اور انھیں کچھ کامیابی بھی ہوئی۔ باوجود غیر جانبداری کے اعلان کے مسالیہ کی حکومت فوج اور ذخائر جمع کر رہی تھی اور اسلحہ خانوں اور جہازی گودیوں میں جنگ کے لیے زور و شور سے تیاری ہو رہی تھی جب قیصر وہاں پہنچا تو انھوں نے شہر کے دروازے بند کر لیے اور اس کی ایک سمی مگر جب کا رفتی یم کا

---

[1] سسرو ایڈ ایٹی کم دہم ۸، ۸ - ۶ (۱۱۱۱ ۱۲۱۱) جلد ۱۶ ا۔

[2] یہ تقریباً قاعدہ تھا کیونکہ قیصر بروٹس کا سسر تھا اور صرف کاس یا عالم سلطنت کو اپنے عتاب میں ناٹک مقرر کرنے کا قدیم شاہی اختیار حاصل تھا۔

[3] دیکھو سسرو ایڈ ایٹی کم ۸، ۸ (۱۱۱۱ ۱۲۱۱) جلد ۱۶ اور قیصر کا مرثیہ آنجہانی بھائی ایڈ ایٹی کم دہم ۸، ب۔

باب ۱۰

سپہ سالار ڈومی تیس جہازوں کا ایک چھوٹا سا بیڑا جو اُس نے اٹروریا کے ساحل پر تیار کرلیا تھا وہاں سے کر نیجا تو اُنھوں نے اُسے نہ صرف شہر کے اندر داخل ہونے دیا بلکہ اسی قسم کی کمان بھی اُس کے سپرد کردی اُن کے اس فعل کو قیصر نے اطمینان بخش قرار دیا اور حکم دیا کہ آرٹی لائی واقع رسون جہاز بنائے جائیں اور محاصرے کی تیاریاں جاری رکھی جائیں قیصر اور زیادہ قیام نہیں کرسکتا تھا اس لیے اس نے فوج کی کمان لیوٹیس مارسیلس کی عام نگرانی سپرد کی اور ڈومی برونس کو جس نے جنگ گال کی کئی معرکہ آرائیوں میں نامآوری حاصل کی تھی بیڑے کا سپہ سالار مقرر کیا۔ اپنے ایک دوسرے تجربہ کار نائب سی۔ فے نیس روفس کو پیچھے رہنے کے رستے کو صاف کرنے کو روانہ کیا اور مسالیہ کے ساحل تک پہنچنے تک سمندر کی راہ بالکل کھل گئی پامپی کے حکم سے ان کے ساتھ جو بحری جہاز ملے تھے ان میں سے ہر ایک ایک لیگیٹ ۱؎ اور ایڈیلیس سے ساتھ سب (یگلال وغیرہ) میں اور ایم نیز تن سیس دارو ۲؎ کے ساتھ جو سب میں دو دو لیگن تھے یہ تینوں نائب اتحاد عمل پر متفق ہو گئے تھے اور یہ طے کرلیا تھا کہ وہ اسپین میں ٹریسس کے اضلاع کا نگران رہے یعنی تمام ہسپانیہ بعید اور ٹریسس عبور کرکے شمال میں افرانیس سے جا ملے ان لوگوں نے سیسیوں کی بھی ایک عامی فوج تیار کرلی تھی اور الرڈا واقع سکورس (دمدی) کے قریب حوالہ دی کیسٹلن ہے ایک مستحکم مقام پر قدم جما کر قیصر کے ورود کے منتظر رہے۔ الرڈا میں جب جوں کے اسپین دونوں فوجیں ایکدوسرے کے مقابلے میں صف آرا ہوئیں تو عددی لحاظ سے دونوں کے دم خم برابر تھے پامپی کے افسروں سب میں بھی کافی دخل رکھتے تھے البتہ وہ ایک ایسے سپہ سالار کے ماتحت تھے جو ایک دور دراز مقام پر تھا اس لیے انھیں اس بات کا ہمیشہ اندیشہ رہتا تھا

---

۱؎ اس قسم کو ہم نشین کرنیا یا بیڑے کو مدد اگسٹس نے بھی اسی نقطہ کی پیروی کی تھی۔

۲؎ وارو کے حالے کے لیے دیکھو قیصر دوم ۲۰۔

باب ۵ صفحہ ۲۸۱

اگر کہیں اس کی شکست نہ ہو جائے۔ برخلاف اس کے قیصر خود سپہ سالار تھا اور خطرات کا اُسے مطلق خوف نہ تھا کیونکہ بغیر کامل فتح کے اُس کی کارسازی نہ ہو سکتی تھی۔ اس لیئے فریقین کے طرزِ عمل میں ایک بیّن اخلاقی فرق تھا۔ قیصر کو پہلے حملے میں نقصان کے ساتھ شکست ہوئی۔ اس کے بعد طغیانی آگئی جس کی وجہ سے اُس کے پُل ٹوٹ گئے اور رسد کے نہ میسّر ہونے کی وجہ سے اُس کی حالت نہایت ابتر ہو گئی۔ اُس کا تمام دارمدار اب ایک کاروان پر تھا جو گال سے آرہا تھا اور جس کی مزاحمت کے لیے دشمن تیاریاں کر رہا تھا۔ مگر اسکے برخلاف سپاہیوں نے جنھوں نے گال کی جنگ کا تجربہ کیا تھا ایک نیا پُل بنا کر فن تعمیر میں اپنی مہارت کا ثبوت دیا۔ اس پُل کے بن جانے سے قیصر نے نہ صرف اپنے کاروان کو بچا لیا بلکہ دشمن کی رسد جمع کرنے والوں کو بھی وہ زچ کر سکتا تھا۔ اب دونوں فوجوں کی اندرونی حالت کا فرق بیّن طور پر نظر آنے لگا۔ یہ افواہ مشہور ہو رہی تھی کہ پامپی ماری ٹانیا (مراکو) کی راہ سے اپنے لیجنوں کے ساتھ آرہا تھا۔ یہ افواہ محض بے بنیاد تھی اور اس کی شہرت دینے سے کوئی نفع بھی نہ ہوا ہوگا۔ پامپی کے افسروں پر اب ایک اور مصیبت آئی یعنی دیسی بستیوں نے قیصر کی اطاعت قبول کرنی شروع کی اور جب طغیانی کے دفع ہونے کے بعد اُس نے پھر حملہ کرنا شروع کیا تو اُن کے بعض ہسپانی سپاہیوں نے اُن کا ساتھ چھوڑ دیا جس کی وجہ سے اُن کے قدم اکھڑ گئے اور اُنھوں نے وسطی ہسپانیہ کی طرف پلٹنے کا قصد کیا جہاں سرٹوریس پر فتح حاصل کرنے کی وجہ سے پامپی کا بہت نام تھا۔ قیصر نے اسلیے یہ قصد کر لیا کہ قبل اس کے کہ وہ ابرو کو عبور کر سکیں اُنھیں جا پکڑے اور اُسکو اس قصد میں کامیابی ہوئی یعنی اس نے اُنھیں ایک ایسے مقام میں گھیر لیا جہاں اُنھیں پانی نہ مل سکتا تھا اور بالآخر اُن لوگوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ پسپائی کی حالت میں ایک مقام پر وہ بالکل اُس کے پنجے میں آگئے تھے مگر

---

۱؎ سسرو (ایڈیاٹی کم ۲۰) سے یہ فقرہ سنی گئی کہ وہ الپس کو عبور کر کے گال کی راہ سے جا رہا تھا۔ بلکہ کردیم ۹۔ ایڈ

باب ۵

اُس نے اس وقت اُن کی جاں بخشی کی جس سے اُس کے سپاہی جو اس معاملے کا تکوار سے فیصلہ کرنا چاہتے تھے اس سے کچھ ناخوش ہو گئے۔ اب اس نے دونوں فوجوں کی موجودگی میں اُنھیں سمجھایا کہ اس جنگ میں میں نے مجبوراً صرف پامپی اور اُس کے شرکاء کے خبث اور بدباطنی سے ہاتھ ڈالا تھا اور ہسپانیہ پر حملہ کرنے سے میرا مقصد صرف یہی ہے کہ ہسپانیہ کی فوج جو میرے تباہ کرنے کے لیے وجود میں لائی گئی ہے اس کام میں نہ لائی جا سکے میرا مطالبہ صرف یہی ہے کہ افرانیس اور پیٹریس اطالیہ واپس جاتے ہوئے اپنی فوجوں کو منتشر کر دیں۔ ہر شخص آج کی تاریخ سے آزاد ہے اور تم میں سے کوئی اطالیہ کو پامپی کے سپاہی ہونے کی حیثیت سے واپس نہ ہوگا۔ اس کے مطالبے کی پوری طور پر تکمیل ہوئی جس کی وجہ سے اُس کا اصلی مقصد حاصل ہو گیا اور پامپی کی بہترین فوج ناپید ہو گئی جن لوگوں کو اُس نے اس ناگوار ملازمت سے نجات دلائی تھی وہ اسکے سطوت و جبروت اور ترحم کے ہزاروں میدانوں میں شاہد ہو گئے۔ بمقابلہ اس صبر و تحمل کے جو اس نے اہل روما کی نگاہوں میں کبھی اس کی اسقدر وقعت نہ ہو سکتی تھی۔ یہ عظیم الشان معرکہ بخیر و خوبی صرف ۴۰ روز میں ختم ہو گیا۔

صفحہ ۲۹۰

ہسپانیہ پر قیصر کا قبضہ

(۱۲۱۸) اب صرف داروے سمجھ لینا باقی تھا کیونکہ قبل اس کے کہ قیصر دوسرے مشاغل میں مصروف ہو جزیرہ نمائے ہسپانیہ کو پامپی کی ازواج سے خالی کر دینا ضروری تھا۔ قیصر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ داروے کا مزاج اس قسم کا تھا کہ فریق غالب سے مواخذت رکھنا چاہتا تھا۔ اطالیہ پر قیصر کا قبضہ ہو جانے کے بعد وہ خاموشی کے ساتھ واقعات کی

---

لہ قیصر نیم ۸۶ - ۸۷ (In Numen Varum) اور اُس زمانے میں اطالیہ یا گال این روئے آلپ کی مغربی سرحدی [illegible] میں اس زمانے میں بہت کم امتیاز کیا جاتا تھا کیونکہ صوبہ نکو اطالیہ کا ایک ملک خیال کیا جاتا تھا۔ دیکھو مام سین ۳ انجیم صفحہ ۹۲۔ نی سین (Landes Kun de) ۔۔۔ لیوکن کیم ۴۔۲۔

باب ۵

رفتار کو دیکھتا رہا۔ مگر جب اس کے ہمسرافسروں کو الرڈا میں کچھ خفیف سی کامیابی ہوئی تو اُس نے پامپی کی امداد میں اپنی گزشتہ سہل انگاریوں کی تلافی کرنی شروع کردی۔ اُس کی قیادت میں دو لیجن تھے جن میں اُس نے مقامی رنگروٹوں کو بھرتی کرکے اضافہ کیا۔ ذخائر رسد کی جن سے ایک بیڑا تیار کیا اور جبراً روپیہ وصول کرنا شروع کیا یہاں تک کہ گاڈیس کے مندر کے خزانوں کو بھی اُس نے نہ چھوڑا۔ مگر جب وہ پامپی کی طرفداری پر پورے طور سے آمادہ ہوگیا تو قیصر کی فتح کی خبر ہوئی مگر اب کوئی چارہ نہ تھا سوائے اس کے کہ قیصر کے مقابلے کے لیے تیار ہو اور اُس نے قصد کیا کہ اپنی افواج کو گاڈیس میں مجتمع کرکے پورے طور پر مدافعت پر تیار ہو جائے جہاں اسکے عقب میں سمندر تھا۔ مگر قیصر نے ایسی عجلت کی کہ اُس کی ایک نہ چلی۔ کیو کینیسیس[1] کو دلجیوں کے ساتھ ہسپانیۂ بعیدہ کی طرف بھیج کر اُس نے فوج کے ایک تیز رو دستے کے ساتھ گاڈیس پر دھاوا کردیا جو جنوب مغرب میں اہل روما کا اہم ترین مرکز تھا اور تمام طوائف والنواف میں ہر ایک بستی کے سربرآوردہ اشخاص کے پاس اُس نے پیام بھیجا کہ اُس تہمتن آکر اُس سے ملیں۔ اُس کی ان تدابیر سے پامپی کے اقتدار کا شیرازہ پایا بکھرنے لگا۔ ہسپانیۂ بعیدہ میں وہ سپہ سالار رہ چکا تھا اس لیے اُس کا اثر بمقابلۂ پامپی کے زیادہ تھا اس لیے اُس کے احکام کی پوری طور پر تعمیل ہوئی۔ اکثر بستیاں اُس کی طرف ہوگئیں اور وہاں کے باشندوں نے پاتو وار و پر اپنے دروازے بند کرلیے یا اُس کی محافظ افواج کو نکال باہر کیا یہاں تک کہ اہل گاڈیس نے بھی اُس کی طرفداری کا اعلان کیا اور وہاں کی فوج بھی قیصر کی طرف سے شہر کی حفاظت کرتی رہی۔ وارو نے دو لیجن ہسپانیہ میں بھرتی کیے تھے ان میں سے ایک اُس سے باغی ہوگئی اور بالآخر اُس نے اطاعت قبول کرلی۔ قیصر نے فوراً ان اشخاص کے نقصانات کی تلافی کردی

[1] یہ کیسیس ٹری بیون تھا اس لیے روما سے باہر جانے کا اُسے کوئی حق نہ تھا۔

باب ۵

جس کا اُس کی طرفداری کی وجہ سے خسارہ ہوا تھا اور گاڈیس پہنچ کر وہاں کے مندر کے خزانوں کو واپس کرا دیا۔ کیسیس کو چار لیجنوں کے ساتھ اُس نے صوبے کا حاکم کر دیا۔ گاڈیس ۔ سمندر پر اکوگیا جو ہسپانیہ قریبہ کا بڑا شہر تھا اور اس صوبے کی بستیوں کے وفود سے ملاقات کی۔ اس کے بندوبست کی اور سے وہ مسالیہ پہنچا جہاں اُس کے جانے کی ضرورت تھی۔ یہاں اسے ایک واقعے کا علم ہوا جو ایک کونہ الرڈالی جنگ کا نتیجہ تھا یعنی ایم لیپی ڈیس نے جو روما کا حاکم شہتہ[1] حاکم مطلق مامور کیا تھا اور اس طرز عمل کو باقاعدہ بنانے کے لیے ایک قانون بھی نافذ کیا گیا تھا جو دراصل بالکل بے ضابطہ تھا۔ ہم بے ضابطگیوں پر تعجب کرنے کا موقع نہیں کیونکہ اس زمانے کے حالات ایسے ہی تھے[2]

مسالیہ کیسریو کی اہمیت

(۱۲۱۹) مسالیہ کا محاصرہ تین چار مہینے تک رہا کیونکہ ہم اب غالباً ۹ ستمبر تھی۔ محصورین نے حد درجے کا استقلال دکھایا فن قدیم کے بھی بڑے بڑے کمال دکھائے مگر ان کا کوئی نتیجہ نہیں ہوا۔ دو بحری لڑائیاں بھی ہوئیں جن میں اہل روما غالب رہے۔ یہ واقعہ خاص لحاظ ہے کیونکہ ہم اس سے اس طرز کی بحری لڑائیوں اور بیڑوں کی حالت[3] کے متعلق نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔ مگر محصورین قحط اور وبا میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے خستہ اور مایوس ہو کر انھوں نے اطاعت قبول کر لی جب کہ امداد کی امید یقیناً قطع ہو گئی۔ گرد و نواح میں بحالت طوفان سمندر میں پہنچ کر پھر بچ نکلا۔ اہل مسالیہ نے اپنے جہاز اور اسلحہ سپرد کر دیے اور تاوان جنگ بھی ادا کیا۔ قیصر نے اُن کی آزادی برقرار رکھی یعنی اُن کا یونانی ادارۂ دستور سلطنت اور قوانین بحال رہے۔ کچھ دنوں کے بعد اُس نے اُنکے مقبوضات کا بھی بیشتر حصہ لے لیا[4]۔ اس مشہور شہر کا اب انحطاط شروع ہو گیا اور

صہ ۲۹۱

[1] سولا کو ایک حاکم دریافتی نے حاکم مطلق نامزد کیا تھا۔ دیکھو سروانیہ ایلی کم ۲۰۱۵

[2] دیکھو نوٹ فقرہ ۲۴۵۔

[3] مارکوارٹ اسٹاٹس ورڈالنگ۔

باب ۵

اس کی حیثیت صرف ایک علمی مرکز اور ایک پرلطف مقام تفریح کی رہ گئی۔ اسکی تجارت بھی بالکل ماند ہو گئی اور آگسٹس کے زمانے میں رومی شہر ناپولی اسکا رقیب تھا جنوبی گال کا بڑا تجارتی بندرگاہ ہو گیا۔ قیصر نے مسالیہ میں دو کمپنی چھوڑ کر باقی کو اطالیہ بھیج دیا اور خود راہی روما ہوا۔ مگر قبل اس کے کہ ہم اسکی کارروائیوں کا ذکر کریں یہ بیان کرنا مناسب ہوگا کہ اس کے ان نائبوں کا کیا حشر ہوا جو بحالہ پیدا کرنے والے صوبجات پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ والیریس کوسا روڈی نیا میں مطلق زحمت نہ ہوئی کیونکہ پامپی کے افسر ایمم کوٹا کو جزیرے کے صدر مقام کے باشندوں نے بغاوت کر کے نکال دیا اور وہ افریقہ کو بھاگ گیا۔ سسلی میں پامپی کی طرف سے کیٹو برسر حکومت تھا جس نے حال ہی میں اپنی پہلی بیوی ماسیا سے دوبارہ شادی کر لی جو اپنے دوسرے شوہر ہارٹین سیس کے مرنے سے بیوہ ہو گئی تھی۔ جزیرے کی حفاظت کا وہ یوں طور پر بندوبست کر رہا تھا اور مقامی سپاہ کی امداد کے لیے صوبہ اطالیہ میں بھی فوج بھرتی کر رہا تھا کہ اس کی سپاہ کیسیریوں کے مقابلے میں سیسلی کے سودخوار ریزہ کار وہ مخالف تھا اور چونکہ سسلی میں اس کے رفیق کے ساتھ کسی نے ہمدردی کا اظہار نہیں کیا اس لیے غیر تیاری کے عالم جنگ کر دینے پر مجبور کرتا ہوا والریس وہاں جا پہنچا۔ پلوٹارک کا بیان ہے کہ اس وقت سے وہ جنگ کو طول دینے کا خواہاں ہو گیا تاکہ تقویت کی وجہ سے کوئی مانع ہو جائے اور سلطنت روما اس سخت مصیبت سے بچ جائے۔ سسلی اس طور پر کیسیریو کے قبضے میں اچھل کے آخر میں آیا۔ اس جزیرے میں وہ تا آبا میں رہا اور اگست میں صرف دو لیجنوں کو لے کر ابی افریقہ ہوا جن کی وفاداری مشتبہ تھی اور جو قیصر کی سلک ملازمت میں کارتھیم کے سقوط کے بعد داخل کر لی گئی تھیں اور سواروں

---

لے اسٹر ہجا۔ م ۱۲۱۔

تہ پامپی کے خسر سے اس کی اولاد کی جس کا کیسیریو کو ہوا تھا۔ سسرو اپ ٹی کم دہم ۲، ۹-۷-۴۔

کا بھی ایک دستہ اُس کے ساتھ تھا۔ پامپی کی جماعت کی طرف سے افسر یقینیں پی اٹیس وارس کمان افسر تھا مگر اس کی فوج قلیل التعداد تھی۔ کیوریو نے اپنے مخالف کو حقیر خیال کیا اور اس کا سبب یا تو یہ تھا کہ وہ اس امر سے ناواقف تھا یا اسے پروا نہ تھی کہ مخالفین کا وہ معاون نیومیڈیا کا بادشاہ تھا جو قیصر کا سخت دشمن تھا۔ جوبا (شاہ نیومیڈیا) کو پامپی سے یہ تعلق تھا کہ وہ اسکے باپ کا مربی تھا اور کیوریو سے بغض رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ اُس نے بحیثیت ٹری بیون جوبا کی سلطنت کے الحاق کی تجویز پیش کی تھی۔ یہی بے پروائی کیوریو کی بربادی کا باعث ہوئی۔ وارس کے مقابلے میں ابتداءً اسے کچھ کامیابی ہوئی جس سے اس کی ہمت بڑھ گئی اور ہسپانیہ کی فتوحات کی خبروں سے اس کی مزید ہمت افزائی ہوئی اس لیے اس نے اپنی خیمہ گاہ سے چند میل بڑھ کر دشمن کی ایک جماعت پر حملہ کر دیا جسے وہ نیومیڈیا کی فوج کا ایک جزو خیال کرتا تھا۔ مگر جب وہ پیاس اور گرمی سے خستہ حال ہو گئے تو وحشیوں کی فوج نے اُن پر حملہ کر کے انھیں نیست و نابود کر دیا یہاں تک کہ خیمہ گاہ میں جو سپاہی بطور محافظ چھوڑ دیے گئے تھے ان میں سے بھی بہت کم بچ کر نکل سکے۔ باقی میں سے اکثر نے وارس کی اطاعت قبول کر لی مگر جوبا نے ان لوگوں کو اس سے زبردستی لیکر سب کو نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیا سوائے چند اشخاص کے جو نمونے کے لیے رکھ لیے گئے۔ کیوریو نے اپنے حلم و استقلال سے اپنے سپاہیوں کو وفاداری پر قائم رکھا تھا مگر جلد بازی سے فوج بھی تباہ ہو گئی اور اُس کی جان بھی گئی۔ قیصر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس مہم سے جوبا کا داغ ایسا پھر گیا کہ یوٹیکا میں جو اہل روما مقیم تھے اُن کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرنے لگا۔ قیصر کا مطلب[2] یہ ہے کہ اس کے افسروں کی شکست کا پہلا نتیجہ یہ ہوا کہ روما کے شہریوں کو ایک وحشی بادشاہ کے آگے ذلیل و خوار بننا پڑا۔

باب ۵۰

صفحہ ۲۹

---

[1] غالباً قیصر کے ساتھ بھی اُسے پرانی عداوت تھی۔ سوئی ٹونیس جولیس ۷۱۔

[2] قیصر کا یہ فقرہ پُر اثر ہے۔ دیکھو سسرو اڈ اٹی کم ۱۰ر ۱۲، ۳۔

باب ۵
بغاوت قیصر روما میں۔

(۱۲۲۰) روما کی راہ میں قیصر کو ایک بغاوت فرو کرنی پڑی۔ نویں لیجن کے سپاہی جنھوں نے ہسپانیہ میں داد شجاعت دی تھی اور نقصان اُٹھائے تھے اب ناراض ہو گئے اور پلاسنٹیا پہنچ کر بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ قیصر اپنی فوج کے ساتھ جبکہ وہ دشمن کے مقابلے میں نہ ہو ہمیشہ رعایات ملحوظ رکھتا تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ نویں لیجن کی ناراضی کی وجہ یہ تھی کہ قیصر نے انھیں غیر وحشی قبائل کو لوٹنے یا اُنکے ساتھ بدسلوکی کرنے سے منع کیا تھا۔ بغاوت ایک ایسا مرض متعدی ہے جس کا پھیلنا سخت خطرناک ہے اس لیے اُس نے اُس کو دفع کرنے کی فوری تدبیریں اختیار کیں۔ قیصر نے بذات خود اس واقعے کو قلمبند نہیں کیا مگر صحیح ترین روایت غالباً یہ ہے کہ اُس نے انھیں برطرف کر دینے کی دھمکی دی۔ مگر یہ اُن کی خواہشوں کے برخلاف تھا اس لیے انھوں نے التجا کی کہ اس عام نوعیت کی اس درخواست کو قیصر نے اس طرز پر منظور کر لیا کہ وہ باغیان فساد کو سپرد کر دیں۔ ان لوگوں میں سے ہر دس اشخاص میں سے اُس نے ایک کو بذریعۂ قرعہ اندازی منتخب کر کے قتل کر دیا۔ اس طور پر منضبط فوج برقرار رہا۔ اور وفادار ہو کر نویں لیجن نے قیصر کی سپہ سالاری میں مزید خدمات انجام دیں۔ روما میں اے حاکم مطلق (قیصر نے اپنی خدمت کا دائرہ لیا مگر اس خدمت سے صرف ۱۱ روز باکیونکہ وہ سال آیندہ (۴۵ ق م) میں کانسل رہنا چاہتا تھا تاکہ آیندہ معرکہ آرائی کو بہ حیثیت روما کے حاکم اعلےٰ کے سر کرے اور باقاعدہ اقتدار کو حواہ اس کی اب کچھ ہی وقعت ہو؟ پامپی سے اپنی طرف منتقل کرے۔ کانسلوں کا انتخاب کرا کے وہ خود مع پی سنر و لیپیس واٹیا اساریکس کے کانسل منتخب ہوا۔ اپنے آدمیوں میں سے اس نے اکثر کو دوسری خدمات کے لیے منتخب کرایا پریٹروں میں ایم کائی لیس بھی تھا۔ بجاریوں کی مجالس میں جو جانشینیں خالی تھیں انھیں بھی اُس نے بھر دیا اور لاطینی تہوار منایا جس کے متعلق کانسلوں نے فرار ہوتے وقت کوئی انتظام نہ کیا تھا۔ ایک عرصے سے اُسے خیال تھا کہ ان اشخاص کے نقصانات کی تلافی کسی صورت سے ہو جائے جنھیں سیاسی جماعتوں کی باہمی رقابت سے یا ایسے قوانین سے نقصان پہنچا تھا جو انصاف پر مبنی نہ تھے

باب ۵

مگر اس کے لیے جدید قوانین کے نفاذ کی ضرورت تھی مگر ڑی یون اسکے بندوبست کم تھے اس لیے کوئی دقت نہ تھی۔ انٹونی نے اوائل سال میں غالباً اپریل میں قیصر کے روما میں آنے کے بعد ایک قانون منظور کرادیا تھا جس کا منشا یہ تھا کہ سولا کے کشتگان جور کی اولاد کو خدمات سلطنت کی امیدواری کا حق بحال کیا جائے۔ ایک دوسرا قانون اب نافذ کیا گیا جس کی رو سے اُن اشخاص کے حقوق بحال کیے گئے جنھیں پامپی کے قوانین ۵۲ء کے تحت میں سزا ہوئی صفحہ ۲۹۳ تھی کیونکہ قیصر کا مطمح نظر یہ تھا کہ اہل حوزی کے انتخابات کے انتظامات غیر متعصفانہ تھے اور مقدمات کی سماعت پامپی کے سپاہیوں کے سامنے ہوئی تھی۔ اس طور پر استخاص مذکورۂ بالا اور خیدا دلوگ جو اس کے لیے مفید ہو سکتے تھے اپنے حق کو پہنچ گئے۔ مگر تاہم جلاوطنی اشخاص واپس نہ بلائے گئے دوسرے قوانین حقوق مدینت کی توسیع سے متعلق تھے جن سے قیصر کے وہ وعدے پورے ہو گئے جو اس نے گال واقع زیر آلپ کے باشندوں اور باشندگان گالیا سسلپینا واقع ہسپانیہ سے کیے تھے۔ گال زیر آلپ کے تمام باشندوں کو حقوق مدینت حاصل ہو گئے۔ اس ملک کی حیثیت قانوناً صوبے ہی کی رہی۔ اس صوبے کی خاص حیثیت کی وجہ سے حدود سماعت کے متعلق جو شبہات پیدا ہوتے تھے اُن کے رفع کرنے کے لیے ایک اور قانون تیار کیا گیا اور غالباً قیصر کے غیاب میں نافذ ہوا جس میں مناسب قواعد تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمانے میں یا سال مابعد میں مسالیہ کے ضبط شدہ مقبوضات کے الحاق کے لیے ایک قانون منظور ہوا۔ ایک اشد ضروری امر یہ بھی تھا کہ قرضداروں کے بار کو کم کرنے اور لین دین کے کاروبار کو قائم رکھنے کے لیے ایک عارضی قانون نافذ کیا جائے

---

۱؎ قیصر سوم ۱، ۴، سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۲، ۴، ۸۔

۲؎ لینگ تاریخ روما سوم ۴۲۔

۳؎ اس قانون کے ایک حصہ کا ایک حصہ اب تک محفوظ ہے (قانون اوب ریا) دیکھو برونس Fontes صفحہ ۹۱۔

۴؎ سسرو نے ایڈ ایٹی کم دہم ۱۱، ۵، ۴ میں اس کی مثالیں دی ہیں۔

باب ۲ کیونکہ خانہ جنگی کی وجہ سے جائداد غیر منقولہ کی قیمت بہت گھٹ گئی تھی، قرضخواہ اپنا روپیہ واپس مانگ رہے تھے اور مقروض مالکان اراضی کو نہ تو نئے قرضے مل سکتے تھے اور نہ وہ اپنے علاقوں کو فروخت کر کے سابقہ قرضے ادا کر سکتے تھے۔ یہ افواہ بھی مشہور ہو رہی تھی کہ تمام قرضے ساقط کر دیے جائیں گے جس کی وجہ سے قرضدار قرضوں کی فوری ادائی سے گریز کر رہے تھے۔ مگر قیصر کا منشا ہرگز یہ نہ تھا کیونکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ حسب معمول لین دین پھر شروع ہو جائے نہ یہ کہ ساہوکار ہراساں ہو کر لین دین بند کر دیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی قرضداروں کے لیے بھی کچھ کرنا ضروری تھا کیونکہ حالات ایسے تھے کہ اس کی ضرورت تھی اس لیے اس نے ایک قانون نافذ کیا جس کا یہ منشا تھا کہ جو سود ادا کر دیا گیا ہے وہ اصل میں سے وضع کر دیا جائے اس رعایت کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرضخواہ کو اصل رقم میں سے ۲۵ فی صدی کا گھاٹا سہنا پڑا۔ علاوہ ازیں نقد رقم کی قلت کو رفع کرنے کے لیے قرضخواہوں کو مجبور کیا گیا کہ اس گھاٹے پر رقم کی ادائی میں قرضدار کی جائداد کو قبول کرلے۔ مقروض کی جائداد کی قیمت کے تعین کے لیے ثالثوں کے تقرر کا بھی انتظام کیا گیا اور قیمت کے تعین کا یہ اصول قرار دیا گیا کہ تشخیص اسی قیمت کے لحاظ سے ہو جو جائداد کی جنگ سے قبل تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نقد روپے کے چلن کو بحال کرنے کے لیے قیصر نے ایک قدیم قانون کی تجدید کی جس کی رو سے کوئی شخص قانوناً نقد روپیہ ۶۰۰ یا ۶ پونڈ انگریزی سے زیادہ نہ رکھ سکتا تھا۔ قواعد مذکور کا غالباً منشا یہ تھا کہ یا تو رقوم کی نقد ادائی ہونے لگے گی یا کم از کم جن لوگوں نے نقد روپیہ جمع کیا تھا گرفتار ہو جائیں گے اور صفحہ ۲۹ روپیہ جمع کرنے کے خطرات سے آگاہ ہو کر اپنا روپیہ کاروبار میں لگانا زیادہ پسند کریں گے۔ قیصر کی اس کارروائی سے عوام خوش ہو گئے اور

---

لہ قیصر سوم ۱، ۲۰ نے لفظ (Contitut) استعمال کیا ہے۔ سوئی ٹونیس (جولیس ۴۲) نے لفظ (Decresit) اور سسرو (ڈی آفیسو دوم ۸۴) نے (Aerfecit) دیکھو اپین دوم ۴۸ پلوٹارک قیصر ۳۷ ڈائون ۱۴، ۳۷-۳۸۔

باب ۵

انھوں نے اصرار کرنا شروع کیا کہ اگر غلام اپنے آقاؤں کے اندوختہ روپے کا پتا دیں تو انھیں انعام دیا جائے۔ مگر اس شورش سے قیصر نے نفع اٹھایا اور ممکن ہے کہ یہ شورش اس کے اشارے سے پیدا ہوئی ہو اس نے ایک پرزور اعلان شائع کیا کہ کسی غلام کی خبری پر وہ کسی شہری کو مصیبت میں پھنسانا نہیں چاہتا۔ دولتمند اشخاص کو اطمینان دلانے کی جنھیں ہراسان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ ایک آسان اور موثر چال تھی۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ ان مالی مشکلات سے ساہوکاروں کا کوئی نقصان نہیں ہوا کیونکہ ان کی اصل رقم تیسری صدی کے ملنے کی امید ہوگئی جس سے وہ بالکل ناامید ہو مٹے تھے اور اس ابتری کے زمانے میں نفع پر روپیہ لگانے کا انھیں موقع مل گیا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تجویزیں کس صورت میں نافذ ہوئیں۔ قانون میسیس ایک قانون کا ذکر کرتا ہے مگر ہمیں۔ پلوٹارک اور لاطینی مصنفین قیصر سسرو اور سوئی ٹونیس ساکت ہیں۔ ممکن ہے کہ اس نے اپنی یازدہ روزہ حکومت مطلق العنانی میں اس مضمون کا کوئی فرمان نافذ کیا ہو اور ۴۸ء میں بزمانۂ کانسلی اس کی توثیق و تکمیل کے لیے کوئی قانون نافذ کر دیا ہو۔ زمانۂ مابعد میں ایک قانون جولیا[1] نافذ تھا جس کی رو سے قرضداروں کی جائداد قرضخواہ پر منتقل ہو جاتی تھی اور اس طور پر قرضہ ادا ہو جاتا تھا۔ اس کارروائی کو (Cessio Bonorum) کہتے تھے۔ اس قانون کو جولیس قیصر نے نافذ کیا ہو یا آگسٹس نے مگر یہ اہم تخیل نظام قانونی میں غالباً اسی زمانے میں قیصر کی ان تدابیر سے داخل ہوا جو اس نے قرضداروں کی نفع رسانی کے لیے اختیار کی تھیں۔

قرضداروں کی رہائی

(۱۲۱) روما سے روانہ ہونے کے قبل قیصر نے ان صوبوں کے صوبیداروں کے تقرر کا انتظام کر دیا جو اس کے قبضے میں تھے۔ حکومت مطلق العنانی کے ختم ہونے کے بعد چونکہ اس وقت تک وہ کانسل نہیں ہوا تھا سینیٹ سے اس نے وسیع اقتدارات حاصل کر لیے اور مجلس مذکور سے افریقہ کے معاملات

[1] گائیس (سوم ۷۸) نے اس کا ذکر کیا ہے۔ دیکھو پوسٹ صفحہ ۳۴۔

باب ۴ کے متعلق بھی ایک اعلان کرادیا یعنی مارٹیانیا کے دو سرداروں یوبس اور بوگڈ کو بادشاہ کا خطاب دیا تاکہ وہ جوبا شاہ نیومیڈیا کے مزاحم رہیں جسے دشمن قوام قرار دیا گیا تھا قیصر کی سینٹ[1] کو پامپی کے طرفداروں کا "سینیٹ کی تلچھٹ" کہنا ایک حد تک حق بجانب تھا کیونکہ ہسپانیہ سے جو خبریں آئی تھیں وہ متضاد تھیں اس لیے جن لوگوں کا رجحان پامپی کی طرف تھا انھوں نے یا تو اپنے حقیقی خیالات کا اظہار کر دیا تھا یا ایپائرس پہنچ گئے تھے اور جو لوگ رہ گئے تھے صرف قیصر کے احکام کی پابندی سے چون وچرا نہ کر سکتے تھے۔ اس کا خسر پیسو بھی جو اپنے فرار پر پشیمان ہو کر واپس آگیا تھا۔ ہمہ تن مسلح کا حوصلہ مند تھا مگر منتخب شدہ کانسل سرنٹیس جو قیصر کے غیاب میں برسر حکومت ہونے والا تھا جنگ کا دلدادہ تھا۔ قیصر برنڈی سیم کی طرف دسمبر میں روانہ ہوا مگر صورت حال زیادہ امید افزا نہ تھی۔ اس کے بارہ لیجنوں میں سے بعض اس بندرگاہ میں موجود تھے اور جہازوں میں بیٹھنے کے لیے تیار تھے اور بعض قریب تھے۔ اسکے ساتھ گالی سواروں کا ایک بردست دستہ تھا جس میں غالباً جرمن بھی شامل تھے مگر ان کی تعداد ہرگز دس ہزار نہ تھی جیسا کہ اسپین کے نسخوں میں مندرج ہے اسکے لیجنوں میں بھی سپاہیوں کی تعداد پوری نہ تھی کیونکہ اول تو مغرب میں مہمات سے سپاہی فارغ ہوئے تھے اور طول طویل کوچ اور ایپولیا کے ساحلی اضلاع کے موسم خزاں کے ملیریا[2] بخار سے اس کی سپاہ کو نقصان پہنچا تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس کے ہر ایک لیجن میں قریب تین ہزار سپاہی تھے۔ اس کے پاس اتنے جہاز بھی نہ تھے کہ پوری فوج کو بوقت واحد سمندر پار لے جائیں اس لیے جہازوں کو دو پھیرے کرنے پڑتے مگر دقت یہ تھی کہ سمندر میں پامپی کے شرکا کا بہت بند تھا جن کی بدولت موسم گرما میں ایک اتفاقی کامیابی سے بڑھ گئی تھیں بحیرۂ ایڈریاٹک کے

سنہ ۴۹

---

[1] اپنی سنہ ۴۹ء میں سسرو نے اس سینیٹ کو (Consensus Senatorum) کہا تھا۔ ایٹاٹی کم دہم ۱۔ (Fam) چہارم ۱۔

[2] قیصر سوم ۲۔ سسرو قانون ۔ دوم ۱۔

باب ۵

شمالی سرے پر قیصر کے دو نائب مصروف پیکار تھے اور اُن کے زیر کمان ایک مخلوط فوج تھی جو گال زیر الپ اور الیریم کے سرحدی اضلاع میں بھرتی کی گئی تھی۔ مگر پامپی کے افسروں کے پاس جو اُن کے مقابلے کے لیے گئے تھے اوّلاً فوج زیادہ تھی اور وہ فن سپہ گری میں زیادہ مشاق تھے اس لیے قیصر کے نائبوں میں سے ایک سی اسٹونیس دارکس اسٹونیس کا بھائی، نے جو کھرٹا کے جزیرے میں گھر گیا تھا مجبوراً ہتھیار ڈال دیے اور اُس کے سپاہی جبراً پامپی کی فوج میں شریک کر لیے گئے۔ لیکن ایک دستے کے سپاہیوں نے بجائے ہتھیار ڈالنے کے اپنی تلواروں سے ایک دوسرے کا کام تمام کر دیا۔ یہ لوگ غالباً قیصر کے گال زیر الپ کے وفا شعار سپاہی تھے۔ پامپی کی فوج اب بہت بڑھ گئی تھی اور اُسے اُن کی تربیت کا بھی موقع مل گیا تھا۔ اُسکے زیر کمان نو لیجن تھے اور سی پیو جو بالبس کا جانشین ہوا تھا شام سے دو اور لیجن لا رہا تھا۔ لیجنوں میں سپاہیوں کی تعداد غالباً پوری تھی مگر سپاہی مختلف اقسام کے تھے۔ ایک لیجن جس میں سسرو کی سلیسیا کی فوج کے باقی ماندہ افراد تھے اس میں تو درحقیقت نبرد آزما سپاہی شریک تھے۔ تین لیجن مشرقی صوبجات میں بھرتی کیے گئے تھے اور ان میں بہت سے آزمودہ کار سپاہی تھے جو برخاست ہونے کے بعد قصداً کریٹ میں آباد ہو گئے تھے۔ انہیں سے بعض ہمارے جنگ میں شریک ہونے کیلئے اپنے گھروں سے رخصت آئے ہوئے تھے مگر سب سے یادگار لیجن اطالیہ سے لائے گئے تھے۔ اُن سپاہیوں نے وہ جنگ پیلاستی مدرسہ رجمنٹ و ترک وطن مالوف میں پڑھا تھا اور دوسرے مقامات سے جنگ کے نتائج کے متعلق جو خبریں آتی تھیں وہ امید افزا نہ تھیں کہ اُن کی ہمتیں بڑھتیں سرکاری رپورٹوں میں پامپی کے خسرو کو جو کامیابی افریقہ میں ہوئی تھی مبالغے کے ساتھ بیان کی جاتی تھی مگر ہسپانیہ میں پامپی کی بہترین فوج کے شکست و نابود ہو جانے کی خبر

---

۱؎ لیوی خلاصہ ۱۱۰۔ قیصر نے اس واقعے کو جس فقرے میں بیان کیا ہے وہ مفقود ہو گیا ہے مگر اس واقعے کی طرف اُس نے اشارہ کیا ہے دیکھو قیصر سوم، کے متعلق گرانز کی تحریر۔ لیکن چہارم ۴۰۲-۵۸۱ اور فلورس دوم ۱۳۰/۱۳۳ میں بھی واقعات نالیوی سے نقل کیے گئے ہیں۔

باب ۵ کب تک چھپ سکتی تھی۔ متواتر فتوحات سے قیصر کے سپاہیوں کا سکہ جم گیا تھا جن کی شجاعت مسلم تھی اور جو سردی اور گرمی برداشت کرنے کے عادی ہو گئے تھے۔ علاوہ ازیں پامپی نے اپنی فوج میں اُن لوگوں کو بھی شریک کر لیا تھا جو کھرکٹا میں گرفتار ہوئے تھے یا یونان کی ریاستوں میں بھرتی کیے گئے تھے۔ اگر اس کی فوج کے دوسرے سپاہیوں میں جوش ہوتا تو یہ جدید عناصر بھی اس جوش سے ضرور متاثر ہوتے مگر یہ
صفحہ ۲۹۶ نہیں ہوا کیونکہ اس کے سپاہیوں میں جوش نام کو نہ تھا۔ برخلاف اسکے امدادی افواج کی اس کے ساتھ تعداد کثیر تھی جن میں سوار اور پیادے، تیرانداز اور گوپھن پھینکنے والے سب ہی شامل تھے۔ ان میں سے بعض اجیر سپاہی تھے اور بعض بادشاہوں اور سرداروں کے بھیجے ہوئے تھے اور تین براعظموں سے آئے تھے۔ یورپ سے دَرْدَانی، مقدونی، بیسی اور تھریس کے دوسرے قبائل کے سپاہی تھے۔ ایشیا سے گلائی[1]، کپاڈوسی اور شامی تھے اور پانٹس، کریٹ اور کوماگینی سے ہلکے اسلحہ والے سپاہی تھے۔ افریقہ سے گالیوں اور جرمنوں کی ایک جماعت آئی تھی جسے بطلیموس آلی تیس کو بحال کرنے کے بعد گابی نیس نے اسکندریہ میں اس کی حفاظت کی غرض سے چھوڑ دیا تھا۔ ان متضاد عناصر میں یکجہتی پیدا کرنا اور اُن کو ایک ایسی فوج میں تبدیل کر دینا بالکل محال تھا جس میں ضبط فوجی پورے طور سے قائم ہو اور جو ہر سپہ گری موجود ہو اور قیصر سے بھی یہ امید نہ ہو سکتی کہ وہ پامپی کو اتنا موقع دے کہ وہ اپنی فوج کو جنگ کے قابل بنائے۔ فتوحات کی تکمیل اور اُسکے ثمرات سے مستفید ہونے کے لیے تو اُس کے سپاہی سب تیار تھے مگر ان میں بہت کم ایسے تھے جو لڑ بھڑ کر ابتدائی ہزیمتوں کی تلافی کرتے یا ایک شکست خوردہ جماعت کے لیے ایک طویل معرکہ آرائی کے مصائب کو برداشت کرتے جسکے ساتھ

[1] گالی لیس کا مطلب مسرد ارج شے (Fam) ہشتم ۱۔

انھیں واقعی ہمدردی نہ تھی۔

باب ۵ پامپی کے دوسرے مستقر کے حالات

(۶۲ ق م) پامپی نے ایک عظیم الشان بڑی فوج تیار کر لی تھی اور سمندروں پر اُس کا قبضہ تھا مگر اکابر روما جو اُس کے مستقر پر تھے حسب سابق اُسے پریشان کر رہے تھے۔ ان میں سے بعض تو ضرور خنک جو تھے۔ اُس کے رومی رسالے میں بہت سے نوجوان امیر شریک تھے۔ مگر ان کے علاوہ مُسن اشخاص بھی تھے جو اپنے لوقیتی ٹینٹ میں رہتے تھے۔ ان کے وہاں موجود ہونے سے تمام مباحثوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کیٹو نیشیت ماتحت خود سر تھا مگر اس نے بھی مکوس شروع کر دی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسنے پامپی اور اُس کی مجلس شوریٰ سے کوس قرارداد کے منظور کرنے پر آمادہ کیا کہ صوبجات کے شہر لوٹے نہ جائیں اور سوائے جنگ کے اہل روما کسی دوسرے طریقے سے قتل نہ کیے جائیں۔ اُس کے یہ خیالات تو نہایت پاکیزہ تھے مگر جنگ میں ایسے اصول کا کوئی خیال نہیں کرتا اور اس وقت ان پر بحث کرنا محض تضیع اوقات تھا۔ جوان تیسر وبھی اس جماعت میں آکر شریک ہو گیا۔ اُس کی طبیعت ناسازتھی اور سخت پریشانیوں میں مبتلا تھا اور اُس کے بیٹے اور بھتیجے کی ناشایستہ حرکات، اُس کی بیٹی کی بیماری اور علالت، اور خود اُس کی مالی مشکلات سے متعلق تھیں۔ اُسے اپنی جان کے لالے بھی پڑے ہوئے تھے اور اس لیے حیلہ سازی کر کے وہ دونوں فریقوں کو خوش رکھنا چاہتا تھا اور اُسے یہ بھی اندیشہ تھا کہ خواہ فتح کسی فریق کی ہو مگر اُس کی محبوب جمہوریہ کی خیر نہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ ایک زمانے سے تقریر کر کے اپنے دل کا بخار نکالنے کا اُسے

---

۱؎ پلوٹارک کیٹو ۵۴۔ پامپی ۵۵۔ یہ قسم سنیٹ مجلس کو سینٹ (Senate) لکھتا ہے۔ دیکھو مام سین کے روٹ Hist سوم ۹۲۵-۹۲۶) جس کا خیال ہے کہ باضابطہ سینیٹ کا قیام جس کا لبوکون (۶۵ ق م) نے ذکر کیا ہے محض افترا ہے۔ مگر سطور ۱۳-۱۴ میں حقیقت ضرور ہے۔ قیصر ۱۶ پر کرانر کا حاشیہ بھی دیکھو۔

۲؎ دیکھو المعروف اس کا سلا کا ٹالیس کے نام Fam دوم ۱۶۔

باب ۵ موقع نہیں ملا تھا اس وجہ سے اُس کا دم گھٹ رہا تھا۔ اب اُس نے پیشیاں[1] کہنی شروع کیں جن سے لوگوں کی تفریح طبع کا تو سامان پیدا ہو گیا تھا مگر دل صاف نہ ہوئے۔ ان میں سے دو قابل ذکر ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ آپ اتنی دیر میں کیوں آئے
۲۹ اُس نے جواب دیا میں نے دیر تو نہیں کی بلکہ جلد آیا کیونکہ ابھی تو یہاں کوئی تیار نہیں اور جب پامپی نے پوچھا آپ کا داماد ڈولابیلا (جو قیصری تھا) کہاں ہے اُس نے جواب دیا آپ کے حسر کے ساتھ بسقہ فوج میں اطمینان مطلق نہ تھا اور روپے کے متعلق بھی سخت پریشانی تھی کیونکہ جس قدر امدادی افواج آتی جاتی تھیں۔ روپے کی ضرورت بڑھتی جاتی تھی اور اُس کے وصول کی بھی صورت مشرقی صوبجات اور متوسل بادشاہوں سے جبراً رقوم حاصل کی جائیں۔ پامپی کے صوبہ داروں کی ہدایات کے موجب انتحصال بالجبر کا سلسلہ جاری تھا اور چونکہ یہ نقد رقوم ایسے وقت میں طلب کی جا رہی تھیں جبکہ بدامنی کی وجہ سے خرچ سود بڑھ گئی تھی۔ اس لیے بے تامل بستیاں تہ و بالا سے زیر بار ہوگئیں صوبجات شام و ایشیا کے وصول کنندگان محاصل کو حکم دیا گیا کہ سنہ رواں کی جمع مع جملہ بقایا ادا کر دیں اور سال آیندہ کی آمدنی کا تخمینہ کر کے پیشگی بطور قرض داخل کر دیں۔ صوبجات کے بدنصیب باشندوں کو خوب معلوم تھا کہ یہ بھلے مانس رقوم مذکور کا وصول کس طور پر کریں گے۔ سندروں کے خزانے بھی اس دار و گیر سے نہ بچ سکے اور متفرق۔ قوم بھی خزانۂ جنگ میں شامل کر لی گئیں[2] وہ بچت جو سسرو نے ایفیسس میں جمع کر دی تھی۔

قیصر کا عزم و ارادہ اُسکے نتائج

(۱۲۲۳) سنہ ۴۹-۴۸ کے موسم سرما میں پامپی نے اپنی فوجوں کی چھاؤنیاں مختلف مقامات میں مقرر کیں اور خود کچھ دیر تک مقدونیہ میں مقیم رہا جہاں اس کا مستقر تھیسالونیکا میں تھا۔ اس کی جماعت کا یہ خیال تھا کہ اگر قیصر ہسپانیہ سے آ بھی جائے تو وہ آیندہ موسم بہار تک ایڈریاٹک کو عبور

---

[1] میکروبیس (Sat) دوم ۴، ۷، ۸ پلوٹارک سسرو ۳۸۔

[2] قیصر سوم ۳، ۲۱-۳۳۔ ٹاٹرٹیل اور پرسسرو کی مراسلت دیباچہ صفحہ ۴۲۔

باب ۵

کرنے کی کوشش نہ کرے گا پامپی کا زبردست بیڑا جو کم و بیش کیسیان حصوں (اسکاڈرن) میں منقسم تھا ساحل کی نگرانی کر رہا تھا۔ یہ بیڑا بیولس کے ماتحت تھا اور اسکے معتمد افسر تھے مثل پامپی کے بیولس کا بھی دار مدار زیادہ تر اس امید پر تھا کہ موسم سرما میں جہاز رانی میں خطرات ہوتے ہیں قیصر ان سے ڈر جائیگا اور یہی سوچ رہے کہ اگر بندی سیم سے روانگی کے وقت ہوا موافق ہے تو جب تک کہ ہوا کا رخ رہے ڈائرہیکیم کے قریب کے ساحل پر ہوا تندہ رہے گی۔ مگر تاہم پامپی کی قوت نہایت مستحکم تھی اور اس کے لیے قیصر کو ایپائرس یا الیریا کے ساحل پر مع فوج اترنے سے روک دینا بالکل ممکن تھا کیونکہ جب تک کہ اس کو سمندر کو عبور کرنے میں کامیابی نہ ہو وہ اپنے دشمن سے دست بگریباں نہ ہو سکتا تھا لیکن اگر ایک دفعہ اسے اس ساحل پر اترنے کا موقع مل گیا تو پھر بار برداری کے جہاز بہ آسانی آسکتے تھے۔ برخلاف اس کے اگر سمندر کے عبور کرنے میں ناکامی ہوئی تو اس غیر معمولی تعویق سے اس کے سیاسی بدل ہو جاتے اور اطالیہ میں بھی تشویش بڑھ جاتی جس کے آثار[1] اطالیہ کے بعض اضلاع میں نمایاں ہو رہے تھے مگر حسب معمول اس نے اپنے سہل انکار مخالفین کو چکمہ دے دیا یعنی ۴ جنوری کو بریندی سیم سے روانہ ہوا اور دوسرے روز مع فوج ایپائرس کے ساحل پر اتر گیا اس کی فوج میں سات لیجن تھے جن کی تعداد مکمل نہ تھی اور چند سوار تھے اس نے اپنی بار برداری کے جہازوں کو باقی ماندہ سپاہیوں کو لانے کے لیے روانہ کیا مگر بیولس نے جو اب خواب غفلت سے چونک اٹھا تھا ان کا تعاقب کر کے ۲۰ جہازوں کو گرفتار کیا اور ان سب کو ملاحوں سمیت جلا کر اپنا دل ٹھنڈا کیا اس موقع پر یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ موسم سرما اب شروع ہو رہا تھا۔ روما کی تقویم بالکل ابتر حالت میں تھی کیونکہ حال میں پجاریوں نے نومبر کے مہینے شریک نہیں کیے تھے جس کی وجہ سے سرکاری سال شمسی سال سے دو مہینے پیچھے تھا اور

[1] دیکھو ٹائول اور برنز چہارم دیباچہ صفحات ۴۰ - ۴۲۔ جس میں کیمپیسیا اور دیگر مقامات کی بیچینی کا ذکر کیا گیا ہے۔

باب ۵ اس لیے ۴ جنوری سے دراصل مراد ۵ نومبر ہے۔ بحیرۂ ایڈریاٹک میں دشمنوں کی حرکات سکنات دریافت کرنے کے لیے گشت لگانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ قیصر کے ساحل پر اُتر جانے کے علاوہ پامپی کے شرکا کو سالونے پر سخت ہزیمت ہوئی تھی جو ڈالماشیا کے ساحل پر واقع ہے۔ بیبولس سرگرم ضرور تھا مگر اُس کی فوج زبردست نہ تھی تاہم وہ اپنا پورا زور لگا رہا تھا۔ اپنے بحری مستقر سے جو کورکائرا میں تھا وہ شمال میں کوکرٹیٹاک ایسے اسکاڈرنوں کو گشت میں رکھتا تھا تاکہ قیصر کے پاس پھر کوئی فوج نہ پہنچ سکے۔ ساحل کے ان حدود پر خاص نگرانی کی ضرورت تھی جو اس اکروکیرانی اور شمال میں کیسس کے درمیان تھا اور صوبۂ مقدونیہ میں شامل تھا۔ قیصر کا قصد تھا کہ اس ساحل پر جہاں تک ہو سکے قبضہ ہو جائے تاکہ پامپی کے ہاتھ سے مفید مقامات نکل جائیں اور بیبولس کے لیے کوئی ایسی بندرگاہ باقی نہ رہ جائے جس میں وہ موسم سرما میں پناہ لے سکے۔ جہاز سے اترتے ہی وہ فوراً راہی اوریکم ہوا جہاں کے باشندوں نے فوراً اطاعت قبول کر لی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اب وہ کاسٹل تھا اور پامپی کا جو افسر اس مقام پر کمان افسر تھا نہ تو الیری محافظ فوج کو نہ باشندگان شہر کو وہ روما کے حاکم اعلےٰ کی مخالفت پر آمادہ کر سکتا تھا۔ اس کے بعد وہ اپولونیا کی طرف روانہ ہوا اور وہاں بھی اُس کی اُسی طور پر پذیرائی ہوئی۔ اندرون ملک کے شہروں نے بھی ان دونوں بندرگاہوں کی اس معاملے میں متابعت کی اور چند روز میں ایپائرس کا بڑا صلع اُس کا تابع ہو گیا۔ اب اس کا اہم ترین مقصد یہ ہو گیا کہ ڈائرہیکم پر قبضہ کرے جو ایک بڑی بندرگاہ تھی اور جہاں پامپی کے فوجی ذخائر کا بڑا مخزن تھا۔

موسم سرما کی سرگرمیاں

(۱۲۴) پامپی اس وقت تھیسالونیکا سے مغربی ساحل کی طرف ایک فوج لیے ہوئے غالباً شاہراہ اگناشیا سے آ رہا تھا۔ قیصر کے ساحل پر اُترنے کی خبر اُسے اُس وقت ملی جب کہ وہ کنڈاوی کے کوہستان کو طے کر رہا تھا مگر اس مقام پر نہیں پہنچا تھا جہاں سے سڑک کی دو شاخیں ہوتی ہیں۔ اس خبر کا مخبر ایک افسر اہل ویبولیشس روفس تھا جسے قیصر نے کارنی نیم اور بھیجا

باب ۵

ہسپانیہ میں گرفتار کیا تھا اور پھر رہا کر دیا تھا۔ قیصر نے اُسے مصالحت کا پیام دے کر بھیجا تھا اور اُس[1] کے بیان کے موجب اُس کی شرائط ایسی تھیں جو بہ آسانی قبول کی جا سکتی تھیں۔ مگر جب روفس کورکا ٹرا میں پہنچا تو پیام لے کر بجلت پامپی کے پاس تھیسالونیکا نہ گیا بلکہ ہولس اور اُس کے رفقا سے اس پیام کا ذکر کیا جنھوں نے اُس کی ہمت افزائی نہ کی کیونکہ یہ لوگ بے خوف نہ تھے اور خوب سمجھتے تھے کہ اگر قیصر سے مصالحت ہو گئی تو علاوہ جنگی فتوحات کے انعامی فتح کا بھی سہرا اسی کے سر ہے گا۔ روفس کورکا ٹرا ہی میں تھا کہ قیصر وارد ہو گیا جس کی وجہ سے صورت حال بدل گئی۔ اب روفس نے عجلت کی اور اس خبر کو لیکر اقتاں دھیزاں پامپی کے پاس پہنچا مگر قیصر کے پیام کا کچھ تذکرہ نہ کیا۔ پامپی کو قیصر کی جسارت پر سخت تعجب ہوا اور اُس نے اپنی فتاکو تیز تر کر دیا تاکہ ایولونیا اور دوسرے بندرگاہوں کو بچائے مگر اُسے جلد معلوم ہو گیا کہ یہ اب ناممکن ہے۔ اس لیے اُس نے شمال کا رخ کیا اور دن رات کوچ کر کے ڈیرا کیم[2] پر پہنچا۔ نہ وہاں ہی قیصر کا قبضہ ہو گیا تھا۔ لیکن اُس کی اس سراسیمگی سے اُس کے سپاہی بھی متاثر ہو گئے یعنی اُس کے مقامی سپاہی منتشر ہو کر اپنے گھروں کو چلے گئے اور لیبیوں کے سپاہی بھی اس قدر گھبرا اُٹھے کہ لابی نس نے مناسب خیال کیا کہ فوج کے روبرو اپنے فوجی حلف کی تجدید کرے اور دوسرے افسروں اور سپاہیوں کو بھی دوبارہ حلف لینے پر آمادہ کرے۔ دونوں فوجیں اب ایک دوسرے کے مقابل خیمہ زن تھیں اور آپ سس ندی ان کے درمیان تھی۔ حملہ کرنے کے لیے قیصر کو صرف اپنی باقی سپاہ کے آنے کا انتظار تھا مگر اس وقت ان کے صحیح و سلامت آنے کی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی اس لیے اُسنے کیسیوفونی اُس کالی نس کے پاس جو برنڈی سیم کا اس کی طرف سے سپہ سالار تھا حکم بھیجا کہ ابھی صبر کرنے کی کوشش نہ کرے۔ یہ پیام عین وقت پر پہنچ گیا ورنہ اس کوشش میں تمام جہاز تباہ ہو جاتے اور قیصر خود بھی برباد ہو جاتا۔ موسم سرما میں

---

[1] قیصر سوم ۱۰۔

باب ۵ اب وہ دشمن کے قریب ہی خیمہ زن تھا مگر رسد کے متعلق اُسے سخت دشواریاں تھیں کیونکہ اس ملک میں علف کمیاب تھا اور سمندر پار سے رسد نہ آسکتی تھی۔ لیکن موسم سرما میں ناکہ بندی قائم رکھنے میں پامپی کے بیڑے کو بھی سخت مصیبت کا سامنا تھا کیونکہ خشکی سے اُس کے تعلقات منقطع ہو چکے تھے یہاں تک کہ پانی بھی کور کائرا سے لانا پڑتا تھا جس میں اکثر دقت ہوتی تھی۔ اپنی تکالیف سے تنگ آکر انھوں نے مصالحت کی سلسلہ جنبانی کرنی چاہی۔ قیصر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے یہ سمجھا کہ اب روفس کے پیام کا کچھ نتیجہ نکلنے والا ہے۔ اس لیے وہ ایل اسکری بوبیس البوے ماجو بیوکس کی طرف سے آیا تھا مگر اسے بہت جلد معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ صلح پر آمادہ نہیں ہیں بلکہ وہ اس چال میں تھے کہ عارضی صلح کر کے خشکی پر پہنچ جائیں۔ اس لیے اس گفت و شنید کا کوئی نتیجہ نہ ہوا اور موسم سرما میں جہازوں میں سفر کرنے سے بیوبلس نے حربیار تھا آخر کار اپنی جان گنوائی لیکن بجائے اس کے کوئی ہیرالجرمۃ نہیں کیا گیا اور اسکو اڈیروں کے کمان افسر خود مختار ہو گئے۔ اسی زمانے میں روفس نے قیصر کے پیام کا پامپی اور اسکے مشیروں سے تذکرہ کیا مگر پامپی نے ایک نہ سنی کیونکہ اُسے جو معلوم تھا اور درحقیقت بھی یہی تھی کہ فوجوں کے منتشر کرنے اور روما کو واپس ہونے سے اُس کی حیثیت ایک ایسے شخص کی ہو جانے کی جو قیصر کو اپنا مرتبی بنا کر بحال ہوا تھا۔ مگر قیصر مصالحت کی کوشش سے باز نہ آیا۔ ندی کے دونوں کنارے فوجیں پڑی ہوئی تھیں اسلیے دونوں فوجوں کے سپاہی ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگے اور اس گفتگو کا سلسلہ اتنا بڑھا کہ قیصر کے ایک افسر نے چالاکی سے پامپی کے سپاہیوں سے یہ کہا کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ اس ہولناک جنگ کا خاتمہ ہو جائے تو انھیں شورش کر کے اپنے سپہ سالار کو مجبور کرنا چاہیے کہ وہ قیصر کی تجاویز کی طرف متوجہ ہو۔ پامپی نے بالآخر مجبور ہو کر لابی نس کو بھیجا۔ وہ صاف صاف کہدے کہ اب صلح ہونے کی کوئی صورت نہیں اور سپاہیوں کی یہ بے ضابطہ گفتگو جبراً بند کر دی گئی۔ یہ قیصر کا بیان ہے۔

کائی لیبرا اور میلو کا خاتمہ

(۵۲ ق م) دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل موسم بہار کے انتظار میں

باب ۵

پڑی ہوئی تھیں اطالیہ میں قیصر کے منتخب کیے ہوئے حکام کامل سرد ولیس اور عالم شہر سی۔ ٹری بونیس اپنے حسن انتظام کا ثبوت دے رہے تھے۔ کریر پیٹر ایم کائی لیس[1] کو جملہ امور ما حولی انصرام پر مامور کیا گیا تھا یہ شخص سخت پریشان حال تھا اس لیے اس سے امید تھی کہ تمام قرض ساقط کر دیے جائیں گے اور اس عالم پسندیدہ عمل سے جو ابتری پیدا ہو گئی اس میں اسے بے ضابطہ کارروائیوں کا موقع ملے گا اس کی حالت سفینہ ایک دیوانے کی تھی جو اپنے محافظ کے قابو سے نکل گیا ہو پہلی حرکت اس نے یہ کی کہ مجمع عام میں اعلان کر دیا کہ میں ایسے شخص کی امداد کرنے کو تیار ہوں جو حاکم تبہ کے فیصلوں سے ناراض ہو۔ روما کے نظام سلطنت کے موجب یہ اقتدار اسے حاصل تھا[2] یونکہ قانونا قیصر کی وجہ سے پریٹروں کے عام اقتدارات زائل نہیں ہوئے تھے بلکہ ماوراء اقتدارات (Parpolestas) کے مساوی کے لفظی اعلان میں رواج پا گیا تھا اور تمام معاملتوں کو ٹری بونیس کی معدلت پر اس قدر اعتماد تھا کہ کائی لیس سے لیے اعتبار شخص سے کوئی بھی امداد کا طالب نہ ہوا۔ اس کے بعد اس نے قرضوں کی ادائی کو ملتوی کرنے اور سود کو سوخت کر دینے کے بارے میں ایک قانون کا مسودہ پیش کرنا چاہا مگر قرضداروں کو بھی اس کی یہ تجویز پسند نہ آئی کیونکہ اس کی شرائط میں قیصر کے قانون سے زیادہ سہولت نہ تھی۔ اس کے وجود سے اب سخت زحمت ہونے لگی تھی اس لیے حکام نے سرد ولیس کی سرکردگی میں اس کو دفع کرنے کی تدبیر شروع کی اس لیے اس نے سابقہ تجویز سے قطع نظر کر کے دو انتہائی تجویزیں پیش کیں جن سے ایک کا منشا تھا کہ سال رواں میں رہنے کے مکانوں کا کرایہ معاف کر دیا جائے اور دوسری کا منشا تھا کہ تمام قرضے ساقط کر دیے جائیں۔ بالآخر کچھ لوگ اس کے ساتھ

---

[1] کائی لیس کے حالات کے متعلق دیکھو اس کا حصہ سابع سرد Fam ہشتم، ۱۲ سوم ۲۰-۲۲- ولیس دوم ۶۸- ۲ الون ۲۲، ۲۲-۲۵- کون ٹی لین ششم ۳، ۲۵ دہم ۱، ۱۱۵-

[2] دیکھو فقرہ ۳، مترجم-

باب ۵ ہو گئے اور بدمعاشوں کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اس نے ٹری بونیس کو عدالت سے بھاگ جانے پر مجبور کیا اس لیے سینیٹ نے کانسل کو اس امر پر مقتدر کر دیا کہ اپنے اعلیٰ اختیارات کو عمل میں لاکر کائی لیس کو معاملات سلطنت میں دست اندازی کرنے سے باز رکھے۔ سرویلیس نے بہت جلد اس کا قلع قمع کر دیا گو اُس نے کچھ مقابلہ بھی کیا۔ اب وہ بالکل جان پر کھیل گیا تھا اس لیے اُس نے پہلے میلو کو بلایا۔ میلو اُس کا پرانا دوست تھا اور غالباً حال ہی میں مسالیہ میں اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ قیصر نے اُسے واپس نہیں بلایا تھا مگر کائی لیس کے بلانے سے وہ فوراً آگیا اور دونوں جنوبی اطالیہ کی طرف روانہ ہو گئے اور غلاموں اور دیگر اشخاص کو ورغلان کر قزاقی کرتی چاہی مگر دونوں جلد اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے کیونکہ ان کے مجرمانہ مقاصد کے بارآور نہ ہونے کے لیے کافی پیش بندی ہو چکی تھی۔ اس طور پر عہد انقلاب کے دو ایسے اشخاص کا خاتمہ ہو گیا جنھیں اس زمانے کا خاص نمونہ کہنا چاہیے اور قیصر کا اقتدار اطالیہ میں حسب سابق قائم رہا۔

انٹونی کا ورود۔ (۱۲۶) مہینے کے بعد دیگرے گزرتے جاتے تھے اور انتظار قیصر کے حق میں مضر تھا مگر مجبوری تھی کہ جتنی فوج موجود تھی اُس کو لے کر حملہ نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ پامپی کی فوج اس وقت اُس کی فوج سے بہت زیادہ تھی اور سیپیو ایک دوسری فوج لے کر اُن کی امداد کے لیے مشرق سے آرہا تھا۔ برخلاف اس کے قیصر کے جو لیجن برنڈی سیم میں تھے یا تو وہ آنے سے مجبور تھے یا نہیں آئے اور سمندری طوفانوں کا دفع ہونا پامپی کے جہازوں کے لیے زیادہ مفید تھا کیونکہ وہ بندرگاہوں سے رکھے جاتے تھے اور قیصر کے جہاز جو تجارتی تھے اُن کا مدار بادبانوں پر تھا جو کہ صرف ہوا سے چلتے تھے۔ لیبو کو ایک وقت یہ خیال آیا کہ الیریا کے ساحل پر منتظر رہنے سے زیادہ مناسب ہوگا کہ قیصر کے بیڑے کو برنڈی سیم میں محصور کر دے اس لیے اُس نے ایک جزیرے پر قبضہ کر لیا جو بندرگاہ کے شمال میں تھا اور اس طرح بیڑے کو گھیر لیا مگر انٹونی نے جواب کان میں فوفیس کا شریک تھا لیبو کو وہاں سے ہٹنے پر مجبور کیا اور بندرگاہ کھل گئی مگر باوجود اس کے انٹونی نہ آسکا اور قیصر کی حالت خطرناک ہوتی جاتی تھی اس لیے اُس نے حکم دیا کہ بیڑے

باب ۵

ہوا موافق ہو سمندر کو عبور کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اپنے بیڑوں کو لانے کے لیے خود اُس نے ایک کھلی ہوئی کشتی میں سمندر کو عبور کرنے کی کوشش کی مگر باد مخالف نے اُسے ایسی پر مجبور کیا۔ بالآخر اپریل کے اوائل میں انٹونی چار لیجنوں (جن میں سے تین بزرگ) اور ۸۰۰ سوار کو لے کر روانہ ہوا مگر جہازوں کے نہ ہونے کی وجہ سے دو لیجنوں کو پیچھے چھوڑ دینا پڑا۔ اس فوج کا صحیح و سلامت پہنچنا محض اتفاقات پر مبنی تھا مگر قیصر کا ستارہ اقبال عروج پر تھا۔ الیریا کے ساحل پر پہنچ کر ہوا ایکایک بند ہو گئی اور قریب تھا کہ پامپی کے بیڑے کے پیچھے میں یہ سپاہ آجائے مگر جونہی ہوا ایکایک چلنے لگی اور یہ بیڑا نائم نے ایم کے بندرگاہ میں جا کر لنگر انداز ہوا جو ڈائراکیم کے شمال میں ہے۔ رنگروٹوں کا عرشہ ایک جہاز پامپی کے آدمیوں کے پنجے میں پھنس گیا جنھوں نے ان کی جاں بخشی کا وعدہ کر کے اصیل تسلیم کر دیا۔ قیصر نے لکھا ہے کہ روڈز کے جہازوں کا ایک اسکاڈرن جو اُس کی باربرداری کے جہازوں کا تعاقب کر رہا تھا طوفان میں پھنس کر ایک ایسے ساحل پر غرقاب ہو گیا جس پر اُس کی سپاہ کا قبضہ تھا۔ اس کے سپاہیوں نے باقی ماندہ اسقاص کو بچا لیا اور اُس نے انھیں اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ انٹونی نے اپنے بیشتر جہازوں کو باقی ماندہ سپاہیوں کو لانے کے لیے واپس کر دیا مگر یہ تیسرا بیڑا کبھی نہ آیا۔ صورت حال اب حسب ذیل تھی۔ پامپی ایک سال سے زیادہ سے ایڈریاٹک کے مشرق میں تھا مگر اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا اور اب وہ انٹونی اور قیصر کے درمیان گھر گیا تھا جن میں سے انٹونی شمال میں تھا اور قیصر جنوب میں۔ اب اس کا فرض یہ تھا کہ دونوں کو ایک دوسرے سے ملنے نہ دے۔ مگر قیصر

---

لہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ وہی مشہور موقع ہے جبکہ اُس نے ملاح کی ہمت بڑھانے کے لیے کہا تھا "قیصر آج تمھاری کشتی میں ہے" یہ قصہ جسے والبر میکسی مس سوئی ٹونیس فلورس پلوٹارک، اسپین، ڈائون اور لیوکن نے بیان کیا ہے زیادہ صحیح ہے گو قیصر کی راویوں نے اس میں رنگ آمیزی کی ہے قیصر نے حسب عادت اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔

باب ۵ آنے سے قبل انٹونی کا کام تمام کردے۔ چونکہ وہ اندرون ملک میں بہ آسانی نقل و حرکت کرسکتا تھا اس لیے اس تدبیر کو عمل میں لانے کا خاصہ موقع تھا اور وہ کچھ کر بھی گزرا۔ مگر انٹونی کو ہمدرد دسیوں نے متنبہ کردیا تھا اور وہ اپنی خیمہ گاہ میں مقیم رہا اور دوسرے روز قیصر اس سے آملا۔ پامپی کو ڈائرا کیم کے قریب ایک مقام کی طرف پسپا ہونا پڑا اور اس طرح اس جنگ میں پہلی کامیابی قیصر ہی کو ہوئی۔

ڈائرا کیم کے مورچے (۱۲۷) قیصر کے زیر کمان اب تین لیجن اور قریب ۱۰۰۰ سوار تھے۔ اُسے وقت زیادہ تر رسد کی تھی اس لیے اُس نے اپنی فوج سے تین دستوں کو علیحدہ کرکے ایک کو اٹیولیا روا۔ کیا جہاں سے فوج کے بھیجنے کی درخواست آئی تھی، دوسرے کو تھسلی میں اپنے لشکر کو تقویت پہنچانے کے لیے روانہ کیا اور تیسرا جو پہلے اور دوسرے سے بڑا تھا مقدونیہ کو روا۔ کیا گیا جہاں اسے مقامی امداد کی بھی امید تھی تاکہ سیپیو پامپی کی فوج سے ملنے نہ پائے۔ پہلے اور دوسرے دستوں کے کمان افسروں کو یہ بھی ہدایت کی گئی تھی کہ غلے کے فراہم کرنے کا خاص خیال رکھیں۔ ان دستوں کی کارروائیوں کے متعلق صرف اس قدر لکھنا کافی ہے کہ انھوں نے سیپیو کو مشغول رکھا اور اُسے ڈائرا کیم پہنچ کر پامپی سے مل جانے کا موقع نہ دیا۔ آیندہ دو تین چار مہینوں میں اصل موقع جنگ میں جو واقعات ہوئے فوجی تاریخ میں نہایت عجیب و غریب ہیں۔ پامپی کے بیڑے نے اوریلم اور لسینس کی بندرگاہوں پر حملہ کردیا۔ ان دونوں مقامات پر قیصر کے جہاز تھے مگر ان کی حفاظت کا بخوبی انتظام کیا گیا تھا اس لیے پامپی کے بیڑے نے ان پر یا تو قبضہ کرلیا یا انھیں جلا دیا جس کی وجہ سے اطالیہ سے قیصر کے تعلقات بہ نسبت سابق اور بھی منقطع ہوگئے۔ اب اس نے پامپی پر دھاوا کیا مگر وہ مقابلے پر نہ آیا اس لیے وہ ایک دوسری چال چلا یعنی پامپی کی فوج اور ڈائرا کیم کے درمیان میں حائل ہوجائے مگر شہر مذکور پر اس کا قبضہ نہ ہوسکا۔ اسی شہر کے بعض باشندوں کی سازش سے رات کو حملہ کیا مگر اس میں بھی ناکامی ہوئی۔ پامپی اب اس شہر کے جنوب مشرق میں خیمہ زن ہوا جہاں سے سمندر کی راہ سے شہر تک آمد و رفت ممکن تھی اور رسد پہنچ سکتی تھی مگر اس کا مخالف سخت

باب ۵

ضیق میں تھا اور باوجود سخت جاں فشانی کے اپنے سپاہیوں کے لیے رسد فراہم نہ کر سکتا تھا۔ اب قیصر کو ایک عجیب و غریب تدبیر سوجھی یعنی اُس نے قصد کیا کہ اپنی بھوکوں مرنے والی فوج سے پامپی کی مستحکم سپہ فوج کو محصور کرے۔ اس مقصد سے اُس نے خشکی کی طرف پامپی کی چھاؤنی کے گرد اگرد مورچے بنانے شروع کیے اور فصیل بنا کر انھیں ایک دوسرے سے ملا دیا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر اس تعمیر کردہ پامپی کی چھاؤنی کے آخری سرے پر سمندر تک پہنچا دے تو وہ ساحل کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے تک محصور ہو جائے گا اور پھر اس کی رسد کی گاڑیاں کرایہ کے لیے بھی فوج کے دستے نہ بھیج سکے گا بلکہ خود اُس کے پامپی کے محصورین کے لیے چارہ ملنا محال ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں لوگوں کو یہ بھی خیال ہو جائے گا کہ پامپی لڑنے سے گریز کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی سطوت و جبروت زائل ہو جائے گا اور اسی سطوت کی وجہ سے مشرق کے ذخائر اُس وقت اُس کے دست قدرت میں تھے۔ چونکہ پامپی مقابلے پر آکر اس تعمیر کو روک سکتا تھا اس لیے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنے مورچوں کو اس قدر وسعت دے کہ اُن کے گرد فصیل بنانا قیصر کے لیے مشکل بلکہ ناممکن ہو جائے کیونکہ اُس کی فوج کی تعداد کم تھی۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ قیصر نے اپنے خط حصار کو چودہ میل دائرہ کی طرح طویل کر دیا تو بھی اس پر ۳۵ ہزار آدمیوں کی فوج کے لیے یہ ایک معرکۃ الآرا کام تھا۔ قیصر نے خود بھی ان مورچوں کی بہت تعریف کی ہے اور اُن کے اس قدر صبر کی کہ پامپی کی فوج پر ایسی گرفت کو کم و نہ کیوں۔ مگر یہ کام دراصل جان پر کھیل جانا تھا کیونکہ درجہ دوم کی بھی کسی فوج کو مدت مدید کے لیے کسی ایسے سپہ سالار کی کمان میں جس کے عروج کا زمانہ گزر چکا تھا کوئی اس سے چھوٹی فوج محصور نہ رکھ سکتی تھی اور یہ قیصر ہی کا گردہ تھا کہ اُس نے اپنے بھوکے سپاہیوں سے ان طویل مورچے کو بنوا کر اُن کی جان جوکھوں میں ڈالی۔ اُسکی فوج جڑی بوٹیوں اور گوشت پر گزر کر رہی تھی اور غلہ جس پر روما کی سپاہ کی اوقات بسر ہوتی تھی بالکل نایاب تھا کہ اب سال ختم ہونے کو تھا اور آیندہ موسم کی فصلوں سے کچھ امید نہ بندھتی تھی۔ پانی البتہ بمقابلہ اپنے دشمنوں کے انھیں بہ آسانی ملتا تھا

باب ۵

کیونکہ قیصر نے ان ندیوں اور نالوں کے بہاؤ کو پھیر دیا تھا جو پامپی کے لشکر کی طرف بہتے تھے یا انھیں گدلا کر دیا تھا۔ کنوئیں کھودے وہ کچھ اپنا کام نکالتے تھے مگر یہ پانی مضر صحت تھا اور اکثر کنویں سوکھ جاتے تھے۔ اس لیے گو ان کی فوج کو غذا کی کوئی کمی نہ تھی مگر ان کی صحت قابل اطمینان نہ تھی اور چارے کی کمی کی وجہ سے ان کے باربرداری کے جانور مر رہے تھے۔ رسالے کے گھوڑوں کی بھی حالت خراب تھی اور مردہ جانوروں کی لاشوں سے تمام میدان بھرا ہوا تھا۔

گردوں کا زار

(۱۲۲۸) پامپی کی فوج سے وقتاً فوقتاً قیصر کے مورچوں کی توسیع کو روکنے یا ان کو توڑنے کی کوشش کی اور داد شجاعت دی۔ ان لڑائیوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان لڑائیوں میں سے ایک کے بعد کسی ایک مستوری کی ڈھال میں ۱۲۰ سوراخ پائے گئے اور قیصر کے ایک مورچے میں تیس سے زائد تیر پھینکے گئے۔ بحالت موجودہ اوار یکم، الیسیا اور الرڈا کے جاں باز سپاہی اپنے مقام پر جمے رہے گو ان کے مخالفین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ تاکہ بندی کا اخلاقی اثر کئی صورتوں میں ظاہر ہو رہا تھا۔ ایک قیصری افسر نے جس کی کمان میں ایک جرمنی سپاہ تھی کسی وقت کے بعد ھیبس اور وسطی یونان کے چند دوسرے شہروں کو قیصر کی اطاعت قبول کرنے پر آمادہ کیا کہ اس سے بالفعل مفید نتائج مترتب نظر آتا ہو۔ قیصر نے سیپیو سے گفت و شنید کرنے کی بھی کوشش کی جو اس وقت مقدونیہ میں تھا۔ معلوم نہیں کہ اس چال میں اس کی حقیقی مصلحت کیا تھی۔ اس کا بیان ہے کہ اس کے قاصد کا پہلے تو خیر مقدم ہوا مگر فاوونیس (کیٹو کا دوست) نے سیپیو کو بہکا دیا اور اس نے قاصد کو بے نیل مرام واپس کیا۔ پامپی کو بھی اس نے لڑنے پر مجبور کرنا چاہا مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ کیونکہ پامپی صدر دے کا محتاط تھا اور مثل اپنے الرڈا کے نائبوں کے ہزیمت اٹھانے سے ڈرتا تھا۔ اس وقت اسے خاص فکر اس امر کی تھی کہ اسکے سوار اچھی حالت میں رہیں اور گھوڑوں کے لیے چرنے کی بھی اسے جگہ مل گئی تھی۔ مگر قیصر نے اس کا یہ تانگا کر راستہ بند کر دیا اور پامپی کے گھوڑوں کی حالت

باب ۵

ایسی خراب ہوئی کہ اب کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا کیونکہ میدان جنگ میں وہ بغیر سواروں کے نہ آسکتا تھا خصوصاً اس لیے کہ اُس کے دشمن کی سپاہ نہایت چست و چالاک تھی اور اُس کے لیجنوں کو کسی جنگ میں دشمن کو پیٹھ دکھانے کا تجربہ نہیں ہوا تھا۔ اس نازک موقع پر بات امداد غیر مترقبہ پہنچ گئی۔ قیصر کے رسالے میں دو عالی خاندان گالی افسر تھے جو عرصۂ دراز سے اُس کی ماتحتی میں تھے اور جنھیں اپنی خدمات کا مناسب صلہ مل چکا تھا۔ ان دونوں افسروں نے اپنے سپاہیوں کی تنخواہ میں حسب دلخواہ ترقی کرنے اور تعداد سے زیادہ سپاہیوں کی تنخواہ اُٹھانے کا الزام لگایا گیا۔ قیصر نے بظاہر انھیں کوئی سزا نہ دی مگر خلوت میں کچھ سرزنش کی جو ان دکی انمس کیلیٹیوں کو ناگوار ہوا۔ اس لیے سیدار گالیوں کو اپنے ساتھ لے کر وہ قیصر کی فوج سے علیحدہ ہو گئے جو بالکل ایک نئی بات تھی۔ پامپی کی فوج میں اُن کی خوب آؤ بھگت ہوئی اور انھیں تغلب کرنے والوں سے پامپی کو معلوم ہوا کہ قیصر کی چھاؤنی کے بائیں جانب جہاں اُس کے محاصرے کا جنوبی کونا سمندر سے آکر ملتا تھا تعمیر ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی اور اگر زور کیساتھ دھاوا کیا جائے تو کامیابی ہو سکتی ہے۔ اس نے اپنی تدابیر کو نہایت ہوشیاری سے مکمل کیا اور صبح ہوتے ہی یکایک دھاوا کر کے یہ نامکمل تعمیر سے گزر کر خط محاصرہ کے اُس پار ایک مقام پر قابض ہو گیا۔ دن چڑھنے پر قیصر کچھ اور سپاہی بھیجا اور اس مقام پر قبضہ کرنا چاہا جو اُس کے قبضے سے نکل گیا تھا۔ مگر پامپی کی سپاہ کی ہمت فتح سے بہت بڑھ گئی تھی اور قیصر کو اپنی ناکامی کی تلافی کی کوشش میں بجائے کامیابی کے سخت ہزیمت ہوئی۔ اُس کے بعض سپاہی اس ہلچل میں راہ بھول گئے اور جب بھاگ نکلے تو اپنے ساتھیوں کو بے ترتیبی کے ساتھ بھاگتے ہوئے دیکھ کر وہ نبرد آزما سپاہی بھی بھاگ کھڑے ہوئے جنھوں نے گال میں داد شجاعت دی تھی۔ پامپی نے اگرچہ اُن کی ہزیمت کی تکمیل کر دی مگر اس کامیابی کے بعد اُس نے عام حملہ نہیں کیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اُسے خوف تھا کہ دشمن اُس کی فوج کو کمین گاہ میں پھانسنا چاہتا ہے۔ قیصر نے اپنے سپاہیوں کو بڑی مشکل سے جمع کیا۔ اس کا قول ہے کہ اگر پامپی اپنے

باب ۵ محاصرے کے مورچوں کا ٹوٹ جانا

فن میں طاق ہوتا تو اُس نے اسی مقام پر جنگ کا خاتمہ کر دیا ہوتا۔

(۱۲۲۹) محاصرے کے اُٹھ جانے میں تو اب کوئی شبہ نہ تھا کیونکہ جو مورچے محاصرے کی مہینوں کی سخت محنت سے بنائے گئے تھے ان کے قائم رکھنے میں اوّل تو کوئی نفع نہ تھا اور جان کا خطرہ بھی تھا۔ اس لیے یہ محنت گویا اب بالکل ضائع ہو چکی تھی قیصر کے ایک ہزار قابل قدر سپاہی مارے جا چکے تھے اور وہ خود بھی بظاہر ایک نہایت موروثی سپہ سالار تھا۔ اس کی عزت و مرادوں میں اب زیادہ دیر نہ تھی۔ یہ خیال عام پامپی کی فتح کی تمنا میں مبالغہ ہوا۔ پامپی کے نوجوان سپاہی اپنے آپ کو سپہ سالار خیال کرنے لگے اور جملہ امرا کے افراد کا تھا۔ جو اس کے ساتھ مقیم تھے ان قدر رہ گیا کہ ان کے حق میں ہلاک ہوا ہے پامپی کی احتیاط کا اب وہ بیسہ کرتے تھے، جنگ سے گریز کرنے کو وہ حیلہ حربی پر محمول کرتے تھے بلکہ خیال کرتے تھے کہ پامپی سپہ سالاری سے دست کش ہونا چاہتا تھا اس لیے جنگ کو جلد ختم کرنے کی فکر کرتا تھا۔ آخری فتح کا اُس جماعت کے ہر فرد کو یقین کامل تھا۔ نمک حرام نابی میس کا یہ بھی خیال تھا جس نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دینے کے لیے اپنے پیارے رفیقوں کو قتل کر دیا جو اسیر ہو گئے تھے۔ مگر قیصر کے سپاہیوں کی حالت کچھ اور تھی۔ اُس نے جو اپنے سپاہیوں کے غیظ و غضب کا ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے انھیں اپنے فرائض کا زیادہ احساس ہو گیا اور اپنی ذلت کو مٹا دینے پر بہت طور پر تیار ہو گئے زمانۂ مابعد کے مصنفین نے لکھا ہے کہ انھوں نے قیصر سے التجا کی کہ موقع تو دیجیے کے لحاظ سے انھیں سزا بھی دی جائے۔ قیصر اس وقت لڑنے پر آمادہ نہیں تھا۔ اُس نے کچھ سرزنش صرف کی کمزوری کے ساتھ کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ اُس کے سپاہیوں کی سراسیمگی رفع ہو جائے اور انھیں اطمینان قلب حاصل ہو جائے اس لیے جب کہ پامپی کی فوج خوشیاں منا رہی تھی اور اس کی جماعت کے لوگ اپنی کامیابی کی اطلاع بیرونجات کو بھیج رہے تھے قیصر نے اپنی تدابیر کو مکمل کر کے اطمینان کے ساتھ رجعت اختیار کی۔ دشمن نے اُس کا تعاقب کرنا چاہا

۱۷۶ء

مگر کامیاب نہ ہونے کے سبب سے باز آیا۔ اب یہ طے کرنا اشد ضروری تھا کہ اب کونسا حیلہ حربی اختیار کیا جائے مگر اس کے طے کرنے میں پاپی کو فوجی دشواریوں کے علاوہ سیاسی امور کا بھی لحاظ رکھنا پڑتا تھا۔ اس کے طرفداروں میں خیال پیدا ہو رہا تھا کہ اطالیہ واپس ہو کر مرکزی حکومت پھر بحال کر لینا چاہیے جس میں قیصر ان کا حامی نہ ہو سکتا تھا اور جس کی وجہ سے دنیا کی نگاہوں میں ان کا وقار قائم ہو سکتا تھا۔ اور ممکن ہے کہ اطالیہ پر قبضہ ہو جانے سے گال اور ہسپانیہ پر بھی دوبارہ قبضہ ہو جاتا۔ مگر اس کے معنی یہ ہوتے کہ پاپی سیسپو کو اپنی قسمت پر چھوڑ دے اور پاپی کو خوب معلوم تھا کہ اگر اس نے سیسپو کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور قیصر نے اسے مطیع کر لیا تو روما کے امرا کی نگاہوں میں اس کی عزت خاک میں مل جائے گی۔ قیصر کو بھی اپنے نائب نے ایس ڈومی نیس کیالونی نس کی سلامتی کا خیال تھا جو سیسپو کو رد کے ہوئے تھا مگر پاپی پر اس کو یہ ترجیح تھی کہ وہ پہلے ہی سے اطالیہ پر قابض تھا اور امرا کی نکتہ چینیوں کی اسے پروا نہ تھی۔ اس لیے اس نے قصد کیا کہ اپولونیا لسمس اور اوریکم میں محافظ افواج کے چھوٹے چھوٹے دستے چھوڑ کر لہ رون کی طرف روانہ ہو اور کیالونی نس سے جا ملے۔ اس کا خیال تھا کہ سیسپو پر حملہ آور ہونے سے پاپی کو بھی ساحل سے کوچ کر کے ایسے مقام پر آنا ہوگا جہاں رسد کی کمی رہتی اور حالت مساوات جنگ ہو سکے گی۔ اس لیے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر پاپی اطالیہ روانہ بھی ہو جاتا تو میرا مقصد تھا کہ الیرم کی راہ سے کیالونی نس کو اپنے ساتھ لے کر اور سیسپو کا خاتمہ کر کے اس کے مقابلے کے لیے اطالیہ پہنچ جاؤں۔ مگر اس خطرناک طرز عمل کو اختیار کرنے کی ضرورت نہ پڑی کیونکہ پاپی نے سیسپو سے جا ملنے کا ارادہ کر لیا اور اس طرح دونوں فوجیں اندرون ملک میں اپنی امدادی افواج سے ملنے کے لیے روانہ ہوئیں اور دونوں سخت عجلت میں تھیں۔ لیکن پاپی کو قیصر پر یہ ترجیح حاصل تھی کہ وہ اگنا شیا کی سڑک سے جا سکتا تھا اور قیصر جسے اپولونیا کا چکر کاٹنا تھا مجبوراً دشوار گزار راہوں سے ہوتا ہوا ایپڈمنس کے سلسلۂ کوہ کو طے کر کے

باب ۵۷ تھسلی کی طرف روانہ ہوا۔

(۱۲ ۳۰) کیالوی نس دشمن کے پنجے میں پھنسنے سے بال بال بچ گیا مگر تدابیر کی اس فوری تبدیل کا اسے مطلق علم نہ تھا اور اگناشیا کی سڑک پر وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا تھا جو پامپی کے عین راستے میں تھا۔ مگر اس کے ہراولوں نے پامپی کے سپاہیوں کو دیکھ لیا اور چند گالیوں سے انہیں حالات معلوم ہو گئے۔ اس لیے کیالوی نس فوراً جنوب کی طرف روانہ ہو گیا اور قیصر سے وہ جا ملا جو تھسلی کے مغربی گوشے میں تھا جن لوگوں کے ملک میں سے قیصر گزر رہا تھا ان کا طرز اس کی شکست کی مبالغہ آمیز خبروں کی اشاعت کی وجہ سے بالکل بدل گیا تھا جس کی وجہ سے کوچ کرنے میں سخت دقت پیش آئی مگر کسی صورت سے اس نے پہاڑوں کو طے کیا اور تھسلی کے سرحدی شہر گومفی میں پہنچا۔ یہاں ان افواہ کا یہ اثر ہوا کہ یہاں کے لوگوں نے اسے اپنے شہر میں داخل ہونے نہ دیا گو چند روز قبل وہ اسکی خوشامد کرتے تھے۔ اس لیے ان لوگوں کے ساتھ ایسے سلوک کی ضرورت تھی جو دوسرے شہروں کے لیے باعث عبرت ہو۔ اس لیے اس نے فصیل پر دھاوا کر کے شہر پر قبضہ کر لیا اور لوٹ مار کے لیے اپنے سپاہیوں کے سپرد کر دیا جنہوں نے سخت ظلم اور وحشیانہ حرکتیں کیں مگر یہ تنبیہ کافی ہوئی کیونکہ تھسلی کے دوسرے شہروں نے اطاعت قبول کر لی اور سوائے لاریسا کے ان کے ساتھ نرمی کا سلوک ہوا۔ لاریسا پر سیپیو قبضہ کر کے پامپی کے ورود کا منتظر تھا۔ یہ اوائل اگست کا زمانہ تھا اور اس کے خستہ حال نبرد آزما سپاہیوں کو تھسلی کے پھل اور شراب سے شکم سیر ہونے کا موقع مل گیا مگر وہ انھیں ہمیشہ کوچ پر رکھتا تھا تاکہ ان کے دم خم پھر درست ہو جائیں۔ پامپی نے بظاہر یہ حالت بنا رکھی کہ یہ نہ معلوم ہو کہ وہ قیصر سے ڈر کر بھاگ رہا ہے مگر اس کی فوج کو تعاقب کرنے سے خوش تھی پھر بھی قیصر کی فوج کی طرح یہ عجلت نقل و حرکت

---

لہ لیوین۔ دم ۶۴۔

باب ۵

ذکر سکتی تھی جس کے ساتھ کوئی سامان نہ تھا۔ کیٹو کو فوج کے ایک دستے کے ساتھ ڈائرا کیم میں چھوڑ دیا تھا۔ یہ اسٹائک محب وطنی جنگ سے متنفر تھا اور چاہتا تھا کہ اہل روما ایک دوسرے کو قتل کرنے سے کسی صورت سے باز آئیں۔ اب چونکہ پامپی کے رفیق امرا کو فتح کی امید کامل تھی انھیں اس جمہوریت پسند کی موجودگی مستقر فوج میں ناگوار تھی بلکہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ پامپی کی خواہش تھی کہ وہ ان سے علیحدہ ہو جائے۔ اس لیے یہی مناسب خیال کیا گیا کہ فوج کے عقب میں اسے کسی اہم خدمت پر مامور کر دیا جائے۔ پامپی کا بڑا بیٹا اپیس بیٹے کے ساتھ تھا۔ اس کی فوج جب قیصر کے مقابلے پر آئی تو کامیابی کے قرائن ناخوشگوار ظاہر ہونے لگا۔ پامپی جسے ان امور کا بمقابلہ اس کے رفیق امرا کے زیادہ تجربہ تھا یہ چاہتا تھا کہ اپنے دشمن کو تھکا ڈالے جس کے ذخائر رسد آج نہیں تو کل ختم ہونے والے تھے۔ مگر معززارا کین سینیٹ اس فکر میں تھے کہ روما کو واپس ہو کر ہر سازشوں اور حصول مناصب کے پرلطف اشغال میں مصروف ہو جائیں اور اپنے دشمنوں سے بدلہ لیں۔ علاوہ ان کے ایک مستقل فوجی سردار کی ماتحتی بھی انھیں ناگوار تھی۔ اسی لیے پامپی کو انھوں نے خزانہ آگامیمنن کا لقب دے رکھا تھا۔ پامپی جوانی کے زمانے سے محض بے ڈھنگا تھا ہمیشہ لیت ولعل کرتا تھا اور یہ چاہتا تھا کہ ہر فوجی افسر اس کی تعریف میں رطب اللسان ہو۔ اسپیلیو جد کی صدا بلند ہوئی تو اس کے لیے ڈومی شیس اجنبی کاری نہیں شکست ہوئی تھی فاوونیس (کیٹو کا نام عام) لینٹولس اسپنتھر اور لینٹولس کرس اسے استخاص کو قابو میں رکھنا سخت دشوار تھا۔ نک حمام لانی کس نے بھی راگ میں راگ ملا کر کہلا بھیجا کہ قیصر کے جرار سپاہی اب ختم ہو چکے ہیں اور چاہے موت آئے یا فتح حاصل ہو لڑنا اب ضرور چاہیے۔ افرانیس نے جو قیصر کے حالات سے واقف تھا اطالیہ واپس ہونے کی رائے دی مگر اس پر ہیاپیہ میں غداری سے اپنی فوج کو

---

لہ دیکھو سسرو ایپسٹلی کم یارد بم ۶، ۲ حواس (Crudelitas) (سختی پن، بے رحمی) کا ذکر کرتا ہے جو مستقر فوج واقع ڈائرا کیم میں لوگوں کی گفتگو سے ظاہر ہوتا تھا۔

باب ۵ دشمن کے سپرد کرنے کا الزام رکھ کر خاموش کر دیا گیا۔ پامپی ہر شخص کو خوش رکھنا چاہتا تھا اس لئے جس نے مشیروں کی یہ رائے تھی تو وہ بھلا کیا کر سکتا تھا؟

جنگ فارسالس (۱۲۳۱) دونوں فوجیں تھسلی میں شہر فارسالس کے قریب مقابلے کے لیے صف آرا ہوئیں۔ پامپی اب لڑنے پر آمادہ ہو گیا تھا مگر اسے کئی روز لگ گئے۔ قیصر کئی مرتبہ لڑنے پر آمادہ ہوا اور اس کے سپاہی اب حد درجہ بشاش تھے۔ پامپی کے لشکر میں سازشوں اور رشک و حسد کا بازار گرم تھا۔ فتح ابھی حاصل نہیں ہوئی تھی مگر امرا اس کے ثمرات کیلئے ابھی سے لڑ رہے تھے۔ سردار سپاہ کی خدمت کے متعلق بھی نزاع تھی جو قیصر کے متعلق تھی اور قیصریوں اور غیر جانبدار لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا۔ پامپی نے تفصیل کے ساتھ ان جملہ حربی کو بیان کیا جن کے ذریعے سے فتح حاصل ہو سکتی تھی۔ بہ لحاظ تعداد کے اس کی فوج قیصر کی فوج پر برتری یعنی اس کے پاس ۴۵۰۰۰ سپاہی تھے اور قیصر کے پاس صرف ۲۲۰۰۰ اطالوی میں غالباً سوار بھی شامل ہیں جن میں سے قیصر کے پاس ایک ہزار تھے اور پامپی کے پاس سات ہزار۔ سواروں میں اہل روما کی تعداد کس قدر تھی معلوم نہیں ان میں سے بیشتر گالی یا جرمن تھے مگر پامپی کے رسالے میں بعض نوجوان امیر بھی تھے اور کم از کم اس کی موج میں غیر ملکی تیر انداز اگر پھینکنے والے اور ہلکے اسلحہ والے سپاہی بھی تھے۔ اسے خوب معلوم تھا کہ اس کے لیبیوں کے سپاہی اس کے مخالف کے سپاہیوں سے دست بدست جنگ میں عہدہ برا نہیں ہو سکتے البتہ سواروں کی تعداد اس کے پاس زیادہ تھی۔ اس تفوق سے اس نے یہ کام نکالنا چاہا کہ قیصر کے میمنہ کو اپنے سپاہیوں سے منہزم کر دے اور جب اسکی فوج میں ابتری پھیل جائے تو اپنی پیدل سپاہ کے دل کے ذریعہ اس کی فوج پر

---

لہ قیصر نے کبھی اس نام کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ "جنگ تھسلی" لکھا ہے۔ دوسرے مصنفین سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ فارسالس قدیم کے قریب ہوئی فارسالیا کیلئے قدیم نقشہ انطاوڈو Mal ۲۳ میرے علم ہے۔ جو جنگ چھڑنے کے لئے کلاسیکل کوارٹرلی میں مسٹر رائس ہومر کا مضمون دیکھو۔

باب ۵

ٹوٹ پڑے۔ فن حرب کے لحاظ سے اُس کی یہ تدبیر بالکل درست تھی مگر قیصر اُسے تاڑ گیا۔ اپنے محدود سے چند سواروں کو تقویت پہنچانے کے لیے اُس نے منتخب اشخاص کو اُن کے ساتھ کر دیا تھا جو پیدل لڑتے تھے اور یہ تدبیر عمدہ بھی ٹھیک ثابت ہوئی تھی میمنہ پر جو حملہ ہونے والا تھا اُس کو دفع کرنے کے لیے اُس نے ایک خاص فوج مخصوص کر دی تھی۔ زمانۂ مابعد کے مصنفین نے اپنے ناظرین کے حظِ طبع کے لیے بیان کیا ہے کہ جنگ کے قریب سیاہیوں کی خدمتیں کیا تھیں اغلب ہے کہ اس وقت وہ بھی جوش و خروش میں رہا ہو کیونکہ ان جوہدہ جو کند ذہن رہے ہوں گے کہ اس جنگ کا نتیجہ معلوم ہو گا۔ اس قسم کے امور کا ذکر نظر انداز کر دینا اُن توہمات سے چشم پوشی کرنا ہے جس میں آلۂ ہی نوعِ انساں عموماً سپاہی اور ملاح ہمیشہ مبتلا رہتے ہیں۔ جنگ ۹ اگست کو ہوئی۔ پاپی کے سواروں نے بے تحاشہ تیر اندازوں اور لوسیس میکیے والوں کی مدد سے قیصر کے میمنہ پر حملہ کیا جس کی پہلے ہی سے اطلاع تھی اور اس کے کمزور سالے کو پیچھے ہٹا کر اصل فوج پر بازو سے حملہ کرنا چاہا۔ مگر اُس وقت قیصر کے محفوظ کو ہرٹ حوانظ سے دور رکھے گئے تھے بلائے بے درماں کی طرح پاپی کے سواروں کے بازو پر نازل ہوئے اور اُن حافظہ اس زور کا تھا کہ وہ بے انتظامی کے ساتھ نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ قیصر کی فوج نے جو بالکل اُس کے قابو میں تھی دشمن کے بعلی حملے کو اسی پر اکتفا دیا اور اس کے بعد ہلکے اسلحہ والے سپاہیوں کا قتل عام کر کے پلٹے اور پاپی کے عقب کے بائیں حصے پر پہنچے۔ پاپی کی فوج کی صفیں اب بگڑنے لگیں اور اس کے سپاہی پہلے کی ترتیب کے ساتھ پسپا ہوئے اور پھر بالکل گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ قیصر نے بجز اسکان اہل روما کو قتل ہونے سے بچایا اور ان لوگوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آیا جنھوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ پاپی یہ دیکھ کر کہ شکست

---

لہ یہ جرمنوں کا طریقہ تھا۔ دیکھو صفحہ ۵۵۵۔

لہ فلورس دوم ۱۳، ۲۰ جو مانٹالیسوی کی پیروی کرتا ہے بیان کرتا ہے کہ یہ کہرٹ مرسہ کے تھے۔

ماتحت

ہونے والی ہے میدان جنگ سے واپس چلا گیا اور جب قیصری اُس کے خیمہ گاہ میں داخل ہوئے تو گھوڑے پر سوار ہو کر لاریسا روانہ ہو گیا۔ غیر ملکی امدادی افواج کے جو سپاہی کام آئے اُن کا کوئی حساب نہیں۔ قیصر کا بیان ہے کہ اُس کی اپنی فوج میں سے ۲۰۰ سپاہی اور ۳۰ سنتوری کام آئے اور پامپی کی فوج میں سے ۱۵۰۰[1] مارے گئے اور ۲۴۰۰ قید ہوئے۔ یہ اعداد قابل وثوق نہیں ہیں مگر پامپی کی عظیم الشان فوج کا ضرور خاتمہ ہو گیا۔ اراکین سینیٹ میں سے جو اُسکے ساتھ تھے دس مارے گئے جن میں ڈومی ٹیس بھی تھا جسے کارنی نیم میں شکست ہوئی تھی۔ اُس کے لشکر میں سامان عیش وعشرت بکثرت تھا اور اس فتح کی جسے اُنھیں امید موہوم تھی خوشیاں منانے کے لیے ایک زبردست دعوت کا بھی سامان موجود تھا۔ امرائے روما منصب اقتدار سے آج کی تاریخ سے معزول ہو گئے مگر اپنی یہ حسرت شکست کو عبرتناک بنانے میں انھوں نے کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی۔

پامپی کی شکست کے اسباب

(۱۲۳۲) فارسالس کی جنگ میں کارکردگی کو تعداد پر کامیابی ہونی چاہیے۔ قیصر کے جہاندیدہ سپاہیوں نے پامپی کی کثیر التعداد فوج پر غلبہ حاصل کیا مگر بایں ہمہ یہ جنگ اس قسم کی نہ تھی جسے اصطلاحاً سپاہیوں کی لڑائی کہتے ہیں یہ سالاروں کے لحاظ سے بھی یہ فتح ایسی نہ تھی جو کسی پختہ کار سپہ سالار کو ایک نوآموز شخص پر حاصل ہو۔ کیونکہ اُس زمانے میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جسے فوجوں سے کام لینے میں بہ مقابلہ پامپی کے زیادہ مہارت ہو اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ جنگ آنے والے سیاسی انقلاب کا فوجی بیانیہ تھی۔ اس سے ایک حاکم مطلق العنان جس پر غیر متعلق امور کا لحاظ رکھنا فرض نہ تھا اور جس کے کاموں میں غیر ذمہ دار اشخاص دخل اندازی نہ کر سکتے تھے، خطروں میں پڑ سکتا تھا، غلطیوں کی تلافی کر سکتا تھا۔

---

[1] ۱۵۰۰ کا ہندسہ بھی مشتبہ ہے۔ پلوٹارک (پامپی ۷۲) اور اپیین (دوم ۸۲) نے بیان کیا ہے کہ پولیو نے جو قیصر کے ساتھ تھا مقتولوں کی تعداد ۶۰۰ بتائی ہے۔

باب ۵

اور بغیر دوسروں کی خواہشوں کا مطلق لحاظ کرنے کے ہر چیز کو اپنی اغراض کے حصول کے تابع کر سکتا تھا۔ برخلاف اس کے امرا کی کسی جماعت کا سر دار اس کے مساوی آزادی اسی صورت میں حاصل کر سکتا تھا جب کہ وہ اپنے مویدین کو پورے طور سے اپنے قابو میں رکھ سکے مگر پامپی میں اس طرز عمل کے اختیار کرنے کی مطلق اہلیت نہ تھی اور اسی لیے اس نے اپنی مرضی کے خلاف جنگ میں مسابقت کی اور منہ کی کھائی۔ اس معرکہ آرائی میں قیصر کی تدابیر حربی کا نفسیاتی پہلو پامپی کی پریشانیوں کے پورے احساس پر مبنی تھا۔ مگر اس کی فتح سے جو صورت حال پیدا ہوئی وہ بلحاظ معاملات پیچیدہ تھی کیونکہ پامپی کے دفع ہو جانے سے خانہ جنگی کا خاتمہ نہ ہو سکتا تھا اس لیے کہ پامپی بظاہر جمہوریہ کا حامی تھا اور اگر پامپی دوبارہ نقابلہ پر آسکتا تو جمہوریہ کے نام لیوا ابھی اور بھی موجود تھے اور کیٹو بھی جس کی ہمت افزائی کرتا تھا ابھی تک آزاد تھا۔ علاوہ ازیں گو پامپی کو بحری قوت کی اہمیت[1] کا بخوبی احساس تھا مگر اس نے اپنے بیڑوں سے پورا کام نہ لیا تھا لیکن تاہم سمندروں کے طرفداروں کے قبضے میں تھا۔ اس لیے قیصر پر فرض تھا کہ سمندروں پر بلا کسی تاخیر کے قبضہ کرے ورنہ پامپی کی جماعت کے پھر زور پکڑنے کا اندیشہ تھا۔ مگر ایسے اسباب پیدا ہو گئے تھے کہ اسے اپنے ایک دوسرے فریضے کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ پامپی کا فوری تعاقب ضروری تھا۔ اس کے سلسلے میں قیصر کو مشرق میں آنا پڑا اور وہ سخت مشکلات اور خطروں میں پھنس گیا۔ ان خطرات کو دفع کرنے کے بعد اسے ممالک مشرق کے معاملات کا تصفیہ کرنا پڑا تاکہ اہل مشرق اور ان کے رئیسوں کو معلوم ہو جائے کہ اب ان کا آقا کون ہے۔ اس طرح جمہوری سرغنوں کو یہ موقع مل گیا کہ دنیا کے ایک دوسرے حصے میں اپنی فوجوں کو مجتمع کر کے جنگ کو از سر نو شروع کر دیں۔

پامپی سرکوبی فرار اور ہلاکت

(۴۸ ۱۲) جنگ فارسالس کے ایک سال بعد تک معرکہ آرائیوں کا سلسلہ جاری رہا مگر ان کو توضیح یا تسلسل کے ساتھ بیان کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ مختلف

[1] دیکھو سیسرو ایڈ ایٹی کم ۸، ۱۴۔ یہ ایک قابل لحاظ عبارت ہے جو ۴۹ء میں لکھی گئی تھی۔

باب ۵ انقطاع ملک میں لڑائیوں کا سلسلہ بغیر کسی باہمی امداد یا باقاعدہ تدابیر کے جاری تھا اس لیے ہم مقابلے کے لحاظ سے واقعات کو مختصر طور پر بیان کریں گے اور ابتدائے جنگ کے بعد پامپی کی جماعت کے سرغنوں کے منتشر ہونے سے کریں گے۔ ان میں سے جو سمجھدار تھے ڈائی رائرکیم پہنچ گئے جہاں کا کمان افسر کیٹو تھا اور وہیں اُن کی باقی ماندہ سپاہ بھی تھی جس کی تائید کیلیے اینڈریا ٹک کا بیڑا بھی موجود تھا۔ کچھ لوگ پامپی کے ہمراہ ہو گئے یا اُس کے پیچھے پیچھے چلے گئے مگر ہزیمت کی وجہ سے پامپی کے ہوش و حواس سلب ہو گئے تھے۔ لاریسیا سے وہ مقدونیہ کے ساحل کی طرف بھاگا اور وہاں سے لیسبوس کو جہاں اُس کی بیوی مع اپنے چھوٹے بیٹے کے اُس سے آملی۔ ان دونوں کو ساتھ لے کر وہ سمندر کی راہ سے سلیسیا اور قبرس گیا اس امید میں کہ شاہ پارتھیا اُس کی امداد کرے گا۔ یہ ایک امید موہوم تھی جو بہت جلد محال ثابت ہوئی۔ اُس کی شکست کی خبر ہر جگہ اُس کے ورود کے قبل پہنچ جایا کرتی تھی اور اب اس بے بسی اور درماندگی کے عالم میں کوئی اُس کا پار و مددگار نہ تھا۔ شاہ کے شہریان روما نے اُسے متنفر کر دیا کہ وہ اُسے اور اس کے رفقا کو انطاکیہ میں نہ داخل ہونے دیں گے اور روڈز اور دیگر یونانی شہروں نے بھی جنہیں کہ مشرق کے صرف ایک ملک سے کچھ امید ہو سکتی تھی مصر شاہ بطلیموس آلیتیس کے بچوں کے زیر حکومت تھا ہم بیان کر چکے ہیں کہ شاہ مذکور کو گابی نیس نے مصر کے تخت پر پامپی کے ایما سے بحال کیا تھا اس لیے اُسے امید تھی کہ اس خاندان شاہی کے موجودہ افراد جن کا باپ اُس کا مربون منت تھا اس کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آئیں گے اور اسی بھروسے پر وہ مصر روانہ ہوا کہ اگر مصر والے سرگرمی سے اُس کی مدد نہ کریں تو کم از کم پناہ تو ضرور دیں گے مگر وہاں اُن لوگوں میں آپس میں خود ایک نزاع پیدا ہو گئی تھی۔ آلیتیس نے ۵۱ء میں انتقال کیا اور سلطنت کا وارث اپنے بڑے بیٹے بطلیموس ڈاؤنی سیس اور بڑی بیٹی کلیوپیٹرا کو قرار دیا کلیوپیٹرا اور اس کی بہن آرسنو دونوں بھائیوں سے زیادہ مستقل مزاج اور باہمت تھی

باب ۵

سکندریہ کے شاہی خاندان کی لڑکیوں کا بمقابلہ لڑکوں کے باہمت ہونا یا انکا اپنے بھائیوں کی بیوی بن جانا جن کی سلطنت میں شریک تھیں کوئی نئی بات نہ تھی۔ کلیوپیٹرا کی عمر اب قریب بیس سال کے تھی اور نہایت ہوشیار اور چالاک تھی اس لیے وہ اپنے کمسن بھائی اور شوہر کی اطاعت گوارا کر سکتی تھی جس کی عمر صرف ۱۳ سال کی تھی یا اس کے حواریوں اور درباریوں کی جن کے قابو میں وہ تھا۔ اس لیے انھوں نے اس کے خلاف سازش کر کے اُسے مصر سے نکال دیا کلیوپیٹرا نے ایشیا کے لیے ایک فوج جمع کر لی اور پامپی کا جہاز میں اُس وقت مصر کے ساحل پر پہنچا جب کہ دونوں فوجیں قلوزیم پلوسیم کے قریب ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا تھیں جو کہ نیل کے مشرقی دہانے کے قریب ہے۔ پامپی نے قاصد بھیج کر بوحوان بادشاہ سے امان طلب کی اس لیے مجلس شاہی کو اس کے متعلق فوری تصفیہ کرنا پڑا۔

پامپی کا آنا

(۴۸ ۱۲۳) مجلس مذکور میں اس مسئلے پر جو مباحثہ ہوا اس کے حالات جو بیان کیے گئے ہیں ممکن ہے کہ ناقابل اعتماد ہوں مگر اہم امور پر تصفیے کے متعلق کوئی شبہ نہیں۔ بادشاہ کے مشیروں کا اصل مدعا یہ تھا کہ مصر کو اہل روما کی مداخلت سے محفوظ رکھیں جملہ افسر اسی کے ہاتھ میں رہے۔ اس لیے پامپی کی آؤ بھگت کرنا ناممکن تھا علاوہ ازیں مغلوب کو پناہ دینا فاتح کو ناراض کرنا تھا اور اس امر کا بھی اطمینان نہ ہو سکتا تھا کہ پامپی کی حیثیت ہمیشہ ایک مہمان کی رہیگی جسے امن دیا گیا تھا کیونکہ مصر کی فوج میں زیادہ تر دو سو علے احیر سپاہی، فراری غلام اور ہر قسم کے بدمعاش، لٹیرے، بھگوڑے اور ملزم تھے جنھیں خاندان لاگڈ نے اپنے اغراض کے زمانے میں پناہ دی تھی۔ حمایت باہمی کی ضرورت نے ان میں مجتمع پیدا کر دی تھی وہ انھیں اہل مصر یا مصر کے شاہی خاندان کے ساتھ کوئی خاص انس نہ تھا بلکہ صرف بندۂ زر تھے۔ ان کے علاوہ روما کی اس فوج کے بھی کچھ باقی ماندہ سپاہی تھے جو گابی نیس سے سات سال قبل آلیتیس کو بحال کرنے کے بعد اس کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ ان سپاہیوں کے اخلاق بالکل بگڑ گئے تھے مگر اہل روما کی غربوں میں اب بھی باقی تھی۔ ان میں سے

باب ۵ بعض پامپی کی مشرقی معرکہ آرائیوں میں شریک رہ چکے تھے اس لیے اندیشہ تھا کہ اپنے سابق سپہ سالار کو دیکھ کر وہ پھر اُس کے ساتھ ہو جائیں۔ اس لیے اس خطرے سے بچنا ضروری تھا مگر اس کے ساتھ ہی پامپی کو امن دینے کا انکار کر دینے سے آیندہ کے لیے دوسرے خطرے پیدا ہوتے تھے یعنی ایک طرف تو اُن کے اس طرز عمل سے قیصر خوش نہ ہوتا اور دوسری طرف پامپی تارا ص ہو جاتا اور ممکن تھا کہ وہ قسمت کی یاوری سے پھر سر حکومت ہو جائے۔ اس لیے ان لوگوں نے طے کر لیا کہ پامپی کو قتل کر دینا چاہیے۔ چند لوگوں کو انھوں نے ایک کشتی میں پامپی کو بلانے کے لیے بھیجا۔ ان میں ایک رومی بھی تھا جو بحری قزاقوں کی جنگ میں سنتوری رہ چکا تھا پامپی اُترنے سے اب انکار نہ کر سکتا تھا اور ان لوگوں نے اُسے کشتی ہی میں قتل کر ڈالا۔ اُس وقت پامپی کی عمر ۵۸ سال کی تھی۔ قریب ۲۹ سال سے سلطنت روما میں وہ نہ صرف ایک سربرآوردہ شخص بلکہ اس کا بادشاہ ہی تھا جس کے مشورے سے سلطنت کے تمام امور طے پاتے تھے۔ ہم نے اُس کی سیاسی زندگی کے حالات کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور ان کمزوریوں کا بھی دلریا ہے جن کی وجہ سے اُس کی سیاسی زندگی کا یہ افسوسناک انجام ہوا۔ اُس کی حالت بہتر ہیں اپنی زندگی کے اوائل کی معرکہ آرائیوں میں تھی جب کہ جنگ کی شدید ضروریات کی وجہ سے اُس کی کارکردگی قائم تھی اور وہ صورت حال پر پوری طرح سے غور کر کے فوری اور عاجلانہ کارروائی کرتا تھا۔ مگر جب سے اُسے پامپی اعظم کا خطاب اور سیاسیات میں دخل حاصل ہوا وہ اپنی عظمت کو قائم نہ رکھ سکا۔ اُس کی قوت فیصلہ میں حسد اور خود پسندی سے خرابی پیدا ہو گئی تھی اور تزلزل اور لیت و لعل کا مرض مزمن ہو گیا تھا۔ کسی رقیب کو وہ گوارا نہ کر سکتا تھا مگر اس کے ساتھ ہی اپنے تفوق کو قائم رکھنے کی وہ کوئی تدبیر کرتا تھا۔ اُس کے مزاج میں احمقانہ توہمات بھی تھے اس لیے رفتہ رفتہ وہ تباہی کی طرف کھنچتا گیا۔ قیصر نے اُسے اپنی اغراض کے حصول کا آلہ بنا لیا اور اسی کے پرتے پر عروج حاصل کیا۔ اپنی زندگی کے آخر زمانے میں وہ خیال خواب و خیال میں مبتلا[1] رہتا تھا اور اس خیال میں رہتا تھا کہ بھی

[1] کوپن ہیگن میں ایک مجسمہ سے جو پامپی کا بیان کیا جاتا ہے اور اس کے حالات کے لحاظ سے

باب ۵

اُس کی ایک خاص حیثیت ہے حالانکہ اب وہ قائم نہ تھی۔ خانہ جنگی نے اُس کی لکیروں کو بالکل آشکارا کر دیا۔ اس کا امرائے روما کا سرغنہ ہونے کے دعوے کرنا محض لغو تھا کیونکہ وہ تو وہ اُس کے قابو میں تھے نہ اُس کے مزاج۔ جمہوریہ کا حقیقی حامی بھی وہ نہ ہو سکتا تھا کیونکہ راست باز جمہوریت پسند مثلاً کیٹو داس کے حب وطن کے قائل تھے نہ اُس کے ایثار کے۔ خانہ جنگی میں غلبہ حاصل کرنے کے لیے محض وہی مہارت کافی نہ تھی اور سرغنہ بننے کے لیے پامپی میں اور کسی قسم کی لیاقت نہ تھی۔ حالی دماغ تو وہ کبھی نہ تھا اور اب اُسکی حالت محض ایک تقویم پارینہ کی تھی نہ تو وہ اپنی مشکلات کو دفع کر سکتا تھا اور نہ اُن امور سے نفع حاصل کر سکتا تھا جن میں اُسے ترجیح حاصل تھی۔ اُس کی عبرتناک ناکامی کا آخری نظارہ اس کی زندگی کے دوسرے واقعات کے بالکل مماثل ہے۔

پامپی کا تعاقب

(۴۸ ۵۲) پامپی کے تعاقب پر قیصر کا تیار ہو جانا بظاہر معقول وجوہ پر مبنی تھا اور اُس کے اس فعل پر کوئی معقول اعتراض نہیں ہو سکتا مگر بنائے سے ثابت ہوتا ہے کہ آیندہ واقعات کا اندازہ کرنے میں اُس نے کچھ۔ کچھ غلطی ضرور کی۔ اُسے مطلق یہ خیال نہ تھا کہ شرق میں اُسے پورے ایک سال تک قیام کرنا ہوگا۔ سکندریہ میں وہ چند مہینوں تک سخت مصائب میں مبتلا رہیگا۔ قیصر کو یہ بھی گوارا نہ ہو سکتا تھا کہ وہ ایسی معرکہ آرائیوں میں عرصہ دراز تک مصروف رہے جنمیں خانہ جنگی سے کوئی راست تعلق نہ تھا۔ یعنی اُس وقت میں جب کہ اُس کے مخالف سنبھل رہے تھے اور اُن کی ہمتیں بڑھ رہی تھیں اور خود اُس کے نائب اُس کے معاملات کو اطالیہ اور ممالک غربی میں بگاڑ رہے تھے[1]۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اُسی کا معلوم ہوتا ہے۔ اس مجسمے کی ایک عکسی تصویر ہیوڈور رنیاخ نے اپنی کتاب (Mithradate Eupator) کے صفحہ ۲۰۰ پر دی ہے۔ اس مجسمے کو قیصر کے مجسمے سے مقابلہ کرنا چاہیے جو برٹش میوزیم میں ہے۔

[1] مصر میں جو ناخوشگوار واقعات اُس کے سرزد ہوئے اُس کے لیے دیکھو سوٹیانس کی کتاب دوم ۱۷۶، ۱۸، ۱۲۵۔ اور ایڈ ایڈ Ad Fam ۱۵/۱۵۔

مات ۴۷ جلد بازی سے اُسے پامپی اور امرائے روما کے مقابلے میں کامیابی ہوئی کیونکہ وہ انھیں خوب سمجھتا تھا مگر مصر میں اسی وجہ سے اُسے دقت پڑ گئی کیونکہ وہاں کے حالات سے وہ بخوبی واقف نہ تھا۔

سکندریہ کی حالت (۴۶ ۱۲) جنگ فارسالس نے یونان میں مخالفت کا خاتمہ کر دیا۔ ایتھنز سے بالخصوص اُس کی گزشتہ عظمت کے لحاظ سے کوئی پرسش نہ ہوئی۔ مشرق کی طرف رجوع ہو کر قیصر صوبۂ ایشیا میں وارد ہوا اور ڈومی تیس کیالوی نس کو اس صوبے کا ملک مقرر کر کے بعض محاصل معاف کر دیے تاکہ اہل صوبہ کا بار کچھ کم ہو جائے جو پامپی کے طرفداروں کے استحصال مالیہ سے سخت حال ہو گئے تھے۔ اس کے بعد وہ وہاں سے بعجلت سکندریہ کی طرف روانہ ہوا کیونکہ مختلف اطلاعوں سے اُسے معلوم ہوا تھا کہ پامپی مصر جانے والا ہے۔ قیصر کے ساتھ صرف دو فوجیں تھیں مگر نقصانات جنگ کی وجہ سے ان کی مجموعی تعداد اب صرف ۳۲۰۰ پیدل سپاہیوں اور ۸۰۰ سواروں کی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ روڈز سے جہازوں میں روانہ ہوا تھا اور اس کے ساتھ جزیرہ رکوز کے دس جنگی جہاز بھی تھے۔ اس کا خود بیان ہے کہ اس مہم میں اسے کسی قابل لحاظ مقاومت کا اندیشہ نہ تھا مگر یہاں بہت جلد شروع ہو گئیں۔ پامپی کے سر کے متعلق کرنے سے نہ تو وہ خوش ہوا اور نہ مصر کے معاملات میں مداخلت سے۔ آتا پامپی کے سر کو دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوا اور اس کو افسوس ہوا کہ اپنے مغلوب رقیب کو معاف کرنے اور اس کی جان بخشی کرنے کا موقع اس نے ہاتھ سے جانے دیا مگر اس کے یہ اچھے جذبات پامپی کے قاتلوں کی فہمت سے بالاتر تھے۔ قیصر کا یہ واقعی خیال تھا کہ حیثیت روما کے کانسل اور خاندان بطلیموسی کے محافظ اور مربی کے اس کا مصر میں آنا بطرح مناسب تھا۔ مگر نقیبوں کی فوجی مدد کے ساتھ اس کا مصر میں آنا اہل اسکندریہ کو سخت ناگوار ہوا۔ بلوے شروع ہو گئے اور اکثر رومی جہاں مل جاتا قتل کر دیا جاتا۔ قیصر سخت پریشان ہو گیا کیونکہ اس کی موجودہ فوج کی قلت سے ابوہ شہر کے مستقل ہو لینے کا اندیشہ تھا اور شہر میں جو سپاہی متعین تھے وہ بھی مخالفت پر تلے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ مگر اسے زیادہ اندیشہ نہ ہوا

باب ۵

اور اس نے ایشیائے صغیر کو لمبے لمبے دریا پھاند کے اُن سپاہیوں سے بچا گئے تھے جنھوں نے فارسالس کی جنگ کے بعد اطاعت قبول کی تھی اُنکی موجودہ حالت پریشان کن تھی مگر یہ اس سے بہت امید کرتا تھا کہ اُس کی تدابیر کے شافی ہوتا۔ اُس کا عندیہ یہ تھا کہ واپسی اس وجہ سے دشوار تھی کہ اس موسم میں شمال مغربی ہواؤں کا زور ہوتا ہے۔ مگر دوسرے[1] ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے روپے کی ضرورت تھی اور وہ اس امید میں تھا کہ موجودہ حکمراں سے وہ تقاضا بھول ہو جائیگا جو شاہ متوفی کی جائداد کے سلسلے میں بھی تک واجب الادا تھا مگر یہ ہمیں معلوم ہوتا کہ یہ رقم کس کو واجب الادا تھی، اور قیصر کس طرح اُس کا بدلہ کرنے والا تھا، صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ روپیہ وصول کرنا چاہتا تھا۔ اس اعتبار میں اُس نے یہ دعوے کیا کہ مصر کے حاکمان شاہی کی باہمی نزاع کا تصفیہ وہی قوت کر سکتی ہے جسے سیادت حاصل ہے یعنی روما۔ اور اُس نے بطلیموس اور کلیوپٹرا کو حکم دیا کہ تخت شاہی کے لیے لڑنے سے باز آئیں اور اپنے دعووں کو اُس کے پاس ایجنسیٹ کانسل روما پیش کریں۔ اُس نے یہ بھی جتا دیا کہ مصر کے مسائل میں اُسے خاص دلچسپی اس وجہ سے ہے کہ اس کی سابقہ کانسل کے زمانہ (۵۹ ق م) میں شاہ متوفی مصر کا بادشاہ اور اہل روما کا حلیف تسلیم کیا گیا تھا۔ اس حد تک پہنچ کر قیصر نے اس معاملے کو بالکل گول کر دیا ہے البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ نوجوان بادشاہ نے اپنے آپ کو قیصر کے سپرد کر دیا، اور اس کے کچھ روز کے بعد کلیوپٹرا بھی بذات خود اُس کے پاس پہنچ گئی۔ اسکے ورود کو بیان کرنے میں زمانۂ مابعد کے مصنفین نے بہت مبالغے سے کام لیا ہے مگر اس میں شک نہیں کہ اُس کے حاسن صورت و سیرت نے حسن پرست رومی کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ قیصر نے کلیوپٹرا اور اُس کے بھائی کے باہمی اختلافات کو رفع کرنے کی بہت کوشش کی اور چاہا کہ شاہ متوفی کی وصیت پر عمل کیا جائے یعنی کلیوپٹرا بھی حکومت میں بطلیموس کی برابر کی شریک ہو۔ یہ بھی

[1] پلوٹارک قیصر ۴۸۔ ڈائوں ۴۲، ۹۔

باب ۲ بیان کیا گیا ہے[1] کہ شاہی خاندان کے کمسن ارکین کی مخالفت کو رفع کرنے کے لیے اُس نے یہ تجویز کی تھی کہ آرسنوا اور اُس کے چھوٹے بھائی کے لیے قبرس میں ایک مشترک سلطنت قائم کردی جائے۔ مگر قبرس اب سلطنت روما میں شامل ہو چکا تھا اور یہ روایات غالباً محض افترا پردازی پر مبنی ہیں جس کے بیان کرنے سے مقصد یہ تھا کہ قیصر پر مطلق العنانی کا الزام لگایا جائے۔

قیصر کی ابتدائی مشکلات (۱۲۳۷) بیان کیا گیا ہے کہ بطلیموس نے کلیوپیٹرا کی بحالی کو ناپسند کیا اور سکندریہ میں عام بغاوت ہونے کا اندیشہ ہو گیا جو بہ وقت فرو ہوئی۔ زیادہ تر خطرہ بادشاہ کے مشیروں کی طرف سے تھا جو بے دست و پا ہو کر کلیوپیٹرا کے پنجے میں آنا ہرگز پسند نہ کرتے تھے۔ خواجہ سراؤں کے سردار پوتھی نس نے مصر کے سپہ سالار اکیلی لاس کو بلایا جو اپنی فوج کے ساتھ پیلوسیم میں تھا اس فوج میں بیس ہزار سپاہی تھے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس میں زیادہ تر شر پسند لوگ تھے جنھیں مصر میں روما کی سیادت کا قائم ہونا بدرجہ ناگوار تھا۔ سکندریہ میں اس فوج کے آنے سے علانیہ جنگ شروع ہو گئی اور منصف محافظ فوج بلکہ اہل شہر بھی اُن کے ساتھ ہو گئے۔ اہل سکندریہ سے زیادہ شورہ پشت کسی شہر کی خلقت نہ تھی۔ یہ لوگ کھلے میدان میں تو نہ لڑ سکتے تھے اور شہر کی گلیوں کی دست بدست لڑائیوں میں یہ سخت خطرناک تھے اور فوری جذبات سے ان میں بہادری بھی پیدا ہو جاتی تھی۔ ہوشیار کاریگر بھی اس شہر میں بکثرت تھے اس لیے فن تعمیر میں قیصر کی فوج کو جو کمال حاصل تھا وہ بھی یہاں بے کار تھا۔ بندرگاہ کے قریب کے محلوں میں لڑائیوں کی تعداد کثیر تھی اور تھسلی میں پامپی کی شکست کے بعد اُس کے بیڑے میں جو مصری اسکواڈرن تھا وہ بھی واپس آ گیا تھا۔ قیصر کو اب باوجود نامساعد حالات کثیر التعداد مخالفین کا مقابلہ کرنا تھا۔ اُس کے دشمنوں کو اچھا موقع مل گیا تھا اور وہ اس سے پوری طور پر نفع اُٹھانا چاہتے تھے۔ اُن کا منشا تھا کہ اُسے شہر کے ایک محلے میں محصور کر لیں

[1] ڈائون ۱۴۲-۳۵۔

باب ۵

اور سمندر کی راہ سے اُس کے پاس رسد اور امدادی فوج نہ پہنچنے دیں اور قبل اسکے کہ کوئی دوسری فوج پہنچے اُس کا کام تمام کر دیں۔

ایک عجیب و غریب جنگ

(۱۲۳۸) ہم اپنے مضمون سے بہت دور پڑ جائیں گے اگر ہم چاہیں کہ اس جنگ کو تفصیل کے ساتھ بیان کریں جو اب شروع ہوئی کیونکہ مواقع جنگ اور دیگر تفصیلی حالات کو اختصار سے بیان کرنا دشوار ہے۔ کئی مہینوں تک تری اور بحری لڑائیوں کا سلسلہ شد و مد سے جاری رہا۔ قیصر اور اس کے سپاہی فتح حاصل کرنے کی غرض سے نہیں لڑ رہے تھے بلکہ اپنی جان بچانے کے لیے قیصر مصر میں اکتوبر ۴۸ء میں وارد ہوا تھا اور سکندریہ پر اُس کا قبضہ مارچ ۴۷ء تک نہیں ہوا۔ اس کا مستقر محل شاہی میں تھا جس میں شہر کے شمالی حصے کا ایک وسیع رقبہ شامل تھا۔ کچی مورچہ بندی کر کے اُس نے اس حصے کو ایک مستحکم مقام بنا دیا جس کی حفاظت ہو سکتی تھی اور جہاں سے دشمن اُسے کبھی بے دخل نہ کر سکا۔ اس مقام پر بیرونی بڑی بندرگاہ سے بھی اُس کا تعلق قائم تھا جس میں سمندر سے جزیرہ فاروس کے مشرق سے راستہ تھا۔ اسی خلیج کے شمالی مشرقی گوشے میں رومی کالونی کا ایک مشہور مینا بھی تھا۔ دشمن کا پہلا حملہ اس قدر زبردست تھا اور اُس کی قوت مدافعت اس قدر ضعیف کہ اپنے ذرائع آمد و رفت کو محفوظ رکھنے کے لیے ان جہازوں کو جلا دینا پڑا جو شاہی گودیوں میں تھے ورنہ اگر یہ جہاز دشمن کے قبضے میں آ گئے ہوتے تو وہ اُسے بالکل محصور کر دیتے۔ اس کے کچھ روز بعد پامپی کے لیجیوں میں سے ایک اُس کی امداد کے لیے پہنچ گیا مگر سمندر پر قبضہ رکھنے کے لیے لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ قیصر نے مجبوراً فاروس پر قبضہ کر لیا مگر اس کے بعد ایک مصنوعی بند کے لیے سخت لڑائیاں ہوئیں جو جزیرہ مذکور اور خشکی کے درمیان میں تھا اور جو دونوں بندرگاہوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرتا تھا۔ اسی مقام پر اُسے ایک شکست فاش ہوئی جس کی وجہ سے وہ کچھ روز تک سخت خطرے میں تھا۔ نام نہاد جنگ سکندریہ کے یہی اہم واقعات ہیں۔ قیصر کو متعدد معرکہ آرائیوں کا تجربہ تھا مگر وقت واحد میں کبھی اُسے اس قدر عجیب و غریب اور غیر مترقبہ مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔ دراصل ایک سرگرم

باب ۵ اور ہوشیار دشمن پر غلبہ حاصل کرنے میں اُسے اس جنگ کے نفسیاتی پہلو کو بخوبی ذہن نشین کرنے میں فوقیت ہوئی۔ اہل اسکندریہ مذہبی کے ساتھ مخالفت پر تُلے ہوئے تھے اور اگر ان پر کسی چیز کا اثر ہو سکتا تھا تو وہ افواج کی کثرت تھی مگر قیصر کو مجبوری یہ تھی کہ اُس کی فوج قلیل التعداد تھی۔ لہٰذا ان بادشاہ اور کلیوپٹرا دونوں اُس کے ساتھ تھے مگر خانہ ان شاہی کی ایک دوسری آرسنو مبالک نکلی اور رومیوں کے مخالفین کی سرگروہ ہو گئی۔ سپہ سالار ایکی لاس سے اس سے کچھ ان بن ہو گئی تھی جس وجہ سے اُس نے ایکی لاس کو قتل کرا دیا مگر اس سے مصری فوج کے دم خم میں کچھ فرق نہ آیا۔ لیکن قیصر تھا بڑا دلیر اور اپنی سپاہ پر اُس کا اعتماد ہمیشہ قائم رہا۔ اُس کے رومی سپاہی بہ وقت اُس کے کام آئے اور اُس کی چھوٹی بحری فوج خصوصاً اہل روڈز بھی خوب لڑے۔ جنگ کے اختتام کے قریب سفیہ اُس کے پاس آئے جنھوں نے بادشاہ کو رہا کرنے کی درخواست کی اور بیان کیا کہ جنگ اس طور پر ختم ہو سکتی ہے۔ قیصر نے انکی درخواست کسی وجہ سے منظور کر لی مگر جس بادشاہ نے آزاد ہونے کے بعد قیصر سے مصالحت نہ کی بلکہ مصر کی فوجوں کا سپہ سالار بن گیا۔ اس واقعے کو مؤرخین نے واضح کر کے بیان نہیں کیا ہے۔ مؤرخین نے کلیوپٹرا کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے جس کے دعووں کو تسلیم کرانے سے قیصر یقیناً عاقل نہ تھا۔ اسی واقعے سے ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ قیصر نے کیوں بطلیموس کو رہا کر دیا اور وہ کیوں فوراً مصر کی جنگجو جماعت میں داخل ہو گیا۔

کمک اور فتح (۱۲۳۹) لیکن آخر کار کمک پہنچ گئی۔ قیصر کو جب معلوم ہو گیا کہ سکندریہ میں اُسے ضرور لڑنا پڑے گا تو اُس نے چند اتحاص کو مزید فوجیں بھرتی کرنے کے لیے روانہ کیا جن میں متھراڈاٹیس اعظم شاہ پانٹس کا ایک حرامی بیٹا بھی متھراڈاٹیس ساکن پرگامہ تھا۔ اس شخص نے سلیسیا اور شام میں نہایت سرگرمی سے اپنا کام شروع کر دیا اور صوبجات مذکور کے شہروں اور سرداروں نے بھی

---

لہ جنگ سکندریہ ۲۳، ۲۲۔

باب ۵

گرمجوشی کے ساتھ اُس کی معاونت کی کیونکہ پامپی کے مرنے کے بعد وہ چاہتے تھے کہ قیصر ان سے خوش رہے۔ متھراڈاٹیس نے ایک کثیر التعداد مگر مختلف عناصر فوج تیار کرلی جو بلحاظ تنائج مالیہ ناکارہ تھی۔ اس فوج میں یہودیوں کی بھی ایک امدادی فوج تھی جس کی تعداد تین ہزار تھی۔ متھراڈاٹیس شام سے مصر میں مشرقی کی طرف سے داخل ہوا اور پیلوسیم کے قلعے کو اس نے دھاوا کر کے لے لیا۔ اُس کے مقابلے کے لیے ایک مصری فوج بھیجی جسے اُس نے شکست فاش دی۔ اس کے بعد وہ سکندریہ کی طرف روانہ ہوا اور قیصر کے حسن تدبیر اور اشتراک عمل سے مصر کی فوج کو سخت شکست ہوئی اور اُس کے بہت سے سپاہی قتل ہو گئے بادشاہ بھی میدان جنگ سے بھاگتے ہوئے مارا گیا اور اہل سکندریہ میں تاب مقاومت باقی نہ رہی اس لیے انھوں نے قیصر کے آگے سر تسلیم خم کیا اور اُس نے حسب عادت اُن کی جاں بخشی کی۔ سنہ کا مارچ کا مہینہ قریب الختم تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ کلیوپیٹرا کی پُرلطف صحبت میں وہ تین مہینے مصر میں اور رہا اور تفریح کے لیے بالائی نیل کی سیر کے لیے بھی گیا۔ مگر سلطنت مصر کے معاملات کو اُس نے طے کر دیا۔ چونکہ رومانطلیموس مرچکا تھا اس لیے غالباً شرائط سابقہ پر کلیوپیٹرا چھوٹے کے ساتھ حکومت میں شریک کر دی گئی مگر وہ قیصر کے ساتھ محل میں رہتی سہتی تھی اور چند ہی روز کے بعد اُس کے ایک لڑکا ہوا جو قیصر کا خیال کیا جا سکتا تھا اور جس کا نام قیصرین رکھا گیا۔ قیام امن کے لیے ایک محافظ فوج کی ضرورت تھی، قیصر نے اس کا فیصلہ یہ کیا کہ اپنے ساتھ اس نے صرف ایک لیجن لے لیا اور باقی سپاہیوں کو مصر میں چھوڑ دیا۔ یہودیوں کے ساتھ بھی اُس نے کچھ رعایتیں کیں جن کی ایک جماعت شہر سکندریہ میں تب سے آباد ہوتی موجود تھی۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہودیوں کی ایک جماعت متھراڈاٹیس کی فوج میں تھی اور سکندریہ کے یہودیوں نے بھی جنگ میں غالباً کوئی حصہ نہ لیا تھا۔ یہ لوگ شہر کے مشرقی گوشے میں ایک علیحدہ محلے میں رہتے تھے۔ واضح رہے کہ یہودیوں کی منتشر جماعتوں کے تعلقات بیت المقدس سے قائم تھے۔ پامپی وہاں کے معبد میں بے ادبی سے داخل ہوا تھا اور کراسس نے اسے لوٹ لیا تھا۔

باب ۵ فارناکیس

اس لیئے انھیں امید تھی کہ قیصر ایک ہمدرد حاکم ثابت ہوگا؟

(۴۰-۱۲) قیصر کے مصر میں مقیم رہنے کے زمانے میں جو واقعات ہوئے ان میں سے ہم صرف انھیں کا ذکر کریں گے جن کا تعلق مشرق سے ہے۔ پامپی نے ایشیائے کوچک کے جو انتظامات کئے تھے وہ اسی حلے سے درہم برہم ہو چکے تھے جس کی طرف سے چشم پوشی نہ ہو سکتی تھی۔ سلطنت پانٹس کے مقبوضات واقع ایشیائے کوچک کے روما کے صوبجات میں شریک کر لئے جانے اور متوسل بادشاہوں کے سپرد کر دیئے جانے کے بعد متھراڈیٹس کی سلطنت باس پوری اس کے بیٹے اور جانشین فارناکیس کے قبضے میں چھوڑ دی گئی تھی۔ اس لیئے خانہ جنگی کے نمٹ جانے کے بعد اسے موقع مل گیا کہ اپنے باپ کی گم گشتہ سلطنت کو پھر اپنے زیر نگیں کرے اور بجائے پامپی کی شرکت کرنے کے اس نے بطور خود پانٹس اور ممالک ملحقہ پر حملہ کر دیا اور صورت حال ایسی تھی کہ کوئی اسے روک نہیں سکتا تھا۔ کیاڈوشیا کے بڑے حصے کو اس نے تاخت و تاراج کر دیا جو آرکیلاؤس کے زیر حکومت تھا اور آرمینیا خود بھی قابض ہو گیا جو گلائیٹیوں کے سردار ڈیوٹاماس کو عطا ہوا تھا۔ ڈیوٹاماس نے پامپی کا ساتھ دیا تھا کہ اس کی ہزیمت کے بعد جرمانہ ادا کرنے کی شرط پر قیصر کی اطاعت قبول کر لی تھی مگر چونکہ اس کا ملک اس کے قبضے سے نکل گیا تھا وہ جرمانہ ادا کرنے سے معذور تھا اس لیئے وہ کیالوی نس سے رجوع ہوا جس کو قیصر نے ایشیا کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ کیالوی نس اس کی مدد کرنے کی فکر میں تھا کہ عین اسی وقت وہ لیبن سکندریہ کو طلب کر لینے گیا اور اس کے ساتھ صرف ایک رومی لیبن رہ گیا۔ اس نے ڈیوٹاماس کے دو گلائی لیشنوں اور مختلف اقسام کے سپاہیوں کو شریک کر کے جو پانٹس، سلیسیا اور کیاپاڈوشیا میں بہ عجلت بھرتی کئے گئے تھے ایک خاصی فوج تیار کر لی۔ گذشتہ رومی سپاہیوں کی قیصر کی امداد بھیج جانے اور سکندریہ کی مشکلات کا حال فارناکیس کو بخوبی معلوم تھا اس لیئے وہ دو کیالوی نس کی تیاریوں سے خائف ہوا اور نہ اطاعت قبول کی۔ اس کے بعد جو جنگ ہوئی اس میں کیالوی نس کی فوجیں یا تو منتشر ہو گئیں یا کام آئیں اور وہ خود چند باقی ماندہ سپاہیوں کو لے کر ایشیا واپس آیا۔

فارناکس نے موقع حاصل کر کے مشرقی طریقے پر پانٹس پر قبضہ کر لیا اور روما کے حلیفوں اور صوبہ مذکور کے باشندوں کی جائدادوں کو ضبط کر لیا۔ بہت سے لوگوں کو سخت سزائے قتل دی گئی اور اعضا کی قطع و برید کی۔ گویا اس نے پوری طور پر اپنے باپ کی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ ۶۷ء کا موسم گرما اس نے پانٹس میں بسر کیا اور موسم بہار میں اس کا قصد تھا کہ بتھی نیا پر قبضہ کرے مگر اس کا یہ قصد پورا نہ ہو سکا کیونکہ اشانڈر نے جسے اس نے ایشیائے اسفلت مقرر کر دیا تھا بغاوت کر دی اور جب وہ اس بغاوت کو فرو کرنے کے لیے روانہ ہوا تو اسے سکندریہ کے سقوط اور قیصر کی واپسی کا حال معلوم ہوا اور اسے بھی واپس ہونا پڑا۔

(۶۸ء) حوالی کے اوائل میں قیصر شام کی طرف راہ سکندریہ ہوا اور افطاکیہ میں بہمانی اس کے ساتھ صرف ایک سو چھتیس استنا تھا جس کی تعداد وہ نقصانات جنگ اسکندریہ کے صرف ایک سال بعد ہوئی تھی۔ اسے عجلت بھی تھی کیونکہ افطاکیہ سے خبریں آرہی تھیں کہ وہاں فاکر روما اور افطاکیہ میں اس کے موجود رہنے کی سخت ضرورت ہے۔ اس دوستی سے قبل اس کے راہ ایک حد تک امن قائم کر دے دا۔ ہو سکا اور جنگ کہ سیلیشیا اور شام کے معاملات طے ہو جائیں وہ فارناکس کے معاملے۔ جا سکتا تھا۔ شام میں اسے بہت کچھ کرنا تھا۔ اس صوبے میں وہ صرف چند روز رہا مگر غالباً اس ایام میں وہ حد درجہ مصروف رہا ہوگا۔ لیکن اصل یہ ہے کہ اس صوبے کے لوگ حاجتمند کو خوش رکھا جاتے تھے اور قیصر کا بھی حد کرتا تھا اور اس کی طبیعت اور موجودہ معاملوں کا تقاضا یہ تھا کہ بدمزگی پیدا نہ ہونے دے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کیا، راجاؤں کا تصفیہ کیا، حسن حدمت کے انعام دیئے اور مقامی ریاستوں کے سرداروں کو شرف ملاقات بخشا۔ کمیت روما کے حدیدائب کے اس سے وفاداری کا اظہار کرنے کے لیے آئے تھے۔ ان سرداروں سے سلطنت روما کی مشرقی سرحد کی حفاظت آسانی ہوئی تھی اور قیصر کو تالیف قلوب میں بڑھوتے

---

۱ جنگ سکندریہ ۶۶

باب ۵ حاصل تھا اس لیئے سردار ان مذکور کی اپنے ہر انصف کو انجام دینے میں ہمت افزائی کرنا اس کے لیئے کوئی دشوار کام نہ تھا۔ جوزیفس کا بیان ہے کہ اس نے بیت المقدس کے بیان وطن کی بھی ایک حد تک اشک شوئی کی۔ ہرکانس[1] جسے پامپی نے سردار بحاری تسلیم کرلیا تھا مع یہودیوں کے قیصر کو سکندریہ کی موکہ آرائیوں میں امداد پہنچانے کا موجد تھا اس لیئے قیصر نے اسے سردار بحاری تسلیم کرلیا۔ یہودیوں کو مطمئن کرنے کے لیئے اس نے بیت المقدس کی فصیلوں کو دوبارہ تعمیر کرنے کی اجازت دے دی جسے پامپی نے سولہ سال قبل مسمار کرادیا تھا مختصر یہ کہ قیصر کی خواہش تھی کہ صوبہ شام میں جتنے شہر اور ریاستیں شامل تھیں اس کے جانیکے بعد کسی کو کسی قسم کی شکایت باقی نہ رہے بلکہ سب اپنی اپنی جائے پر قانع رہیں۔ اس کے بعد وہ سلیسیا کی طرف روانہ ہوا جہاں اس کا طرز عمل وہی تھا۔ وہاں سے وہ شمال کی طرف فارناکیس کی سرکوبی کے لیئے روانہ ہوا۔ راستے میں کیاپادوشیا جس کے معاملات کا اسے تصفیہ کرنا تھا اور اس کے علاوہ فوج کی بھی اسے ضرورت تھی۔ یہ کام اس نے ڈیوٹا لیس گلاٹی سے لیا جو بذات خود اپنی تقصیر کی معافی کے لیئے حاضر ہوا اور فوج بھی اپنے ساتھ لایا۔ اس فوج میں قیصر نے کیالوی نس کی شکست خوردہ فوج کے باقی ماندہ سپاہیوں کو بھی شریک کرلیا مگر ان کا قابل کار ہونا مشتبہ تھا لیکن قیصر بالکل نڈر تھا، اسی فوج کو لے کر اس نے پیش قدمی کی اور زیلا واقع پانٹس میں فارناکیس کے مقابلے پر پہنچ گیا۔ نامہ و پیام سے کوئی کام نہ نکلا کیونکہ فارناکیس کو معلوم تھا کہ قیصر اس فکر میں ہے کہ کسی صورت سے جلد رومہ واپس جائے اور اس کا خیال تھا کہ لیت ولعل کرنے سے بہتر شرائط پر صلح ہو سکے گی۔ اس لیئے جنگ کا ہونا ناگزیر ہوگیا اور فارناکس[2] نے تدابیر حربی میں

---

[1] جوزیفس تاریخ قدیم چہاردہم ۱۳، ۲، ۱۴۲۔

[2] ہرکانس ایک کمزور شخص تھا جو بالکل اینٹی پاٹر ایڈومی کے قبضے میں تھا۔ اس کا طرز عمل یہ تھا کہ رومائیوں جماعت پر سرانحراف ہوا سے خوش رکھے

[3] یہ وہی جنگ ہے جو مشہور الفاظ Veni Vidi Vici (میں آیا اس نے دیکھا،

باب ۵

ایک ایسی فاش غلطی ہوگئی جس سے قیصر کو قطعی فتح حاصل ہوئی۔ اس فتح سے روما کا اقتدار ایشیائے کوچک میں دوبارہ قائم ہوگیا اور سزا اور انعام کے اصول کو ملحوظ رکھ کر ممالک مفتوحہ کی از سر نو تقسیم کی ضرورت ہوئی۔ اس تقسیم کا اہم ترین جزو یہ تھا کہ ڈیوٹائیس سے گلاٹیا کی ایک تیرارکی (ضلع) لے کر متعہ اڈانیس زمیس پر حکام کو دیا گیا۔ قیصر نے دو لیجن پانٹس میں چھوڑ دیئے اور خود آزما۔ پس لیجن کے باقی ماندہ اطالیہ بھیج دیئے گئے تاکہ اپنی خدمات کا صلہ حاصل کریں جس کے وہ ہر طرح مستحق تھے۔ قیصر اب بہ عجلت اطالیہ کی طرف روانہ ہوا گو اسے اثنائے راہ میں مختلف معاملات کے فیصلے کے لیے رکنا پڑا تاہم زیلا کی لڑائی ۲ اگست ۴۷ء کو ہوئی اور ۲۴ ستمبر کے قریب قیصر ٹارین ٹم میں پہنچا۔

بحری مرکز سرمایاں

(۱۲۴) اب ہم بہ اختصار اُن واقعات کا ذکر کریں گے جو سلطنت روما کے دوسرے حصوں میں ہو رہے تھے اور سب سے پہلے اُن ممالک کا ذکر کریں گے جو پامپی کی جماعت کے بیڑوں سے متاثر ہوئے تھے جن کا دورہ بحیرۂ ایڈیاٹک اور بحیرۂ یونان میں اس وقت تھا۔ جنگ فارسالس کے زمانے میں تین اہم مقامات پر قیصر فوجیں قابض تھیں۔ ایم پوسپونیس میسانا میں جس ایک لیجن کے تھا اور بہ گاہ میں ۳۵ جہاز بھی تھے اور اطالیہ کے ساحل پی سکی نیس اسی نسم کے ایک بیڑے کے ساتھ دینو میں تھا۔ اس طور پر آبنائے قیصریوں کا پورا قبضہ تھا۔ برنڈی سیم میں پی وائی نیس تھا جس کے زیر کمان وہ لیجن تھے جو قیصر کے پاس نہ پہنچ سکے تھے مگر اس کی بحری فوج غالباً محض برائے نام تھی۔

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ تیرے مع حاصل کی) میں بیان کی گئی۔ یہ الفاظ غالباً کسی تمغے یا جھنڈے پر قیصر کے حلوسا فتح (۴۷ء) کے موقع پر لکھ کر لٹکائے گئے تھے (سوئٹونیس حصہ ۳۷) مذکر سیٹ کو خطاب دیئے گئے تھے۔

لہ یہ تاریخ پرانی جنتریوں (Fasti) سے معلوم ہوتی ہے۔ جو تاریخ الرڈا کے سقوط (۴۹ء) کی دی ہے دیکھو ۱۱، ۹۰، صفحہ ۱۳۴۴، نام سیزن کا نوٹ صفحہ ۳۹۸۔

باب ۱۰ الیریکم پر قبضہ قائم رکھنا متعدد وجوہ سے ضروری تھا خصوصاً اس لیئے کہ ممکن تھا کہ بہ درجۂ آخر قیصر کو اسی راہ سے اطالیہ واپس آنا پڑے۔ اسی لیئے وہاں کیو۔ کارنی فیکیس دو لیجنوں کے ساتھ بھیجا گیا تھا۔ ان تینوں مقامات پر جنگ کا سلسلہ جاری تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پامپی کی جماعت کس قدر قوی تھی اور فارسالس میں اُن کی فوج کے شامل ہونے سے اُن کے ذرائع ختم نہیں ہوئے تھے۔ آگے چل کر ہم بیان کریں گے کہ انھوں نے افریقہ میں کس طرح زور پکڑا حالانکہ ان میں کوئی ایسا سر آوردہ سردار بھی نہ تھا جو اشتراک عمل کو قائم رکھتا اور بحری جنگ میں کامیابی کے جو موقعے تھے اُن سے نفع اُٹھاتا۔

بحری معرکہ آرائیاں۔ والی لیس الیریکم کو بچا لیتا ہے

(۴۴۳) جنگ فارسالس کے قریب ڈی۔ لائی لیس مع پامپی کے ایک بیڑے کے ساتھ برنڈی سیم کے ساحل پر وارد ہوا اور اس جزیرے پر قابض ہو گیا جو بندرگاہ کے دہانے پر تھا۔ والی لیس نے اُسے وہاں سے نکالنے کی بہت کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی لیکن پامپی کی شکست کی خبر سن کر لائی لیس خود ہی وہاں سے چلا گیا۔ آبنائے سسلی میں بھی پامپی کا ایک مشرقی بیڑا سی کیسیس لانگی نس کے زیر کمان وارد ہوا جس نے یارتھیوں کو کراسس کی ہزیمت کے بعد شام تک آگے بڑھنے سے روکا۔ دیاتا شیس دفعۃ اس ملاح میں وارد ہوا تھا جیسا نا میں جتنے جہاز تھے سب اُس نے جلا دیئے اور قریب تھا کہ شہر پر بھی قبضہ کر لے۔ وہ چوکے بھی چھ جہاز اُس نے تباہ کر دیئے مگر یہاں بھی تسلی کی خبروں سے قیصریوں کو کلوفلاسی حاصل ہوئی اور لیسیس اپنے بیڑے کو لیئے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔ لیکن الیریکم میں جو معرکہ آرائیاں ہوئیں وہ ذرا بڑے پیمانے پر تھیں۔ سی۔ انٹونیس اور اُس کی فوج کے گرفتار ہو جانے کے بعد الی اضلاع میں قیصریوں کا زور گھٹتا جاتا تھا بعض تبہ جن میں رومی عمارتیں تھا

---

سلہ یہ خیال کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ وہ ہیلیس پانٹ چلا گیا اور وہاں قیصر سے ملا۔ یہ روایت اُس کے بھائی لیوسیس کے بارے میں بھی بیان کی جاتی ہے (سوئی ٹونیس جولیس ۶۳ اسپین دوم ۸۸۔ ڈائون ۴۴، ۶) مگر قرین قیاس نہیں۔ سسرو (فلپک دوم ۲۶) نے جو روایت بیان کی ہے مختصر ہے اور غیر واضح ہے۔

قیصر کے حلقہ بگوش تھے لیکن رسیوں میں سے بعض (مثلاً اہل ڈلماشیا جنہیں اپنی حالیہ بداعمالیوں کی سزا ملنے کا اندیشہ تھا) مخالف امرا پامپی کی جماعت کی امداد پر تُلے ہوئے تھے۔ مگر باوجود ان مشکلات کے کارنی فیکیس اپنے مقام پر جما رہا تھا اور چونکہ اُس نے زیادہ کاوش نہ کی اس لیے چھوٹی موٹی لڑائیوں میں اُسے کامیابی بھی حاصل ہوتی رہی۔ جنگ فارسالس کے بعد ایم اگنیوس پامپی کے ایک زبردست بیڑے کے ساتھ لیبرنو ڈلماشیا کے ساحل پر وارد ہوا۔ لیکن کارنی فیکیس بھری تہروں کی امداد سے اور دشمن کے اکثر دستہ جہازوں کو گرفتار کر کے کسی صورت سے اپنے قدم جمائے رہا مگر اب خشکی کی طرف سے ایک دوسری آفت اس پر نازل ہونے والی تھی یعنی فارسالس سے بہت سے فرار شدہ اشخاص شمال کی طرف روانہ ہو کر الیریکم میں داخل ہو رہے تھے کم از کم افواہ یہی تھی اور قیصر نے اس خطرے کو دفع کرنے کا انتظام کر دیا کیونکہ وہ پامپی کے تعاقب میں روانہ ہو رہا تھا اور یہ نہیں چاہتا تھا کہ اُس کی غیبت میں مقدونیہ اور الیریا میں پھر جنگ چھڑ جائے۔ جلاوطن اشخاص میں سے جو لوگ اطالیہ میں اُس زمانے میں واپس آئے۔ اے۔ گالی نیس بھی تھا جس نے جنگ میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ قیصر نے اُسے حکم دیا کہ چند حال میں بھرتی کئے ہوئے سپاہیوں کو اپنے ہمرکاب لے کر الیریکم کی طرف روانہ ہو اور شرکت کارنی فیلیس کسی صورت سے صوبہ مذکور پر قبضہ کو بحال رکھے اور اگر مناسب خیال کرے تو مقدونیہ میں بھی داخل ہو۔ کسی صورت سے پامپی کی جماعت کو زور نہ پکڑنے دے۔ گالی نیس ۴۸ء کے اواخر میں روانہ ہوا اور بحیرۂ ایڈریاٹک کے سرے کا چکر لگا کر الیریکم میں پہنچا مگر یہاں اُسے رسد کی سخت دشواری ہوئی کیونکہ اوّل تو یہ ملک حاصل خیز تھا اور وہاں کے باشندے بھی اُس کے مخالف تھے اس لیے اُسے اپنے سپاہیوں کو کھلانے کے لیے اُسے شہروں اور قلعوں پر حملہ کرنا پڑا۔ موسم کی نامساعدت سے بھی اُسے سخت تکلیف ہوئی اور بالآخر اُسے جنگ میں شکست ہوئی جس میں اُس کے بہت سے سپاہی ضائع ہوئے۔ باقی ماندہ فوج کو لے کر وہ سالونائی پہنچا اور چند روز کے بعد وہیں مر گیا۔ اُسکی ناکامی سے

ا ب ج

باب ۵ آگٹیویس کو یہ امید ہو گئی تھی کہ تمام صوبہ اُس کے قبضے میں آجائے گا۔ قیصریوں کے مستحکم مقامات پر اُس کا یکے بعد دیگرے قبضہ ہوتا جاتا تھا مگر اس اثنا میں برنڈی سیم سے وائی نیس کارنی فیکیس کے طلب کرنے پر آگیا۔ وائی نیس کو بیڑے کے تیار کرنے میں سخت زحمت ہوئی مگر دفع الوقتی کے لیئے اُس نے جو جہاز بنا لیئے تھے اُن میں بہترین سپاہی تھے۔ برنڈی سیم میں ایک شفاخانہ تھا جس میں قیصر کے وہ نبرد آزما سپاہی تھے جو بوجہ علالت اُس کے ساتھ نہ جا سکتے تھے ان میں سے اب اکثر صحت یاب ہو کر فوجی خدمت کے قابل ہو گئے تھے اور یہ معرکہ آرائی ان کی مرضی کے موافق تھی کیونکہ کوچ کرنے سے لڑنا وہ زیادہ پسند کرتے ہوں گے۔ وائی نیس کی طبیعت ناساز تھی اور موسم سرما کی وجہ سے سمندر کی راہ بھی پُرخطر تھی مگر وائی نیس نے اپنے عزم بالجزم سے ثابت کر دیا کہ وہ قیصر کی نیابت کا اہل ہے۔ آگٹیویس کی پیش قدمی کو اُس نے فوراً روک دیا اور ایک بحری لڑائی میں اُس نے ہوشیاری سے یہ تدبیر کی کہ جنگ دست بدست ہو اس طور پر آگٹیویس کے بیڑے کے اکثر جہاز یا تو غرق کر دیئے گئے یا گرفتار کر لیئے گئے اور وہ خود جنوب کا رخ کر کے افریقہ کی طرف بھاگ گیا۔ ایڈریاٹک کا بالائی حصہ اب دشمن سے پاک ہو گیا تھا اور وائی نیس خاطر خواہ کامیابی حاصل کر کے میں میں اُس کا صرف خفیف سا نقصان ہوا تھا برنڈی سیم واپس گیا اور کارنی فیکیس کو الیریکم میں امن قائم کرنے کے لیئے چھوڑ گیا۔ اس موقع پر یہ بھی بیان کرنا مناسب ہو گا کہ پامپی کی جماعت نے اپنے بری تفوق و جاہ زائل ہوتا تھا مشترک معرکہ آرائیوں میں کبھی خاطر خواہ کام نہیں لیا تھا۔ ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ روڈز اور مصر کے اسکواڈرن پامپی کی ہزیمت کے بعد اُس کے بیڑے سے علیحدہ ہو گئے تھے اور وائی نیس کی فتح کے بعد کسی فریق کو سمندر پر تفوق حاصل نہ رہا۔

ہسپانیہ میں انتظامات (۱۲۴۴) مغرب بعیدہ میں اس اثنا میں چند ایسے واقعات پیش آئے تھے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر افسر ماتحت کا انتخاب معقول طریقے پر نہ ہو تو افسر اعلےٰ کے غیاب میں اس سے کیا خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ہم بیان

باب ۱۸

کر چکے ہیں کہ جب قیصر ۴۹ء میں ہسپانیہ سے واپس آیا تو ہسپانیۂ بعیدہ کا حاکم اُس نے کیو کیسیس کو مقرر کر دیا تھا۔ یہ شخص اس کے قبل بھی ہسپانیہ میں رہ چکا تھا اور ۵۰ء سے ۴۸ء تک پامپی کا کوئیسٹر تھا جو بحالت غیاب اس صوبے پر حکومت کرتا تھا مگر وہاں کے لوگ کیسیس سے اس قدر بیزار ہو گئے تھے کہ انھوں نے اُسے جان سے مار ڈالنے کی فکر کی۔ ۴۹ء کے اوائل میں اُس نے بحیثیت ٹری بیون سینیٹ میں قیصر کی طرفداری کی تھی اور اُس کے ساتھ ہی ہسپانیہ کی معرکہ آرائیوں میں شریک ہونے کے لیے گیا۔ خدمات مذکور کے صلہ میں قیصر نے اُس کو چار لیجنوں کے ساتھ وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔ جنوبی ہسپانیہ میں جس کا صدر مقام کارڈوبا (قرطبہ) تھا رومی تمدن بہت کچھ مروج ہو چکا تھا۔ سیپیو اکبر نے مریض سپاہیوں کی ایک نوآبادی اٹالیکا میں دوسری جنگ قرطاجنہ کے زمانے میں قائم کر دی تھی اور اُسی زمانے سے اطالیہ کے مستعمرین ہسپانیہ میں بسنے لگے تھے۔ باہمی مناکحت اور اتحاد معاد کی وجہ سے رومی اور دیسی شیر و شکر ہو گئے تھے اور یہ جنوبی اضلاع پُرامن تھے۔ بیٹس (وادی الکبیر) ندی کے کنارے بڑے بڑے شہروں کا ایک سلسلہ چلا گیا تھا اور پُرجوش رومی کان کنی میں بھی مشغول تھے۔ لاطینی کا عام رواج تھا اور کارڈوبا میں لاطینی کے شاعر بھی تھے کہ سسرو[2] کے سخن آشنا کانوں کو بھی بے سُری معلوم ہوتی ہوں۔ لوسی ٹانیا کا ملک جو شمال مغرب میں تھا ابھی تک متمدن اور پُرامن نہ ہوا تھا اور چونکہ عرصۂ دراز کی خوں ریزی کے بعد فتح ہوا تھا جس کی یادگار فراموش نہیں ہوئی تھی اس لیے وہاں کے لوگ ابھی تک قانع اور مطمئن نہیں ہوئے تھے۔ مگر کوئی بغاوت بھی نہ تھی جس کی وجہ سے سخت تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہو۔ مگر قیصر کے پیٹھ پھیرتے ہی کیسیس نے اپنی ہرزگی شروع کر دی اور صوبۂ مذکور میں بہت جلد سخت ابتری پھیل گئی۔ اہل روما اور باشندگان صوبہ پر بری طرح ظلم کرنے کے لیے سپاہیوں کو اُس نے

---

[1] ایسپین ہسپانیہ ۳۸۔
[2] سسرو پر وار کیا ۲۶۔

باب ۵ انعام واکرام دینے شروع کیے اور اُن کے ساتھ نت نئی رعایتیں کیں جن سے لیجنل کا ضبط فوجی بگڑ گیا۔ لوسی ٹانیا پر اُس نے کسی نامعلوم وجہ سے یورش کر دی اور وہاں سپاہیوں نے اُسے امپیراطور کہہ کے اُس کی سلامی اُتاری۔ اس کے بعد ساعت مقدمات (Accuse) کے لیے کورڈوبا میں اُس نے قیام کیا اور استحصال یا لوٹ کا ناگفتہ بہ سلسلہ جاری کر دیا۔ اسے روپے کی خواہش تھی اس لیے ہر قسم کے اشخاص سے اُس نے کسی نہ کسی صورت سے روپیہ اینٹھنا شروع کیا جس کی وجہ سے اُسے قتل کرنے کے لیے سازش ہوئی۔ اب اُس نے ایک اور لیجن اور رسالہ بھرتی کر لیا جس کا خرچ بہت زیادہ تھا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اور بھی ہر دل عزیز نہ رہا۔ ۴۸ء کے اوائل میں قیصر نے اُسے حکم بھیجا کہ سمندر کو عبور کر کے افریقہ جائے اور وہاں جوبا پر حملہ آور ہو تاکہ وہ بادشاہ جس نے حال ہی میں کیوریو اور اُس کی فوج کو نیست و نابود کر دیا تھا۔ پامپی کے طرفداروں کی مزید امداد نہ کرنے پائے۔ احکام مذکور کی تعمیل کے لیے کیسیس نے سرگرمی سے تیاری شروع کر دی مگر اسی اثنا میں بحر اُس پر ایک حملہ ہوا اور زخمی ہو کر وہ صاحب فراش ہو گیا۔ لوگ خیال کرنے لگے کہ اب وہ قریب المرت ہے جس کی وجہ سے اور بھی ابتری پھیل گئی بعض لیجنوں نے جن میں مقامی عنصر زیادہ تھا اب سازش کرنے والوں میں سے ایک کو اپنا سرغنہ بنا لیا۔ لیکن کیسیس کو صحت ہو گئی اور لیجن قیادت کرنے کے لیے پوری طور پر تیار نہ تھے سازش کرنے والوں میں سے بعض قتل کر دیے گئے اور بعض نے روپیہ دے کر اپنی جاں بخشی کرائی۔ اس طرح قتل کی سازش سے بھی کیسیس نے خاصی رقم حاصل کی

کیسیس کا خاتمہ (۱۲۴۵) اُسے زمانے یعنی اوائل ستمبر میں فارسالس کی خبر فتح ہسپانیہ میں آئی۔ کیسیس کا وجود قیصر کے لیے اب چنداں مفید نہ تھا اور یہ غالباً اُسے ناگوار ہوا ہوگا مگر وہ حسب سابق تیاریوں اور اپنے خاص طریقے پر روپیہ جمع کرنے میں مشغول رہا۔ اپنے قرضوں کی ادائی کی اُس نے یہ صورت نکالی کہ قرضخواہوں سے جبراً وصول یابی کی رسیدیں لکھوالیں اور دوسروں سے بھی جبراً روپیہ وصول کیا۔ استحصال بالجبر کی ایک دوسری تدبیر اُس نے یہ نکالی تھی کہ لوگوں کو فوجی ملازمت کے لیے بلاتا اور پھر کچھ لے کر مستثنیٰ کر دیتا۔ لیکن جب وہ افریقہ روانہ ہونے کے لیے

باب ۴

بالکل تیار ہوگیا اور رہی سہی رقمیں وصول کر رہا تھا ہسپانیہ میں فی الحقیقت بغاوت شروع ہوگئی۔ اس بغاوت کی تفصیلی حالات ہم بیان نہیں کر سکتے، صرف اتنا بیان کرنا کافی ہوگا کہ جنوبی ہسپانیہ میں خانہ جنگی شروع ہوگئی جو پوری طور سے فرو نہ ہوئی۔ لیکن سپاہی کو کیسیس سے سخت ناراض تھے مگر قیصر کے اب بھی حلقہ بگوش تھے۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کوشش کی کہ پامیوں کو پامپی کی جماعت میں شریک کریں مگر انھیں مطلق کامیابی نہ ہوئی۔ کارڈوبا بھی بغاوت کا ایک مرکز ہوگیا مگر یہاں کے لوگ بھی قیصری تھے کیسیس نے ماری ٹانیا کے بادشاہ بوگڈ سے مدد طلب کی مگر باوجود اس بادشاہ اور ہسپانیہ کے چند شہروں کی مدد سے وہ اپنا اقتدار دوبارہ قائم کر سکا مگر اس غیر قطعی جنگ کا خاتمہ ایم امی لیس لیپی ڈس (پہلا کانسل ہسپانیہ قریب) کے اپنی فوج لے کر آنے سے ہوگیا۔ کیسیس نے اسے بھی بلایا تھا مگر لیپی ڈس نے بجائے اس کے شریک ہونے کے ثالث کی حیثیت اختیار کی کیونکہ اس نے خوب سمجھ لیا تھا کہ کیسیس ہی بانیِ فساد ہے اس لیے اس نے مارکی لس کی تائید کی جو وفادار پامیوں کا سرغنہ تھا۔ یہ امر بالکل واضح ہے کہ ان بے ضرورت پیچیدگیوں اور فسادوں میں کئی مہینے ضائع ہوگئے اور سنہ ۴۸ ق م آغاز ہو کر زمانہ گزر چکا تھا کیونکہ لیپی ڈس نے جب امن قائم کر دیا تو اس کے کچھ روز بعد ہی سی ٹمری یوٹیس اس سے صوبے کا جائزہ لینے کے لیے آیا۔ چونکہ انطاکیہ سے وہ برندی سیم میں اگست کے وسط میں آیا ہوگا وہ کارڈوبا میں ستمبر سے قبل نہ پہنچا ہوگا۔ کیسیس فوراً جہاز میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوگیا مگر اٹھائے سفر سمندر میں ہلاک ہوگیا اور اس طور پر ایک سینہ زور بدمعاش کا خاتمہ ہوگیا جس کی بداعمالیوں کی تلافی بہ آسانی نہ ہو سکی۔[1]

قیصر کے ہم اقتدارات

(۶۴ ۱۲) اطالیہ کے واقعات کو میں کائی لیس اور میلو کی دیوانہ وار سازش کے فرو ہونے تک بیان کر چکا ہوں کانسل سروی لیس روما میں برسرِ حکومت تھا اور لوگ بالعموم مرکزِ جنگ کی خبروں کے منتظر نظر آتے تھے

[1] سسرو ایڈ ایٹی کم یا ردہم ۲۰ Fam ۲۰۲۱۹۵

باب ۲ جنگ فارسالس کی جب خبر آئی تو انبوہ شہر نے پامپی اور سولا کے مجسمات گرا دیئے لیکن پامپی کی موت کی خبر کی تصدیق ہونے تک کوئی ماضا بطہ کارروائی نہ ہوئی مگر اس کے بعد سینیٹ اور طبس عامہ نے فاتح کو اعزاز اور غیر معمولی اقتدارات عطا کرنے شروع کر دیے بیان کیا جاتا ہے کہ اُسے مقتدر کیا گیا کہ حسب خواہش جنگ ملتوی کرے اور پامپی کے شرکا کے ساتھ جیسا سلوک چاہے کرے۔ شاہ جوبا نے فتح حاصل کرنے کی خوشی سلانے کی بھی اُسے اجازت دی گئی حالانکہ یہ فتح ابھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ اُسے آئندہ پانچ سال کے لئے کانسلی کا امیدوار ہونے عہدہ ہائے حکومت کے لئے (سوائے ان عہدوں کے جو پلی بین لوگوں کے لئے مخصوص تھے) نامزدگی کرنے اور پروپر بڑی صوبہ داروں کے لئے تقرر کرنے کے اقتدارات بھی عطا کئے گئے۔ اس آخری اقتدار سے پامپی کے قانون صوبہ کی تنسیخ لازم آئی بھی دکانسل پروکانسلی صوبہ جات کو آپس میں بذریعہ قرعہ اندازی قایم کرتے تھے۔ بہ طریقہ پراٹ نام قایم رہا مگر اس سے قیصر کی مطلق السانی میں کوئی فرق نہ آتا تھا۔ باوجود پیٹری سین ہونے کے بڑی ہونوں کے اختیارات بھی اسے ایک جدید اور جامع طریقے سے عطا ہوئے یعنی اُسے یہ حق عطا کیا گیا کہ مشیروں کے ساتھ اجلاس کرے اور یہ لحاظ اختیارات ان کا ہم رتبہ ہو۔ اس طور پر اُسے یہ اختیار مل گیا کہ ہر ایسی تجویز کو قانون مقرر کر دے جو اُسے پسند نہ ہو۔ مثلاً اگر کوئی شخص جسے وہ پسند نہ کرتا ہو کسی ایسی خدمت کا دعوے دار ہو جو پلی بین لوگوں سے لئے مخصوص ہو تو وہ اُس کو امیدواری سے ہٹا رکھ سکتا تھا درحقیقت یہ ایک حاکم مطلق السان کو قانوناً خود میں لاما تھا مگر رومیوں کی عادت کے مطابق تمام کارروائی بتدریج بہت سوچے طریقے پر ہوئی مگر یہ وسیع اقتدارات بھی کافی نہ خیال کئے گئے اور اُسے بار دیگر ڈکٹیٹر[1] حاکم مطلق العنان مقرر کیا گیا اور

[1] مام سین استاد نے یادداشت قیصر کی مطلق السانی حکومتوں پر اس مضمون پر صدر رہ مقبول ہوئی ہے (مجموعہ مکتبات لاطینی جلد اول صفحات ۲۵۱ - ۲۵۴) اُس میں کتبات اور سکوں سے جو شہادت ہم پہنچتی ہے پوری طرح بحث کیلئی ہے اُس کی یادداشت (مجموعہ مکتبات لاطینی جلد ۳ - ولیس ۱۰۰) بھی ملاحظہ ہو۔

اور اس خدمت پر اس کا تقرر صرف انتخابات عمل میں لانے یا کسی دوسرے مخصوص فرائض کے لیے نہیں ہوا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ سروِلیس نے اُسے اس خدمت پر بلا تعین مدت اسی طریقے پر نامزد کیا تھا اور اُس کی وہی حیثیت تھی جو سولا کی تھی یہ واقعہ اکتوبر کا ہے جب کہ قیصر مصر کے معاملات میں پھنسا ہوا تھا اس لیے سکندریہ ہی میں وہ اس خدمت پر فائز ہوا اور انٹونی کو اپنا "میر اصطبل" نامزد کیا جو اُس وقت اطالیہ میں تھا اور فارسالس کی لڑائی کے بعد نبرد آزما سپاہیوں کے لیجنوں کو لیکر وہاں سے واپس ہوا تھا۔ یہ طے ہوا تھا کہ ان سپاہیوں کو قیصر کی واپسی اور خدمتوں کا انعام ملنے تک چھاؤنیوں میں رکھا جائے مگر مدت دراز تک فوجی خدمات کے انجام دینے کے بعد سپاہی رہنے سے ان لوگوں کے اخلاق و عادات بگڑ گئے اور جب بے کاری میں کئی مہینے گزر گئے تو اُن کا وجود قیام امن میں مخل ہونے لگا۔

مارچ

(۴۷ ۱۲) ۷۴۵ء کے اختتام پر اطالیہ کی یہی حالت تھی قیصر اور سروِلیس کی کانسلی بھی سال مذکور کے ساتھ ختم ہوگئی اور سال آیندہ کے حکام کے تقرر کے لیے قیصر نے حسب دستور انتظام نہ کیا تھا دونوں مجلسیں یعنی سینیٹ اور مجلس عامہ اپنے اثر اقتدارات سے دست کش ہو چکی تھیں اور قیصر بذات خود یک گونہ معنوں قید تھا۔ روما میں صرف انٹونی ہی ایک حاکم تھا جو کسی خدمت کیوروِل پر فائز تھا اور وہ بھی معمولی قسم کی نہ تھی "میر اصطبل" کے علاوہ دس ٹری بیون موجود تھے مگر خدمت ٹری بیونی سے امور مملکت کے عملی انصرام میں کبھی مدد نہ مل سکتی تھی۔ کئی مہینے تک سخت ابتری رہی اور اصل بانی فساد دو ٹری بیون تھے جن میں سے ایک پی کارنی لیئس ڈولا بیلا سسرو کا شوریدہ سر داماد تھا۔ سپہ گری میں جب اُسے کوئی کامیابی نہ ہوئی تو جنگ فارسالس کے بعد وہ روما میں واپس آیا اور پلی بین ٹری بیون منتخب ہوگیا۔ اس نے اب مری دیتیرہ اختیار کیا جو ایم کائی لیس کی بربادی کا باعث ہوا تھا یعنی قرضداروں کو قرض کے بارے سبکدوش کرنا چاہا۔ قرضخواہوں کی طرف سے ایل ٹری لی لیئس نے اس کی مخالفت کی۔ ڈولا بیلا کی تجویز یہ تھی کہ قرضے ساقط کر دیے جائیں اور کرایے معاف کر دیے جائیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں جماعتوں میں لٹھ چلنے لگا اور شہر میں فتنہ و فساد

تھمکی بیت میں رہا میں بسر کا

باب ۵ کا بازار گرم ہوگیا۔ سینیٹ نے حکم دیا کہ اس معاملے کا تصفیہ قیصر کے آنے تک ملتوی کردیا جائے اور انٹونی اور باقی آٹھ ٹری بیونوں کو ہدایت کی کہ قیام امن کی طرف متوجہ ہوں۔ مگر انٹونی کو اسی زمانے میں بددل سپاہیوں کو منانے کے لیے روما سے جانا پڑا اور دونوں جماعتوں کے سرغنوں نے اس کے نائب کی کچھ پروا نہ کی اس لیے بلووں کا سلسلہ جاری رہا۔ سکندریہ کے سقوط کی خبر آنے کے کچھ روز بعد تک یک گونہ سکوت رہا مگر جب معلوم ہوا کہ ابھی قیصر فارناکیس سے برسرپیکار ہے تو پھر بلوے شروع ہوگئے۔ انٹونی سمجھ گیا کہ کرنا چاہتا ہے، پہلے اس کی نظر عنایت ڈولابیلا پر تھی اور پھر ٹری لی لیس پر۔ آخر عوام کے جتھے بالکل قابو سے نکل گئے اور سینیٹ نے غالباً آخری حکم کی صورت میں انٹونی سے امداد طلب کی۔ انٹونی نے مجبوراً اپنے سپاہیوں سے کام لیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ خوں ریز جنگ ہوگئی جس میں ۸۰۰ آدمی کام آئے۔ لیکن ڈولابیلا کی تجویزیں فی الحال مسترد کردی گئیں اور لوگ قیصر کی واپسی کے منتظر رہے۔

پامپی کے افسروں کا منتشر ہونا

(۴۸ ۴۸) لائی نس فارسالس کی ہزیمت کی خبر لے کر ڈائراکیم میں اگست کے وسط میں پہنچا۔ پامپی کے جو طرفدار وہاں تھے انھوں نے لشکر مقام مذکور کا تخلیہ کردیا اور سمندر کی راہ سے اپنے بحری مستقر کو چلے گئے جو کورکائرا میں تھا۔ میوس اور مایوس سسرو نے رائے دی کہ اب فاتح کے آگے سر تسلیم خم کرنا چاہیے۔ اس مشورے سے نوجوان نے ایسس پامپی اس قدر برافروختہ ہوگیا کہ اس غداری کی پاداش میں اسے قتل کردے مگر کیٹو نے اس کی جان بچائی۔ اس کے بعد سسرو اپنے بھائی کے ساتھ پاٹرے واقع اکانیا کو چلا گیا مگر وہاں کسی نامواقفت کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ وہاں سے سسرو اکتوبر میں برنڈی سیم کو گیا جہاں وہ اپنے متعلقوں اور ان کے نیزوں کے ساتھ گیارہ مہینے تک سخت مایوسی اور بےبسی کی حالت میں مقیم رہا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسے اطالیہ میں رہنا چاہیے کہ نہیں۔ کیا انٹونی اس کے ساتھ انسانیت سے پیش آیا اور کچھ روز کے بعد اسے اس عام حکم سے مستثنیٰ کردیا جو پامپی کے طرفداروں کے خلاف میں نافذ ہوا تھا۔ وائی نیس بھی پرانی رنجشوں کو فراموش کرکے سسرو کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آیا۔ مگر وہ اپنی ناکامی پر شاعروں سے

سخت مصیبت میں تھا اور اُسے یہ بھی اندیشہ تھا کہ قیصر معلوم نہیں میرے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے۔ لیکن قیصر نے اُس کی اس بدگمانی کو خط لکھ کر رفع کر دیا اور جب واپس آیا تو اُس کی بہت مدارات کی کیونکہ اس کی یہی خواہش تھی کہ سسرو سا سربرآوردہ اور اعلےٰ خصائل کا آدمی اُس کی جماعت میں شریک ہو جائے۔ قیصر کو خوب معلوم تھا کہ اُس کی جماعت میں جتنے سربرآوردہ اشخاص ہیں سب کا چال چلن مشتبہ ہے اور ہر ایک کی شہرت برا تاریخ آمیز ہے، یہ لوگ لڑائی بھڑائی کے کام کے تو تھے مگر امن قائم ہو جانے کے بعد امور مملکت کے انصرام کے لیے باعزت اشخاص کی ضرورت تھی۔ کور کائرائیں پامپی کے جانثار تھے منتشر ہو کر مختلف مقامات کو چلے گئے۔ سیپیو اور بعض دیگر اشخاص افریقہ کو چلے گئے جہاں اُن کی جماعت برسر حکومت تھی۔ اپیین کا بیان ہے کہ نے ایس پامپی ہسپانیہ چلا گیا مگر اس کا یہ قول مشتبہ ہے۔ کیٹو نے ایک زبردست جماعت کے ساتھ سیسلی پر قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر جب اس میں ناکامی ہوئی تو پامپی سے ملنے کی غرض سے مصر کی طرف روانہ ہوا اور راستہ ہی میں جب اُس کی موت کی خبر ملی تو بعض نے افریقہ کا رخ کیا یا منتشر ہو گئے یا قیصر کی اطاعت قبول کرنے کی فکر میں ہو گئے۔ ان میں سے کونٹس سسرو بھی تھا جسے قیصر نے انطاکیہ میں معاف کر دیا قیصر نے سی کیسیس[1] کو بھی معاف کر دیا جس کے جوہر سپہ گری سے وہ واقف تھا اور اپنا لیگیٹ (نائب) مقرر کر کے فارناکیس کے خلاف تم اُس سے کام بھی لیا تھا۔

قیصر کی مابعد کی سرگرمیاں

(۴۹ء) قیصر اطالیہ میں وہاں کے لوگوں کے اندازے سے قبل واپس آ گیا اور اُس کی واپسی کی وجہ سے سیاسی مناقشات یک لخت دفع ہو گئے۔ اطالیہ کی مشکلات کا اُسے علم تھا اور اسی وجہ سے واپسی میں اُس نے عجلت کی تھی۔ انٹونی کی

---

[1] سسرو پر ولیگا ریو۔ سسرو سے جب یہ تقریر کی (۴۶ء ق م) تو وہ طاؤس فتح سے مایوس ہو چکا تھا اور اسی لیے نقیبوں کو جواب دے چکا تھا۔

[2] یہ ڈائون (۴۲، ۱۳) کا بیان ہے اور کیسیس کی اطاعت گزینی کے متعلق غالباً یہ صحیح ترین روایت ہے۔ اسی شخص نے آگے چل کر قیصر کو قتل کر دیا (سسرو Ad Fam ششم ۱۴، ۱۰۔

باب ۵

سہل انگاری سے اُسے سخت مایوسی ہوئی اور ممکن ہے کہ اُس کو قیصر نے خدمت سے علٰحدہ بھی کر دیا ہو۔ مگر سپاہیوں کی بے صبری سے جو مشکلات پیدا ہونے والی تھیں اُن کو ملحوظ رکھ کر روما میں اُس نے دفع الوقتی کا طرز عمل اختیار کیا۔ اسی بنا پر اُس نے ڈولابیلا سے کوئی بازپرس نہ کی اور مالیاتی مشکلات کا اپنے طریقے پر تصفیہ کر دیا۔ قرضے بالعموم ساقط نہیں کئے گئے مگر قانون جولیا ۴۹ء کی سختی کے ساتھ پابندی کرائی جو قرضدار لوگوں کی تکالیف کو رفع کرنے کے لیے نافذ ہوا تھا۔ مکان کے کرایوں کے متعلق غیر معمولی کارروائی کی ضرورت تھی اس لیے اُس نے کائی لیس اور ڈولابیلا کے طرز عمل کو اختیار کیا۔ ایک جدید قانون نافذ کرا کے اُس نے کرایے ایک سال کیلئے معاف کرا دیے مگر معافی کے لیے ایک انتہائی حد مقرر کر دی یعنی روما میں ۲ سسٹرس کی (قریب ۲۰ پونڈ انگریزی) اور اطالیہ کے دوسرے حصوں میں ۵۰۰ سسٹرس کی (قریب ۵۰ پونڈ انگریزی) جس کی وجہ سے صرف غربا اس قانون سے مستفید ہو سکتے تھے ایک دوسرے قانون کے نفاذ سے زمین کے لیے ایک غیر حقیقی مانگ پیدا کر کے روپے کے لین دین کو فروغ دینے کی کوشش کی گئی۔ مورخین کے غیر مکمل بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیصر نے ایک قانون نافذ کیا جس کا منشا یہ تھا کہ ساجوکار اپنے سرمائے کا ایک حصہ (غالباً دو ثلث) اطالیہ کی اراضی میں لگائیں اور غالباً اُس نے زرعی علاقوں کا بازار کی قیمت سے زیادہ پر رہن کیے جانے کو ممنوع قرار دیا۔ اگر اس قاعدے پر عمل کیا جاتا تو ممکن تھا کہ روپے کا چلن بڑھ جاتا اور مرہونہ علاقوں کی تعداد کم ہو جاتی۔ اس سے یہ بھی امید ہو سکتی تھی جو واضع قانون کے ذہن میں ضرور رہی ہوگی کہ دولت مند لوگ اطالیہ کے دیہاتی علاقوں کے فلاح و بہبود میں زیادہ دلچسپی لینے لگیں گے۔ حکمراں طبقے کا مالک اراضی ہونا ایک قدیم اصول تھا جو قیصر کے زمانے کے بعد بھی تسلیم کیا جاتا تھا۔ مگر اس قسم کے قوانین پر عمل کرنے سے لوگ گریز کرتے تھے

---

لہ ٹیسی ٹس تاریخ ششم ۱۶، ۱۷۔ اس کے علاوہ دیکھو سوئی ٹونیس ٹائی بیریس ۴۰، ۴۱ اور پلینی خطوط ششم ۱۹ جس میں ٹریجن کے زمانے کی ایک اسی قسم کی کوشش کا ذکر ہے۔ قانون کا بیان ہے کہ روپیہ جمع کرنے کو روکنے کے لیے قیصر نے ایک قانون نافذ کیا تھا دیکھو فقرہ ۲۰ کتاب ہذا۔

باب ۵

اور سرائے کو قوانین کے ذریعے سے قابو میں رکھنا ناممکن تھا۔ امن و امان قائم رکھنے کے لیے ان خطرناک جماعتوں Collegia کا انسداد ضروری تھا جو ۶۴ء میں مسدود کر دی گئی تھیں اور جنھیں کلوڈیس پھر وجود میں لایا تھا۔ قیصر نے ان جماعتوں کو اب قانوناً مسدود کر دیا اور صرف چند قدیم یا مستند جماعتوں کو باقی رہنے دیا جن میں ایک یہودیوں کی بھی تھی۔ انتخابات کا بھی انتظام کرنا تھا کیونکہ سال ختم ہو رہا تھا۔ عہدوں پر عہدہ داروں کے مقرر کرنے سے ایک تو یہ نفع تھا کہ اس کی کارروائیاں ایک حد تک باضابطہ ہو جائیں اور پھر اپنے متوسلین کو صلے دینے کا بھی موقع ملتا تھا۔ اس لیے سال کے باقی دنوں کے لیے والی نیس اور فوڈیشس کالی نس کانسل مقرر کیے گئے اور کم درجے کی خدمتوں پر دوسرے اشخاص مقرر ہو گئے۔ پریٹروں کی تعداد بڑھا کر کے دس تک کر دی گئی اور یکاریوں کی بڑی بڑی جماعتوں میں دیگر اشخاص کے لیے گنجائش نکالی گئی۔ یہ جائدادیں مین حیاتی تھیں۔ اس طور پر بغیر کسی خرچ کے متعدد اشخاص کی آرزوئیں پوری ہو گئیں سینیٹ میں بھی بہت سی جائدادیں خالی تھیں جن کو تقررات کرنے کے لیے قیصر نے طبقۂ ایکوائٹ کے بعض افراد اور اپنے خانہ کامیں سے بعض کا تقرر کر دیا جن میں سے اس کے چند وفادار سنتوری بھی تھے۔ تقررات مذکور میں سے بعض لوگوں کو سخت ناپسند بھی ہوئے مگر اس کی حالت سخت نازک تھی اور مجلت میں بھی تھا کیونکہ ممالک شرقی میں عرصہ دراز تک رک جانے سے پامپی کے طرفداروں کو افریقہ میں زبردست فوجیں جمع کرنے کا موقع مل گیا اور اسے خود کسی جدید معرکہ آرائی کا سر و بست کرنے کی مطلق فرصت نہ ملی تھی۔ اپنے متوسلین کو ان کی خدمات کے صلے دینے اور جنگ کے جاری رکھنے کے لیے اس کے پاس بالکل روپیہ نہ تھا کیونکہ مشرق میں اس نے جو رقوم وصول کیں وہ اس کے اندازے سے بہت کم تھیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بعض افراد اور بستیوں سے زبردستی قرضے لیے۔ اس ناگوار طرز عمل کو اختیار کرنے پر وہ غالباً شدید ضرورت کی وجہ سے مجبور ہوا ہوگا۔ اس نے ایٹی کس کو البتہ ان جبری قرضوں سے مستثنیٰ کر دیا تھا کیونکہ ایسے دولت مند آدمی کا باوجود دل سے

باب ۲۷ پاپیی کا طرفدار ہونے کے غیر جانبدار رہنا باعث مسرت تھا۔ پاپیی اور دیگر اشخاص کی جائدادوں کو بھی اُس نے غالباً مجبوری ہی کی وجہ سے نیلام پر چڑھایا ہوگا اور اس کے دو ناخوش آیند نتائج ہوئے۔ اوّلاً تو محبان وطن کو یہ ناگوار ہوا اور ثانیاً یہ دقت پیدا ہوئی کہ قیصر کے بعض دوستوں نے نفع کا موقع دیکھ کر علاقوں کو خرید لیا اور پھر اس امر کے متمنی ہوئے کہ قیصر کی دوستی کی وجہ سے زرِ ثمن کے ادا کرنے سے بچ جائیں۔ اسی امید پر وہ لوگ دل کھول کر بولیاں بولے اور جب قیصر نے زرِ ثمن کے ادا کرنے پر اصرار کیا تو انھیں سخت ناگوار ہوا۔ انٹونی کا معاملہ[1] نہایت شرمناک ہے جس نے پاپیی کے مکان واقع روما کو خرید لیا تھا۔ دو سال تک قیصر اُس کی قیمت کی ادائی کے لیے اصرار کرتا رہا اور انٹونی گریز کرتا رہا جس کی وجہ سے دونوں میں بے لطفی بھی ہوگئی مگر بالآخر قیصر نے غالباً اس رقم کو معاف کر دیا۔[2]

۲۲۶

مناوت اور اس کا ۔۔۔

۱۲ ق م قیصر روما میں تھا کہ لیجیونوں نے بے صبری سے علانیہ بغاوت کر دی۔ ان دستوں کو حکم دیا گیا تھا کہ مسلی روانہ ہو جائیں اور وہاں افریقی مہم کی رائی کے لیے تیار رہیں۔ مگر جو افسر قیصر کا یہ حکم لیبیا سے لایا تھا اُسے انھوں نے شکست کر دیا اور جواب دیا کہ جنگ فارسالس سے قبل انعام اور عطائے اراضی کے جو وعدے کیے گئے تھے جب تک اُن کا ایفا نہ ہو ہم اپنے مقام سے نہ ٹلیں گے۔ اس کے بعد ایک دوسرا افسر[3] اُن کو مسلی لے جانے کے لیے روانہ کیا گیا اور یہ وعدہ کیا گیا کہ فی سپاہی ایک ہزار دینار (۴۰ پونڈ انگریزی) انعام دیا جائے گا۔ مگر اس افسر نے بھی بھاگ کر جان بچائی۔ یہ لوگ وعدوں سے اب گھبرا اُٹھے تھے اور نقد رقم چاہتے تھے اس لیے انھوں نے روما پر دھاوا کر دیا۔ یہ امر بالخصوص

---

[1] سسرو نے اس معاملہ کو ایک عدالت کے سامنے دوسری فلپک میں بیان کیا ہے۔ بعد دیگر مورخین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ لیمپس تقریر عالم اور میئر کا دیباچہ۔

[2] پلیولا سسرو اڈیٹی کم ۱۱، ۲۱۔ ۲، ۲۲۔ ۲۔

[3] سیلسٹ۔

قابل لحاظ ہے کہ کسی سرزنش، وہ سرفنہ یا قیصر کے کسی مخالف نے ان لوگوں کے غیظ و غضب سے نفع اٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ یہ لوگ باغی سرور تھے مگر اپنے آپ کو قیصر کے سپاہی کہتے تھے۔ ان کو اسی نے بھڑکایا تھا اور وہی ان سے عہدہ برآ ہو سکتا تھا۔ اب قیصر کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ اس مشکل کو اپنی جسارت سے رفع کرے۔ اس لیے وہ یکایک پارس کے میدان میں آ کھڑے ہوئے۔ یہاں پہنچ کر لوگ لیا چاہتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں خدمت سے سبکدوش کر دو۔ اس نے فوراً انھیں علیحدہ کر دیا اور وعدہ لیا کہ میں جب افریقہ سے اپنی فتح کی خوشی منانے کے لیے واپس آؤں گا تو تمھارے تمام مطالبات کو پورا کر دوں گا۔ عجیب الاخلاق قوم کا سودا بھی دے دوں گا مگر انھیں مخاطب کرنے میں اس نے انھیں تمہارے (Quirites) کے لفظ سے یاد کیا۔ سپاہی (Milites) جس سے انھیں معلوم ہو گیا کہ آج کی تاریخ سے ہم سپاہی نہ رہے۔ اب وہ سمجھے میں پڑ گئے یعنی اگر وہ قیصر کو قتل کر دیتے تب تو انعام ملنے کی کچھ بھی امید بھی باقی نہ رہتی اور اس اپنی حرکات سے تائب ہوتے تب بھی وہ اوقیہ لوبیہ انھیں ساتھ لے چلا تھا اس سے تو ان کو بھی یہی نقصان ہے کیونکہ یا تو وہ مارے جائیں گے اور ان کی امیدوں کا بھی اس کے ساتھ خاتمہ ہو جائیگا یا اگر وہ فتح حاصل کر کے ایک نئی تنومند فوج کے ساتھ واپس آئے تو اس جدید فوج کے حقوق ان سے کہیں زیادہ ہوں گے ان کے مطالبات وہ ہر کر دیا چاہتے تھے۔ ایسے ایسے آقا سے جس پر کوئی اثر نہ ہو جبراً روپیہ وصول کرنا دشوار تھا اور اس وقت مقابلہ فسطیر زلی اور تیرہ بازی کے قلب رانی پسند تھی اس لیے انھوں نے عفو معاصی کی درخواست کی اور قیصر نے ظاہری اکرام کے ساتھ ان کی خدمات کو بطور رضاکاروں کے قبول کر لیا یعنی خلاصہ یہ کہ اس نے اپنی من مانی شرائط پر ان سپاہیوں پر قابو حاصل کر لیا مگر یہ نہیں معلوم کہ وہ ان کے ساتھ کس طور پر پیش آیا کیونکہ معاصرین نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ البتہ ڈائون[1] کا بیان ہے

[1] ڈائون ۲۲، ۵۲۔ وہ مقابلہ کرو پلوٹارک قیصر ۱۔ سوئی ٹونس جولیس ۷۰۔ ۱۰ اپین دوم ۹۲-۹۴۔

باب ۵ کہ اُس نے اطالیہ میں نیک اطوار اشخاص کو چھوڑ دیا جو دیہات میں رہنے کے لائق تھے اور صرف شوریدہ سر سپاہیوں کو اپنے ساتھ افریقہ لے گیا۔ اس مصنف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ گو قیصر بالطبع نیک مزاج تھا اور اپنے سپاہیوں سے مراعات ملحوظ رکھتا ہے مگر باغیوں کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کرتا اور سخت سزائیں دیتا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ڈائون نے معاصرین کے اقوال کو کس حد تک صحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور کہاں تک اُس کا بیان اُس کی ذاتی تعبیر پر مبنی ہے کیونکہ وہ اپنی مدباطنی کی وجہ سے بدنام ہے۔ پلوٹارک، سوئی ٹونیس کے ضمنی حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قیصر نے کچھ امتیاز فرد رکھا تھا اور چند منظور نظر اشخاص کو اراضیات بھی عطا کیں۔ یہ عنایتیں موجبی عنایات جس میں دسواں لیجن بھی شامل تھا اُس زمانے کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے مگر افسوس ہے کہ ہمیں صحت کے ساتھ معلوم نہیں ہے کہ درحقیقت قیصر نے کیا کیا؟

۲۲۰

سنہ ۴۶ ق م کے لیے انتخابات اور تقررات

(۱۵۲) افریقہ کی معرکہ آرائی کی تیاریاں ہو ہی رہی تھیں کہ روما سے روانہ ہونے سے قبل قیصر نے سال آیندہ (سنہ ۴۶ ق م) کے لیے انتخابات کرا دیئے یعنی وہ خود ڈکٹیٹر رہا مگر ایک کانسلی بھی لے لی اور ایم لیپی ڈس کو اپنا ہم عہدہ بنا لیا۔ گو دونوں کے پیٹریشین ہونے کی وجہ سے یہ قانون کے خلاف تھا لیکن اُس زمانے میں قانون کی کون پروا کرتا تھا۔ لیپی ڈس نے ہسپانیہ میں امن و امان قائم کر کے اپنے وجود کو مفید ثابت کیا تھا اور اُسے خوش کرنے کے لیے حلوس فتح کی بھی اجازت دی گئی تھی گو میدان جنگ میں اُسے کوئی فتح حاصل نہیں ہوئی تھی۔ قیصر کی غیبت میں وہ حکومت داخلی کا صدر قرار دیا گیا۔ پریٹروں میں اے ہرنیس بھی تھا جو احکام معوجات کے تقرر میں سب سے زیادہ قابل لحاظ کوہ آلپ کے اس طرف ملک گال کی صوبہ داری پر ایم جونیس برو ٹس کا تقرر تھا جو مثل اپنے ماموں کیٹو کے قیصر کا سخت مخالف اور پامپی کا سرگرم طرفدار رہا تھا مگر فارسالس کی جنگ کے بعد اُس نے قیصر سے معافی مانگ لی اور قیصر اُس سے بہت مہربانی سے پیش آیا۔ اب اُس کا ایک بڑے عہدے پر تقرر ہوا حالانکہ کیٹو اس وقت قیصر کے خلاف افریقہ میں برسرپیکار تھا۔ قیصر اُس کے اعلیٰ خصائل کا مداح تھا

باب ۵

مگر درحقیقت نہ تو اس میں وفاشعاری کا مادہ تھا اور نہ اپنی عزت کا خیال[1] تھا۔ ابھی تک اس امر کا کوئی ثبوت نہیں کہ قیصر اس پر زیادہ اعتماد کرتا تھا مگر قیصر کے ارکان حاشیہ میں خواہ وہ قدیم متوسل ہوں یا معاف کیے ہوئے مخالف، اس مصنوعی فلسفی سے زیادہ ناقابل اعتماد دلوئی شخص نہ تھا۔ خود خود بین، خود پسند اور رچھو را بھی تھا۔ اہم امور سلطنت کا خاطر خواہ انتظام کر دینے کے بعد قیصر دسمبر ۴۷ء میں راہی افریقہ ہوا اور لپٹی بے ایام میں، ۱۷ دسمبر کو سپیچا جہاں اس کی بار برداری کے جہاز موجود تھے۔ تالیجیوں تک سے صرف ایک لیجن اور وہ بھی نگرانوں کا وہاں تھا اور چند سوار۔ لیکن چند روز کے بعد ہی پانچ اور لیجن آ گئے اور ۲۵ دسمبر کو روانہ ہو گیا مگر ان چھ لیجنوں میں سے صرف ایک میں سو دو ما سپاہی تھے اور سواروں کی تعداد صرف ۲۶۰ تھی۔ نہ تو ما سپاہیوں کے دوسرے لیجنوں کو بعد میں آنے کا حکم دیا گیا مگر اس کے پاس ان کے پہنچنے میں زمانہ دراز گزر گیا۔

افریقہ میں جمہوریت کی حالت

۴۶ء ۱۰۵۲ھ) پھسلی کی شکست سے سنبھلنے کے لیے پامپی کے علاوہ اور جمہوریت پسندوں کے سرغنوں کو ڈیڑھ سال کا موقع مل گیا تھا اور وہ اس مدت میں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے نہ تھے۔ کیسریو کی ہزیمت کے بعد سے افریقہ پر ان کا قبضہ تھا۔ شاہ جوبا اللہ ایا درجتا تھا مگر وہ بھی قیصر کا سخت مخالف تھا اس لیے جمہوریت پسندوں نے افریقہ کو اپنا مرکز بنا لیا اور زیومیڈیا کے اس بادشاہ سے اپنا کام نکالنے لگے۔ سیپیو اس جماعت کی باقی ماندہ فوجوں کو یونان سے لے آیا تھا۔ کیٹو ایک دوسری فوج سائرین کے راستے سے لایا اور بشمول ان سپاہیوں کے جو پہلے سے افریقہ میں موجود تھے ایک خاصی فوج تیار ہو گئی۔ ان کے بحری معاونین میں سے اکثر نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا مگر ان کے پاس اب بھی جہازوں کی خاصی تعداد تھی۔ اگرچہ سچ ہے کہ ان کی فوج میں

[1] ٹائرل اور پرسر (جلد ششم ۶ (۱)) نے بروٹس کے معاملے کے متعلق مخالف رائے ظاہر کی ہے جس سے مجھے پورا اتفاق ہے۔ مگر حال میں رونے اس کی صفائی کا کام اس نے حوالی سے انجام دیا ہے سیسرو اور انور (۲۴۴) پر سینڈلس کا قول دیکھو۔

باب ۵ دس لیجن تھے تو اغلب یہ ہے کہ بہت سے پناہ گیر مختلف حصص ملک سے آکر اس کی فوج میں شریک ہو گئے تھے۔ اُن کی فوج میں کئی ہاتھی بھی تھے اور سواروں اور ہتھیار والے سپاہیوں کی تو کوئی انتہا نہ تھی کیونکہ نیومیڈیا میں ان کی تعداد کثیر تھی۔ علاوہ ازیں جو یا میدان جنگ میں چار رسیسی لیجن بھی لا سکتا تھا جن کی فوجی تنظیم روما کی فوج کے نمونے پر ہوئی تھی۔ جمہوریوں نے چند ہی برس پیشتر اس امر کی احتیاط کی تھی جس سے اُن کی موجودہ حالت اور بھی قوی ہو گئی تھی اور حملہ آور فوج کے لیے سخت وقت کا سامنا تھا یعنی مستحکم شہروں میں غلے کے بڑے بڑے ذخیرے جمع کر لیے گئے تھے اور کاشتکاروں[1] کی تعداد کثیر فوج میں داخل کر لی گئی تھی۔ اسی لیے گزشتہ موسم میں غلے کی بڑی فصل میں ہوئی تھی اور قیصر کو مقامی سد کی کمی کی وجہ سے غلہ باہر سے منگانا پڑا۔ جمہوریوں میں سرغنوں کی کمی نہ تھی کیونکہ سیپیو، وارس، کیٹو، لابی نس، افرانیس، پمپیس وغیرہ وہاں موجود تھے اور مسئلہ حل طلب صرف یہ تھا کہ سپہ سالار کون ہو۔ وارس اس صوبے میں سب کے قبل سے تھا مگر اس کے دعوے کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ اس جماعت میں اخلاقی اثر کیٹو کا سب سے زیادہ تھا مگر اسے خود اس امر کا احساس تھا کہ وہ مرد میدان نہیں اس لیے اس نے سب کو آمادہ کیا کہ سپہ سالار سیپیو کو مقرر کیا جائے جو دوسروں سے بہتر اور اعلیٰ تھا۔ کیٹو کی وفادارانہ تائید سے سیپیو اپنے سے زیادہ قابل ماتحتوں کو اپنے قابو میں رکھ سکا۔ کیٹو بذات خود یوٹیکا کا حاکم مقرر کیا گیا جو رومی صوبے کا صدر مقام تھا۔ اس شہر کے باشندوں پر شبہ تھا کہ وہ قیصر کے طرفدار ہیں اس لیے یہ تجویز ہوئی تھی کہ شاہ جوبا کے آتش غضب کو دفع کرنے کے لیے ان لوگوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی املاک کو لوٹ لیا جائے۔ مگر کیٹو نے اس تجویز کو رد کر دیا اور شہر کو پر استقلال کے ساتھ حکومت کرتا ہے جس سے سب لوگ خوش تھے۔ کیٹو میں اہل روما کے اوصاف

[1] جنگ افریقہ (۳۰، ۴) میں Stipendarii Avatoves تنخواہ دار کاشتکار۔ سپاہی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ بہرحال جو یہ لوگ تھے وہ رومی سامراج کے ماتحت رعایا کے مقابلہ میں بہرکیف اس سے کم از کم یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیپیو کے لیجنوں میں ایک زبردست غیر رومی عنصر تھا۔

موجود تھے اس لیے وہ ایک وحشی بادشاہ کو اپنا غصہ نکالنے میں مدد دے سکتا ۱۷۱ء
تھا۔ مگر سیپیو پر جو باکا زیادہ اثر تھا اور چونکہ وہ جنگ میں اپنی تدابیر چلی کو زیادہ دخل دیتا تھا اس لیے جمہوری سرغنوں کو اس سے یک گونہ پریشانی ۔ ہاکرتی سیپیو کے متعلق ایک امر قابل ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رومی افواج میں توہم کا مادہ اب بھی باقی تھا یعنی یہ خیال اب بھی مروج تھا کہ افریقہ میں سیپیو کا نام بذات خود ایک شگون نیک ہے۔ اہل روما میں شگونوں کا اب تک یہ اثر تھا کہ قیصر نے باوجود لامذہب ہونے کے بلحاظ ضرورت سیپیو کے نام کے ایک گمنام شخص کو کہیں سے ڈھونڈ نکالا اور جب فوج کی نقل و حرکت ہوتی تو اسے آگے کر دیتا۔ چونکہ جہاں تک شگونوں کا اثر تھا ایک سیپیو دوسرے کے مساوی تھا اس لیے قیصر کے جاہل سپاہیوں کے تسبیے رفع ہو گئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قیصر نے جب شکلی پر قدم رکھا تو اس کا پاؤں پھسل گیا اور وہ گر گیا۔ بہت بدشگونی تھی مگر اس نے فوراً مٹی اپنے ہاتھ میں لے لی اور کہا "افریقہ اب تو میری مٹھی میں ہے" دیکھیے قیصر نے کس خوبی سے بدشگونی کو شگون نیک میں تبدیل کر دیا اور اسے اس قسم کے امور کے اخلاقی اثر کا کس قدر خیال تھا!

ماری ٹانیا۔ سی سیس

(۱۲۵۳) صوبۂ افریقہ کے واقعات کو بخوبی ذہن نشین کرنے کے لیے اس صوبے کے مغرب میں جو ممالک ہیں ان کے حالات پر نظر ڈالنی چاہیے نومیڈیا کے ادھر ماری ٹانیا تھا جس پر دو بادشاہ بوکس اور بوگس (یا بوگود) حکمراں تھے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ کیسیریو کے افریقہ میں ہزیمت یاب ہونے کے بعد جوبا کے زور کو توڑنے کے لیے یہ کوشش کی گئی تھی کہ ان شاہزادوں کو قیصر کا طرفدار بنا لیا جائے اس کوشش میں اس حد تک کامیابی ہوئی کہ یہ دونوں قیصر کی طرف مائل ہو گئے مگر خاص ترغیب روما کے ایک قسمت آزما سپاہی کی طرف سے ہوئی جو عہد سلطنت کے سربرآوردہ اشخاص میں ایک خاص حیثیت رکھتا تھا۔ یہ شخص پی سی سیس[1] روما کے طبقۂ اکیوائٹ کا ایک فرد تھا جس کا پیشہ ساہوکاری تھا اور جس پر کیٹی لین

[1] سی سیس کے متعلق دیکھو سسرو پرو سولا ۶ ۔ ۹ سیلسٹ کیٹی لین ۳۴ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۸ ۵۰ ۹۳ ۹۶ ۹۹ ۱۰۰ ایپین چار ۴ ۵ ڈائوں ۲۲ ۳۰ ۱۲ دیکھو مقرہ ۱۲۵۷ ھ۔

باب ۲ کی سازش میں شریک ہونے کا شبہہ تھا۔ شخص ساہوکاری کاروبار بطور خود کرتا تھا نہ کہ کسی مشارکت کی طرف سے اور ساہوکاری میں جو روپیہ اُس نے لگایا تھا وہ اُس نے اپنے علاقہ جات واقع اطالیہ کو مکفول کر کے قرض لیا تھا۔ اُس کا کاروبار ہسپانیہ میں تھا، قرضوں کی ادائی کے لیے اُس نے اپنی اطالیہ کی اراضی کو فروخت کر کے مغرب میں کاروبار شروع کر دیا۔ کیٹی لین کی سازش کے انسداد کے بعد وہ روما کو واپس آیا جہاں اُس پر مقدمہ چلانے کی دھمکی دی گئی چونکہ رجعت پسندوں کا وہ مقابلہ نہ کر سکتا تھا جو اُس زمانے میں برسر اقتدار تھے اس لیے وہ ہسپانیہ روانہ ہو گیا اور اپنے ساتھ جنگ جو اشخاص کی ایک جماعت لیتا گیا جنھیں غالباً اُس نے جان پر کھیلے ہوئے اشخاص میں سے منتخب کیا ہوگا جن کی اطالیہ اور روما میں تعداد کثیر تھی اور جو محنت و مشقت کے بجائے اپنی جان جوکھوں میں ڈالنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ ماری ٹانیا میں وہ اس سے قبل بھی مقیم رہ چکا تھا اور اسی ملک کو اب وہ ایک فوج کے ساتھ واپس گیا جس میں اُس نے بہت سے رنگروٹ ہسپانیہ میں شامل کر لیے تھے۔ چند سال تک وہ اُن خانہ جنگی جھگڑوں میں شریک رہا جن کے سبب سے سلطنت مذکور میں یرانگند کی پھیلی ہوئی تھی مگر اُس نے ہمیشہ ایک ہی دو مدعیان سلطنت کا ساتھ دیا بلکہ وہ ایک کو کامیاب کرا دیتا اور پھر دوسرے کو جس کی وجہ سے اُس کی حیثیت ثالث بالخیر کی ہو گئی۔ لیکن آخر کار کچھ باہمی معاملہ ہو گیا کیونکہ بوکس (سولا کا دوست) کے دونوں بیٹے تخت نشین ہو گئے اور غالباً دونوں سی ٹیس کے زیر اثر تھے۔ روما کی خانہ جنگی میں سی ٹیس کو امرا کی جماعت سے غالباً کوئی ہمدردی نہ ہو سکتی تھی درحقیقت دونوں بادشاہوں اور بادشاہ گر (سی ٹیس) کا اسی میں نفع تھا کہ جوبا اور سیپیو کے خلاف میں قیصر کی تائید کریں اس لیے ماری ٹانیا کی سلطنت نے قیصر کو بہت مدد دی۔[1]

۳۳۰ (۱۲۵۴) مثل سابقہ معرکہ آرائیوں کے اس معرکہ آرائی کی مختلف لڑائیوں کے تفصیلی حالات کا ہم ذکر نہ کریں گے جن کے طویل مگر غیر واضح تذکرے موجود ہیں اور

افریقہ کی معرکہ آرائیاں

[1] پی سولا جس سے سی ٹیس کو تعلق تھا قیصر کا ایک سرگرم مددگار تھا اور کیٹی لین کے سازش شریک قیصر کو سرپرست کرتے ہوں گے۔

۱۰۳ ق م

صرف چند ضروری امور کا ذکر کریں گے جو حسب ذیل ہیں۔ قیصر افریقہ کے ساحل پر شکمہ کے اختتام کے قریب لنگر انداز ہوا کیونکہ اس کے بیڑے کے باقی جہاز منتشر ہو گئے تھے۔ لنگر انداز ہونے کے لیے کسی مقام کا ملنا بھی دشوار تھا کیونکہ بہترین بندرگاہ دشمن کے قبضے میں تھی۔ اس لیے وہ ہیڈرومی م کے قریب لنگر انداز ہوا مگر بہت جلد اس نے مغرب کی طرف ہٹ کر لیپٹس خرد پر قبضہ کر لیا جو ساحل پر ایک شہر تھا۔ اس کے بعد سے زیادہ تر وقت اپنی منتشر فوج کو مجتمع کرنے اور ان کی رسد کا انتظام کرنے میں ہوئی اور اس کے علاوہ اسے ایک ایسے دشمن کا مقابلہ کرنا تھا جس کی فوج کی تعداد اس کی فوج سے کہیں زیادہ تھی۔ کچھ دیر تک تو اسے خوف تھا کہ اس کی فوج بالکل تباہ و برباد ہو جائے لیکن جیلی لڑائی میں اس کا زیادہ نقصان نہ ہوا اور بالآخر وہ اپنے مخالف کے مقابل ہو گیا۔ دشمن کی فوج کے سپاہی وار ہو کر اس کے پاس آنے لگے جس سے قیصر کو حالات معلوم ہونے لگے اور رسد کے جہازوں کی حفاظت کے ذرائع بھی اس نے پیدا کر لیے لیکن وہ ایک چھوٹے سے رقبے میں گھرا ہوا تھا اور دشمن کو دور رکھنے کیلیے اسے مجبوراً خندقیں کھودنی پڑیں اور اس زمانے کے توپ خانے سے کام لینا پڑا کیونکہ جب تک کہ اس کے نیزہ دار سپاہیوں کے لیے سسلی سے نہ آئیں وہ جنگ پر کمربستہ نہ ہو سکتا تھا اور اس کے نئے سپاہی غیر معمولی تعویق سے گھبرا اٹھے تھے۔ لیکن اسی اثنا میں جوبا کو جس پر جمہوریوں کے سرغنوں کا مدار تھا اپنی سلطنت کی حفاظت کے لیے واپس جانا پڑا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اولوالعزم سی ٹیس نے ماری ٹانیا کی ایک فوج لے کر اس کی سلطنت پر حملہ کر دیا تھا اور اسکے دارالسلطنت کرٹا پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ اس حملے سے صورت حال میں جو تغیر ہوا اس سے قیصر کی مشکلیں آسان ہو گئیں۔ اس کے علاوہ سیپیو کی فوج کے نیومیڈی اور گیٹولی سپاہی فرار ہونے لگے اور ان میں سے جو قیصر کے ساتھ آئے ان کے ساتھ اس نے اچھا سلوک کیا اور ان سے یہ کام لیا کہ اپنے ہموطنوں کو جوبا کی اطاعت سے برگشتہ کر دیں۔ میپریسس[1] کا نام بھی ان لوگوں کو یاد تھا جس نے جگرتھا کو

[1] جنگ افریقہ ۳۲، ۳۵، ۵۶۔

باب ۵ مغلوب کیا تھا، قیصر کا وہ پھوپا تھا اور اس تعلق کو شہہ کر کے اُس نے اپنا کام نکالا سیپیو اور اُس کے رفقا نے اپنی حماقت اور مظالم سے اہل صوبہ کو سخت برافروختہ کر دیا تھا اور اس لیے وہ قیصریوں کا خیر مقدم کرنے کو ہمیشہ تیار رہتے اگر اُس میں کوئی خطرہ نہ ہوتا۔ اگر کوئی قیصری اُن کا اسیر ہو جاتا تو اُسے قتل کرنا بھی اُن کے لیے مضر تھا کیونکہ انھیں معلوم تھا کہ گو قیصر رحم دل ہے مگر وہ بھی بالآخر انتقام پر مجبور ہوگا سیپیو، لابی نس اور دیگر اشخاص کے گلے میں موت کا پھندا پڑا ہوا تھا یعنی اگر قیصر نے انھیں گرفتار کر لیا تو پھر انھیں جاں بخشی کی امید نہ تھی مگر معمولی سپاہیوں کو اس کا خطرہ نہ تھا۔ جس قدر وقت گزرتا گیا اور رسد کے جہاز اور مکمل کمک لیبن آنے لگے قیصر کو بجائے مدافعت کے حملہ کرنے کا موقع ملنے لگا اور شاہ جوبا اُس زمانے میں گیٹولیوں کی بغاوت فرو کرنے میں مصروف تھا۔ جب دونوں اصل افواج ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئیں تو کشش ذاتی کا اثر نہ پایا جاتا ہوا یعنی دشمن کے سپاہی بھاگ بھاگ کر برابر اُس کی فوج میں آنے لگے جب یہ ہلکی تو اُس کی سطوت و جبروت سے متاثر ہوئے اور اہل روما کی نگاہوں میں وہ سلطنت روما کا حقیقی نمایندہ بمقابلہ روما کے اُن سرغنوں کے تھا جو ایک وحشی بادشاہ جوبا کے بندۂ حکم تھے۔

۳۲۱ بیکار بحری و بحیں۔ جنگ نیپچس

(۴۸ ق م) اس معرکہ آرائی کی خبر قطعی لڑائیوں، خفیف خفیف جھڑپ، مورچہ بندی کا تفصیلی ذکر کرنا محض تضیع اوقات ہے۔ البتہ بحری موحوں کی بیکاری اُس عہد کی ایک اہم بالشان خصوصیت معلوم ہوتی ہے۔ بحیرۂ روم میں روما کا دور دورہ تھا اس لیے جنگی بیڑوں کا قائم رکھنا غیر ضروری تھا۔ جزیرہ رہوڈز کی بحری روایات اب بھی کچھ باقی تھیں مگر اس جزیرے کی جمہوری حکومت کئی سو سال سے روما کے زیر حمایت تھی اور ممالک غیر کے معاملات میں اسے اب کوئی دخل نہ تھا اور بجائے درجۂ اعلیٰ کے بحری کپتانوں کے یہ جزیرہ اب درجۂ ادنیٰ کے اہل علم سے مشہور تھا۔ اسی وجہ سے قیصر اپنا سلسلۂ آمد و رفت قائم رکھ سکتا تھا جس پر اُس کی اس بہادرانہ مہم کی کامیابی کا دار مدار تھا۔ لیکن اُس کے مخالف کبھی اُس کے جہازوں کی آمد و رفت میں حائل نہیں ہوئے اور اُن کی اس بے بسی کے غالباً

خاص اسباب تھے جن کے متعلق ہم صرف قیاس سے کام لے سکتے ہیں۔ اُن کے بیڑے ۱۱۰ ق م
کا ایک حصہ جس میں صرف ۲۰ چھوٹے جہاز تھے۔ نوجوان نے ایلیس پامپی کے
زیر کمان مغرب کی طرف ایک مہم پر کیلیا ہوا تھا۔ اُس نے ماری ٹانیا کے ایک شہر پر حملہ
کیا مگر وہاں سے نقصان اٹھا کر پسپا ہوا اس کے بعد ۰۰ جرائر بالی آرک کی طرف
روانہ ہوا اور اس جنگ میں پھر اُس کا یا اُس کے بیڑے کا کہیں ذکر نہیں آیا ہے۔
معلوم ہوتا ہے کہ خشکی کی لڑائیوں میں دونوں دیوتاؤں کی فوج میں گالی اور جرمنی
سواروں کے رسالے تھے سیپیو کی فوج میں نیومیڈیا کے بہت سے سوار
تھے مگر گالی اور جرمنی ان سے مت بہتر تھے قیصر کے پاس سواروں کی تعداد
بہت کم تھی اور اس کمی کی تلافی کے لیے اُسے خاص تدابیر کرنی پڑیں۔ مگر سلقہ سوکر آرلیئنز
کی طرح اس دفعہ بھی اُسے اس میں کامیابی ہوئی اور اب وہ اس فکر میں تھا کہ سیپیو
سے ایک باقاعدہ اور قطعی لڑائی ہو تاکہ جنگ کا خاتمہ ہو جائے۔ سیپیو کچھ روز تک
طرح دیتا رہا مگر ہم۔ اپریل کو قیصر نے یکایک تھاپ سس کی بندرگاہ پر حملہ کر دیا
جس کی محافظ فوج لو جانا سیپیو کا دس تھا اس لیے ۰۰ قیصر کے تعاقب میں
روانہ ہوا اور آخر کار جنگ ہو گئی۔ قیصر کے سپاہی جنگ کے لیے بیتاب تھے
اور بیان کیا جاتا ہے کہ اُس کے جید نبرد آزما سپاہیوں نے ایک بگل نواز کو مجبور
کیا کہ بغیر قیصر کے حکم کے لڑائی کا بگل بجائے قیصر اب انھیں روک نہ سکتا تھا
اور وہ طوفانی بے دریغ کی طرح دشمن کی فوج پر گر پڑے۔ جمہوریوں کی فوج بہت جلد ۴۳۲
منتشر ہو گئی، اُن کی چھاؤنی پر دھاوا کر کے قبضہ کر لیا گیا، سوار اور افسر بھاگ کھڑے
ہوئے اور پیدل سپاہی باوجود قیصر کی التجا کے بھیڑ بکریوں کی طرح قتل کر ڈالے
گئے۔ جنگ تھاپ سس (۶ اپریل ۴۶ ق م) سے افریقہ کی جنگ ختم ہو گئی
کیونکہ دوسرے شہروں نے فوراً اطاعت قبول کر لی۔ سیپیو کے ہمت یافتہ سواروں
کے وحشیانہ مظالم اور قیصر کی لینت و ترحم سے اس جنگ کے آخری مناظر روشن
ہو جاتے ہیں جو شروع سے آخر تک محض بے سود تھی۔

(۵۶ ۱۲) چند جمہوری سرغنوں کے انجام کا بھی ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ اس کیٹو اور دوسرے
تاریک زمانے میں ممتاز ترین ہستی کیٹو کی تھی جو آخر دم تک اپنے اصول پر قائم رہا۔ جمہوریت کا حامی

باب ۵ یونی کا کے غریب باشندوں کی حفاظت کا اُس نے پورا انتظام کیا اور جب اُس نے دیکھا کہ وہ فاتح کا مقابلہ کرنا نہیں چاہتے تو اُنھیں اُس سے مصالحت کر لینے کی اجازت دیدی۔ مگر وہ خود جمہوریۂ روما کے فنا ہو جانے کے بعد زندہ رہنا نہ چاہتا تھا جسکی وہ فدا تھا اور جس کی بقا کے لیے اُس نے اپنی قوت فیصلہ کے مطابق اپنا پورا زور لگا دیا تھا۔ اب اُسے یقین ہو گیا تھا کہ اس جنگ کے بعد اُس کی بقا کی کوئی اُمید نہیں کیا مرنے سے کچھ پہلے افلاطون کی کتاب فیڈو اُس کے زیر مطالعہ تھی جس میں روح کے غیر فانی ہونے کے متعلق اپنے خیالات افلاطون نے سقراط کی زبانی بیان کیے ہیں۔ اس کے بعد اُس نے اطمینان سے خودکشی کر لی کیونکہ اسٹائک فلسفے کے ماننے والوں کے لیے خودکشی ناقابل برداشت حالات سے جان بر ہونیکا آخری ذریعہ تھا جبکہ وہ اپنا فرض ادا کر چکیں اور کامیابی کی کوئی اُمید باقی نہ رہے ہم بیان کر چکے ہیں کہ بحیثیت مدبر وہ کامیاب ثابت ہوا کہ مقابلہ دیگر اہل روما کے اُس کی اخلاقی قوت، اُس کے خصائل اور اُس کے افعال کا اثر رومہ کے سکوں پر مدتوں قائم رہا۔ معاصرین میں اُس کی قابلیت کے متعلق اختلاف ہو مگر شہنشاہی حکومت کے وجود میں آنے کے بعد اُن بلند خیال اور عالی ہمت لوگوں میں اُس کی پرستش ہونے لگی جنھیں شہنشاہوں کی شخصی حکومت ناگوار تھی اور جو آیندہ گزشتہ کی یاد میں آٹھ آٹھ آنسو روتے تھے۔ جمہوریہ کی تمام قبیح خصوصیات (راموتس ہوگشیل اور کیٹو س کا حامی ہونیکی جس نے اُس کی بقا کی کوشش میں اپنی جان کھوئی اور جس کی مادری سے اُسکا زوال بھی قابل احترام ہو گیا۔ اس طرح سے اُسے روما کے ادبیات میں ہمیشہ کے لیے جگہ مل گئی اور صدیوں تک مدرسے کے لڑکے اُس پر مضامین لکھتے رہے۔ دوسرے سرغنوں کا حشر یکساں نہ ہوا پمپیریس جو با کے ساتھ بھاگا مگر خود جوبا کی رعایا نے اُس کو اور پمپیریس کو پناہ دینے سے انکار کیا اس لیے دونوں نے اپنے اپنے ہاتھ سے اپنا کام تمام کر لیا یا ایک دوسرے کے ہاتھوں سے افرانیس اور فاسٹس مسپانیہ جا رہے تھے سی ٹیس کے پنجے میں پھنس گئے اور کسی طرح قتل کر دیے گئے[1] سیپیو اور چند دیگر اشخاص سمندر کی راہ سے بھاگ

[1] ایک روایت یہ ہے کہ یہ لوگ قیصر کے حکم سے قتل کیے گئے۔

باب ۵

رہے تھے مگر سی پیس کے ایک بیڑے نے انھیں گرفتار کرلیا اور اس طرح ان کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ وارس اور لابی انس ہسپانیہ پہنچ گئے جہاں ہم پھر ان سے ۱۴ سال کے بعد بیٹوں نے ایسس اور سیکسس نس کے ملاقی ہوں گے۔ بظاہر جمہوریت پسندوں کو اب زندگی لگ گیا تھا اور نہ تو ان کے پھر سنبھلنے کی کوئی امید تھی اور نہ اعصاب خوفناک خوں ریزی کی کوئی توقع کر سکتا تھا جو آخر کار جمہوریہ کے دم توڑنے کے وقت ہوئی۔

نیو میڈیا انتظامات کی تکمیل

۱۲ ق م کے قبل اس کے کہ قیصر روما کو واپس ہو افریقہ کے معاملات کا تصفیہ از خود کرنا تھا۔ مغلوب حامیوں کے مبت سے ماتحت افسر گرفتار ہو گئے تھے۔ قیصر نے ان کی جان بخشی کی مگر انھیں جلاوطن کر دیا۔ نیو میڈیا کی سلطنت کا اس نے الحاق کر کے ایک صوبہ بنا دیا اور اوٹیکا جدید عرصے تک روما کے مقبوضات میں شامل رہا۔ سی سیلسٹس کرسپس اس صوبے کا پروکانسل مقرر کیا گیا جس کی خدمات جنگ میں مفید ثابت ہوئی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مورخ نے استحصال بالجبر سے خاصی دولت جمع کر لی۔ لیکن سلطنت نیو میڈیا کا ایک حصہ بطور انعام بوکس کو دیا گیا اور کرٹا مع رقبۂ ملحقہ بطور ایک ریاست[1] کے سی فیس کے سپرد کیا گیا۔ اس عجیب و غریب شخص نے وہاں ایک خاص قسم کی بستی قائم کر دی اور اپنے پیروؤں کو وہاں کی اراضی پر آباد کر کے تادم مرگ ان پر حکمران رہا۔ قدیم صوبۂ اوٹیکا کے تہہ داں اور وہاں کے رومی زمینداروں اور سیاہ کاروں نے مغلوب جماعت کی مدد کی تھی انھیں سزا دینی ضرور تھی اسلیے قیصر نے ان پر جرمانہ کیا۔ کیا کیونکہ اسے خوب معلوم تھا کہ روما واپس ہونے پر اسے زر کثیر کی سخت ضرورت ہوگی۔ ان جرمانوں کے علاوہ اس نے

[1] ہرمش یکم صفحات ۴۰۱ ۴۰۲ میں مام سین نے ایک مضمون لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا کہ کرٹا کی سی فیس کے زیر حکومت کیا حالت تھی اور وہاں کی نوآبادی کے شہنشاہوں کے ہندوانی رانے میں کیا خاص حیثیت تھی نوکیریا کے اتحاد کے ٹوٹنے کی اس نے اپنے بعض قوانین میں پابندی کی تھی۔ دیکھو بیلوخ Campanien صفحہ ۲۴۲ ۲۴۳

باب ۵ جو یا اور اُن اہل روما کی جائدادوں کو فروخت کرا دیا جنھوں نے سیپیو کی ماتحتی میں فوجی خدمات انجام دی تھیں۔ ۱۳ء جون کو وہ سارڈی نیا روانہ ہوا جہاں اُس نے ایک شہر پر جرمانہ لگایا جس نے اُس کے دشمنوں کو مدد دی تھی اور چند اشخاص کی جائداد فروخت کر ڈالی۔ روما میں وہ حوالئی کے اواخر میں وارد ہوا۔ چونکہ وہ افریقہ ۲۸ء دسمبر ۴۷ء کو پہنچا تھا اور فروری ۴۶ء میں ایک لوند کا مہینہ شامل کرا دیا تھا۔ اس لیے غالباً اُس نے افریقہ میں ۱۰ دن قیام کیا۔

باب ۵۸

# باب پنجاہ و ہشتم

## جنگ تھاپسس سے قیصر کے انتقال تک

### سنہ ۴۶ تا ۴۴ ق م

(۱) افریقہ کی فاتحانہ معرکہ آرائیوں کی وجہ سے قیصر کی قوت حد درجہ مستحکم ہو گئی تھی کیونکہ جمہوریہ کی فوج شکست کھانے کے بعد منتشر ہو گئی اور کیٹو کے مارے جانے اور قابل احترام سرداروں کے نہ ہونے کی وجہ سے اب ان کی جماعت میں وہ مقناطیسی قوت باقی نہ رہی تھی جو جوش و سرگرمی پیدا کرتی ہے اس دفعہ قیصر اپنے وقت مقرر سے قبل نہیں آیا اور سسرو نے اشتماس کیلیے یہ زمانہ انتظار خوش آیند نہ تھا کیونکہ وہ خوشی منانے والے قیصریوں کے درمیان گھرے ہوئے تھے اور انھیں ایسے امور میں شرکت کرنی پڑتی تھی جن سے انھیں مطلق خوشی نہ ہو سکتی تھی۔ اہل روما نے قیصر کو رام کرنے کے لیے نئے نئے اعزاز اس کے لیے تراشے۔ اس اظہار عبودیت میں سینیٹ نے پیش قدمی کی اور چالیس دن کی غیر معمولی میعاد کے لیے جشن شکرانہ منانے کا حکم دیا۔ قیصر کے جلوس فتح کے لیے پہلے ہی سے غیر معمولی تیاریاں ہو رہی تھیں اور یہ انتظام کیا گیا تھا کہ اس کی رتھ میں سفید گھوڑے لگائے جائیں اور یہ کہ پورے ۸۴ فیصب موجود رہیں جو کہ اس کے دونوں ڈکٹیٹروں کے زمانے میں اسکے ساتھ (Lictors

---

لہ سسرو (Phil ۲۶/۵ مادہ جنگی کے بارے میں ٹھیک کہتا ہے کہ Quod opinione plerumque et fama gubernatur

ٹہ سسرو ad fam

باب ۵ سینیٹ کے اجلاس میں اُس کی جائے نشست دونوں کانسلوں کے بیچ میں رکھی گئی اور سب سے پہلے رائے دینے کا حق عطا کیا۔ سرکس کے کھیلوں کی صدارت بھی اُس کے لیے مخصوص کر دی گئی اور طے ہوا کہ اُس کا ایک مجسمہ نصب کیا جائے جس کے کتبے میں اُسے ایک دیوتا قرار دیا گیا تھا۔ یہ اُن اعزازوں میں اہم ترین تھے جو اُس نے قبول کر لیے۔ رہے اعزازوں کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اُن کے متعلق ہم صرف قیاس کر سکتے ہیں۔ مذکورۂ بالا اعزازی امتیازات سے دُنیا پر اپنی شہنشاہی کو ثابت کرتا تھا۔ ان اعزازوں کو قبول کرنا قرین مصلحت تھا یا نہیں اس کا ہم تصفیہ نہیں کر سکتے۔ اس سے زیادہ اہم وہ کارروائیاں تھیں جنکی رو سے قیصر کو شاہی اقتدارات عطا ہوئے اور سابقہ اقتدارات کی توثیق و توسیع ہوئی یہاں تک کہ نظام سلطنت کے تمام کل پرزے اُس کی نگرانی میں آگئے چونکہ اُسے اقتدار ٹری بیونی (Potestas tribunicia) بغیر سالانہ انتخاب کی قیود کے مل چکا تھا اسلیے اب اُسے یہ سالانہ اقتدار امتناعی حاصل تھا البتہ اُس کی کارروائیوں کی دستوری توثیق اور حدمت سنسری کو بحال کرنے کے لیے جو عرصے سے کس مپرسی میں پڑ گئی تھی ابھی کچھ کرنا باقی تھا۔ اس لیے غالباً خود اُسی کے ایما سے اُسے محتسب اخلاق و عادات کے لقب[1] سے تنہا سنسر مقرر کر دیا گیا اور اُسے پانچ سال یعنی معمولی میعاد سے دُگنے زمانے کے لیے دونوں سنسروں کے اقتدارات عطا کیے گئے۔ اس طرح نہ صرف مردم شماری و دیگر امور متعلقہ اُس کی نگرانی میں آگئے بلکہ سینیٹ کی تشکیل اور سرکاری ٹھیکوں اور دیگر مالی معاملات کی نگرانی بھی اُسی سے متعلق ہو گئی اور افراد قوم کے عادات و اخلاق پر حرف زنی کا بھی اُسے اختیار مل گیا۔ اُس کی دوسری ڈکٹیٹری کی میعاد ابھی ختم نہیں ہوئی تھی اور اس سال (۴۶ سنہ) کے اختتام تک قائم رہی۔ قیصر انہیں شرائط پر ڈکٹیٹر تھا جیسے کہ سولا۔ مگر سولا کی نظیر پر اب وہ عمل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کی میعاد خدمت میں اب ایک تغیر ہوا۔

[1] Praefectus moribus ad fam سسرو ad fam ۷، ۱۵، ۵
سوئی ٹونیس جولیس ۷۶۔ ڈاؤن ۴۳، ۱۴، ۴۔

باب ۲

جس کا خاتمہ سال نو سے ہونے کو تھا یعنی اُس کے لیے خدمت ڈکٹیٹری بجائے غیر متعین مدت کے سالانہ کر دی گئی لیکن اس کے ساتھ ہی دس سال کے لیے یک لخت اس کا تقرر کر دیا گیا۔ اس طور پر کم جنوری سے اس کا باقاعدہ خطاب حسب ذیل ہوتا (Dictator tertium designatus quartum) (ڈکٹیٹر بار ثالث منتخب شدہ برائے بار رابع) یہ بھی واضح رہے کہ وہ تیسری مرتبہ اور سال آیندہ میں چوتھی مرتبہ کانسل ہوگا (ہاسی کی نظیر کے مطابق) اسکا کوئی ہم عہدہ بھی نہ تھا۔ علاوہ ازیں وہ سردار پجاری بھی تھا اور پجاریوں کی تمام اہم جماعتوں کا رکن تھا اس لیے اُس کی حکومت کے زمانے میں سیاسی کارروائیوں میں کوئی شخص مذہبی رکاوٹیں نہ ڈال سکتا تھا جنتری کی صحت بھی اُسی سے متعلق تھی اور اگر اُسے موقع ملتا تو رومانی تقویم کی بھی وہ اصلاح کر سکتا تھا۔

قیصر کی مطلق العنانی

(۱۲ ۵۹) واضح ہو کہ حکومت شاہی کا قیام اب بالکل قریب ہے اس موقع پر ہم دو سوال پیش کریں گے اور عارضی طور پر اُن کے جواب بھی دیں گے گو اُن کے حقیقی جواب قیصر کے باقی ماندہ ایام زندگی کے افعال میں مضمر ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے، کیا قیصر کا قصد تھا کہ رومانی مستقل طور پر حکومت شاہی قائم کرے، اس کا جواب یہ ہے کہ بظاہر اُس کا یہ قصد نہیں تھا کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ افو لیقیسے واپس آنے کے بعد سینیٹ اور عامۂ خلائق کو مطمئن کرنے کے لیے اُس نے تقریریں کیں اور اُنھیں یقین دلایا کہ میری حکومت خلاف دستور یا مطلق العنان نہ ہوگی جیسے کہ کسی شخص کی اپنے غلاموں پر ہوتی ہے بلکہ مثل ایک باپ کے اپنے بچوں پر ہوگی اور میں تمھارا کانسل اور ڈکٹیٹر ہوں گا نہ کہ ٹائرنٹ (جابر اور غاصب حکمران) لیکن ڈائون[1] بھی جو واقعات کے گھڑنے میں مشاق ہے جمہوریہ کو قدیم طریقے پر قائم کرنے کا خیال اُس کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ حکومت شاہی قائم کرنے کے بعد اُس سے سبکدوش ہونے کا قصد تھا یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اُس کا ہرگز یہ قصد نہ تھا کیونکہ

[1] ڈائون کمپیلس ۴۳، ۱۵، ۱۸۔

باب ۵ بحالت موجودہ کوئی شخص اُس کا قائم مقام نہ بن سکتا تھا سولا نے قتل عام اور دیگر مظالم سے راستہ صاف کر دیا تھا اور پھر سینیٹ کو حکومت سپرد کر کے خود گوشہ نشین ہو گیا مگر اُس کے نتائج خاطر خواہ ثابت نہ ہوئے بلحاظ تقاضائے وقت قیصر کی اولوالعزمی پر خواہ کیسی ہی سختی سے مکتہ چینی کی جائے مگر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ واقعات ماسبق (بشمول اُس کے افعال کے) سے جو فرمہ داری اُس پر عائد ہوئی تھی اُس کو قبول کرنا ایک زبردست شخص کا کام تھا گو وہ خطاؤں سے پاک نہ ہو معاصرین کا اُس کو سولا سے بدتر اس بنا پر خیال کرنا کہ وہ حکومت مطلق العنانی کا دلدادہ تھا درحقیقت اُس کی بہترین تعریف ہے۔

قیصر کے جلوس فتح ۱۲۶۰ (۱۲۶۰) اگست میں قیصر نے چار مختلف ایام میں ایک ایک روز کے وقفے سے چار مرتبہ فتح کے جشن منائے اور ہر جلوس کا ساز و سامان علیحدہ تھا۔ سب سے پہلے گال کا جشن منایا گیا۔ یہ فتح دراصل غیر ملکی شعبوں پر حاصل ہوئی تھی اور اُس کی خوشیاں منانا مالکل بیجا تھا۔ وسنگے ٹورکس جیسا سالیک روما کے زندان میں سڑنے کے بعد نکالا گیا اور تشہیر کے بعد قتل کر دیا گیا جس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حمد دال وقیصر سے واج قدیم کی مطابقت میں یہ وحشیانہ حرکت کیوں سرزد ہوئی؟ کیا اُس سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ مغلوب مخالفوں سے اُس کا سلوک بے رحمانہ تھا۔ ایک ایسے شخص کا جو سالہا سال سے اسیر تھا اس بے رحمی سے قتل کر دینے کی کوئی اور وجہ ضرور رہی ہوگی۔ اس کے بعد فتح مصر کا جشن منایا گیا۔ اس جلوس کا ایک حسرت ناک منظر یہ تھا شہزادی آرسینو پابجولاں ساتھ ساتھ تھی۔ پھر پانٹس کی فتح کا جشن ہوا جس میں عاجلانہ فتح کی یادگار میں الفاظ VENI VIDI VICI (میں آیا، میں نے دیکھا، میں نے فتح کیا) ایک تختی پر منقوش کر کے دکھائے گئے تھے۔ آخری جشن فتح افریقہ کا تھا جو ظاہر جوبا کے مقابلے میں حاصل ہوئی تھی۔ مگر ہر شخص جانتا تھا کہ اس جنگ کی فیصلہ کن لڑائی میں اہل روما کے ایک فریق کو غلبہ حاصل ہوا تھا اور بعض تماشوں سے یہ واقعہ نمایاں بھی ہوتا تھا۔ لوگوں نے قیصر کے اس فعل کو بدمذاقی پر محمول کیا جس سے اہل روما کی تذلیل مقصود تھی خصوصاً اس لیے کہ قیصر

روما کا سردار پجاری تھا اور اُس نے یہ فعل شہر روما کی حدود کے اندر اور اُس کے دیوتاؤں کے مواجہ میں کیا تھا۔ اس سلسلے میں ہم ایک روایت بیان کریں گے جس سے معلوم ہوگا کہ عوام کے توہمات کے متعلق قیصر کا کیا خیال تھا۔ پہلے جلوس فتح کے موقع پر اُس کی رتھ کا دھرا ٹوٹ گیا۔ اور اُسے دوسری رتھ میں بیٹھنا پڑا۔ لوگوں نے اُس سے بُرا شگون لیا۔ مگر قیصر شگونوں کی بہت کم پروا کرتا تھا۔ مثلاً جب وہ افریقہ روانہ ہو رہا تھا تو ایک نجومی نے اُسے ڈرایا تھا مگر اُس کی پیشین گوئی کی اُس نے کچھ پروا نہ کی۔ مگر اس موقع پر اس نے قہر مصلحت یہی خیال کیا کہ دیوتاؤں کے حسد کو دفع کرنے کے لیے مجمع عام میں اپنا انکسار ظاہر کرے۔ اس لیے کیپی ٹول کے مندر میں وہ گھٹنے کے بل داخل ہوا تاکہ عوام کے اور شاید اُس کے شکوک دفع ہو جائیں۔ سِنّل سولا کے اسے بھی اپنے ستارۂ اقبال پر بھروسا تھا مگر اتفاقی حادثات کے سلسلے جسے بمنزلہ مجموعۂ خوش قسمتی کہتے ہیں وہ بھی قابل تعجب ہوئے ہیں۔ زر و جواہر کا بے شمار انبار تھا اور طلائی تاج بھی دکھائے گئے تھے جن سب کی مجموعی قیمت ایمین کے بیان کے مطابق ڈیڑھ کروڑ پونڈ تھی۔ مگر اس تمام روپے کی ان اخراجات کثیرہ کے لیے ضرورت تھی جن کی ابھی تک یا بجائی نہیں ہوئی تھی۔ فوج کے خرچ کا صرف اس واقعے سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ معمولی سپاہیوں کو ۲۰۰ پونڈ سے ۲۴۰ پونڈ تک انعام ملا اور سنتوریوں اور اعلیٰ عہدہ داروں کو اُس کا دُگنا اور چوگنا۔ ہر تہری کو قریب چار پونڈ انعام دیے گئے اور غلے کے معمولی حصوں کے علاوہ ان موقعوں پر غلے اور تیل کی خاص تقسیم بھی ہوئی۔ شہریوں کی خاطر تواضع کے لیے بہت بڑی دعوت ہوئی اور ان کی تفریح طبع کے لیے اکھاڑوں اور دوسرے تماشوں کا سامان کیا گیا۔ بارہ دن کھیل تماشوں، مسلح پہلوانوں کی کشتیوں کی چہل پہل آخر ستمبر تک جاری رہی۔ جنگلی درندے بھی لائے گئے جن میں زرافہ بھی تھا جو اُس زمانے میں ایک عجوبہ تھا۔ بعض تماشوں کے متعلق یہ عذر کیا گیا تھا کہ یہ قیصر کی بیٹی جولیا کی تجہیز و تکفین کے سلسلے میں ہیں۔ خاندان جولی ای کی فرضی مورثہ وینس جنیٹرکس کے مندر کی تبریک کی رسم ابھی باقی تھی اور قیصر کے لیے فورم کی بھی جو ابھی تک مکمل نہیں ہوا تھا۔ اسراف کا ایک نیا طریقہ

مائیٹ | یہ تھا کہ مارس کے میدان میں بحری جنگ دکھانے کے لیے ایک تالاب کھودا گیا۔ مصنوعی بحری جنگ کا تماشا لوگوں کو بہت پسند آیا اور عہد شہنشاہی میں بھی اس کا چرچا بہت تھا۔ یہ سب امور قابل لحاظ ہیں کیونکہ ان سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بیشمار غلام ان تیاریوں میں زمانۂ دراز تک مصروف رہے ہوں گے اور محکوم اقوام کے صرفے سے حکمراں شہر کی اصدی مخلوق کو خوش رکھنے میں کس قدر اسراف جائز رکھا جاتا تھا۔

تماشوں | (۱۲۱ ء) اطالیہ کے دیگر حصص میں جب روما کے ان نت نئے تماشوں کی خبریں پہنچیں تو لوگ جوق جوق آنے لگے اور نو واردوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہوگئی کہ عوام کو جہاں جگہ مل جاتی وہیں پڑ رہتے اور تماشوں میں لوگ بس کر جاتے واقعہ یہ ہے کہ اہل روما بالکل دیوانے ہو گئے تھے اور ان کی دیوانگی نے عجیب عجیب صورتیں اختیار کر لی تھیں۔ روما کے طبقا یکوائٹ کے کسی فرد کا نہ صرف ناٹک کے لیے ایک مقل لکھنا بلکہ اس میں روپ بھی بھرنا سخت شرمناک تھا مگر ڈی الا بیریس نے قیصر کے دباؤ سے یہ بھی کیا[1] اور اس کا اسے کافی معاوضہ بھی ملا۔ ایک واقعہ اس سے بھی بدتر تھا یعنی طبقۂ مذکور کے افراد اکھاڑوں میں مسلح پہلوانوں کی طرح کشتیاں لڑنے لگے تھے اور سینیٹ کے ایک رکن نے بھی زور آزمائی کی خواہش کی تھی مگر قیصر نے اس کی یہ دلت گوارا نہ کی۔ اس کے ایسے باعزت لوگ اس طور پر اپنی سبکی اور بے وقری کرنے لگے تھے۔ اس طرز عمل سے طبقات کے لوگوں کو ناگوار تھا کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ سب لوگ خود کو حاکم مطلق العنان کا غلام خیال کرنے لگتے تماشوں کے ساز و سامان درست کرنے میں جو فضول خرچی ہوتی تھی وہ سب تماشا دیکھنے والوں کو بھاتی نہ تھی۔ سپاہیوں کو شکایت تھی کہ مشرقی ممالک کے بنے ہوئے ریشمی شامیانوں کی کیا ضرورت ہے کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ جو روپیہ اس طرح ضائع ہو رہا ہے

---

[1] ٹاسیٹس اوپر سے مجھے اتفاق ہے کہ یہ واقعہ ۵۲ء کے تماشوں کا ہے۔ دیباچہ صفحہ ۱۷) سسرو (ad fam) ۱۲/۸ ایران کا حاشیہ بھی دیکھو۔

انھیں کو مل جائے تاکہ وہ اُسے اپنے طریقے پر فضول صرف کرسکیں۔ تردد کے آثار ۱۸ب
نمایاں ہو چکے تھے مگر اُن کا انسداد سختی کے ساتھ کر دیا گیا جس کے زمانے میں
بھی لوگ بالکلیہ مطمئن نہ تھے اور اُس کے ختم ہونے کے بعد جب کاروبار کا سلسلہ
پھر شروع ہو گیا تو قیصر کے ہاتھوں میں تمام اختیارات کے آجانے سے اُن مخبران خفیہ
کو سخت مایوسی ہوئی جن کے دماغوں میں مختلف خیالات گونج رہے تھے جنھیں وہ
عملیت کا جامہ نہیں پہنا سکتے تھے خصوصاً سسرو ایسے شخص کے لیے اپنے
اصلی خیالات کو چھپانا سخت کوفت کا باعث تھا۔ صحیح ہے کہ قیصر اور اُسکے خدام دولت
سسرو کے ساتھ بہت ادب سے پیش آتے تھے اور اُس کا بہت لحاظ کرتے تھے
اور قیصر نے اُسے خوش کرنے کے لیے اُس کے پرمذاق مقولات کا ایک مجموعہ بھی
بنایا تھا مگر سسرو کی ان باتوں سے دلجمعی نہ ہو سکتی تھی، سیاسیات سے اب وہ
بالکل بیزار ہو گیا تھا کیونکہ اُسے اپنی قابلیت اور سرگرمی سے کام لینے کا کوئی موقع نہ
تھا کیونکہ اب ہر چیز کا دارومدار صرف ایک شخص کی خواہشوں پر تھا۔ ۴۶ء
و ۴۵ء میں اُس نے صرف تین تقریریں کیں اور ہر ایک تقریر میں اس کا خطاب
قیصر ہی سے تھا جس کا کبھی اُس نے اظہار ترحم کے لیے شکریہ ادا کیا یا کسی سائل
کی طرف سے کوئی درخواست اس کی خدمت میں پیش کی۔ سنین مذکورہ میں جو خطوط اُسنے
اپنے بے تکلف دوستوں کو لکھے ہیں اُن سے اُس کے کرب روحانی کا اظہار ہوتا ہے
خطوط مذکورہ میں اُس نے اپنے اضطرار قلب کو مختلف قسم کے جملوں میں ظاہر کیا ہے
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلحاظ کیفیت وقت کبھی اس کا انتشار بڑھ جاتا تھا اور
کبھی کم ہو جاتا تھا۔ کبھی وہ اپنے کو دلاسا دیتا ہے[1] کہ جمہوریہ کا احیا پھر عمل میں آئیگا
اور قیصر خود اُس کو بحال کر دیگا۔ مگر اوقات دیگر خود اُس کے دل میں یہ خیال آتا
کہ یہ امر قیصر کے اختیار سے باہر ہے کیونکہ جو امور یعنی واقعات کی رفتار اور جو لوگ

---

[1] دیکھو ٹائرل اور پرسر کا قول جلد پنجم دیباچہ صفحہ ۱۹۔ ۴۵ء کے خطوط سے جمہوریہ کے احیا کی امید
کا ترشح ہوتا ہے۔ ایڈینی کم ۱۳، ۴۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگست ۴۵ء میں بھی بروٹس کو یہ
امید موہوم تھی۔

باب ۵

کام میں اس کے شریک ہیں جمہوریہ کے احیا کے مانع ہیں۔ قیصر کو حکومت شاہی سے جو عملی طور پر قائم ہو گئی تھی عداوت قلبی تھی کیونکہ اسے اس امر کا احساس تھا کہ میں محض ایک غلام ہوں اور اس کے سبب سے اسے خود اپنی ذات سے نفرت ہو گئی تھی۔ مگر ان ہمہ اس کا اثر اس زمانے میں خاصا تھا جس سے کام لینے میں اسے تامل نہ ہوا کرتا۔ اس زمانۂ انتشار میں اس نے جو خطوط اپنے جلاوطن دوستوں کو لکھے اور ان کو واپس بلانے کے لیے اس نے جو کوششیں کیں ان سے اس کا غم کچھ غلط ہو جایا کرتا تھا۔ لوگ اس کی سفارش کے متمنی رہتے اور حکام صوبجات کے نام جو سب قیصر کے آوردے تھے اس سے خطوط طلب کرتے۔ روما میں اگر وہ لوگوں سے ملا کرتا کیونکہ وہ یار باش آدمی تھا اور اس کی میزبانی کو لوگ اپنا فخر خیال کرتے تھے سسرو کو قیصر کی قابلیت کا صدر اعتراف تھا جس کی مثنی میں اس وقت جمہوریہ تھی اور باوجود مخالف ہونے کے وہ قیصر کی منصف مزاجی، ترحم، جفاکشی اور فراست کی داد دیتا ہے۔ اس کے علاوہ ذہن ثانی کی کمزوریوں کا بھی اسے احساس تھا۔ بابی کے وحشی مزاج میٹیل[1] اور ان کے بدمعاش اور سینہ زور پیروؤں کے ساتھ اسے کوئی حقیقی ہمدردی نہ تھی کیونکہ قتل عام یا لوٹ مار سے اسے رغبت نہ تھی مگر اس کے لیے سوا ان سوچ بچار کے جو اس نے کی تھی اور کوئی راہ نہ تھی جسے وہ زبان پر بھی نہ لا سکتا تھا کہ ترحم کی امید اگر ہو سکتی تھی تو قیصر سے۔ اسی لیے وہ مجبوراً علمی مشاغل میں مصروف ہو گیا۔ ۴۶ء ۴۵ء میں اس نے کئی رسالے لکھے جو زیادہ تر بلاغت اور فلسفے سے متعلق تھے اور ان تصانیف کے سلسلے میں اسے تحقیقات بھی کرنی پڑیں اس کی یک گونہ دلچسپی ہوئی مگر یہ علمی مشاغل اس کی سابقہ زندگی کے نعم البدل نہ ہو سکتے تھے جبکہ سینیٹ اور فورم میں اسے نمایاں کامیابیاں حاصل ہوا کرتی تھیں۔ البتہ اس کی ایوسی ایک حد تک دفع ہو جایا کرتی تھی۔ المختصر سر کے برتے پر نام و نمود حاصل کرنا اس کے کرب روحانی کو اور بڑھاتا تھا۔

---

[1] (ad fam) ۱۵، ۹، ۴ء میں کیسیس کا قول دیکھو۔

[2] ان میں اہم تر ان بروٹس اور کاٹو پر ہیں جو ۴۵ء میں لکھے گئے اور کاٹو کی بیکا اور فنانی فلاسفر ہیں۔

[3] مسرو (Propogatio miserrim Temporis) ۳، ۱۵، ۵ (ad fam)

باب ۵
سسرو کے
معاصر

(۱۲۶۲) اس میں شک نہیں کہ سسرو کی حالت خیز ہو لی تھی کیونکہ وہ نہایت ذکی الحس واقع ہوا تھا اور سوائے سیاسی مشاغل کے دنیا کے کسی مشغلے سے اُسے دلبستگی نہ تھی۔ سسرو کے یاس و حرمان کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سنیچر مذکور میں اُس کے خاندان میں کئی واقعات ایسے ہوئے جن سے وہ بہت پریشان ہو گیا تھا۔ ٹیرنٹیا سے جو اُس کی بیوی تھی حال ہی میں ناچاقی ہو گئی تھی اور ۴۶ء کے ختم پر سسرو نے اُسے طلاق دے دی اور ۴۵ء کے اوائل میں ایک نوجوان لڑکی پبلی لیا سے اسکے جہیز کے لالچ میں شادی کر لی جو اُس کی تولیت میں تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سب ملا کر اُسے روپے کی ضرورت تھی مگر اُس سے بھی ناچاقی ہو گئی اور بالآخر اُس کو بھی طلاق دینی پڑی۔ سسرو کی بیٹی ٹولیا کی شادی ڈولا بیلا کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس شادی کا بھی یہی انجام ہوا یعنی طلاق کے بعد ۴۵ء کے آغاز میں ٹولیا نے انتقال کیا جس سے سسرو کو بہت رنج ہوا۔ اس پر طرفہ یہ ہوا کہ اس کا بیٹا مارکس قیصر کی ہسپانوی مہم میں شریک ہونا چاہتا تھا اور بڑی مشکل سے اپنے قصبے باز آیا۔ ۴۴ء میں سسرو نے اُسے بغرض تعلیم ایتھنز روانہ کر دیا جہاں اُس نے ایسی فضول خرچی شروع کی کہ اُس کا باپ سخت پریشان ہوا۔ اپنے بھائی اور بھتیجے سے بھی سسرو کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ بھائی (کوئنٹس) سے تو وہ پہلے ہی لڑ چکا تھا اور جب قیصر ہسپانیہ گیا تو اُس کے بھتیجے نے جو اُس کے بھائی کا ہمنام تھا اپنے عہدے کے اثر سے قیصر کو اپنے چچا (سسرو) کے خلاف بھڑکانا چاہا۔ مگر سسرو نے ان مشکلات سے کسی صورت سے گلو خلاصی حاصل کی پھر بھی وہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز نہ کر سکتا تھا جن سے اُسے بار بار یاد دلایا جاتا تھا کہ بحالت موجودہ سیاسیات میں اُسے کوئی دخل نہیں۔ یہی اُس کے سوہان روح کا باعث تھا۔ اگر سسرو کو بے چارگی سے حد درجہ کا اضطراب تھا تو ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ دوسروں کی بھی یہی حالت رہی ہو گی کون کا اضطراب

---

۱؎ دیکھو سسرو (ad fam) ۹، ۵، ۱۴ دستمبر ۴۶ء جہاں اس نے بیان کیا ہے کہ اسکا نام سینیٹ کے احکام میں مندرج کر دیا گیا تھا اور یہ اسکی اہانت یا علم کے وہ مجرم قرار دیا گیا تھا

باشد اس درجے کا نہ رہا ہوگا اور یہ کہ اس اضطراب سے صرف اُس زمانے کے بہتر ین اشخاص متاثر ہوئے ہوں گے جن لوگوں کی فاتح (قیصر) نے جان بخشی کی تھی اُسکے ترحم سے ناراض تھے جس کی وجہ سے اُن کی جان تو بچ گئی مگر اُن کے گلوں میں طوق غلامی پڑ گئے قیصر کے بالکل الگ تھلگ رہنے کے نتائج بھی اچھے نہیں ہوئے۔ پاپی کے مجسموں کو جنھیں عوام نے گرا دیا تھا جب قیصر نے دوبارہ نصب کرایا تو سسرو نے کہا کہ اس فعل سے وہ اپنے مجسموں کی حفاظت کا انتظام کر رہا ہے مگر سسرو اور دوسرے حقیقی جمہوریت پسندوں کو دائس کے مجسموں سے کوئی دلچسپی تھی نہ پاپی کے۔ واضح رہے کہ جس زمانے میں قیصر اپنی دور رس اصلاحی تجاویز کو نافذ کرنے میں مصروف ہوا تو ہر طرف خوشامد کا بازار گرم تھا مگر یہ خوشامد صدق دل سے دی جاتی اور رفتہ رفتہ بوجہ مرور زمانہ و مواقع کے یہ بھی خوشامد حقیقی نفرت میں متبدل ہو گئی۔

سپہ روما سپاہیوں میں اراضی کی تقسیم

(۴۶ ق م) سلسلہ میں قیصر روما میں اپنے زمانۂ قیام میں حد درجہ مصروف تھا اور انصرام کار میں اُسے غالباً دو کاروں کے ایک بڑی ضخیر کی ضرورت ہوئی ہوگی پرانے سپاہیوں کو فوج سے علیحدہ کرنا اور انھیں قوت بسری کے لیے اراضیات کا فراہم کرنا بجائے خود ایک مہتم بالشان کام تھا مگر بوجہ عدم میسری اور لوازم اسلی اہمیت سکا بہم کافی اندازہ کرنے سے معذور ہیں۔ تقسیم اراضی میں دو اصول ملحوظ رکھے گئے تھے یعنی اوّلاً مستعمرین کو مسلسل قطعات اراضی پر آباد نہ کیا جائے کیونکہ اندیشہ تھا کہ کہیں وہ بھی سولا کے مستعمرین کی طرح موجب پریشانی نہ ہوں اور ثانیاً قانونی سابق کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ اس لیے پیشہ ور سپاہی بجائے نئی نوآبادیوں میں بسائے جانے کے موجودہ بستیوں میں شامل کر دیے گئے۔ اراضی کی پیمائش کرنے والوں اور تقسیم اراضی کے حکام کا کام بہت بڑھ گیا تھا کیونکہ تقسیم کا کام فوراً شروع کر دیا گیا اور سال مابعد میں بھی برابر جاری رہا جس کا حوالہ سسرو کے خطوط میں موجود ہے۔ بعض اشخاص غیر مطمئن ضرور تھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ

---

لہ سسرو (Ad fam) ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۵، ۷، ۸۔

باب ۵۰ مالکان اراضی کے حقوق کا پورا لحاظ رکھا گیا اور قابل لحاظ شکایتوں کا کہیں نکر نہیں آتا۔ اس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ یہ کام قیصر کی نگرانی میں ہو رہا تھا جو بذات خود حکام ماتحت کا تقرر کرتا اور متنازع فیہ معاملات کا فیصلہ خود ہی کرتا۔ جن مقامات میں اراضی کی تقسیم عمل میں آئی اُن کی کوئی فہرست موجود نہیں مگر مشرحوالوں سے اطالیہ کے مختلف حصوں کا ان روئے آلپ اور خصوصاً کیمپینیا میں تقسیم اراضی کا پتا چلتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ تقسیم کے لیے اراضیات کا اسقدر رقبہ کثیر کہاں سے آیا؟ مگر اس کے متعلق ہماری معلومات حد درجہ محدود ہیں کچھ اراضی ضرور خرید کی گئی، کچھ تو بنجر زمینوں کو درست کر کے جو چھوٹے قطعات کے لیے غیر موزوں تھیں اور کچھ اُس روپے سے جو قیصر کے پاس بچ رہا تھا مضبوط علاقوں میں سے زیادہ تر درست ہو چکے تھے۔ ممکن ہے کہ ۵۹ء کے قانون جولین کی رو سے جو قطعات تقسیم ہوئے ان میں سے بعض رائوں کے نہ ہونے کی وجہ سے پھر سلطنت کی ملکیت میں آ گئے ہوں کہ نکہ اُن کا بیع قانوناً ممنوع تھا اور اب بھی ایسی قاعدے کی پابندی کی گئی تھی۔ بالمقصد کسی صورت سے اراضیات بہم پہنچائی گئیں اور اُن کی تقسیم عمل میں آئی مگر سپاہیوں کو کسان بنانے میں جو دقت سابق میں پیش آئی وہ اب بھی باقی تھی؟

(۲۶۴ ق م) قیصر کو سنسروں کے پورے اختیارات حاصل تھے اور تقسیم اراضی میں وہ آزادی کے ساتھ عمل کر سکتا تھا جس کی وجہ سے اُسے سخت دشواری اصلاحوں کو عمل میں لانے کا موقع ملا۔ تقسیم سے عرصے سے خرابیاں

---

لہ مفصل بحث کے لیے دیکھو زمپٹ Comm. epigraph جلد ۲ صفحات ۳۴۲-۳۸۰ سوئی ٹونیس جولیس ۲۵، ۱ اپین ۳۴، نقولاؤ مشقی قیصر آگسٹس ۳۱ (فقرات تاریخ یونان ۳۵۲-۳۵۵) مرو کتابات لاطینی کم ۶۳۴ (ولنس ۳۲۳) میں کیپوا الاکتہ تمام سین کے زمانے کے دیکھو۔

لہ سسرو فلیک ۵۲ اپین ۱۴۰۔

لہ کو بلر کے قیصر صفحہ ۳۰۰ دیکھو نیز کے لیے Lege consulte decuta مجموعہ

باب ۵ پیدا ہو رہی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانے میں تین لاکھ بیس ہزار اشخاص اس عایت سے مستفید ہو رہے تھے۔ دریوزہ گری کے اس عظیم الشان نظام کو جو سلطنت کی جانب سے قائم تھا ناپید کر دینا ناممکن تھا اور ایک ایسے تمدن میں جس کی بنیاد غلامی پر تھی صنعتی ترقی سے اس کے مدات خود معدوم ہو جانے کی بھی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی۔ غلامی کی وجہ سے یہ خرابی جلد جلد بڑھتی جاتی تھی۔ غلاموں کے طرح سے سبکدوش ہونے کی آسان ترین ترکیب یہ تھی کہ ان کو آزاد کر دیا جائے جس کی وجہ سے آزاد شدہ غلاموں کا روما میں انبوہ کثیر جمع ہو گیا تھا جن کی پرورش کا بار سلطنت پر پڑتا تھا۔ اسی لیے یہ سامان غلہ خرید لیا جاتا تھا۔ میریلیس کے زمانے سے لوگوں کو خوب معلوم تھا کہ اگر کوئی دشمن چاہے تو بہ آسانی روما میں قحط پیدا کر کے مرکزی حکومت کو کمزور کر سکتا ہے۔ قیصر نے غالباً اپنے مقدمہ علیہ ۱ مین کے لیے سے تحقیقات کرا کے غلہ پانے والوں کی تعداد کو گھٹا کر ڈیڑھ لاکھ کر دیا۔ اس کارروائی کے ختم ہونے میں غالباً عرصہ دراز لگا ہوگا۔ غلے کی فہرست کی سالانہ ترمیم اور قرعہ اندازی کے ذریعے سے ان جائدادوں کے پُر کرنے کا انتظام کر دیا گیا جو بوجہ موت خالی ہوں۔ چونکہ ڈانون[1] نے بیان کیا ہے کہ شہریوں کے بہ تعداد کثیر ضائع ہونے کی وجہ سے ان کی تعداد میں بہت کمی آگئی تھی اور قیصر نے کثیر العیال اشخاص کے ساتھ بہت سی رعایتیں کی تھیں اس لیے خیال کیا جاتا ہے کہ تقسیم غلہ کے جدید ضوابط کا منشا یہ تھا کہ کثیر العیال اشخاص کی ہمت افزائی کی جائے۔ مگر قیصر کا منشا یہ تھا کہ انبوہ شہر کی تعداد کم ہو لہٰذا معلوم یہ ہوتا ہے کہ ڈانون کا استدلال کسی پہلی تجویز کی طرف ہے جو اطالیہ کی آبادی کو بڑھانے کے لیے عمل میں لائی گئی ہو۔ قیصر نے مردم شماری کا کام تو شروع کیا مگر حیات نے اسے ختم کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اس مردم شماری میں اس نے ایک قابل لحاظ فہرست قائم کی جس سے اسکی وسعت نظر کا

---

[1] دیکھو ڈانون ۳۹، ۴۴

[2] دیکھو حصہ متاسوفی ٹو میسس جو لیس ۴۱۔ اس کارروائی کو (Recensus) کہتے تھے۔

[3] ڈانون ۴۳، ۳۵۔ لینگ تاریخ قدیم روما سوم ۴۴۹۔

باب ۵۸

پتا چلتا ہے۔ اب تک غیر ملکیوں یعنی غیر اطالویوں کو حقوق مدنیت بوقت واحد عطا کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا یعنی غلاموں کو آزاد کر کے غیر ملکیوں کو حقوق مدنیت ذاتی قابلیت کی وجہ سے شاذ و نادر ملتے اور اگر ملتے بھی تو کسی زبردست مربی کے ذاتی اثر سے یا سلطنت روما کی خاص خدمات کی وجہ سے جس کے معنی بسا اوقات یہ ہوتے کہ انھوں نے اپنی قوم کے ساتھ غداری کی ہو۔ قیصر نے اطبا، مدرسین اور مختلف علوم کے ماہرین اور مسلمین کو حقوق تہ یت روما عطا کیے[1] اور انھیں ایک ایسی جماعت قرار دیا جسے روما میں رکھنا مفید تھا۔ یہ لوگ سب یا اکثر غلام یا دوغلے یونانی تھے اس جماعت کی قابلیت کا اعتراف کرنا فراست پر مبنی تھا کیونکہ روما میں اشاعت علوم کی ضرورت تھی اور قیصر انتظامی کاموں کے لیے ایسے لوگوں کی قدر دانی کرتا تھا جو قابلیت اور تجربہ رکھتے ہوں زمانۂ شہنشاہی میں ہوشیار یونانیوں کو امور مملکت میں بہت دخل حاصل ہو گیا۔

مسل قانون جو یا متعلق بہ عدیات

(۱۲۶ ق م) قیصر کی بعض اصلاحی تجاویز خاص قوانین کی صورت میں نافذ ہوئیں جن میں سے ایک میں عیش و عشرت کے روکنے کی کوشش ہوئی مگر اس قسم کے دیگر قوانین کی طرح اس میں بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ ایک دوسرے قانون کا منشا یہ تھا کہ اطالیہ میں احرار کی تعداد میں اضافہ ہو اور اس غرض سے حکم دیا گیا کہ چراگاہوں کے مالک جو جانوروں کی پرورش کرتے تھے ہر دو غلاموں کے مقابلے میں ایک آزاد شخص کو بھی ضرور نوکر رکھیں۔ چراگاہوں کے غلاموں کی وجہ سے قزاقی کو فروغ ہوتا تھا اور کائی لیس اومیلو نے حال میں اسی لوگوں کی تائید کی امید پر بغاوت کی کوشش کی تھی۔ دوسرا اہم معاملہ جس کی طرف فوری توجہ کی ضرورت تھی محاصل سلطنت سے اضافے کا تھا۔ چونکہ سلطنت کے لیے جو اپنی ارامی مقبوضہ سے دست کش ہو رہی تھی ایک مقرر آمدنی کی ضرورت تھی۔ قیصر نے درآمد شدہ اشیا پر محصول کروگیری بحال کر دیا جو سنہ ۶۰ میں

[1] سوئی ٹونیس جولیس ۴۲۔
ع " " ایپی کیم ۲۱ یا سلوفاس ڈیڈس کا قول، کیمبر۔

باب ۵ موقوف کر دیا گیا تھا۔ قوانین یا قواعد مذکور کی تاریخ کامل صحت کے ساتھ یقین نہیں کیا جا سکتا مگر ایک قانون بالخصوص قابل ذکر ہے جس کی عبارت کے بعض حصے اب بھی موجود ہیں یعنی (Lex Julia municipalis) (قانون جولیا[1] متعلق بہ بلدیات)۔ قانون غالباً ۴۵ء کے اوائل میں نافذ ہوا مگر اس کا مسودہ ۴۶ء میں تیار ہوا ہوگا۔ قبل اس کے کہ قیصر ہسپانیہ روانہ ہو۔ قانون مذکور کے مضامین مجملہ حسب ذیل ہیں یعنی اس میں روما میں تقسیم غلہ کے متعلق قواعد تھے اور خاص اہتمام کیا گیا تھا کہ غلہ صرف انھیں اشخاص کو دیا جائے جن کے نام ایک خاص فہرست میں درج تھے اور جن کا انتخاب بذریعۂ قرعہ ہوا تھا۔ اس کے علاوہ شہر اور اس کے مضافات کی سڑکوں اور گلیوں کی صفائی اور نگہداشت اور گاڑیوں کی آمد و رفت کے لیے قواعد تھے۔ سرکاری اراضی پر دست درازی کو روکنے کے متعلق بھی قواعد تھے مگر ایسے اشخاص کے حقوق کی حفاظت کو نہ نظر انداز کیا گیا تھا جو عامۂ قوم کی طرف سے کوئی کام کریں مثلاً تمثیلات عامۂ کے ٹھیکہ دار، چھتروں کے بنانے والے، ادیار اور سرکاری غلام اور وہ اشخاص جو سلطنت کی طرف سے مذہبی رسوم ادا کرتے تھے۔ ایڈیلوں اور سڑکوں کے کمشنروں کے اقتدارات پورے طور پر بحال رکھے گئے۔ بالعموم فقرات مذکور کا مستدر اصل یہ تھا کہ مالکان جائداد کو اس امر کا ذمہ دار قرار دیا جائے کہ وہ اُن راستوں کو مسدود نہ کرنے دیں جن سے اُن کی عمارات ملحق ہوں اور عامۂ قوم اُن کی دست درازیوں سے محفوظ رہے۔ اس قدیم قانون مذکور صرف شہر روما اور اس کے مضافات سے متعلق تھا جو ایک میل کے اردگرد ہوں مگر اس کے بعد عام قواعد بلدیات کی حکومت خود اختیاری سے متعلق ہیں جن کا اطلاق مختلف اقسام کی بلدیات پر ہو سکتا ہے، مقامی سینیٹوں کی رکنیت اور اُن میں عہدوں کے حاصل کرنے کے استحقاق کے متعلق قواعد اس قانون میں مندرج تھے اور عدم استحقاق کے اسباب تفصیل کے ساتھ

[1] قانون کے علم کے لیے دیکھو ہیڈوا کا کتبہ (ڈینسن ۱۳۰-۲۱) عبادت کے لیے دیکھو برنس (fontes) اور فرڈس فرنتھ نوٹے۔ تاریخ کے لیے دیکھو سسرو (ad fam) نستم ۱۸۔

نمبر ۵۵ بیان کیے گئے تھے مثلاً موجبی ملازمت سے گریز کرنا، دیوالیہ ہونا، کسی عدالت سے سزا پانا، شرمناک اعمال کا مرتکب ہونا، یا کوئی قبیح پیشہ اختیار کرنا۔ بلدیاتی مردم شماری کے لیے بھی قواعد تھے۔ یہ مردم شماری اسی وقت ہوتی تھی جب کہ روما میں اور اسی طریقے پر یہ حکم بھی تھا کہ مردم شماری کے کاغذات روما بھیج دیے جائیں اور اُن کی ایک نقل بلدیہ متعلقہ میں رکھ لی جائے۔ ایک خاص قسم کی بلدیات میں متفائی قوانین کی ترمیم[1] کے متعلق بھی ایک فقرہ تھا اور اُس کے لیے ایک سال کی مہلت دی گئی تھی۔ مگر سوال یہ ہے کہ بلدیات کے یہ معاملات ایک ایسے قانون میں کیوں شریک کر دیے گئے جو شہر روما سے متعلق تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قیصر دونوں معاملات کو ملحوظ رکھنا عبث خیال کرتا تھا۔ شہنشاہی شہر روما کے معاملات کو تمامی بلدیات کے معاملات کے ساتھ خلط ملط کر دینا بقول نام سین[2] اس امر کی نشانی ہے کہ وہ تمام سلطنت کو ایک تنے واحد خیال کرتا تھا۔ قیصر باشندگان گال زیر آلپ حامی تھا، یونانیوں کا مربی، یہودیوں کا بھی خواہ دوست، گالیوں اور جرمنوں کا جنگی سردار تھا اس لیے اس کے سیاسی مذہب میں اس قدیم عقیدے کی گنجائش نہ تھی کہ شہر روما سلطنت کا تنہا مرکز ہے اور دوسرے تمام شہروں سے بالکل مختلف ہے۔ جس طرح کہ روما میں تمام ملک اطالیہ شامل ہو گیا تھا اسی طرح دیگر محکوم ممالک بھی شامل ہو سکتے تھے اور قیصر کے دماغ میں اس طرح کے حقیقی شہنشاہی خیالات آ رہے تھے گو غالباً اس موقع پر کوئی قطعی تجویز اُس کے دماغ میں نہ تھی مگر بصورت فعلی اُس کے اس رجحان کا ذیل کی کارروائیوں میں پتا چلتا ہے یعنی اُس نے شہر روما کے ابنوہ عہدہ کی تعداد کم کرنی چاہی

---

[1] دیکھو قوانین وہ ہیں جن میں ایک ایسا کنفیڈریشن قائم کرنے جو روما کی Municipia (Fundana) کو بنایا گیا ہو۔ نام سین کا خیال ہے کہ اس اصطلاح سے مراد وہ شہر ہیں جن کے شہریوں کو قیصر نے لاطینی حقوق دیے تھے اُنھوں نے حقوق شہریت روما (Jundi Soli) قبول کر لیے تھے۔ دیکھو مسمسن پروبالیو ۱۹ پر ایڈیٹر کا حاشیہ۔

[2] نام سین تاریخ روما جلد چہارم صفحہ ۳۳۰ (ترجمہ انگریزی)۔

باب ۵۸ درآمد پر محصول لگا کر اہل اطالیہ کو اُن کے ایک خاص حق سے محروم کر دیا اور عیش و عشرت کے روکنے میں بھی اُس کی غالباً مصلحت یہی رہی ہوگی کیونکہ اسراف و تعیش حکام صوبجات کے استحصال بالجبر کی وجہ سے تھے اور اس کے باعث بھی ہوتے تھے۔ قیصر کے طرزِ عمل کی کسی جانب سے مخالفت ہونے کا کہیں تذکرہ نہیں، اس کا غالباً سبب یہ ہے کہ اُس کی مخالفت میں کسی کو کامیابی کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ مگر ناراضی کے آثار کا ان احتقانہ افواہ[1] سے پتا چلتا ہے کہ قیصر چاہتا تھا روما کو اپنے چند خسر کی نگرانی میں چھوڑے اور مرکز حکومت کو سکندریہ یا ٹرائے کو منتقل کر دے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ اب وہ دن گزر چکے تھے جبکہ سلطنت روما ایک محکوم دنیا کی نامنصف مزاج مالکہ تھی اور اب ضرورت یہ تھی کہ اُس کا مالک کوئی ایسا شخص ہے جو منصف مزاج ہو یا نہ ہو مگر اس وسیع شہنشاہیت پر بحیثیت شہنشاہ حکمراں ہونے کی قابلیت رکھتا ہو اور بحیثیت مجموعی اُس کی بہبودی کا خواہاں ہو خواہ یہ اُس کے ذاتی نفع ہی کیلیے کیوں نہ ہو مگر بحالت موجودہ یہ خیال کرنا محض عبث تھا کہ شہنشاہیت کا مرکز روما کے سوائے کوئی اور شہر ہو سکتا ہے اور قیصر کے علمیت پسند اور صاف دماغ میں تو یہ لغو خیال کبھی آ ہی نہ سکتا تھا۔

اصلاحات سے متعلق قیصر کے قوانین صوبجات

(۴۶۶) قوانین جولین میں چند دیگر امور بھی شامل تھے جن سے ہمیں ایک حد تک معلوم ہوتا ہے کہ قیصر کن امور میں اصلاح کا خواہشمند تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض جرائم خصوصاً غداری اور تقنن امن کے متعلق جو سزائیں قانوناً مقرر تھیں وہ اتنی سخت نہ تھیں کہ لوگ جرائم مذکورہ کے ارتکاب سے باز آتے اور اگر مقدمہ چلنے کے بعد جرم اُن پر ثابت بھی ہو جاتا تو زیادہ سے زیادہ انھیں جلاوطن ہونا پڑتا مگر اُن کی جائداد اُن کے قبضے ہی میں رہتی۔ اب یہ قانون نافذ کیا گیا کہ کل کی نصف جائداد ضبط کر لی جائے اور اگر بدرکشی کے ملزم ہوں تو پوری جائداد ضبط کر لی جائے اس سے یقیناً یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جن ملزمین کا کیریکٹر اچھا

[1] سوئی ٹونیس جولیس ۷۹، نقوا دمشقی قیصر آگسٹس ۲۰۔

پہنچانا مقصود تھا دولتمند تھے اور جو اپنے غلاموں کی جماعتوں کے ذریعے سے جرائم کا ارتکاب کرتے تھے۔ اس قانون کے ضمن میں میلو اور جنگ بوویلنے کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ عدالتوں کے نظام میں یہ ترمیم کی گئی کہ اہل جوری کا تیسرا طبقہ (Decuria) جو ٹرئی بیونی ایرارئی ای (Tribuni Aerarii) پر مشتمل تھا خارج کر دیا گیا مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ قیصر اس ترمیم کو کہاں تک عمل میں لایا۔ غالباً کسی دوسرے قانون کے ذریعے سے جدید اور فتنہ پسند جماعتوں (Collegia) کو قانوناً ممنوع کر دیا۔ ایک اور قانون بھی تھا جس کے ذریعے سے ملک بدر میں سفر کرنے پر قیود عائد کی گئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شہریوں کو جنکی عمر ۲۰ اور ۴۰ سال کے درمیان ہو اطالیہ سے مسلسل تین سال تک باہر رہنا اس قانون کے ذریعے سے ممنوع کر دیا گیا سوائے اس صورت کے کسی شخص نے فوجی حلف (Sacramentum) کیا ہو۔ علاوہ ازیں ارکین سینیٹ کے بیٹوں کو باہر جانے سے قطعاً ممانعت کر دی گئی۔ سوائے اسکے کہ وہ کسی حاکم کے اسٹاف میں شریک ہوں جماعت فوجی (Contubernio) حاکم مرتبہ اظلامی (Lex Julia militaris) یہ قانون قانون جولیا جو (Comes) کے نام سے مشہور ہے اور درحقیقت فوجی مدت سے متعلق تھا لیکن اور دیگر اہل رومانی نقل و حرکت کے روکنے کی غالباً اور وجوہ بھی تھیں مثلاً کسی ایسے آدمی کو جسے صرف اس وجہ سے ثابت ہوا تھا کہ ایک نازک موقع پر اس نے قیصر کی حمایت کی تھی لیکن کسی قسم کے کسی شخص کا فریق ثانی کی طرف ہونا سخت مضر ہوتا تھا۔ علاوہ ازیں اہل روما کی سیر و سیاحت سے باشندگان صوبجات پر بار پڑتا تھا اور فرض شناس صوبہ داروں کو اپنے فرائض کے ادا کرنے میں دقت ہوتی تھی۔ واضح رہے کہ ایک دوسرے قانون جولیا کی رو سے حکام صوبجات کی میعاد حکومت محدود کر دی گئی یعنی سابق پریٹروں کی یک سالہ کر دی گئی اور

---

لہ دیکھو صفحہ ۹۵۸ جزو ہم

لہ لینگ تاریخ روما جلد سوم صفحہ ۴۵۶۔

باب ۵ سابق کانسلوں کی دو سالہ اس تعیین مدت کی علت غائی غالباً یہ تھی کہ میریس کے زمانے سے طویل سپہ سالاریوں کی وجہ سے مرکزی حکومت کمزور ہوتی جاتی تھی جس کی ایک بین مثال خود قیصر کی حکومت گال تھی۔ مگر اب چونکہ مرکزی حکومت خود اسی کے ید قدرت میں تھی اس لیے اس کے استحکام کا وہ خواہشمند تھا لیکن چونکہ اس کا جام حیات لبریز ہو رہا تھا لہٰذا قانون مذکور اور قانون فوجی کا کوئی نتیجہ نہ ہوا البتہ صرف اس کے مقاصد کا ان سے اظہار ہوتا ہے۔

سینیٹ (۱۲۶۷) ہم بیان کر چکے ہیں کہ سینیٹ کی طرف سے احکام کے مسودے آزادی کے ساتھ تیار کیے جاتے تھے جو مسرد کو بنایت ناگوار ہوا تھا ممکن ہے کہ اس قسم کی زیادتی اکثر نہ ہوتی ہو اگر ایک دفعہ بھی ہوئی تو سینیٹ اس کو پسند نہ کرتی۔ قیصر اور سینیٹ کے موجودہ تعلقات خوشگوار نہ تھے کیونکہ اس کی یہ عادت پڑ گئی تھی کہ وہ صرف چند سربرآوردہ اراکین سے مشورہ کرتا تھا اور بعض وقت اپنے چند گہرے دوستوں سے جن کی حیثیت ایک اندرونی کابینہ کی تھی۔ نفع عام کے لیے یہ طرز عمل ملا جلا مفید تھا اور غالباً اسی وجہ سے کثیر التعداد سینیٹ کے ابلاس کا مل میں بحث ہو۔ لیکن ملت میں طبیعتوں کو یہ غذا کب قبول ہو سکتا تھا۔ سینیٹ کی خالی شدہ جائدادوں کو بہ اقتدار سنسری پُر کرنے کو بھی اکثر لوگوں نے پسند نہ کیا۔ ۷۴ء ہی میں جن اشخاص کو اس نے مجلس مذکور میں داخل کیا تھا امرائی نگاہ میں نااہل تھے اور اسی طرز عمل کو جاری رکھ کر اس نے ایسے اشخاص کو داخل کر دیا جنھیں عدالتوں میں سزا ہوئی تھی یا جنکے چال چلن پر سنسروں کی ناروائیوں کی وجہ سے حرف آیا تھا یا جن کو سولانے مستوجب سزا قرار دیا تھا۔ اشخاص مذکور کے تقصانات کی اس طرح سے تلافی کرنا ممکن ہے کہ قہرمن مصلحت ہو یا عالی ظرفی پر مبنی ہو مگر اس کارروائی سے لوگوں کو بے اطمینانی ہوئی اور بعض لوگ ناراض بھی ہو گئے۔ قیصر سینیٹ کو برخاست نہ کر سکتا تھا کم از کم اس وقت تک کہ وہ علانیہ فوجی حکومت ہی قائم نہ کرے۔ اور اس کا ہرگز قصد نہ تھا کیونکہ اس نے حال ہی میں اپنے وفادار سپاہیوں کو خدمت سے علیحدہ

مابعد

کر دیا تھا اور مستقل فوج رکھنے کی کوئی تدبیر عمل میں نہ لایا تھا۔ مگر یہ بھی اس کی تدبیر کے منافی تھا کہ سینیٹ میں پیرا اعضر غالب ہو جائیں جو مجلس عامہ کے اختلاط کی وجہ سے اس نے غصب کر لیے تھے۔ واضح رہے کہ مجلس عامہ میں اب یہ صلاحیت باقی نہ تھی کہ اپنے گم شدہ اقتدار کو دوبارہ کام لے سکے اس حقیقت سے قیصر سے بہتر کوئی شخص واقف نہ تھا لیپیڈس کو اس نے مجلس عامہ سے نکالکر سلطنت میں بحیثیت ایک سردار کے رسوخ حاصل کیا تھا ایک کثیر المشاغل حاکم مطلق السنان کے لیے ایک ایسی مجلس سینیٹ کا وجود جو وجہ بات تکلیف ہوتا جس میں ارا کا عنصر غالب ہوتا اور جس کی آدھی سے زیادہ تعداد میں ہوتی جنھیں اپنے وقار کا بہت خیال تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ شہنشاہی معاملات میں ان کی رائے بالعموم اس کے خلاف ہوتی اس لیے مجلس مذکور کو کم کرنے کا آسان طریقہ یہ ہوتا کہ اس میں ایسے آدمیوں کو بھر دیا جائے جو اراکین باقی ماندہ جماعتوں سے سازش نہ کر سکیں اور اسی طرح کا قیصر کا دم مرگ یا بعد مرگ کا وہ اس کی وجہ سے بہت سے دشمن درپردہ پیدا ہو گئے لیکن اس کے متعلق قطعی کارروائی اس نے شروع تک نہ کی جبکہ ہسپانیہ سے واپس آیا۔

تقویم کی اصلاح

(۱۲۶۸) قیصر کی اصلاحوں میں سب سے مفید اور دیرپا تقویم کی اصلاح تھی جو وہ حیثیت سردار پجاری عمل میں لایا۔ روما میں دو سنین مستعمل تھے ایک تو سال قمری تھا جس کا تعین پجاری کرتے تھے اور جس کے ذریعے تہوار

---

لہ تقویم کی اصلاح کا یہ ذکر کہ مثل ہیں سے بلکہ صرف قیصر کی ذات کی تعریف نہ ظاہر ہے اس مضمون کے متعلق معلومات کا ایک زبردست ذخیرہ ڈی مارکوارٹ (Marquardt) ۳ ص ۲۸۱ - ۲۸۶ ، لیبنک تاریخ قدیم میں ۱۰ صفحہ ملاحظہ ہیں قدیم صنعتیں میں اس مضمون کے متعلق جا بجا سب دیل ہیں :- میک ونیس (Mac Vanis) ۱ کیمبرج کیسوری نس ۲ سوئی ٹونیس جولیس ۴۰ آگسٹس ۳۱ - ٹیبیریس ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱

باب ۵

اور اُن ایام کا بھی تعین ہوتا تھا جن میں سرکاری کام ہو سکتے تھے۔ دوسرا حکام کا سال تھا۔ سال مذکورۂ اعلیٰ کا آغاز قدیم رواج کے مطابق مارچ میں ہوتا تھا اور جنوری اور فروری کے مہینے جن کا اضافہ روما کے کسی بادشاہ کی طرف کیا جاتا ہے سال کے آخر میں آتے تھے مگر حکام کا سال سنہ قوم سے جنوری سے شروع ہوتا تھا۔ تعداد ایام کے بیان کرنے میں جمہوریہ کے قبل کے زمانے کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ معمولی سالوں میں بالعموم ۳۵۵ ایام ہوتے تھے، مگر اہل روما کو یہ خوب معلوم تھا کہ شمسی سال میں دنوں کی تعداد اس سے زیادہ ہے لیکن زمین کی کاشت کرنے والوں کے لیے شمسی سال کی پابندی فضول تھی اس لیے زمانۂ سابق میں روما کے کاشتکاروں نے احرام فلکی کی حرکتوں کے لحاظ سے اپنا ایک موٹا سا حساب بنا لیا تھا جسے ہم سال فصلی کہہ سکتے ہیں کیونکہ سرکاری سال اُن کی ضرورتوں کے لیے بالکل غیر مناسب تھا حکومت جمہوری کے زمانے میں شمسی اور قمری سالوں کے اصول کی باہمی تطبیق حسب ذیل بھونڈے طریقے سے کی جاتی تھی۔ روایات میں یہ تطبیق سنہ ۴۵۳ کے دس حکام (ڈی سیم ویری) کی طرف منسوب کی جاتی تھی اور غالباً صحیح کے سالنامہ طریقوں سے یہ بہتر تھی۔ اس کی بنیاد چار سالہ[1] قرنوں پر تھی۔ ہر قرن کے پہلے اور تیسرے سال میں صرف ۳۵۵ دن ہوتے، دوسرے سال میں ۳۷۷ دن کے ایک لونڈ کے مہینے کا اضافہ کر دیا جاتا اور چوتھے میں ۳۸۳ روز کے بیسیے کا۔ اس تدبیر کا برابر عمل ہوتا تو ہر سال میں بحساب اوسط ۱½ روز کا اضافہ ہوتا اور سال ۱/۴ ۳۶۶ روز کا ہوتا یعنی سال شمسی سے ایک روز زیادہ۔ یہ ایک روز کی غلطی معلوم نہیں کس طرح پیدا ہو گئی۔ لونڈ کے مہینے کا اضافہ کرنا بلاشبہ پجاریوں کا

[1] ماہر سین (Stater) ۳۳۱ - ۳۳۲ (Chronol) ۱۶۴ ۔ ۱۷۸ کریہ چار سالہ قرن یونانی اولمپیاڈ (اولمپئن کے کھیلوں کا درمیانی چار سالہ وقفہ) سے ماخوذ ہے۔ لسٹرم بھی ایک چار سالہ مدت تھی۔ مگر اس کی پابندی نہ ہوئی اور رومانہ بالبد کے طریقہ شمار کی وجہ سے پنج سالہ ہو گئی۔ قیصر نے اپنی تقویم میں چار سالہ قرن کو پھر قائم کیا۔

باب دہ

کام تھا مگر جہالت یا بے پروائی سے سخت بد انتظامی پڑ گئی اور کچھ عرصہ کے بعد دوستوں کی رعایت، بغض و حسد اور توہمات کو بھی اس میں دخل ہو گیا۔ مثلاً پجاریوں کو یہ اختیار تھا کہ موقع پا کر کسی دوست کی میعاد حکومت کی توسیع کے لیے لوند کے مہینے کا اضافہ کریں یا وقت مقررہ پر لوند کے مہینے کو نہ بڑھا کر کسی دشمن کی میعاد حکومت کو کم کر دیں۔ یہ کسی اہم عدالتی مقدمے کی تاریخ سماعت کو جلد تر یا دیر تر کر دیں یا کسی ٹیکس کی مدت گھٹا یا بڑھا دیں۔ اس لیے وہ لوند کے مہینے کا اضافہ اپنی سہولت کے لحاظ سے کرتے تھے۔ اس طرح سے روما کی تقویم کی حالت نہایت ابتر ہو گئی اور روما کا سال نہ تو اجرام فلکی کی حرکات کے مطابق تھا نہ اس سے کوئی سیاسی سہولت مدنظر تھی بلکہ اس کا دارومدار محض پجاریوں کی ذاتی اغراض پر تھا۔ ۷۰ ق م میں لیبو لیوند کے مہینے کا خواہشمند تھا اور ۶۹ ق م میں سسرو اس کے بڑھائے جانے سے خائف تھا لیکن دونوں دفعہ اس مہینے کا اضافہ نہ ہوا کیونکہ حکمراں جماعت اس کے مخالف تھی۔

تقویم قیصری۔ ۴۶ ق م شمسی

(۱۲۶۹) پجاریوں کی ان شرمناک کارروائیوں سے لوگ پہلے سے واقف تھے۔ قیصر نے البتہ یہ کیا کہ ان کا خاتمہ کر دیا۔ اس نے قصد مصمم کر لیا۔ اس کی مجوزہ تدبیر یہ تھی کہ روما کا سنہ شمسی کر دیا جائے اور سرکاری اغراض کے لیے اس کا آغاز یکم جنوری سے ہو مگر لحاظ رکھا کہ اس تغیر کا اثر مذہبی توہمات پر نہ ہو۔ لہٰذا ۴۶ ق م میں اس نے ۴۵ دنوں کا اضافہ کیا اور یہ انتظام کیا کہ ہر چوتھے سال میں فروری میں ۲۴ کے بعد ایک روز کا اضافہ کر دیا جائے۔ اس طور پر بالاوسط ہر سال ۳۶۵ ۱/۴ دن کا اضافہ ہو گیا۔ ایک ذرا سی غلطی اب بھی رہ گئی تھی جس کی اصلاح ۱۵۸۲ء میں ہوئی لیکن یہ مرمہ تقویم قیصری اب تمام عالم مسیحی میں مستعمل ہے۔ واضح رہے کہ اضافہ شدہ دس ایام کو تقسیم کرنے میں قیصر نے مکان

---

لہ تاریخ کے لیے دیکھو مامسین (Chronol) صفحات ۲۷۹ - ۲۸۱۔ رواجوں کے لحاظ سے لوند کا مہینہ بھی بڑھایا جاتا تھا۔ روما کے حساب سے ۲۳ فروری کے بعد لوند کا دن تھا اور یہ دن عضو تناسلی کا مادہ (His sex tum) خیال کیا جاتا ہے۔

باب ۱۰ قوم کے مذہبی توہمات کا لحاظ رکھا۔ طاق اعداد شگون نیک خیال کیے جاتے تھے۔ سال میں سوائے بدشگون ماہ فروری کے ہر مہینے کے ایام کے عدد طاق تھے یعنی ۲۹ یا ۳۱۔ جنوری، سیکسٹی لس (اگست) اور دسمبر میں اس نے دو روز بڑھا کر بجائے ۲۹ کے ۳۱ کر دیا۔ اپریل، جون، ستمبر اور نومبر میں ایک روز بڑھا کر بجائے ۲۹ کے ۳۰ کر دیا، مارچ، مئی، کوئن ٹی لس (جولائی) اور اکتوبر میں پہلے ہی سے ۳۱ روز تھے اور تقویم قیصری میں اس کا اثر باقی رہ گیا۔ ان چاروں مہینوں میں قدیم تقسیمیں یعنی نونیس اور آئی ڈیس ۷ اور ۱۵ کو پڑتی تھیں اور حسب حال چھوڑ دی گئیں مگر دوسرے مہینوں میں ۵ اور ۱۳ کو پڑتی تھیں مگر یہ بھی حسب حال چھوڑ دی گئیں گو ان مہینوں کے دن بڑھ گئے تھے علاوہ ازیں زائد ایام کا اضافہ نہایت احتیاط کے ساتھ کیا گیا تاکہ تہواروں کی قدیم تاریخوں میں فرق نہ آئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قیصر کی خواہش تھی کہ تا حد امکان سہولت پیدا ہو مگر اس کے ساتھ ہی جہاں تک ہو سکے کسی قسم کا اضطراب پیدا نہ ہو۔ لوگ کا ہینہ اب ہمیشہ کے لیے نائب ہو گیا اور اہل روما کے لیے ایک ایسی سرکاری تقویم تیار ہو گئی جو ہر قسم کے اغراض کے لیے مفید تھی۔ یہ جدید شمسی تقویم مصر سے ماخوذ تھی جہاں ۱/۴ ۳۶۵ روز کے سال کا عرصے سے رواج تھا اور اس کی ترتیب میں قیصر نے ماہران فن سے مشورہ لیا تھا بالخصوص یونانی ہیئت داں سوسی جینس سے جو اسکندریہ کا باشندہ بیان کیا جاتا ہے۔ تقویم کے مرتب ہو جانے کے بعد قیصر نے اس کی اشاعت کی اور اعلان کیا کہ سلطنت میں اس کی پابندی جنوری سنہ ۴۵ ق م کی کیالینڈ سے ہوگی۔ یہ حکم ایک فرمان کی صورت میں شائع ہوا جو اس نے غالباً بحیثیت ڈکٹیٹر نافذ کیا ہوگا۔ اس اثنا میں یہ بھی ضروری تھا کہ قدیم تقویم کے بجائے جدید تقویم کے نفاذ کا انتظام کیا گیا اور اس کے لیے حسب ذیل صورت

---

لہ ان دس اضافہ شدہ ایام پر جدید تقویم میں ۷ فی سٹس یعنی ۶ مہینوں کا اشتباہ ہوا کہ کومیشیا لس ایام مجالس کا ہیں تعالیٰ سرکاری کام ہو سکتے تھے مگر فاسٹس کا اطلاق نہ ہو سکتا تھا میکروبیس یکم ۴۴ دارو de ling. lat ششم ۴۹۔

Interealis prior, Coustemporaneous Chronology

مالیہ

کا آغاز ہوا۔ سال ماسبق ۷۰۹ قم یا ۱۱۸ قم بنیادی بحیثیت سال تقویمی لوند کے مہینے کے آخری دن کو ختم ہوا اور ۷۱۰ قم یا ۱۱۹ قم بنیادی یکم مارچ سے شروع ہوا۔ سال مابعد ۷۱۱ قم یا ۱۲۰ قم بنیادی بغرض اغراض کے لیے یکم جنوری کو شروع ہونے والا تھا۔ سالنامۂ تقویم کے لحاظ سے مارچ سے دسمبر تک دس مہینے ہیں ۳۰۴ دن تھے۔ قیصر نے ان میں ۶۷ دن کا اضافہ کرنے کے لیے دو لوند کے مہینے بڑھا دیے اور اس طرح سے یہ سال مارچ سے دسمبر تک میں ۳۶۵ دن کا ہوا۔ کیونکہ صرف ۶۷ روز کی کمی تھی اور اس طرح سے جدید تقویم کے نفاذ کے قبل ایک پورا سال بن گیا۔ لیکن اگر ۹۰ دنوں کا (جنوری فروری اور لوند کا مہینہ) کا جو ۷۰۹ قم یا ۱۱۸ قم بنیادی سے متعلق تھے ۳۶۵ دنوں میں اضافہ کر دیا جاتا تو اس کا مجموعہ ۴۵۵ دن ہوتا اسی لیے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ قیصر نے ۴۴۵ دن کا سال بنایا اور چوتھی صدی کے اواخر کے ایک مصنف نے اس کو (Annus Confusionis) ابتری کا سال قرار دیا ہے۔ اس کا یہ قول نادرست ہے۔ ماہرین کے سپرد یہ شے ہے کیونکہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سسرو نے طنزاً یہ کہا تھا کہ احرام خلی مقرر تاریخوں پر قیصر کے حکم سے نظر آتے ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ قیصر کی تیسری کانسلی ۴۴۵ دن تک رہی۔ یہ بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ قیصر کے انتقال کے بعد پجاریوں نے پھر غلطی کی اور زائد دن کا افادہ اہل روما کے طریقۂ شمار کے لحاظ سے کیا جس کی رو سے ہر چوتھا سال درحقیقت تیسرا سال تھا اور اس غلطی کی اصلاح آگسٹس نے کی۔[1]

ہسپانیہ۔ قیصر کا رقم

(۴۰۰) اصلاحات مذکورہ جب عمل میں لائی جا رہی تھیں اسی زمانے میں قیصر کو مغرب سے وحشت انگیز خبریں وصول ہونے لگیں۔ ہسپانیہ کو جب وہ کو شتہ دہ واپس آیا تھا تو اس نے سی ڈیڈیس کو مع اس کے بیڑے کے ہسپانیہ اس امید سے بھیج دیا تھا کہ اس کے صوبہ دار اس شخص کی تائید سے

---

[1] سسرو ad fam ششم ۲۰/۱۴

[2] میکروبیس Sat کم ۱۴/۳ پلوٹارک قیصر ۵۹۔

باب ۵۰ بغاوت کو فرو کردیں گے۔ مگر کیسیس کی بداعمالیوں کے نتائج اب ہویدا ہو رہے تھے۔ ہسپانیۂ بعیدہ کی فوج باغی ہو کر لالی اسے نس اور وارس سے مل گئی جب وہ افریقہ سے آئے اور نے ایس پامپی باغیوں کا سرغنہ ہو گیا۔ جزیرہ نمائے مذکور کے مغربی اور جنوبی اضلاع میں باغیوں کا اثر غالب تھا اس لیے قیصر کے نائبوں نے اس سے التجا کی کہ وہ بذات خود ہسپانیہ آئے اس لیے اس کا جانا ناگزیر ہو گیا۔ جنگ سے وہ بیزار تھا کیونکہ جنگ کو وہ منزل مقصود پہنچنے کا ذریعہ خیال کرتا تھا اور بحالت موجودہ اس کا مقصد حاصل ہو چکا تھا اس لیے اپنے سیاسی مشاغل کو چھوڑ کر جنگ کی تیاری میں مصروف ہونا اسے نہایت شاق گزرا۔ ہسپانیہ روانہ ہونے سے قبل متعدد امور کا تصفیہ کرنا تھا جن میں سے ایک جلاوطنوں کی واپسی کا مسئلہ بھی تھا۔ سسرو اور بعض اور اشخاص اپنے جمہوریت پسند دوستوں کو جلاوطنی سے واپس بلانے کے لیے سعی بلیغ کر رہے تھے اور اس رعایت کے مؤیدین میں ایک نوجوان کا نام بھی آتا ہے جس کی قسمت نے یہ تھا کہ روما بلکہ دنیا کی تاریخ میں اس کا نام ہمیشہ کے لیے رہ جائے۔ اس نوجوان کا نام سی۔ آکٹے وس تھا اور قیصر کی بھانجی اینشیا کا بیٹا تھا۔ قیصر کی اس پر نظر عنایت تھی اس لیے اس نے اپنے اثر سے جلاوطنوں کے گھر بلانے کی کوشش کی جس سے اس کی فراست ظاہر ہوتی ہے۔ اس طور پر نیک دل ہونے کی شہرت اس نے حاصل کرلی اور سترہ سال کے سن میں اس نے اپنی خوش سلیقگی حسن تدبر اور موقع شناسی کا ثبوت دیا جس کی وجہ سے بالآخر اس آکٹے وین اور آگسٹس کے القاب اختیار کر کے آنے والی سلطنت شہنشاہی کی بنیاد رکھی۔ اس میں شبہ نہیں کہ قیصر بذات خود ترحم کی طرف مائل تھا مگر زمانے کی ہوا ایسی تھی کہ اس ترحم کے باعث بہانے اس کے وہ لوگ خیال کیے جاتے تھے جنھوں نے اس کے غصے کو فرو کیا حالانکہ وہ خود رحم دل تھا۔

۱۲۷ (۱) جن لوگوں کے ساتھ رعایت کی گئی ان میں سے دو بالخصوص

ہم یا کریں لگا رکھیں

[1] نقولاد مشقی قیصر آگسٹس، (قطعات یونانی ۴۳۔۴۳۱)

۱۸۵ قابل ذکر ہیں اس لیے اسسرو نے زمانۂ دراز کے بعد اپنی زبان کا قفل توڑا اور ان دونوں کے حالات بھی خاص تھے۔ ان میں سے ایم مارکیلس (M. Marcellus) جس نے گال زیر آلپ کے ایک شخص کو سزائے تازیانہ دی تھی اور قیصر کا سخت مخالف تھا سینیٹ میں اُس کے چچازاد بھائی نے جو سنسر میں کانسل تھا اور پمپیو نے جو قیصر کا خسر تھا اُس کو معاف کرنے کی درخواست کی اور اس درخواست کی تائید میں تمام اراکین کھڑے ہو گئے۔ قیصر نے عالی ظرفی سے اسکی اس درخواست کو منظور کر لی اور کہا کہ اگر سینیٹ کی خواہش ہے تو یہ شخص بھی واپس آسکتا ہے۔ اسسرو نے قصد کر لیا تھا کہ جب تک جمہوریہ میں تسلط میں سے کوئی تقریر نہ کرے مگر قیصر کی عالی ہمتی نے اس کی مہ سکوت کو توڑ دیا اور اُس نے سینیٹ کی طرف سے قیصر کا شکریہ ادا کیا اس تقریر میں بلکہ اُس کے اُس نسخے میں بھی جو اشاعت کے لیے تیار کیا گیا تھا اظہار تشکر و امتنان جس خوشامد اور چاپلوسی کے ساتھ کیا گیا ہے اور قیصر کی سلامتی کے لیے جو تردد ظاہر کیا گیا ہے اسسرو کی زبان سے بہت عجیب و غریب معلوم ہوتے ہیں کیونکہ موجودہ سیاسی حالات سے وہ بالکل مطمئن نہ تھا مگر نہ خیال کیا جائے کہ یہ خیالات محض زبانی تھے کیونکہ تقریر کے آخر میں ایک معنی خیز فقرہ تھا جس میں اُس نے امیدواروں کا اظہار کیا اور قیصر کو یہ مشورہ دیا کہ شاندار موقعات کے بعد صرف اظہار تشکر ہی کافی نہیں بلکہ فاتح کے کام کی یہ صرف ابتدا ہے اور اس کا اصل کام یہ ہے کہ جمہوریہ کی اصلاح کرے اور اس کی بیخ و بنیاد کو مضبوط کرے، اور اس عالیشان مقصد میں اُسے کامیابی ہوئی تو نہ صرف موجودہ کانسل اُس کی شکرگزار ہوگی بلکہ اُسے بقائے دوام حاصل ہوگا۔ الغرض اسسرو کو اب بھی امید تھی کہ قیصر طبیب خاطر جمہوریہ کو بحال کر دیگا مگر اسے یہ معلوم نہ تھا کہ اب وہ اسباب ہی باقی نہ تھے جن سے جمہوریہ کی بحالی کی امید ہو سکتی تھی حالانکہ یہ امر اب بالکل بدیہی ہے۔ کیونکہ سیسرن ایک جلاوطن تھا جو ارتقہ میں معاف کر دیا گیا تھا

---

لے اسسرو پرو مارکیلو (ad fom) چہارم ۴۔

باب ۵ اس کا معاملہ اتنی آسانی سے طے نہ ہو سکا کیونکہ اُس کا جرم حال ہی کا تھا۔ قیصر کی خدمت میں ایک وفد اُس کے مکان پر حاضر ہوا اور لگاریس کو واپس بلانے کے لیے درخواست پیش کی مگر اس درخواست کو قیصر نے رد کر دیا۔ مگر سسرو نے تاڑ لیا تھا کہ قیصر غالباً اپنی ہٹ سے باز آئے گا اس لیے جب عدالت میں لگاریس پر مقدمہ قائم ہوا تو سسرو اُس کی جوابدہی پر آمادہ ہو لیا حالانکہ اس عدالت کا صدر خود قیصر تھا۔ اس تقریر (پرو لگاریو) میں سسرو کو تامل بالا میابی ہوئی اور قیصر اس سے ایسا متاثر ہوا کہ اُس نے لگاریس کو بری کر دیا اور اُسے واپس آنے کی اجازت دیدی۔ حقیقت یہ ہے کہ قیصر کا نرم اُس کے کوتاہیوں خاص میں سب سے نمایاں ہے۔ اس موقع پر جبکہ وہ ہسپانیہ جا رہا تھا اہل روما کو مطمئن کرنے کے لیے نرمی سے کام لیے میں اُس نے بھی تھا۔ سسرو اس کی تعریف میں اب رطب اللسان تھا، یہ بھی اس کی کامیابی کی ایک نشانی تھی۔ لگاریس کی تائید میں سسرو نے جو تقریر کی تھی اُس کی قیصر کے دوست بالبوس[1] نے بڑی تعریف کی اور شائع ہونے کے بعد قیصر کے پاس ہسپانیہ میں اس کی ایک نقل بھیج دی۔ اس زمانے میں اخبار نہ تھے کہ حکومت وقت کے موافق اخبارات فخر کے ساتھ مخالف اخبارات کی پسندیدگی کو بیان کر سکتے مگر جمہوریہ کے مقرر کی تعریف و تحسین پر ناز کرنا بھی ای کے مترادف تھا۔

کلیوپیٹرا (۱۲ ۔ ۲) روما میں افواہ کا بازار سرگرم تھا اور افواہ نگاروں میں سے ایک قابل ذکر ہے۔ کلیوپیٹرا روما میں آئی تھی اور بیان کیا جاتا تھا کہ قیصر کے بلانے پر آئی تھی۔ اس کا گمان کہ وہ بھی اس کے ساتھ تھا اور دونوں قیصر کے خانہ باغ میں مقیم ہوئے جو ٹائبر کے پار تھا۔ لوگوں کے دل میں قدرتی طور پر یہ خیال آنے لگا کہ ان دونوں کا وہ دیرینہ تعلق پھر قائم ہو جائیگا جسکا آغاز اسکندریہ میں ہوا تھا۔ لیکن یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ اہل روما کو اخلاق کے لحاظ سے

---

[1] ٹائیٹل اور پرسنہام دیباچہ صفحہ ۲۔ کوِن ٹی لین ۱۰۱۱، ۹۰۰۔۸۰۰۔
[2] سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۲، ۱۹، ۳۔

اس تعلق پر اضافہ ہوا کیونکہ ان کی اخلاقی حالت بہت بری ہوتی تھی البتہ فوجی امور سے تعلق میں ان کا ثانی پسندیدہ نہ تھا۔ خیال کیا جاتا تھا خصوصاً ایک ایسی عورت سے جو کسی طبقہ کی ملکہ تھی۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ خبر کب مشتہر ہوئی کہ قیصر اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے مگر رفتہ رفتہ اس جنبش پر رنگ آمیزی ہوئی کہ وہ بادشاہ بننا چاہتا ہے اور اسکندریہ کو اپنا دار السلطنت قرار دیگا۔ یہ قرین قیاس نہیں ہے اور اس سے صرف قیصر کو بدنام کرنا مقصود تھا۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ صدیوں سے رومانیوں کا یہ رسم تھا کہ جب کسی شخص کو مجمع عام میں قتل کرنا ہوتا تو اقتدار شاہی کی ہوس کا اسے ملزم قرار دیتے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قیصر نے تمام تاوان ملک مصر کو اہل روما کے حلفا اور دوستوں میں شامل کرا دیا۔ اس کی اس کارروائی سے شبہات اور بدگمانیوں کا پیدا ہونا لازمی تھا کیونکہ روما کے امرا میں ایسے لوگوں کی کمی نہ تھی جو ہر قول و فعل کو بدی پر محمول نہ کرتے تھے اور ان کی یہ کیفیت رومانی کیونی نہ تھی ایم مارکس لبس اور انکارلیس کے معاملات سے ظاہر ہے کہ اہل روما میں کس قدر بغض و حسد اور عداوت تھی۔ مارسیلس نے اول تو معافی سے منہ اٹھانے سے انکار دیا لیکن آخر کار اپنے دوستوں کی منت سماجت سے متاثر ہو کر یہ جہاں وہ گوشہ نشین تھا۔ رومانی خلاف روا ہوا۔ اثنائے راہ میں مقام پائرے میں اس کا ایک دوست یا متوسل اس سے ملا کسی بات پر دونوں میں جھگڑا ہو گیا اور اس شخص نے مارکس لبس کو قتل کر کے اپنا بھی کام تمام کر لیا۔ انکارلیس البتہ واپس آگیا مگر اس سے کانپے قیصر کے احسان کو فراموش کر کے اس کے قتل کی سازش میں شرکت کی۔

قیصر کی جانب سے تاجروں کا تقرر

(۳۰-۱۲) حکام صوبجات کے تقرر کے متعلق چند امور قابل لحاظ ہیں۔ صوبہ گال این رونے آلپ حسب سابق ڈی۔ بروٹس کے زیر عملداری رہا۔ کیونکہ اس سے بہتر کوئی اس صوبے سے واقف نہ تھا سی بی اس پانسا بجائے ایم بروٹس کے گال این رونے آلپ کا حاکم مقرر ہوا، وانی نیس حسب سابق الیریکم میں رہا اور سیسٹ الرینیہ جدید میں یعنی نیو میڈیا کا اس حصے میں جو سلطنت روما میں ملحق کر لیا گیا تھا شہر روما کے لیے قیصر نے

باب ۱ جو انتظامات کئے وہ خلاف دستور تھے مگر غالباً اُس کی معقول وجوہ ہوں گی بہرحال میں وہ بہ لحاظ ضابطہ ڈکٹیٹر یا سوم ہوتا اب اس نے لیپی ڈس کو اپنا میر اصطبل قرار دیا۔ انٹونی اس زمانے میں ذلیل و خوار ہو گیا تھا اسلیے قیصر کے غیاب میں لیپی ڈس حکومت کا برائے نام صدر تھا مگر اصلی قوت قیصر کے معتمد علیہ ملازمین بالبس اور اوپیس کے ہاتھوں میں تھی لیپی ڈس انتخاب عمل میں لایا جس کی رو سے قیصر؛ چہارم کا نسل بلا شرکت غیرے مقرر ہوا یر یٹروں، ایڈیلوں اور کوئسٹروں کے انتظامی سررشتے پر لفیکٹوں کے تحت میں کر دیئے گئے۔ یہ عہدہ دار نائب تھے جن کو قیصر نے اپنے عام وسیع اقتدارات کی رو سے مقرر کیا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ سب انتظامات قیام امن کی غرض سے کئے گئے ہوں مگر بسیدیہ ثابت ہوئے مگر جن لوگوں کو مطلق العنان حکومت سب سے زیادہ ناگوار تھی انھیں بھی خوب معلوم تھا کہ بدمعاشوں کا جو جتھا ہسپانیہ میں بغاوت پھیلا رہا ہے اس سے کسی فلاح کی امید نہیں ہو سکتی اور قیام امن اور قوم کی بہبودی کا مدار ایک زبردست حاکم کے اقتدار کی بقا پر ہے۔ جو قانع لوگ بغیر کسی حاکم کے وجود کے فلاح چاہتے تھے بہ حالات زمانہ مذکورہ یہ ایک امر موہوم تھی۔

جنگ مسڈا (۴۵ ۱۲) قیصر روما سے دسمبر میں روانہ ہوا اور بعجلت طے منازل کرتا ہوا ہسپانیہ میں اپنی فوج کے پاس پہنچ گیا قبل اس کے کہ اس کے آنے کی امید ہو سکتی تھی۔ اُس کے سپاہیوں کی ٹھیک تعداد معلوم نہیں ہوتی مگر نہ آزمودہ سپاہیوں میں سے بعض اُس کے ہمرکاب نہ تھے۔ اُس کے پرانے لیجنوں میں سے بعض منتشر ہو چکے تھے مگر یہ بھی قرین قیاس ہے کہ جن سپاہیوں کو ابھی تک

---

لہ ڈائوں ۴۳، ۴۴ کا بیان ہے کہ لیپی ڈس حد درجہ اہل بن بیٹھا۔ خلاف دستور تھا غالباً اُس نے قیصر کے کسی حکم کو ٹھکرا سا دیا ہوگا جو ہسپانیہ جا گیا تھا۔

لہ ٹائٹل اور پرسر نمبر دیا حاشیہ نمبر ۲۰۔

لہ سسرو (Dio) ۴۳، ۳۰۔ ۴۔ ۱۵، ۱۹، ۴ معاملہ کرپرو مارکیلو ۱۷، ۱۸ سے۔

باب ۵

اراضیات نہیں ملی تھیں وہ زمرۂ ملازمت میں باقی تھے اور موقع جنگ کو روانہ کر دیے گئے۔ دشمنوں کی فوج تعداد میں قیصر کی فوج سے کہیں زیادہ تھی لڑائی میں زیادہ تر آزاد شدہ غلام اور دیسی سپاہی تھے جو بلحاظ ضبط فوجی روما کے سپاہیوں سے کمتر درجے کے تھے۔ ان لوگوں کو خانہ جنگی کے اس آخری معرکہ آرائی سے بذاتہ کوئی خاص دلچسپی نہ تھی بلکہ صرف لڑائی مزدوری سے سروکار تھا۔ ان کی فوج کے بہترین سپاہی افرانیس[1] اور وارو[2] کے پرانے پامپیائی تھے جن میں بعض پناہ گیر بھی شریک ہو گئے تھے جو وفیقہ کی جنگ کے بعد بھاگ آئے تھے اور بعض سپاہی جو جنوبی ہسپانیہ کے جنوبی شہروں میں بھرتی کیے گئے تھے۔ دونوں فریقین کی امداد کے لیے ماری ٹانیا سے بھی فوجیں آئی تھیں یعنی بوکس نے باغیوں کو کمک بھیجی اور بوگڈے قیصر کو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کپی سی میس کے اپنی ریاست کی تنظیم کے لیے اس ملک سے چلی جانے سے دونوں بھائیوں کی آتش رقابت پھر بھڑک اٹھی تھی۔ قیصر کے پاس بمقابلہ سابق اس جنگ میں سواروں کی تعداد زیادہ تھی۔ اس معرکہ آرائی میں زیادہ تر رسد کے فراہم کرنے اور جائے پناہ تلاش کرنے میں دقت ہوئی۔ قیصر زیادہ انتظار نہ کر سکتا تھا اس لیے جنگ کا سلسلہ موسم سرما ہی میں چھڑ گیا۔ قیصر دشمن کے تعاقب میں جنوبی ہسپانیہ میں داخل ہوا مگر دہل پہنچ کر معلوم ہوا کہ دیہات بالکل ویران ہیں اور فصیل والے شہروں پر مخالف افواج کا قبضہ ہے۔ اس معرکہ آرائی کے تذکرے غیر واضح ہیں، البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں فریقوں سے اثنائے جنگ میں وحشیانہ حرکتیں سرزد ہوئیں۔ نئے ایس پائینی کی حالت ایک درندے کی تھی اس لیے قیصر بھی بدلہ لینے پر مجبور ہوا۔ باغیوں نے جن غلاموں کو آزاد کر کے فوج میں بھرتی کر لیا تھا، ان کے افعال خصوصاً ظالمانہ تھے۔ اور اگر تو معرکہ آرائی کے نتائج

---

[1] یہ افرانیس تھا جو پامپی کا حلیف تھا۔ جنگ ہسپانیہ ۴۰۔

[2] ٹری بونیس سے یہ ملقب ہو گیا تھا۔ دیکھو فقرہ ۱۲۴ حاشیہ ۱ اور کرائر قیصر دوم ۲۱۔

باب ۵ غیر قطعی تھے مگر جیسے ہی قیصر کو کچھ کامیابی ہوئی شہروں کے باشندے متزلزل ہونے لگے اس لیے پامپی نے جب دیکھا کہ لوگ اس سے علیحدہ ہو رہے ہیں تو وہ بھی ایک آخری جنگ پر آمادہ ہو گیا جو شہر منڈا کے قریب ہوئی۔ یہ شہر کورڈوبا (قرطبہ) کے نواح میں کہیں تھا۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ نہایت خوں ریز ہوئی۔ یہاں تک کہ قیصر اپنے گھوڑے سے اُتر گیا اور شمشیر کف لڑنے لگا۔ لیکن بالآخر باغیوں کی فوج ہمت ہار گئی اور قیصریوں نے جن کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا تھا قتل عام کر دیا۔ لالی اے نس اور وار و میدان جنگ میں کام آئے، نے ایس پامپی بھاگ کر کارٹیریا چلا گیا اور وہاں سے جہاز میں بیٹھ گیا مگر ساحل پر ایک دوسرے مقام پر اُسے اُترنا پڑا اور وہیں قتل کر دیا گیا۔ سیکس ٹس پامپی جو کورڈوبا میں متعین تھا بھاگ نکلا اور چند روز کے بعد اس کے سبب سے پھر فساد برپا ہوا۔

قیصر اور کے دیس کی روما کو واپسی۔ (۱۲۷۵ منڈا کی لڑائی ۱۷۔ مارچ ۴۵ ق م کو ہوئی اور اسکے بعد ہی چونکہ اکثر شہروں پر قبضہ ہو گیا یا اُن کے باشندوں نے اطاعت قبول کر لی، ہسپانیہ کی بغاوت فرو ہو گئی مگر قیصر صوبۂ مذکور میں مزائم اور انعام دینے کی غرض سے ٹھیرا رہا یعنی اُن شہروں کی بعض اراضیات ضبط کر لی گئیں اور اُن کا خراج بڑھا دیا گیا اور وفادار شہروں کو اُن کی خدمات کے صلے میں زیادہ عطا کی گئیں یا اُن کے ساتھ خاص رعایتیں کی گئیں۔ ان میں سے بعض کو کالونیس کی نظیر کے مطابق حق مدنیت روما بھی مل گیا اور بعض روما کی نوآبادی قرار دیا گیا جس سے اُن کی حیثیت ایک حد تک بلدیات کی ہو گئی۔ ڈائون نے ایک روایت بیان کی ہے کہ جن بستیوں کو اُس نے خورد عنایت کیا اُن سے حقوق مذکورہ لی اُس نے قیمت وصول کی۔ البتہ یہ قرین قیاس ہے کہ مندروں کے خزانوں کو وہ اپنے تصرف میں لایا اور دوسرے طریقوں پر بھی اُس نے وصول کیا۔ باشندگان صوبجات کو فراخ دلی سے حق مدنیت عطا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت شہنشاہی میں صوبجات کی حقیقی حیثیت کے متعلق اُس کے کیا خیالات تھے۔ اُسی زمانے میں جبکہ وہ تنظیم جدید کے کام میں مصروف تھا فرہاد آ کے پاس پہنچا

بارہ

ہو کیہ روز سے علیل تھا کہ سفر کے قابل ہونے ہی اُس نے طرسفر کیا۔ تیار ہوا قیصر نے اس موقعہ کو ایسے ساتھ رکھا اور اسکی قابلیت کا اسپر اچھا اثر ہوا جس سے بعد میں اسکو بڑا فائدہ پہونچا اس زمانے میں امور انتظامی زیادہ تر ہیسپالس (سیول اغسٹیلس) کے ہاتھ میں تھے واپسی میں قرطاجنہ جدید میں قیصر سے ملا۔ اطالیہ واپس آیا۔ روما کے قریب اپنی دیہاتی قیامگاہ میں اپنا وصیت نامہ مرتب کیا مگر شہر میں اگسٹس تک داخل نہیں ہوا۔ سوٹی ٹونیس کا بیان ہے کہ ہسپانیہ میں وہ صرف جنگی یا انتظامی اشغال میں مصروف نہ تھا بلکہ علاوہ ایک نظم (ایثیا) کے جو اس نے اثنائے سفر میں لکھی تھی اس نے مناظرے میں بھی ایک رسالہ لکھا جس کا نام امیتا کیٹو دکینو کا افشائے راز) جس سے جمہوریوں کے اس کل سرسبد کے عیوب اور کمزوریوں کو آشکارا کرنا مقصود تھا کیونکہ اُس کی عبرت سے اب بہت ہو رہی تھی۔ یہ رسالہ سسرو کے رسالہ لاادیس کیٹونس کے جواب میں تھا اور ادبی لحاظ سے بھی قابل قدر تھا لیکن جو وینل نے جس طریقے پر اس کا ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مناظرے کے رسالوں کی نفاست کے لحاظ ذرا طویل تھا۔ لیکن اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اپنے مخالفین کو مغلوب کرنے میں خوں ریزی سے کام لینا پسند نہ کرتا تھا اور اُس کا یہ طریقہ زمانہ ماقبل و مابعد کی قتل و غارت گری سے بالکل مختلف تھا۔

قیصر روما سے واپس آتا ہے

(۱۲-۶) روما میں قیصر کا یہ آخری ورود تھا۔ آگسٹس بھی اسکے ساتھ تھا قیصر کی معرکہ آرائیوں کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا مگر جمہوریوں کا نہیں۔ جنگ مونڈا کی خبروں کے وصول ہونے کے بعد سینیٹ اور مجلس عامہ دونوں اپنے آقا کو بمقابلہ سابق نت نئے اعزاز عطا کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ جدید اقتدارات تو کوئی ایسے باقی نہ تھے جو اُسے عطا کیے جاتے سوائے اسکے کہ ہم سلسل دس سال کا کنسل پر

---

۱ سوٹی ٹونیس جولیس ۸۳

۲ " " ۵۶ جیفیل نمبر ۱۳۲۰ اس سے قبل ہرٹیس نے بھی اسی کا ایک رسالہ لکھا تھا کیسسر ایپیکا ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰ برونس اور فیبیس گالس نے بھی کیٹو کی تعریف میں لکھے تھے

باب ۱۰ فائز رہنے اور اقتدار مطلق العنانی میں پلی بین حکام کے تقرر کے شمول کے حقوق کو جدید اقتدارات تصور کریں کیونکہ فی الواقع یہ دونوں اقتدار عملاً اُسے پہلے ہی سے حاصل تھے۔ خزانہ سرکاری رقوم کو اپنے تصرف میں لانا اور اقتدار فوجی کو بلا شرکت غیرے رکھنا بھی گویا واقعات کو تسلیم کرنا تھا کیونکہ یہ اقتدار اُسے پہلے ہی سے الرڈا اور فارسالس کی فتوحات سے حاصل ہوئے تھے اور ان پر تھاپ سس اور منڈو اکی فتوحات نے مہر توثیق ثبت کردی تھی۔ لیکن اعزازوں کا سلسلہ خوشامد کی انتہا پر پہنچ جانے تک جاری رہا جو اعزاز اُسے اب عطا ہوئے حسب ذیل تھے۔ پچاس روز تک شکرانہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا، اُس کی فتوحات کی یادگار میں سالانہ کھیل[1] مقرر کیے گئے، اس کا لباس ایک خاص قسم کا مقرر کیا گیا جس میں بادشاہت کا شائبہ موجود تھا، آزاد کنندہ (Liberater) کا خطاب دیا گیا اور امپراطور (Imprator) ابھی کچھ یک غیر معمولی فوجی اعزاز نہ تھا بلکہ بطور ایک معروفی لقب کے حوالہ کے پہلے (Praenomen) آتا تھا، کوہ پلاٹین پر اُس کے لیے ایک سرکاری مکان بنایا گیا جو معمولی طرز کا نہیں تھا بلکہ اس میں مندروں کی طرح سامنے کی طرف مشلثی قسم کا اٹھا ہوا حصہ (Pediment) بھی تھا، یہ سب حکومت شاہی کی نشانیاں تھیں، اگرای پر اکتفا نہ کیا گیا بلکہ یہ بھی انتظام کیا گیا کہ قیصر کی ہاتھی دانت کی ایک مورت سرکس کے کھیلوں میں جلوس کے ساتھ جائے۔ اس کا ایک مجسمہ کیپی ٹول میں اُن مجسمات کے قریب نصب کیا گیا جو ازروئے روایات روما کے قدیم بادشاہوں کے بیان کیے جاتے تھے اور اُس کا ایک دوسرا مجسمہ کوئی رِی نس کے مندر میں رکھا گیا۔ روایات میں بیان کیا گیا تھا کہ یہ کوئی رِی نس روما کا فرضی آبادکنندہ اومولس تھا جو قتل کرنے کے بعد دیوتا قرار دیا گیا تھا۔ یہی شکنہ میں سرور جوان تمام کارروائیوں سے بیزار اور جمہوریہ کے بحال ہونے کی رہی سہی امید سے مایوس ہو گیا تھا

[1] قیصر کے فتوحات ٹیم کی برسیوں کو بھی تہوار قرار دیا گیا۔

باب ۲۰

اینی کس کو لکھا[1] "میری خواہش تو یہ ہے کہ جائے "سلامتی" کے مندر میں رہنے کے وہ کوئی ری تش کے مندر میں جگہ پائے" منحوس پیشین گوئی ایک سال کے بعد سچ ثابت ہوئی۔ زمانۂ مابعد کے مصنفین کا یہ بیان غالباً کہ بعض لوگوں یعنی اراکین سینیٹ نے اعزازات مذکور کو قیصر کو دیا جانا اسلیے تجویز کیا تھا کہ وہ یہ نام ہو جائے۔ سسرو نے لکھا ہے کہ ۲ یام کو لی پس (جولائی) کو قیصر کے فتح کے تہوار (Lardi victoriae Caesaris) میں قیصر کی مورت فتح کی مورت کے ساتھ جلوس میں تھی مگر عام لوگوں نے اسے دیکھکر نہ خوشی ظاہر کیا۔ قیصر ابھی تک باہر تھا مگر چونکہ متوسلین ذمہ داری کے تمام عہدوں پر مامور تھے اس لیے یہ قیاس کیا جا سکتا تھا کہ یہ سب فضول حرکتیں اسی کے ایما سے ہو رہی تھیں اور واقعہ بھی یہی ہے کہ جب قیصر واپس آیا تو اسنے مجوزہ اعزازات میں سے صرف چند سے انکار کیا جس میں وہ سالہ کا نسلی شامل تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ دیوتا بنائے جانے سے اس نے انکار نہیں کیا کیونکہ غالباً اسکے خیال میں یہ کوئی بڑی بات نہ تھی اس لیے کہ کسی ایسے مذہب میں جو کثیر التعداد دیوتاؤں کی پرستش کی تلقین کرتا ہوئے دیوتاؤں کے شمول کے لیے ہمیشہ گنجائش نکل سکتی ہے۔ روما کے قدیم مذہب میں دیوتاؤں (Namina) کی مختلف الانتہا شکلوں میں قوت کا مظہر خیال کیا جاتا تھا اور ان میں سے ہر ایک کو ایک مخصوص ہستی خیال کر لیکا بحالانکہ یونان کے مذہب تشکیلی (Anthropomorphism) سے زیادہ ماخوذ تھا۔ عرصہ دراز ہو چکا تھا کہ ای نیس نے اس خیال کو رواج کر دیا تھا کہ دیوتا جی انسان تھے جنھیں دیوتا قرار دیا گیا تھا۔ یہ مسئلہ مشرق میں پیدا ہوا تھا اور مصر میں خاندان بطلیموسی کے بعد دیگرے دیوتا قرار دیا گیا تھا۔ جولیس قیصر سے روما کے شہنشاہوں کے دیوتا بنانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

---

[1] سسرو اڈ ایٹی کم ۱۲، ۵، ۴ - ۳ مقابلہ کرو ۱۳، ۲۸، ۳ - ۳ مختصر پرکتہ (Deoinovelo) تھا

[2] سسرو اڈ ایٹی کم ۳، ۱۲، ۴ - ۱

ماشہ
قیصر اور
قومی حیالات

(۱۲۷۷) ہسپانیہ واپس آنے کے بعد سے قیصر سے اجتماعی غلطیاں ہونے لگیں جن سے ایسے اخلال سرزد ہونے لگے جو اس کے لیے نازیبا تھے اور جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے عامۂ قوم کے خیالات کا احساس باقی نہ تھا۔ فتح ہسپانیہ کی خوشی کا جلوس نکالنا قرین مصلحت نہ تھا کیونکہ ہسپانیہ روما کے مقبوضات میں سے تھا اور یہ شخص جانتا تھا کہ یہ فتح جن دشمنوں پر حاصل ہوئی تھی وہ بھی روما کے نام لیوا تھے۔ اس سے بدتر یہ حرکت تھی کہ اس نے مائیول فے بیسس اور پیڈیس کو بھی اپنی ہسپانوی فتوحات[1] کی خوشیاں منانے کی اجازت دی۔ ان واقعات کی فتح کی خوشی لوگوں کو ناگوار ہوئی تھی اور اس کے بعد منڈا کی فتح کی خوشی کا منانا ان لوگوں کے لیے سوہان روح تھا جن میں اب قوم کا کوئی تناسب باقی نہ تھا۔ نکس ہے کہ موجودہ امتیازی اعزاز کی وجہ سے قیصر کا دماغ پھر گیا ہو۔ مگر ان خلاف مصلحت کارروائیوں کی وجہ یہ پہلے بھی تھی اب اس کا کوئی مرتبہ یا پایہ شخصی کوئی نہ تھا جو اسے متنبہ رکھ سکتا یا لیبس اور پیڈیس اور دیگر اشخاص دوست ضرور تھے مگر مشیر نہ تھے اور اب بہ نسبت سابق کے اس کے اور زیادہ دست نگر ہو گئے تھے۔ قیصر اب اپنے منصب اعلیٰ کی وجہ سے مجبور تھا کہ واقعات کو دوسرے لوگوں کی آنکھوں سے دیکھے اور جو اطلاعیں وہ بہم پہنچائیں انھیں بروئے عمل کرے۔ یہ لوگ عموماً کہ ایماندار ہوں تاہم بھی اس کے ارکان حاشیہ تھے۔ اس لیے ناگوار باتوں کو اس سے چھپاتے تھے اور یہ قوت فیصلہ اور عاقبت اندیشی میں اس سے بہت کم تھے۔ علاوہ ازیں مختلف قسم کے اشخاص کی حق رسی کرنا بھی دشوار تھا مثلاً پامپی کے طرفداروں میں سے جن کو اس نے معاف کر دیا تھا انھیں حکومت میں شریک کرنے کے لیے ضروری تھا کہ انھیں بھی کچھ اہم خدمات دی جائیں اور اس کے ساتھ ہی اپنے ستر کا بھی خوش رکھنا ضروری تھا جو پرانی ترقی مدارج کے خواہاں تھے۔

---

[1] یہ فتوحات جو قیصر نے حاصل کی تھیں ان کے متعلق ایک کتاب لکھی گئی تھی جس کا نام (Fasti triamphales) یعنی فتح کی تقویم تھا۔ اس کتاب سے قیصر کی ہسپانیہ (er Hispania) (جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں) کی فتوحات کا پتا چلتا ہے۔

مابعد

قیصر نے سولا کے قتل و نا بگرن کے آسان ترطریقے کو۔ انتخاب کر کے اپنے لیے مصیبت آلیہ مشکلات پیدا کرلیں۔ اخلاق ترحم اور رفتہ رفتہ دلوں کے قبول کرلیے میں دقتیں ہیں کیونکہ لوگ ترحم کو کمال جانتے ہیں اور حکومت کا بوجھ اچھے کندھوں پر سنبھال لیے کی وجہ سے جتنی جماعتیں اس سے بیزار تھیں مخالفت پر آمادہ اور مجتمع ہوگئیں۔

انتقالات

(۷۰ ۱۴) قیصر اب فاسلی سے مستعفی ہوگیا۔ سال کے باقی ماندہ ایام کے لیے کیو فے میٹیلس میکسی مس اور سی سٹرنیوس بوئیس کو کانسل منتخب کرادیا۔ اس طور پر دو عہدیداروں کی حیثیت ہوگئی کہ اس انتظام سے جس سے اس ظیم الشان خدمت کی تذلیل ہوتی تھی لوگ خوش نہ ہوئے۔ ختم سال کے قریب فے میٹیل نے اپنی میعاد حکومت کے ختم ہونے کے قبل انتقال کیا اور قیصر نے باقی ماندہ ایک یوم کے لیے ایک شخص کو اس کا جانشین مقرر کر دیا۔ اس کا نام کانیا نیوس فاسٹس کی نانا مقبول وہ ہوں گے۔ مگر لوگوں نے اس پر اعتراض کرنے شروع کئے اور سسرو نے بھی خوب تھیاں بنیں۔ سال کے باقی حصے کے لیے دوسرے حکام ماہی انتخاب ہوا۔ پریٹروں اور کوئیسٹروں کی تعداد بڑھا کر علی الترتیب ۱۴ اور ۴۰ کردی گئی۔ تمام مہمات کا تقرر بھی قیصر نے ۴۴ء کے لیے ماضی طور پر کردیا۔ لیکن شہنشاہی کی مکمل تنظیم جدید کے متعلق جو منصوبے اس کے دماغ میں تھے انھیں وہ ایک لحظہ کل میں نہ لاسکتا تھا۔ انتظامات مذکورہ میں اہم ترین یہ تھے کہ ڈی بروٹس کا تبادلہ گال ایں روسے آلپ کو کردیا گیا۔ وائی نیس حسب سابق الیریکم میں رہا اور اکانیا جیسا کہ جنگ فارسلس سے علیحدہ تھا ایک علیحدہ صوبہ دار کے تحت میں رہا بجائے اس کے صوبہ مقدونیہ کے تحت میں ایک زیر حفاظت سلطنت کی شکل میں رہتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ قدیم یونان عنقریب سلطنت روما کا ایک صوبہ ہونے والا تھا۔ مگر سال آئندہ کے واقعات کے لحاظ سے انتظامات میں ردوبدل ہونے والا تھا اس لیے تفصیل کے ساتھ

---

۱ سسرو Ad fam ۲۰۰۔

باب ۵

ان کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ وائی نیس نے ۵ دسمبر ۴۸ء کو سسرو کو ایک خط لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیصر اپنے نامزد کردہ صوبہ داروں پر پوری نگرانی رکھتا تھا۔ وائی نیس نے ۴ الماشیا میں کامیابی حاصل کی تھی اور اس کے اعزاز میں شکرانہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا تھا مگر موسم کی خرابی کی وجہ سے مفتوحہ شہروں میں سے اُسے ایک کو خالی کر دینا پڑا۔ اُس نے سسرو سے درخواست کی کہ کوئی ایسی فکر کرے کہ یہ معاملہ ٹھیک طور سے قیصر کے پاس پیش ہو تاکہ وہ اُس کی اس ظاہری ناکامی سے چشم پوشی کرے۔ قیصر وائی نیس کا بہت کچھ ممنون منت تھا مگر چونکہ اب وہ برسر اقتدار تھا اس لیے اُس کے طرز عمل پر برس پڑا۔ یہ اس کی زوال پذیری کا آغاز ہے جو روما کی شہنشاہی کا ایک نمایاں پہلو ہو گیا ہے۔

قیصر کا استقلال اور ترحم

(۹-۱۲) قیصر کے قوائے دماغی کے اعتماط کا اظہار اُس کے اُن اعمال سے نہیں ہوتا ہے جو اُس نے شہنشاہی حیثیت سے کیے بلکہ اُس کی روزانہ زندگی کے مطلق العنانی سے ہوتا ہے اور ذرا ذرا سی باتوں پر بگڑ بیٹھنے سے اور بلا لحاظ و احتیاط ایسے کلمات کو اپنی زبان پر لانے سے جنھیں اس کے بدخواہ نمک مرچ لگا کر مشہور کر دیتے تھے اسی کے باعث سے سرکش اشخاص کی ایک جماعت اُس کے قتل کے درپے ہو گئی۔ قیصر بھی آخر انسان تھا اور سالہا سال کی مسلسل رزم و پیکار سے اُس کی صحت خراب ہو گئی تھی۔ صرع کی بھی اُسے شکایت تھی جو ایک عرصے کے بعد پھر عود کر آئی تھی مگر حاکم مطلق العنان ہونے کی وجہ سے چین نہ لے سکتا تھا ہسپانیہ میں بھی وہ علیل تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سال قبل اُس نے کہا تھا کہ میری زندگی کے دن اب پورے ہو چکے ہیں، اُس کے مزاج میں چڑچڑاپن آ گیا تھا اور بالکل خستہ ہو گیا تھا۔ تنہائی اور امور مملکت سے اب وہ گھبرا اٹھا تھا۔ اُس پر اکثر اوقات غشی طاری ہو جایا کرتی تھی اور بُرے بُرے خواب نظر آتے تھے مگر حسب سابق اپنے دشمنوں کے قصوروں کو معاف کرنے میں اُسے اب بھی

---

لہ ٹائرل اور پرسر دیباچہ صو ۲۱۔

تائل دتھا مستند دسیاسی جلاوطنوں کو جو بیرونجات میں مقیم تھے اُس نے بالکلیہ معاف کر دیا اور نہ صرف انھیں پورے حقوق کے ساتھ واپس آنے کی اجازت دی بلکہ عہدات کے لیے امیدوار ہونے کی بھی۔ ان منتخب شدہ اشخاص کے بعد ملا اُس نے عام معافی کی منادی کرادی۔ اشخاص مذکورین سے ایک سسرو کا دوست اٹیکس تھا۔ کاٹی کی ناتھا جس سے خود قیصر کو ضرر پہنچا تھا یعنی اُس نے قیصر کے متعلق ایک نہایت ہی فحش بیان شائع کیا تھا مگر قیصر نے اُسے بھی معاف کر دیا جب سے اُس نے سال گزشتہ سے میسن اور کاٹل دس کو معاف کر دیا تھا۔ کٹیلس نے اُس کی ہجو کہی تھی مگر اُس نے اُس کے صلے میں شاعر کو کھانے کی دعوت دی۔ ماراس وراخ دالی لوائس کے بڑا نے رقابتیں ذکر تے تھے اور اپنے مخالفین کے اپنے ہم درجہ ہو جانے سے اُن کی آتش رقابت مشتعل اٹھی اور نا ہی بڑھ گئی الغرض ہے کہ آخری مرتبہ روما واپس آنے کے بعد جو اعزاز قیصر کو عطا کیے گئے اُن کے عطا کرنے سے مخالفین کا منشا یہ تھا کہ قیصر سے لوگ ناراض ہو جائیں۔ اعزازات مذکورہ کی اگر کوئی غایت ہو سکتی تھی تو یہ تھی کہ اُس کے مخالفوں پر ثابت تر ہو جائیں نہ یہ کہ اُن سے اُس کی عزت افزائی ہو۔ جدید اعزازوں کے متعلق حسب ذیل تجاویز پیش کی گئی تھیں۔ قیصر کو اجازت دی گئی کہ تمام جلسوں میں لباس فاتحانہ زیب تن کرے اور اپنے فتحیوں کے دنوں پر بیڑے کے پھول لگائے۔ قیصر کے مجسمات مندروں اور دوسرے عام مقامات میں نہ صرف روما بلکہ اطالیہ کے تمام شہروں میں نصب کیے جائیں اُس کی سالگرہ کے دن تہوار منایا جائے اور ملک کے باپ کا لقب (Cognomen) اُس کے نام کے بعد شامل کیا جائے۔ قیصر نے ہر عنایات کو منصوب تھے ان کا ہم پھر ذکر کریں گے لیکن اُس کی موجودہ کیفیت ماضی کے لحاظ سے جو اعزاز اُسے بہت پسند آیا وہ یہ تھا کہ سینیٹ نے جدید عمارات کی تعمیر کی نگرانی اُس کے سپرد کی اور عمارات مذکورہ کو اس کے نام سے موسوم بھی کیا۔

---

سلہ سوئی ٹونیس جولیس ۷۳-۷۵

علاوہ ازیں اُس کے اقتدار کی دو طریقوں سے توسیع ہوئی جس سے اُس کے اختیارات کا جواز کو یا تسلیم کر لیا گیا۔ اوّلاً پرنسپلیٹس مورخہ تا حین حیات مقرر ہونے سے اقتدارات سنسر ہی اُسے دوامًا حاصل ہو گئے۔ سرشتہ تیمرات کے متعلق یہ اقتدارات بہت مفید تھے کیونکہ عمارتوں کے ٹھیکے بالعموم سنسر ہی دیتے تھے۔ ٹربی بیونوں کے حقوق اُسے پہلے ہی سے مل چکے تھے اس لیے اُسے حق امتناع (Intercessio) حاصل تھا اور اُس کی ذات پر کوئی حملہ نہ ہو سکتا تھا۔ اس میں غالبًا کچھ اضافہ ہوا اور اُسے وسیع معنوں میں مقدس (Sacrosanct) قرار دیا گیا۔ شہنشاہان رومالو اسٹس کے زمانے سے یہ مامونیت نہ صرف مقدس حدود (pomerium) کے اندر حاصل تھی بلکہ میل بھر ایک میل کے باہر بھی اور اُس کی یہ تعبیر کی جاتی تھی کہ یہ حق اُنھوں تمام اقطاع سلطنت میں حاصل ہے۔ جو حقوق قیصر کو اس وقت عطا ہوئے وہ بھی عالباً اسی قبیل کے تھے؛

قیصر کے ربوست منصوبے

(۱۲۰۰) قبل اس کے کہ اُن کارروائیوں کا ذکر کیا جائے جو قیصر نے ۴۵ء کے آخری مہینوں میں روما میں کیں مناسب ہوگا کہ ہم اُس کے عظیم الشان تجاویز کی طرف متوجہ ہوں جنھیں وہ اطالیہ اور بیرونجات میں عمل میں لانا چاہتا تھا۔ ان روایات میں مبالغہ ضرور ہے مگر کچھ حقیقت بھی ہے اور ان سے قیصر کے عظیم الشان شہنشاہی منصوبوں کا پتہ چلتا ہے۔ تجاویز مذکور میں سے

---

لہ غالبًا قدیم قاعدہ یہ تھا کہ مقدس حدود کے اندر فوجی اقتدار (Imperium) کے مقابلے میں ٹربی بیونوں کا حق امتناع اثر پذیر ہو سکتا تھا مگر ایک میل کی حد تک ہیں۔ دیکھو مام سین اسٹاٹس ریخٹ بیم ۶۴۲ - ۲ دوم ۸۴۲ - لینگ (تاریخ روما سوم ۴۷۰) جس شہادت کی بنا پر تحقیق کے ساتھ دعوے کرتا ہے۔ یا وہ قابل وثوق ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے (مام سین اسٹاٹس ریخٹ دوم ۸۴۲) کہ قیصر کو تمام سلطنت میں اقتدارات پروکانسلی مل گئے تھے۔

لہ لینگ تاریخ روما سوم ۴۶۸ - ۴۶۹ -

۱۱۵ بعض سکندر اعظم کے کارنامے نمایاں سے غالباً ماخوذ تھیں کیونکہ اس سے تو زمانہ مابعد کے تمام اولوالعزم فاتح ملتاثر ہوئے تھے۔ اطالیہ میں عظیم الشان تعمیرات کی تجویزیں تھیں یعنی ایپی مائن کے سلسلۂ کوہ سے ایک بڑی سڑک بننے والی تھی جس کے ذریعے سے شہر روما اور بحیرۂ ایڈریاٹک کے ساحل سے آمد و رفت کا راست سلسلہ قائم ہو جائے۔ فوکی نس جھیل اور پامپٹین کے دلدلوں کو خشک کر دیا جائے۔ اوستیا کے سلسلے میں ٹائبر ندی کے لیے ایک جدید نہر بنائی جائے جس کے ذریعے اس کا پانی سمندر میں ٹیر اکینا کے قریب گرے۔ روما قدیم بندرگاہ حسب سابق اوستیا ہی رہتا مگر اس کی اصلاح کے لیے کھاڑیاں بنائی جاتیں اور اس کے دہانے پر جو مٹی کا انبار ہو گیا تھا وہ صاف کر دیا جاتا ٹیر اکینا کو جو نئی بہر بننے والی تھی وہ نالیوں کے پانی کے نکاس کے لیے تھی۔ دارالسلطنت بھی جدید تعمیرات سے مستفید ہونے والا تھا اور تجویز تھی کہ مقدس حدود (Pomerium) اور شہر کی توسیع میں اگسٹس قیصر سے پہلے بھی تہ بہ کئی مرتبہ اضافے کیے تھے اب جدید تعمیرات کا ایک عظیم الشان خاکہ اس کے پیش نظر تھا جس میں مراسات ذیل شامل تھیں تجویز دیوتا کا ایک عالیشان مندر، ایک قامت کاہ جو کیپی ٹول کی پہاڑی کو کاٹ کر بنایا جانے والا تھا، سینیٹ کے لیے ایک نیا مکان اور کئی عمارتیں فورم میں چند تعمیرات قائم ہوئے مثلاً جوتر (Iuturna) کا مندر جس کا تجدید کا اہم جزو یہ تھا کہ کیمپس مارشیس (مریخ کا میدان) امکانات کی تعمیر کے لیے وقف کر دیا گیا اور یہ تجویز کی گئی کہ ایک نیا میدان ندی کے پرے اس کام کے لیے

---

۱؎ سوئی ٹونیس جولیس ۴۴

۲؎ پلوٹارک قیصر ۵۸ ——— ← جنابوں سے ۔ ۱۲ میں

ہے جیسا کہ لانگ کا خیال ہے بلکہ نارمدی کی مٹی سے جس سے کلاڈیس وٹیکن کی پہاڑی بنائی گئی تھی اس زمانے میں عام طور سے تسلیم کیا جاتا ہے کہ جس تعمیر کے لیے سے سے زیادہ مٹی کی ضرورت ہو اس کے مطابق کرسی گنبد و مینار قیصر کی تجاویز میں ایک جزو تھا۔ عمارتوں کا رخ آفتاب کے لحاظ سے تھا اور جیسا کہ آجکل عمارتوں کے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے ہر چہار اسمات کا لحاظ رکھا گیا تھا۔

باب ۵ مخصوص کیا جائے جس کے لیے ایک یا ایک سے زیادہ پلوں کے بنانے کی بھی ضرورت ہوتی۔ علمی امور کی طرف سے بھی قیصر غافل نہ تھا کیونکہ اس کا قصد تھا کہ دو کتب خانے قائم کیے جائیں۔ ایک لاطینی کتابوں کا اور دوسرا یونانی کتابوں کا۔ کتابوں کی مدد سے ان کی ترتیب کا انتظام وارو کے سپرد ہونے والا تھا۔ یہ شخص اول۔ روما کا قابل ترین فرد تھا اور قیصر نے اُسے حال ہی میں معاف کیا تھا۔ قیصر کی تجاویز میں اہم ترین قوانین کی اصلاح تھی۔ اس کا قصد تھا کہ موجودہ قوانین کا ایک مجموعہ تیار کیا جائے اور حشو و زوائد کو حذف کر کے اُس کی ضخامت کم کر دی جائے۔ اس کے بعد قوانین مذکور کی تکمیل و اصلاح کی جائے۔ یہ قوانین کو وضع کرنے کی ضرورت ہوئی تاکہ ایک مکمل مجموعہ تیار ہو جائے جس کے لیے تجربہ کار منشیوں کی کمی نہ تھی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کام کی نگرانی اوفی لیس[1] کے سپرد ہونے والی تھی۔ مگر قیصر کے انتقال کر جانے سے یہ سب منصوبے رہ گئے اور قوانین کی تدوین کا کام باضابطہ طور پر جسٹی نین کے زمانے تک نہ شروع ہوا۔

۱۲ یہ آبادیاں (۱۲) ہم بیان کر چکے ہیں کہ صوبجات پر قیصر کی خاص توجہ تھی اور اطالیہ کے باہر کی بستیوں کو حقوق مدنیت روما سے فیصیاب کر کے اُس نے ثابت کر دیا تھا کہ اُس کی خواہش ہے کہ ایک وسیع تر قبہ روما مدنیت کے حقوق سے مستفید ہو۔ لیکن شہنشاہی کی تنظیم کی جامع تجاویز کے لیے تفصیلی معلومات کی ضرورت تھی۔ اس لیے تمام سلطنت کی مردم شماری کا اس نے قصد کیا جس سے نہ صرف آبادی کے متعلق اعداد معلوم ہو جاتے مگر املاک سلطنت کی جائدادوں اور مختلف بستیوں کی آمدنیوں کے متعلق بھی معلومات حاصل ہوتیں اس کی پہلی منزل یہ تھی کہ تمام سلطنت پر ایک سرسری نگاہ ڈالی جائے اور یہ کام اُس کی موت سے قبل شروع بھی ہو گیا۔ اُس کی شہنشاہی مصالح کا ایک

---

[1] سوئی ٹونیس جولیس ۴۴۔ دیکھو رومی جسٹی نین کے مجموعہ قوانین کا دیباچہ مابہ ہشتم حصہ ۱ صفحہ ۱۱۵۔

باب ۵

اہم جزو یہی تھا کہ صوبجات میں نوآبادیاں وسیع پیمانے پر قائم کی جائیں جس سے کئی ضرورتیں وقت واحد میں پوری ہو سکتی تھیں۔ تمام برخاست شدہ سپاہیوں کے لیے اطالیہ میں اراضیات کا بہم پہنچانا ناممکن تھا۔ ملک کی تقسیم پر جو قیود عائد کی گئی تھیں اُن کی وجہ سے روما کے اثر باشندوں کی روزی کا دروازہ بند ہو گیا تھا۔ صوبجات میں روما کے تمدن کے رائج ہونے اور حقوق شہریت کی توسیع دونوں صورتوں میں اہل روما کی بستیوں کے قائم کرنے میں مدد ملتی کیونکہ یہی بستیاں روما کے تمدن کا مرکز بن جاتیں جہاں سے وہ اطراف ملک میں پھیل سکتا۔ علاوہ ازیں اطالیہ کے باہر سرکاری اراضیات وجود تھیں مثلاً وہ خطۂ ملک جو حال ہی میں مسالیہ سے چھین لیا گیا تھا۔ اس کی زمین بہت اچھی تھی اور فوجی نقطۂ نظر سے بھی اہم تھی۔ قرطاجنہ اور کورنتھ کے تباہ شدہ شہروں کی زمینیں بھی تھیں جن کی نحوست کا کسی کو خیال اب نہ تھا۔ تلاد حوالی جنرافخائی موقع کے لحاظ سے اب بھی مفید تھیں۔ ممالک شرقی اور غربی میں جدید نوآبادیوں کے لیے اور بھی موقعے تھے۔ اس لیے قیصر نے ایک جدید قانون نافذ کرایا جسکی رو سے اُسے اطالیہ سے باہر نہ صرف سپاہیوں بلکہ شہریوں کی بھی نوآبادیاں قائم کرنے کا اختیار حاصل ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس طور پر وہ اسی ہزار شہریوں کی بود و باش کا انتظام کر سکتا تھا۔ تجاویز مذکورہ کو عمل میں لانے پر قیصر کا ہوا تھا اور جنوبی گال میں کام شروع بھی کر دیا گیا مگر اس کی تمام تدبیروں کی طرح موت نے اس تجویز کو بھی بار آور نہ ہونے دیا۔ تاہم نوآبادیوں کی تیاریاں اس حد تک مکمل ہو چکی تھیں کہ بعض کے قیام کا انتظام سنگسہ میں ہو رہا تھا۔ اور ان میں سے ایک کے قیام کا فرمان (Lex) ایک حد تک اب بھی موجود ہے۔ مجوزہ نوآبادیوں میں سے بعض کو داؤ مابعد میں آگسٹس نے قائم کیا۔ قیصر کی مجوزہ تعمیرات میں سے

---

لہ لینگ تاریخ روما سوم ۳۴۳ (۲) ارکوارٹ اشائس وزہ لنگ یکم صفحہ ۲۶۳-۲۶۴۔

ع مجوزہ نوآبادیہ کے متعلم رسوم ارسونیا کی نوآبادیہ کا قانون Lex coloniae Genetivae Julinae برنس میں Fontes صفحہ ۱۱۰ ما بعد

ایک نہر بھی تھی جو حاکنائے کو رنتھ میں سے گزرنے والی تھی اور اس کام کے لیے ایک مہتمم بھی اُس نے منتخب کر لیا تھا یہ نہر اب تک نہ بن سکی اور جہاز رانی میں جو تغیرات ہوئے ہیں ان کی وجہ سے اس کی اب ضرورت بھی نہیں۔

(۱۲۸۲) شہنشاہیت کی تنظیم جدید کے آثار کے قبل امن و امان کا قائم ہونا ضروری تھا بیلجی گال میں قبیلۂ بیلو واکی نے بغاوت کی تھی مگر یہ بغاوت محض مقامی تھی اور ڈی۔ بروٹس نے اسے ۱۳۸ء میں فرو کر دیا اس وقت اگر پریشانی تھی تو شمالی مغربی صوبجات کی طرف سے نہ تھی۔ بلکہ شمالی مشرقی اور مشرقی سرحدوں کی طرف سے ڈینیوب ندی کے پار کی وحشی قومیں مدت دراز سے جنوب کے ممالک پر حملہ کرنے کی عادی ہو گئی تھیں اور مقدونیہ کے صوبہ داروں کو بھی اکثر پریشان کرتی رہتی تھیں۔ متھرا ڈائیس کے زوال کے بعد سے سلطنت روما کا طرز عمل یہ تھا کہ تھریس کے رئیسوں سے تعلقات پیدا کیے جائیں جو مع اپنی اقوام کے روما کے مقبوضہ صوبہ (مقدونیہ) کی حفاظت کا ایک حد تک کام دیتے تھے۔ روما کے قبضے میں صرف ساحلی ملک تھا جس میں ہیلیس پانٹ کی سڑک گزرتی تھی۔ اندرون ملک کے تھریسی آزاد تھے اور روما کے مقاصد کے یہ خلاف تھا کہ شمال کے وحشی اُن پر غلبہ حاصل کریں۔ اُس زمانے سے کچھ قبل[1] یہ وحشی گیٹائی یا ڈاکی ایک زبردست اور قابل بادشاہ مسمی بوری بس ٹاس کے زیر علم متحد ہو کر نہایت طاقتور ہو گئے اور تمام ملک بلقان کو اُن کی طرف سے خطرہ تھا اس خطرے کو نظر انداز کرنا نامناسب تھا اور غالباً قیصر اس قوم گیٹائی کے ساتھ جس نے ڈینیوب کو عبور کیا تھا وہی سلوک کرتا جو اُس نے اُن جرمنوں کے ساتھ کیا تھا جو رائن ندی کو عبور کر کے روما کے مقبوضات میں داخل ہوئے تھے۔ مگر خطرہ جلد رفع ہو گیا یعنی بوری بس ٹاس کے قتل ہو جانے سے گیٹائی کی زبردست سلطنت پاش پاش ہو گئی۔ پارتھیا کی طرف سے بھی خطرہ تھا۔ یہ ملک دور دراز تھا مگر اس کی طرف ہمیشہ خطرہ تھا اور اسی ملک کی وجہ سے مشرقی مسئلہ صدیوں تک اہل روما کے

[1] اسٹرابو ہفتم ۳، ۱۱ (صفحات ۳۰۳-۳۰۴)

باب ۵۰

پیش نظر رہا۔ کراسس کی شکست یابی کے بعد سے اہل پارتھیا جب موقع پاتے حملہ کر بیٹھتے اور اس وقت ملک شام کی حالت ایسی تھی کہ پارتھیوں کو حملہ کرنے کا موقع تھا ۴۸ء میں جب قیصر فارناکیس کے مقابلے کے لیے جا رہا تھا اس نے اپنے ایک عزیز سیکسٹیس جولیس قیصر کو وہاں کا صوبہ دار مقرر کر دیا تھا مگر جنگ افرنقہ کے دوران میں فرق پامپی کے ایک افسر کیو۔ گانی کی لیبن بیسس نے وشام میں تھا۔ سیکسٹس قیصر کے سپاہیوں کو بغاوت پر آمادہ کر کے اُسے قتل کرا دیا۔ لیکن بیسس بھی بہت جلد مشکلوں میں پھنس گیا کیونکہ جنگ تھاپسس کے بعد اس کی حیثیت ایک باغی کی تھی۔ اُس نے ایک عربی سردار سے کچھ امداد حاصل کی اور شاہ پارتھیا سے بھی امداد کا خواں ہوا۔ پارتھیوں نے اس وقت تک ادھر زیادہ توجہ نہیں کی تھی لہٰذا دیشہ تھا کہ شام براہ راست ان کے زبردست حملہ ہوگا اور یہ صوبہ روما کے قبضے سے نکل جائیگا۔ قیصر نے ٹریلیجن ایک صوبہ دار کے زیر فرمان روانہ کئے مگر اسے کوئی کامیابی نہ ہوئی جس کی وجہ سے بتھی نیا کے صوبہ دار کو مزید افواج کے ساتھ شام کے صوبہ دار کو امداد کے لیے بھیجنا پڑا۔ واقعات مذکورہ سے ظاہر ہے کہ قیصر کو اور مشرقی سرحدوں کی حفاظت کے لیے قیصر کا خود موجود ہونے کی ضرورت تھی پارتھیوں کے خلاف میں اعلان جنگ کا حکم حاصل کرنے کے لیے قیصر کے پاس معقول وجوہ تھیں، اگر وہ صرف کراسس کے قتل کا انتقام لینے ہی کے مسئلے کو پیش کرتا تو اس سے بھی اہل روما کی غیرت وحمیت جوش میں آجاتی مشرقی مسئلے کے کامل تصفیے کے لیے اعلیٰ پیمانے پر تیاریاں ہونے لگیں اور آئندہ معرکہ آرائیوں کے لیے یونان اور مقدونیہ میں افواج جرار جمع کی گئی اور ان کی تربیت شروع ہو گئی۔ نوجوان آکٹے ویس اپنی تعلیم کو جاری رکھنے اور تجربہ حاصل کرنے کے لیے اپولونیا بھیج دیا گیا جہاں وہ لیجنوں سے بھی اپنے تعلقات قائم رکھ سکتا تھا۔ اسی اثنا میں قیصر کے بعض دوستوں نے سیبیلی کتابوں کے محافظین کو اس امر پر آمادہ کیا کہ کتب مذکور میں موجودہ مطلب مسائل کے متعلق کوئی قول فیصل تلاش کریں۔ سال سابق ۴۴ء کے اوائل میں یہ افواہ مشہور ہوئی کہ کتب مذکور میں

باقی یہ فال نکلی ہے کہ سوائے بادشاہ کے پارتھیوں کو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا۔ اس فال سے اہل روما کے اس خیال کی تائید ہو گئی کہ قیصر روما کا بادشاہ بننا چاہتا تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ اہل روما اپنے تخیل سے ہر قسم کی دور از خیال تجاویز اُس کی طرف منسوب کرنے لگے تھے۔ پلوٹارک نے ایک روایت بیان کی ہے کہ قیصر کا قصد تھا کہ پارتھیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد بحیرۂ قاسپین کے شمالی ممالک کو براہ کوہ قاف و بحیرۂ خزر سے کرتا ہوا جرمنی میں پہنچے اور اس ملک کو فتح کرنے کے بعد براہ گال اطالیہ کو واپس ہو۔ غالباً اس قسم کی گفتگو روما کے امرا کھانے کی میز پر کرتے ہوں گے کیونکہ اس زمانے میں گفتگو کے لیے قیصر کے افعال و حرکات سے زیادہ دلچسپ کوئی مضمون نہ تھا۔

سینیٹ کے نئے اراکین

(۱۲۸۳) قیصر کی اہم ترین کارروائیوں میں سینیٹ کی کیفیت کے قواعد کی ترمیم بھی تھی۔ اس وقت گو اُس نے جدید اراکین کو مجلس مذکور میں داخل کیا تھا مگر اس مسئلے پر اُس نے اپنی پوری توجہ مبذول نہیں کی تھی اور نہ کوئی جامع اصلاح کی تھی۔ موجودہ ترمیمات میں جامعیت موجود تھی اور بظاہر اُن کا منشا یہ تھا کہ مجلس مذکور اُس کے نظام حکومت کے ہم آہنگ ہو جائے۔ فہرست[1] اراکین میں سے قیصر نے ان لوگوں کے نام خارج کر دیے جن پر پبی شنڈے (استحصال بالجبر) کے الزامات ثابت ہو چکے تھے جس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اس کا قصد مصمم تھا کہ ظلم و تشدد صوبجات کے متعلق جملہ احکام و قواعد کی پابندی کی جائے لیکن اس کے علاوہ جدید اراکین کی ایک تعداد کثیر کا اضافہ کیا جس سے مجموعی تعداد ۹۰۰ ہو گئی۔ جدید اراکین میں سپاہی بھی تھے۔ آزاد شدہ غلاموں کی اولاد اور گال کے معمر باشندے مدنیت روما کے حقوق عطا کیے گئے تھے۔ اس ہموار کرنے والے طرز عمل سے

[1] سوئی ٹونیس جولیس ۴۲ - واضح رہے کہ اس کے متعلق جو قانون نافذ تھا وہ قیصر کا قانون جولیا ۵۹ تھا اور اس قانون میں علاوہ استحصال بالجبر کے دوسرے جرائم بھی مذکور ہیں جن کی سوئی ٹونیس نے صاف صاف تصریح کی کہ یہ ملزم Convicts روما میں کیے گئے۔ بلیو جوال ہے کہ ان کی تعداد بہت کم ہو گی

باب ۵ نہ تو پرانے اراکین سینیٹ خوش ہوئے نہ عوام شہر اور لوگوں نے نئے اراکین پر پھبتیاں کہنی شروع کیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ کسی نئے رکن کو سینیٹ کے مکان کا راستہ نہ ملتا تھا لیکن جدید اراکین کی شرکت سے اصل غایت یہ تھی کہ امرا کی جماعت کو پے دست و پا کر دیا جائے جو سینیٹ کے گویا پیشوا تھے اور علاوہ ازیں اپنی نیت میں انھیں فساد برپا کرنے سے روکنا بھی مقصود تھا۔ مراتب و اعزاز کی سابق کانسلوں وغیرہ کو دوسروں پر جو سبقت حاصل تھی اس کی بھی اس نے کوئی پروا نہ کی اور اپنے سن مانے جن لوگوں کے ساتھ رعایت مقصود تھی انھیں ترقی مدارج سے سرفراز کیا جس کی وجہ سے انھیں سینیٹ میں دوسروں سے پہلے تقریر کرنے کا حق حاصل ہو گیا۔ دوسری کارروائی جس کی تاریخی زمانے میں کوئی نظیر نہ تھی جدید پیٹریسیئنوں (۱۴۱) کا وجود میں لانا تھا جو اغراض خصوصاً یا ان کی خدمتوں کے لیے پیٹری سیئنوں کی ضرورت تھی اور پیٹریسیئن حاندان کی تعداد بہت کم رہ گئی تھی۔ قیصر نے اس معاملے کا نہایت سادہ طریقے تصفیہ کر دیا یعنی اس نے جدید پیٹریسیئنوں کو وجود میں لانے کا اختیار بدیں طور حاصل کر لیا اور بحیثیت سردار پجاری اس کو مل میں لایا۔ جدید پیٹریسیئنوں میں آگسٹس بھی تھا جسے اس نے بذریعہ وصیت اپنا وارث قرار دیا تھا۔

ڈیوناس (۱۴۲) قیصر نے جملہ حکام دستوری کے اقتدارات کو غصب کر لیا تھا یہاں تک کہ جب عدالتوں کی صدارت کو وہ قرین مصلحت خیال کرتا تو پریٹروں کے عدالتی اختیارات سے بھی کام لیتا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ لگاریس کے مقدمے کی سماعت اسی نے کی تھی اور معلوم ہوتا ہے کہ ان آخری مہینوں میں اس نے متعدد مقدمات کی سماعت کی۔ ڈائون کا بیان ہے کہ اس کی اس حرکت سے

---

۱؎ ڈائون ۴۳-۴۷ سوئی ٹونیس جولیس ۴۱ ٹیسی ٹس تاریخ ۱۱، ۲۵ کے متعلق نیپرڈے کی تحریر Adlectus کا طریقہ تعبیہ کے مماثل تھا۔ آگسٹس ویس کا دادا سینیٹ کا رکن بھی نہ تھا بلکہ طبقہ ایکوائٹ کے ایک معزز خاندان سے تھا اگر ڈائون ۲۳، ۲۴ ۳۶ میں کالی نس کی تعزیر کو قابل ترک جان کیا ملنے تسسرو بھی ان جدید پیٹریسیئنوں میں تھا۔

باب ۵۸ لوگوں کو یہ شبہہ ہونے لگا کہ ملزمین کو رہا کرنے کے لیے وہ رشوت لیا کرتا ہے۔ یہ قصہ قرین صواب نہیں البتہ یہ ضرور صحیح ہے کہ متعدد اغراض کے لیے اُسے روپے کی ضرورت تھی۔ ضبط شدہ جائدادوں کے نیلام کا سلسلہ اب تک جاری تھا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سلطنت کی ملوکارا اضیات بھی فروخت ہو رہی تھیں ان مقدموں میں اہم ترین گلائیا کے بادشاہ ڈیوٹارس کا مقدمہ تھا جسکی سماعت قیصر نے اپنے مکان میں کی۔ اس بادشاہ پر شبہہ یہ تھا کہ جنگ افریقہ کے دوران میں جبکہ قیصر کی شکست کی خبریں مشہور ہوئی تھیں وہ بھی عداری پر آمادہ ہو گیا تھا اور غالباً اسی وجہ سے اس پر یہ مقدمہ قائم کیا گیا تھا[1] فارناکیس کے شکست یاب ہونے کے بعد قیصر نے ڈیوٹارس کو تخت شاہی سے محروم نہ کیا مگر سرسری تحقیقات کے بعد جس میں ایم بروٹس نے اسکی وکالت کی تھی اُس کے بعض مقبوضات چھین لیے گئے۔ اب اُس پر یہ الزام لگایا گیا کہ اُسی اثنا میں اُس نے قیصر کو قتل کرنے کی سازش کی تھی۔ الزام کی تائید میں جو گواہ پیش کیے گئے تھے بظاہر معتبر نہ تھے مگر ڈیوٹارس کا اصل خطا اس امر کا تھا کہ قیصر اُس سے شاکی ہونے کی وجہ سے اُس کو برباد کرنے پر تلا ہوا تھا جس کی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ قیصر کو اندیشہ تھا کہ جب وہ پارتھیا کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو تو ممکن ہے کہ ڈیوٹارس کی سلطنت بغاوت کا مرکز بنجائے شاہ ڈیوٹارس بذات خود موجود نہ تھا مگر سسرو نے اس کا وکیل بننا منظور کر لیا۔ سسرو کی لسانی اور خوشامد کا صرف یہی نتیجہ ہوا کہ قیصر نے آخری فیصلے کے صدور کو ملتوی کر دیا۔ اس مقدمے کی کارروائی حکومت مطلق العنانی کی ایک بیّن مثال تھی کیونکہ سینیٹ سے اس کارروائی کی کسی نوبت پر مشورہ نہیں کیا گیا حالانکہ سلطنت کی خارجی پالیسی سے اس کا تعلق تھا۔ سینیٹ کی بدانتظامیوں کے دلدادگان کی تعداد اب بھی کم نہ تھی اور کارروائی کی یہ نوعیت ان کے دلوں میں ضرور کھٹکتی ہوگی۔ سسرو[2] کے ایک خط سے جو

[1] سسرو فلپک دوم ۹۳-۹۵ سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے۔
[2] سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۳/۵۲۔

ماہ ۵۸ اُس نے دسمبر میں لکھا ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان جمہوریت پسندوں کے کیا خیالات ہوں گے جنھیں قیصر سے خانگی طور پر ملنے جلنے کا اتفاق ہوتا تھا۔ سسرو اپنے مکان واقع پٹیولی میں تھا، اسی اثنا میں قیصر دو ہزار سپاہیوں کی معاکلفوج کے ساتھ ایل۔ مارکیس فلپس سے ملنے کے لیے آیا جس کا دیہاتی مکان قریب ہی تھا۔ دوسرے روز وہ سسرو کا مہمان کیا گیا جس نے اُس کے مرتبے کے لحاظ سے اُس کی حد درجہ خاطر و مدارات کی۔ دعوت خیریت سے گزر گئی اور سلسلۂ کلام آزادی سے جاری رہا مگر سسرو تاڑ گیا کہ قیصر اہم معاملات اور خصوصاً سیاسیات پر گفتگو کرنے سے گریز کرتا ہے۔ علمی تذکروں کی کوئی کمی نہ تھی اور قیصر کو ان میں لطف آتا تھا مگر سسرو کو یہ کب گوارا ہو سکتا تھا کہ سیاسی معاملات میں وہ بالکل حقیر خیال کیا جائے۔ اوائل سال میں اُس نے قصد کیا تھا کہ قیصر کو ایک مفصل نصیحت آمیز خط لکھ کر اُس کو اپنے سیاسی تجربے سے بہرہ مند کرے۔ قیصر جس زمانے میں ہسپانیہ میں تھا سسرو نے اپنے خط کا مسودہ بالبس اور اوپیس کو دکھایا جو اپنے آقا کے خیالات سے واقف تھے مگر ان دونوں نے اتنی اصلاحیں پیش کیں کہ سسرو نے بجائے ایک مرمہ مسودے کے بھیجنے کے جس میں کوئی بات قابل لحاظ نہ ہو اس معاملے سے دستکش ہونا ہی بہتر خیال کیا۔ دسمبر کی ضیافت میں سیاسی معاملات کو نظر انداز کرنا خود پسند اور ذکی الحس سسرو کو بلا شبہہ ناگوار ہوا اور غالباً اسی وجہ سے اُس نے ایٹی کس کو لکھا کہ ایسے مہمان کی ضیافت کی مجھے اب ہوس نہیں۔ اگر قیصر کا سلوک سسرو کے ساتھ جیسے وہ خوش رکھنا چاہتا تھا اس قسم کا تھا۔ ان لوگوں کی دلشکنی کا تو اُسے مطلق خیال نہ رہا ہوگا جن کی اُسے کوئی پروا نہ تھی۔[1]

جدید تقررات آگے کا دیس کے اعزاز (۱۲۸۵) سنہ کے انتخابات تک اب ہم پہنچ گئے ہیں جو دسمبر میں

[1] سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۳، ۲۷۔ دوسرا خط (۲۸) میں وہ بیان کرتا ہے کہ قیصر اور سکندر اعظم میں ایک خاص مماثلت تھی۔ یہ امر غالباً دوسرے خط میں قیصر کو خوش کرنے کے لیے بیان کیا گیا تھا۔

باب ۵۸

عمل میں آئے قیصر نے ایک قانون نافذ کرادیا جس کی رو سے اُسے دونوں کانسلوں اور نصف دیگر حکام کے نامزد کرنے کا اقتدار حاصل ہوگیا اس انتظام میں وہ تقررات بھی شامل تھے جو آئندہ تین سال کے لیے تھے مگر اس پر پورے طور سے عمل نہیں ہوا۔ بہرصورت آزادی انتخاب کا بظاہر بحال کرنا محض ایک دکھاوا تھا کیونکہ مجلس عامہ کسی ایسے امیدوار کو منتخب نہ کرسکتی تھی جو قیصر کی آنکھوں میں ناپسندیدہ ہو۔ جائدادوں کی تعداد میں بھی مزید اضافہ ہوا۔ دو جدید ایڈیل کیورلس (Aedile curulis) فراہمی کے انتظام کے لیے مقرر ہوئے۔ بھوتی خدمتوں میں سے حکام لوتوالی وسکہ جات کی تعداد بجائے تین تین کے چار چار کردی گئی۔ ۴۴ء کے لیے قیصر نے خود کو پانچ دفعہ کانسل منتخب کرایا اور انٹونی کو اپنا ہمعہدہ (کانسل) بنایا۔ انٹونی پر غالباً اب پھر اُس کی نظر عنایت ہوگئی تھی اور اُس کے ذمے جو قرضہ تھا وہ بھی غالباً معاف کردیا گیا تھا۔ انتظامات مذکور میں ایم۔ بروٹس اور سی کیسیس کا پیٹری کے لیے انتخاب قابل لحاظ تھا اور پھر اُس کے بعد اُن کا دو منفرد خدمتوں پر یعنی اہل شہر اور اجنبیوں کے معاملات کے تصفیے کے لیے مقرر ہونا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قیصر کو کس قدر اعتماد اپنے اُن دشمنوں پر تھا جنھیں اُس نے معاف کردیا تھا۔ قیصر بذات خود ڈکٹیٹری پر قائم رہا اور سنہ کے آغاز میں ڈکٹیٹر بار چہارم اور کانسل بار پنجم تھا۔ لیکن اوائل سال مذکور غالباً فروری میں وہ بجائے سالانہ ڈکٹیٹر ہونے کے اُس نے اس خدمت کو تاحین حیات قبول کرلیا یعنی حکومت مطلق العنانہ پر اُس کے قائم رہنے میں اگر لوگوں کو کچھ شبہ تھا وہ بھی اس کی اس حرکت سے رفع ہوگیا۔ آگسٹس کو پیش پیش رکھنے میں اس کے اس قصد کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک جولین خاندان کا مانی ہونا چاہتا تھا۔ آگسٹس[1]

[1] Trevor Lupton and Montales

Henzen, Ephemeris Epigraphica ۲۵ [illegible] ۴۵ء کے مابین میں دیکھو[2]

سن اب ۱۸ سال تھا۔ پجاری وہ مقرر ہو چکا تھا اور کوہ البا کے لاطینی تہوار کے زمانے میں وہ روما میں حاکم شہر بھی رہ چکا تھا گویا اب وہ میدان سیاست میں آ چکا تھا۔ قیصر کو اب بحیثیت ڈکٹیٹر میر اصطبل (Magister equitum) کی خدمت کو پُر کرنا تھا۔ قیصر نے اس خدمت کے لیے لیپی ڈس کو فی الوقت نامزد کیا مگر یہ بھی انتظام کر دیا کہ جب وہ جنگ پارتھیا پر روانہ ہو آ کٹے ویس خدمت مذکور پر مقرر ہو تا کہ سلطنت روما میں اس کے بعد آ کٹے ویس ہی کا درجہ ہو۔ قیصر کا وصیت نامہ جس کی رو سے آ کٹے ویس کو اس نے متبنیٰ کیا تھا ویسٹل کنواریوں کے سردار کے پاس تھا مگر وصیت نامے کی تفصیل سے کوئی واقف نہ تھا اور آ کٹے ویس کے ترقی مدارج سے قیصر کا جو اصلی مقصد تھا اس سے غالباً معاصرین پوری طور سے واقف نہ تھے۔ جن لوگوں کو قیصر مورد الطاف بنانا چاہتا تھا ان میں ڈولا بیلا بھی تھا جس کی سابقہ شوریدہ سری پر اس کے ان کارناموں نے پردہ ڈال دیا تھا جو اس نے افریقہ اور ہسپانیہ میں انجام دیے تھے۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ وہ خود کانسلی سے دستکش ہو جائے اور ڈولا بیلا بجائے اس کے منتخب ہو کر انٹونی کا ہم عہدہ ہو جائے مگر ان دونوں میں رقابت تھی اور انٹونی نے بے سوچے سمجھے بحیثیت اگر بدشگونی کا بہانہ کر کے انتخاب کو روک دیا۔ اس لیے ڈولا بیلا قیصر کے عین حیات منتخب نہ ہو سکا۔ جماعت قیصری کے پختہ کار افراد اے ہرمیس اوپی وی میس پانسا سال آئندہ (۴۳ ق م) کے لیے کانسل منتخب ہو چکے جو عرصۂ دراز تک خدمات انجام دے چکے تھے۔

۱۸ ب

(۴۴ ق م) قیصر اس زمانے میں اپنی مشرقی مہم کی تیاریوں میں منہمک تھا مگر سینیٹ کو اس کے لیے نئے اعزاز تراشنے کی فرصت تھی گو اسکی زندگی میں یہ آخری ثابت ہوئے۔ اپنے غلامانہ طرز عمل پر قائم رہکر جس میں دشمنی بھی مضمر تھی انھوں نے اس کے لیے ایسے اعزاز تجویز کیے جس سے اس کو دیوتا اور بادشاہ بنانا مقصود تھا۔ اس کے تمام آئندہ افعال جائز قرار دیے گئے اور تجویز کی گئی کہ حکام سے اپنی خدمتوں کا جائزہ لیتے وقت انکی پابندی

تشریح لہ مظاہرے

باب ۵ حلف لیا جائے۔ اس کے لیے مجامع عام میں دعا مانگنے کا حکم دیا۔ ایک خاص اشتہار اُس کے اعزاز میں قرار دیا گیا۔ کلی نینڈیا کی دیوی کے مندر میں اُسے بھی جگہ دی گئی اور اس مندر کے لیے ایک خاص پجاری (Plamen) مقرر کیا گیا اور ماہ کونٹی لس کا نام بدل کر جولیس کر دیا گیا۔ مگر اس سے زیادہ اہم اُس کے افعال و حرکات ہیں جن سے اُس کے انجام کی پیشین گوئی ہو سکتی تھی۔ فورم میں ایک واقعہ ہوا تھا جس سے معاصرین کے دلوں پر ایک خاص اثر ہوا۔ قیصر وہاں بیٹھا ہوا عمارتوں کی ترمیمات کے متعلق معماروں کو ہدایتیں دے رہا تھا کہ اسی اثنا میں مجلس سینیٹ کے چند ارکین جدید اعزازات کی بذات خود اُسے اطلاع دینے کے لیے آئے جو حال ہی میں عطا ہوئی تھیں۔ قیصر اس قدر اپنے کام میں مشغول تھا کہ وہ اُنکے استقبال کے لیے اپنی جگہ سے نہ اُٹھا۔ قیصر نے بعد کو عذر کیا کہ میں علیل تھا مگر اس عذر سے ارکین سینیٹ کو اطمینان نہ ہوا جو اُس کے منہ پر تو خوشامد کرتے مگر دلوں میں ناراض تھے۔ اُسی زمانے میں جبکہ بعض لوگوں کا بغض بڑھ رہا تھا اور بعض اُس کے احسانات کو فراموش کرتے جاتے تھے اُس نے اپنی ذاتی سپاہ[1] کو باوجود وفادار دوستوں کے متنبہ کرنے کے علیحدہ کر دیا۔ اُس کی "مقدس" ذات کی حفاظت کے لیے ارکین سینیٹ و طبقۂ ایکوائٹ کا ایک گارڈ پیش کیا گیا تھا۔ اس گارد کو قبول کرنے سے اُس نے انکار کر دیا اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس تجویز سے مقصود یہ تھا کہ وہ اپنے محافظ سپاہیوں کو علیحدہ کر دے اور حملے سے اُس کے محفوظ رہنے کی کوئی صورت نہ رہے۔ سوٹونیس نے غالباً اسی زمانے کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ قیصر کو معلوم تھا کہ خفیہ مجالس بوقت شب ہوتی ہیں مگر سوائے اپنے ظلم کا اظہار کرنے کے اُس نے اس کے متعلق کوئی عملی کارروائی نہ کی جس سے ظاہر ہے کہ اسمیں مطلق العنان جابر حکمرانوں (ٹائرنٹ) کے خصائص نہ تھے۔ مگر اب بعض لوگ

[1] سوٹونیس (جولیس ۸۶) کا بیان ہے کہ یہ لوگ ہسپانی تھے۔

باب ۵۸

اس کے خلاف میں خفیہ سازش کرنے لگے تھے اور طبقۂ قوم کو اپنا شریک حال بنانے کے لیے یہ مشہور کر رہے تھے کہ قیصر اقتدار شاہی کا خواہشمند ہے اور کسی نہ کسی وقت بادشاہ کا لقب اختیار کریگا۔ سازش کرنے والوں نے یہ انتظام کیا کہ عام مجمعوں میں چند لوگ قیصر کو بہ آواز بلند بادشاہ کہیں اور جب وہ کہے کہ میں بادشاہ نہیں ہوں بلکہ قیصر تو اس کی اس سرد مہری پر لوگوں کو متوجہ کیا جائے۔ یہ نکتہ چینی صحیح ہو یا نہ ہو مگر اس کا عوام پر اثر ہونا لابدی تھا۔ اس کے بعد دو ٹری بیونوں سے جھگڑا ہو گیا جس کا آغاز یوں ہوا کہ کسی شخص نے قیصر کے مجسمے پر تاج رکھ دیا جس کو دونوں ٹری بیونوں نے ہٹا دیا اور مشہور کیا کہ یہ قیصر تاج کا حوالہ نہیں۔ قیصر کو ان کی اس حرکت سے رنج ہوا کیونکہ ایک تو اس کے ہاتھ سے تاج جاتا رہا اور اس کے علاوہ بذات خود تاج کو واپس کرنے کا بھی اسے موقع نہ ملا۔ اس کے بعد جب وہ لاطینی تہوار میں الباسے واپس آ رہا تھا تو لوگوں نے اسے بادشاہ کہہ کے مخاطب کرنا شروع کیا۔ جن لوگوں نے اس میں پیشقدمی کی تھی انیس ٹری بیونوں[1] نے گرفتار کر لیا اور بیان کیا جاتا ہے کہ ان پر مقدمہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ قیصر نے لقب شاہی سے مخاطب کیے جانے سے انکار کر دیا مگر اس قسم کی رکیک حرکتوں کو اب وہ برداشت نہ کر سکتا تھا اسلیے اس نے ایک دوسرے ٹری بیون کے ذریعے سے سینیٹ میں ان پر حملہ کرا دیا اور خدمت ٹری بیونی سے انھیں معزول کرنے کی عاجلانہ کارروائی کی۔ یہ دونوں بلا شبہہ ان لوگوں سے ملے ہوئے تھے جو قیصر کے خلاف سازش کر رہے تھے اور اس کو اشتعال دلانے سے ان کا مقصود یہ تھا کہ وہ اپنے اقتدار سے کوئی ایسا کام لے جو دستور مملکت کے خلاف ہو کیونکہ ترحمانہ طرز عمل کے بعد سخت گیری کرنا اس کے لیے بادی النظر میں بدنما معلوم ہوتا۔ لیکن خونریزی سے متنفر ہونے ہی کی وجہ سے لوگوں کو یہ جرأت ہوئی تھی کہ اسے پریشان کریں۔ سولا کو اس طرح سے اشتعال دلانے کی کسی کو ہمت نہ ہوتی۔ یہ

[1] ڈائون کیسیس ۴۴، ۹-۱۰۔

باب ۵۰ واقعہ فروری کے اوائل کا ہے اور باغیوں کو اس سے تقویت ہوگئی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ۴۳ء کے انتخابات ہوئے اور یہ افواہ مشہور ہوئی کہ جن تختیوں پر رائیں لکھی جاتی ہیں ان میں سے بعض پر بجائے قیصر کے نامزد کردہ اشخاص کے معزول شدہ ٹری بیونوں کے نام لکھے ہوئے تھے ایک افواہ یہ بھی تھی کہ قیصر کے طرفداروں میں سے ایک شخص اس کی روانگی کے بعد یہ تحریک پیش کرے والا ہے کہ اُسے حسب خواہش متعدد عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ اولاد چھوڑ سکے۔ روئے سخن غالباً ملکہ کلیوپیٹرا کی طرف ہے اور غالباً اس افواہ سے بھی اس کا تعلق ہے جس میں بیان کیا گیا تھا کہ قیصر کا مقصد تھا کہ سکندریہ میں سکونت پذیر ہو۔ اس کے بعد لیوپر کالیا کے تہوار (۱۵ فروری) کا مشہور واقعہ ہوا جبکہ انٹونی نے مجمع عام میں کئی دفعہ اس کی خدمت میں تاج پیش کیا اور اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا جس پر لوگوں نے خوشی کے نعرے بلند کیے۔ قیصر نے تاج کو کیپی ٹول کے مندر کے جوو دیوتا پر چڑھانے کے لیے بھیج دیا۔ لیکن لوگوں نے اس پر صحیح یا غلط یہ حاشیہ چڑھایا کہ اس کا انکار دل سے نہ تھا اور اسے تخت و تاج کی درحقیقت ہوس ہے۔ سسرو[1] کا بیان ہے کہ قیصر نے حکم دیا تھا کہ اس کے انکار کا کاغذات میں اندراج کر لیا جائے۔

قتل کی سازش (۴۷ ۱۲۸) قیصر کو قتل کرنے کا خیال سب سے پہلے کس کے دل میں آیا یہ ہمیں معلوم نہیں لیکن سازش کا بانی مبانی کیسیس تھا۔ یہ شخص پامپی کا شریک تھا مگر قیصر نے اسے معاف کر دیا اور اس کی جان بخشی کی۔ عدالت پر بیٹری پر بھی وہ قیصر ہی کی عنایت سے فائز ہوا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ترش مزاج، کینہ پرور اور رنجور تھا۔ ایسے موقع پر ایسے شخص کی شرکت ایک خاص اہمیت رکھتی ہے قیصر سے اس کے رنجیدہ ہونے کا صرف یہی سبب تھا کہ وہ اس کا آقا تھا اور ایسے شخص کے لیے اپنے آقا کو قتل کر دینے کے لیے ذرا سی رنجش کافی تھی۔ دوسروں سے بھی اسے اتنا ہی قتا معلوم ہو جایا کرتا تھا کہ وہ لوگ بھی قیصر کی مطلق العنانی سے بیزار ہیں

---

[1] سسرو فلپک ۲ ۸۷

باب ۵

رفتہ رفتہ اُس کے ساتھ بدخواہوں کی ایک خاصی جماعت ہوگئی۔ یہ لوگ سب ذی رسوخ تھے جن میں آزادی کی ہوس تھی، لیکن اس آزادی سے شخصی آزادی مراد نہ تھی بلکہ سلطنتِ روما پر بے ایمانی سے حکومت کرنے کی جس کی لہ بسے جمہوری کو ہوس تھی اور جسے قیصر نے سلب کر لیا تھا اور بحال کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ مگر سازش کرنے والوں سے ہمدردی رکھنا اور عملاً سازش میں شریک کرنا ان دونوں امور میں بیّن فرق ہے اس لیے ہمدردی کو سازش کی شرکت میں مبدّل کرنے کے لیے کسی ایسے معزز شخص کی ضرورت تھی جو سازشیوں کا برائے نام سردار بن جائے تاکہ اُس کی شرکت کی وجہ سے سازش میں جان آجائے۔ اس خدمت کے لیے بہترین شخص ایم بروٹس تھا۔ یہ شخص کیٹو وغیرہ کا بھانجا تھا اور بروٹس آباد کسہ کی اولاد سے ہونے کا دعوےٰ رکھتا تھا جس نے روما سے خاندان ٹارکوِن کے اخراج میں شرکت کی تھی اور جس کا مجسمہ کیپی ٹول میں تھا۔ بروٹس کو بوجہ اپنی سنجیدگی اور تمسّک کے اہل روما میں وہ عزت اور بے پروائے لیک خاص اعزاز حاصل ہوگیا تھا جس کا وہ بالکل مستحق نہ تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ مالی معاملات میں بالکل بے درد تھا اور کڑا سود لیا کرتا تھا مگر اپنے والد اور افسحاص خود بھی اسی قسم کے تھے اور اُس کے مشاغل بھی یہی تھے۔ اگر بروٹس اصولی طور پر اس سازش میں شریک ہو جاتا تو وہ بوجہ اپنی سرگرمی کے اس سے علیحدہ نہ ہو سکتا تھا اور دوسرے اشخاص بھی اُس کی پیروی کرتے۔ اس کو ہموار کرنے کیلئے پہلے تدبیر کی گئی کہ آزاد کنندہ کے مجسمے پر یہ لوگ مضمون لکھ دیا کرتے تھے کہ وہ اُسے دیکھ لے یا کاغذوں پر لکھ کر عدالت میں ادھر اُدھر پھینک دیا کرتے جب وہ بحیثیت پریٹر اپنے فرائض انجام دیتا۔ اس کے بعد خود جا جا کر لوگوں سے اس سے عرض معروض کرنی شروع کی یہاں تک کہ اُس کے دل میں یہ بات جم گئی کہ اپنے محسن کو مار ڈالنا اُس کا فرض ہے جس کا وہ قریب تین سال سے مستدعلیہ تھا خود پسندی کی وجہ سے اُسے یہ بھی بھلا معلوم ہوا کہ اہل روما اُس کی پیروی کرنے کے مشتاق ہیں اس کی وجہ سے اُس کے اپنے شکوک بھی جاتے رہے اور وہ دل و جان سے اس

---

۱؎ سسرو ایڈاٹی کم ۳، ۴۰۔

باب ۵۸ غدارانہ سازش میں شریک ہوگیا کیسیس کو بروٹس سے بغض تھا کیونکہ قیصر کی اُس پر زیادہ عنایت تھی لیکن بروٹس کو اپنا شریک حال کرنے کے لیے اُس نے اپنے بغض و حسد کو بالائے طاق رکھ دیا اور اس اشتیار کا اُسے صلہ مل گیا۔ قریب ساٹھ اشخاص کے بالآخر اس سازش میں شریک ہو گئے جن میں چند قیصری بھی تھے مثلاً ڈی بروٹس صوبہ دار گال این روئے آلپ سی ٹری بونمیس صوبہ دار ایشیا اور ایل ٹیبیرئس کمبر جس کا حال ہی میں بھی نیا کی صوبہ داری پر تقرر ہوا تھا۔ پامپی کے سابق شرکا میں سے کیونیکا ریس تھا جو قیصر کے ترحم سے فیض یاب ہوا تھا، بے ایس ڈومی کیس آہنوبار بس جس کا باپ قیصر کا دشمن جانی تھا اور ایل۔ پانٹیس آیکو بلا ڈری سوں شہ جس نے ہسپانیہ کے حلوس میں قیصر کو سلام نہیں کیا تھا جس سازش میں اتنے اشخاص شریک ہوں اُس کے راز کا افشا نہ ہونا ناممکن تھا۔ روما میں سرگوشیاں ہو رہی تھیں کہ قیصر کے خلاف میں کوئی سازش ہو رہی ہے اور مشورے ہوں اور خلاف مصلحت، قیاسات کا بھی ذکر تھا جن کی تعبیر کے لوگ منتظر تھے لیکن سازش کے حالات پورے طور سے ظاہر نہیں ہوئے کہ ہر شخص کو علم ہو جائے کیونکہ اس میں ایسے لوگ شریک نہیں کیے گئے تھے جو مناسب ہوں مثلاً سسیرو شریک نہیں کیا گیا کیونکہ قتل کی سازش میں شریک ہونے کی خاطر اُس میں ہمت نہ تھی۔ انٹونی کے معاملے پر بھی بحث ہوئی مگر چونکہ اُس پر بھروسہ نہ تھا اس لیے اُسے بھی شریک نہ کیا گیا۔ اس کے بعد یہ تجویز پیش ہوئی کہ اُسے بھی قتل کر دیا جائے۔ مگر بروٹس نے کہا کہ بلا ضرورت صرف قیصر کا قتل کافی ہے۔ اور قتل کے لیے سینیٹ کا مکان اور مارچ کی آئیڈیس (۱۵ مارچ) کی تاریخ مقرر ہوئی۔ اُسی روز جنگ پارتھیا کی اغراض کے لحاظ سے قیصر کو "بادشاہ" کا خطاب عطا کرنے کی تحریک پیش ہونے والی تھی یہ موقع ایسا تھا کہ بروٹس کو خاص خطرہ آتا کیونکہ اس کے دماغ میں جابر حکام کو قتل کرنے کے یونانی خیالات بھرے ہوئے تھے اور علاوہ ازیں قانون میں خطرہ بھی تھا۔ قیصر کے قتل کے تفصیلی حالات عالم متمدن کے ادبیات کا ایک جزو بن گئے ہیں اور تمام اقوام عالم اُن سے واقف ہیں مثلاً کیالپرنیا

باب ۵۸ (قیصر کی بیوی) کا خواب، پیشین گوئیاں جن کی طرف قیصر نے کوئی التفات نہ کیا، تحریری اطلاعیں جن کو پڑھنے سے اس نے انکار کر دیا، اور بالآخر قفس عنصری سے اس کی روح کا پرواز کر جانا اور اس کے جسد بے جان کا یا مپی کے مجسمے کے پاس گر جانا تاریخ عالم میں اس سے زیادہ دردناک کوئی حادثہ شاید ہی ہوا ہو۔

(۱۲۸۸) قیصر کے خصائل اور اس کے کارناموں کے متعلق مؤلفین میں جس قدر اختلاف ہے شاید ہی تاریخ کے کسی دوسرے موضوع کے متعلق ہو۔ رائے قائم کرنے کے لیے مواد کی مطلق کمی نہیں لیکن اگر زمانۂ مابعد کے مصنفین کے اقوال سے قطع نظر کیا جائے جنھیں شہنشاہوں کا ڈر لگا رہتا تھا جو اب آپ کو قیصر کا جانشین خیال کرتے تھے تو قیصر کے متعلق روایات کا جو مجموعہ باقی رہتا ہے اس کا لب لباب جمہوریانہ ہے۔ قیصر کے بدخواہ بھی اس کے ترحم، عزائم، حالات و مآثر اور محاسن اخلاق سے انکار نہ کر سکتے تھے لیکن اہل روما کے حقیقی جذبات کا اظہار سوئی ٹونیس[1] نے کیا ہے جس کا قول ہے کہ قیصر کے خلاف جو شہادت موجود ہے وہ اس کے قتل کے حق بجانب ہونے کے لیے کافی ہے یعنی باغیانہ جذبات کو اپنے رب کے ساتھ عداوت کرنے سے محروم تھا۔ ہم اس مؤرخ کے فیصلے سے اسی صورت میں اتفاق کر سکتے ہیں اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ جمہوریہ کے تہ و بالا ہو جانے کا قیصر تن تنہا باعث تھا حالانکہ خصائص جمہوریہ کی قبول کر لینے سے جمہوریہ کو قائم رکھنا اس کا فرض تھا۔ لیکن اگر اس تذکرے سے بھی قطع نظر کر لی جائے تو بھی یہ مصنف کی غلطی ہے نہ کہ واقعات زیر تذکرہ کی۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ جنید مسیق وجوہ کے اثر سے جو زیادہ تر معاشی اور تمدنی تھے جمہوریۂ روما کی نکبت و بربادی کے آثار قریب ایک سو سال سے نمایاں تھے قیصر نے جب میدان سیاست میں قدم رکھا تو یہ انتشاری اور تباہی کی یہ انتہا ہو گئی تھی کہ ایک انقلاب عظیم کا وقوع میں آنا لابدی تھا۔ دستور سلطنت (اگاؤقدیم) میں اور بالکل مختلف حالات کے لحاظ سے وجود میں آیا تھا دستور مذکور میں حقیقی اصلاح کی صلاحیت نہ تھی۔ اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ دوسرے طریقوں سے بھی

[1] سوئی ٹونیس جولیس ۷۶۔

باب ۵ اصلاح ہو سکتی تھی۔ سولا کی سیادت کے زمانے میں یہ دستور کچھ روز بحالت تعطل رہ چکا تھا اور اس کو باضابطہ طور پر بحال کرنے میں کامیابی نہ ہوئی تھی۔ قیصر کے زمانے میں ناکارگی پر حملہ کرنا بغیر مختلف افراد قوم کے خاص حقوق پر حملہ کرنے کے ممکن نہ تھا کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے جزو لاینفک تھے اور اگر کوئی شخص اراکین سینیٹ کی بدانتظامی کو دفع کرنا چاہتا تو اس پر لازم تھا کہ حاکم مطلق العنان ہو جائے خواہ اس کی یہ مرضی ہو یا نہ ہو۔ سیاسی معاملات کے تصفیے کا انحصار صرف تلوار پر ہو جانا۔ قیصر کا قصور نہ تھا اور نہ اس نے اس امر کو دریافت کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نے کوئی نئی بات نہیں کی بلکہ تلوار سے اسی وقت کام لیا جبکہ سیاسی دائرے سے کام لینا ممکن نہ تھا۔ قیصر کو اپنی سیاسی زندگی کی کس وقت یہ پہنچ کر حصول تفوق کا خیال آیا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا فیصلہ مختلف اشخاص اپنے حسب مرضی مختلف طریقوں پر کریں گے۔ اس کے دشمنوں کی انتہائی مخالفت کا حاصل یہ تھا کہ اس کو تباہ کرنا چاہتے تھے اس کے اخلاق پر صرف اثر پڑا تھا۔ اس زمانے کے اہل سیاست میں اور اس میں اس لحاظ سے بہت کم فرق تھا کہ وہ بھی لاابالی مزاج تھا اور سیاسی شورشوں میں راست بازی کا بہت کم خیال رکھتا تھا لیکن بہ لحاظ صاحب عقل سلیم ہونے، واقعات کی اہمیت کا صحیح احساس رکھنے، فضول اور لغو چیزوں کو حقارت سے دیکھنے اور قوت تخلیقی رکھنے کے اس کا کوئی ہمسر نہ تھا ہم اس سو سال کے بعد اس کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں اس لیے ہمارے لیے یہ دریافت کرنا زیادہ اہمیت نظر نہیں رکھتا کہ وہ فلاں یا فلاں اعتبار سے قابل الزام تھا۔ بلکہ اہم تر یہ امر ہے کہ حکومت شاہی کے وجود میں آنے کے سوائے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار نہ تھا اور قیصر کے سوائے کوئی ایسا ذی عقل، جانکاہ، صفدر، بااحتمال، دلاور اور ہمدرد شخص نہ تھا جو بادشاہ ہو سکتا۔ اس کا مقابلہ اگر ہم کر سکتے ہیں تو صرف پامپی سے سیاسی میں مروت بہت کم تھی اور اس کے خود پسند اور احمق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ چونکہ وہ خیالات محال میں مبتلا تھا اس لیے وہ واقعات کے متعلق غلط رائے قائم کرتا اور ایسے موقعوں سے وقت پر نفع نہ اٹھا سکتا، اسی لیے جو لوگ اس پر اعتماد کرتے انھیں بالآخر معلوم ہو جاتا کہ اس کا

باب ۵

اعتماد بالکل بے جا تھا۔ جمہوریہ کے زوال کی خواہش رکھنا ایک ایسا امر ہے جس کا اس کے محاسن پر تنا نہیں ہو سکتا ہے لیکن اس کی یہ جبلی منفعیا جسکو وہی لوگ ایسد کرتے تھے جو اس کے اس ایثار سے مستفید ہوئے نہ کہ وہ جو اپنے ملجو اس کے کارہائے زمدی بحیثیت تاریخ قدیم کے ایک جزو کے نظر انتا ہے صفحات ماسبق میں ثابت ہو چکا ہے کہ روما کے انقلاب میں اس کا بڑا دست حصہ ہے اور ہم یہ بھی لکھ سکتے ہیں کہ جو اشخاص اس کرہ خوردہ نظام جمہوریہ کے انحطاط کے باعث ہوئے ان میں سب سے زیادہ حصہ سی متر لرل مزاج اور نظر بر سعیدہ شخص کا ہے جو نہ تو بغیر اقتدار رہ سکتا تھا اور نہ اس اقتدار سے کام لے سکتا تھا اور یہی قطعاً کوتاہی سے اس کے زوال کا باعث ہوا۔

روما اور اطالیہ کی حالت قیصر کے زمانے میں

(۱۲۶۸) ناظرین خود خاطر رکھیں کہ عظیم الشان خانہ جنگی انقلاب کی صرف ایک منزل تھی اور فاتح اسدا سپاہی نہ تھا بلکہ اس نے اپنی زندگی کا آغاز بحیثیت ایک سیاسی شورش کنندہ کے کیا اور جب مرا تو اس کی حیثیت ایک مدبر کی تھی۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ پامپی اور کراسس دونوں سولا کے چیلے تھے مگر برخلاف ان کے قیصر میریس اور کنا کے توسط سے گراکی کا جانشین تھا جنکے اس نے قرطاجہ کے زمانے میں بھی فلامی نیس اور وارو ایسے اشخاص پیدا ہوئے تھے۔ ہمارے ناظرین گزشتہ حال کی کشمکش اور تغیر حالات کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ غلاموں نے آزاد کاشتکاروں کی جگہ لے لی تھی۔ دیہات کے لوگ جوق جوق شہروں میں آکر آباد ہو رہے تھے اور دیہات ویران ہو رہے تھے، ہر شہری اب لاتما سپاہی نہ تھا، اہل دولت کے مال و دولت میں روز افزوں ترقی ہو رہی تھی اور غریب لوگ اور بھی فاقہ مست اور تلاش ہو رہے تھے، اہل روما نے اپنے حلفا پر اتنا ظلم کیا کہ وہ آمادۂ پرخاش ہو گئے اور بالآخر اہل اطالیہ حقوق مدینت روما حاصل کر کے محکوم اقوام کی لوٹ مار میں اہل روما کے شریک ہو گئے۔ ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ دستور جمہوری کے تحت میں سیاسی تدابیر کے ذریعے سے ترقی کی کوئی دیرپا تحریک بار آور نہ ہو سکتی تھی

باب ۵ کیونکہ حکام کی حکومت صرف یک سالہ ہوتی تھی اور دستور مذکور کی مجالس عام جذبات کا اظہار صرف عارضی جوش کی حالت میں کر سکتی تھیں۔ سیاسی تغیرات زیادہ تر زبردستی بلکہ تلوار کے ذریعے سے عمل میں لائے جاتے۔ اہل اطالیہ میں کاشتکار طبقہ کی زندگی بسر کرنے کی صلاحیت اب باقی نہ رہی تھی۔ معاشی تغیرات اور سلطنت کی وسعت سے طرز تمدن میں جو تغیر پیدا ہو گیا تھا کچھ تو اس کی وجہ سے اور کچھ عیش و عشرت کے پھیل جانے اور دولت کی ہوس پیدا ہو جانے سے اہل روما سے وہ اخلاقی قوتیں ہمیشہ کے لیے معدوم ہو گئیں جن کی وجہ سے روما کا دستور اب تک قابل کارآمد ہو رہا تھا۔ شہریان روما کا شغل اب یہ رہ گیا تھا کہ صوبجات مفتوحہ میں حصول دولت میں مصروف رہیں یا مالی اور تجارتی کمپنیوں کے حصے خرید لیں اور گھر بیٹھے اپنے مال کی نگرانی کرتے رہیں۔ روما کا فروشندہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اب ایک مالی ساہوکار ہو گیا تھا یہاں تک کہ قلاش لوگوں کا گروہ بھی اب صوبجات پر تھا کیونکہ سلطنت اُن کے عورو پرداخت کی کفیل تھی اور عہدہ جات سلطنت کے امیدوار انھیں دعوتیں کھلا کر ان کی رائیں (ووٹ) خرید لیتے اور پھر برسر کار ہو کر اپنا روپیہ اور اس کا سود وصول کر لیتے۔ انتہائی اسراف اور تجارتی کاروبار میں نقصان اٹھانے کی وجہ سے اکثر لوگ بال بال قرضدار رہتے۔ یہ لوگ ہر ایسی تحریک کی تائید کیلیے تیار رہتے جس کی وجہ سے قرضوں سے سبکدوش ہو جانا آسان تر ہو جائے اور انھیں اس امر کا بالکل خیال نہ تھا کہ اُن کی اس حرکت سے قوم کی ساکھ باقی رہیگی یا نہیں۔ سلطنت کے ہر کام سے اُس کی ناکارگی ظاہر تھی۔ گال، ہسپانیہ نیومیڈیا اور ایشیائے کوچک میں بدانتظامی اور رشوت ستانی کی وہ انتہا ہو گئی تھی کہ ہمارے وہم و گمان میں نہیں آسکتی۔ سمندروں میں بحری قزاقوں کے بیڑے اس سلطنت کی مطلق پرواہ نہ کرتے تھے جس کی بحیرۂ روم کے ممالک پر حکومت تھی۔ اس بدانتظامی سے لوگ اکثر چلا اٹھتے تھے مگر جب تک کہ جان یا مال معرض خطر میں نہ پڑتا کوئی قرار واقعی کارروائی نہ ہوتی۔ ساہوکار اپنا نقصان کب برداشت کر سکتے تھے اس لیے اُس وقت جس سرانبوہ کا دور دورہ ہوتا اُسی کی تائید وہ شروع کر دیتے اور معاملات کا سرانجام عارضی طور پر امرائے سینیٹ کے

باب ۵

ہاتھوں سے نکل جاتا مگر اس خطرے کے رفع ہو جانے کے بعد امرائے مذکور پھر برسر اقتدار ہو جاتے گو ان کی قوت اس قسم کے ہر واقعے کے بعد گھٹ جاتی اور اُن کی بے ایمانی بڑھ جاتی۔ عامۂ قوم کی بے صبری کی وجہ سے میریس اوپیامی کو وہ عروج حاصل ہوا تھا جو دستور روما کے ضوابط کے لحاظ سے ممکن نہ تھا مگر سلطنت میں جو نقائص ہمیشہ سے موجود تھے اُن کو نہ تو یہ دونوں رفع کر سکے اور نہ جبت پسند سولا۔ ان کے بعد قیصر کا دور دورہ ہوا جسے عہد انقلاب کی حقیقی اولاد کہنا چاہئے اور جو ظہر تقاضائے چینی کی ان تمام قوتوں کا جواب تک دبی ہوئی تھیں اور اُسی کے ذریعے سے اُن کے لابدی نتائج مترتب ہوئے۔ اُس کی سیاسی زندگی جیسے کہ ہر سیاسی رہبر کی زندگی ہونی چاہئے تاریخ ایام سابقہ و حالات حالیہ کا آئینہ ہے۔ سرامبوہ اور سپہ سالار کی حیثیت سے اُس نے روما کے امرا کی قوت کو اس حد پر توڑ دیا کہ اُسے بار دیگر وجود میں لانا یا کارگر ثابت کرنا ناممکن ہو گیا۔ اُس میں ہمہ دانی اور فراست کا خاص مادہ تھا جس کی وجہ سے وہ ہر مشکل پر غالب آتا تھا۔ اُس کی سیاسی فیاضی اور رمانہ شناسی کا بیّن ثبوت اُس کے اُن تعلقات سے ہوتا ہے جو اہل دولت کے ساتھ تھے۔ روما میں غالباً قیصر سے زیادہ قرض لینے میں کوئی شیر نہ تھا۔ یکم از کم دوسروں کے روپے سے اپنا کام نکالنے میں اُسے ید طولیٰ حاصل تھا لیکن اقتدار کے حاصل کرتے ہی اُس نے سرمایہ داروں کو اطمینان دلانے کی پوری کوشش کی۔ زمانۂ زیر تذکرہ میں قیصر کے شخص کے متعلق ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں اس سے بہتر حاکم مطلق السنان نہیں ہوا ہے۔ بادشاہت یا جابرانہ حکومت (Tyranny) کا کسی نہ کسی صورت میں قائم ہونا لابدی تھا۔ واقعات گزشتہ نے قانون کی پابندی کو ناممکن بنا دیا تھا اور قیصر کا قانون کو بالائے طاق رکھ دینا بلحاظ نتائج بالکل جائز تھا۔

(۱۲۹۰) یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ قیصر اس عہد انقلاب کی حقیقی اولاد تھا جو معاشی اسباب کے دور دراز سے اپنا اثر دکھا رہے تھے اور جمہوریہ کے قدیم شیرازہ کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے تھے، اب اُن میں چند غیر ملکی (زیادہ تر یونانی) اثرات کی آمیزش سے جو ذہنی اور اخلاقی تھے تقویت اور تازگی پیدا ہو گئی تھی۔

قیصر اور اشاعت علم و تمدن

اہل یونان کے قوائے ذہنی سے بنی نوع انسان کی ترقی میں جن چیزوں کا اضافہ ہوا تھا اُن میں مہتم بالشان دو چیزیں ہیں یعنی لاادریت اور تلاش حق کے تخیل۔ جو علمی تحقیقات میں تو قابل قدر تھے مگر معاملات سلطنت میں اُن کی وجہ سے وہ موانع نظر انداز ہو جاتے تھے جو منطقی نتائج کے استخراج میں حائل ہیں۔ اس تحمیل کے دوش بدوش تجربے کی بنا پر وہ خندہ پیشانی کے ساتھ تسلیم کرتے تھے کہ اتفاقات کو بھی تمام انسانی معاملات میں دخل حاصل ہے۔ روما کی فورٹونا (Fortuna) دیوی خانگی زمانۂ قدیم میں خوش قسمتی کی ایک دیوی تھی جس کی عنایتوں کے لیے لوگ رسوم مقررہ کو پورے طور سے ادا کرتے تھے۔ خوش قسمتی کے متعلق جو یونانی تخیل تھا اُس میں اتفاقات کو زیادہ دخل تھا یعنی یہ دیوی اُن آئندہ واقعات کی مظہر تھی جن کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ خوش قسمتی کے متعلق یہ تخیل خواہ یونان سے ماخوذ ہو یا نہ ہو بکراب وہ اطالیہ میں رائج پایا گیا تھا۔ قیصر کے مزاج میں نہ صرف حقیقت پرستی تھی بلکہ سلسلۂ اتفاقات وہ بھی اسے یہ احیال تھا کیونکہ کسی شخص نے اُس سے زیادہ اُن اثرات کا لحاظ نہیں رکھا ہے جو کہ انسان کے قابو سے باہر ہوں یا جن کا قبل از قبل احساس نہ ہو سکتا ہو۔ اپنے خود نوشت تذکروں میں بھی اُس نے بار بار اعتراف کیا ہے کہ بزدلی سے میں اکثر حسن اتفاق سے بچ گیا تھا۔ جنگ میں اُس کا اصل کام فتح حاصل کرنا تھا۔ یہ کہ اُس پر وہ وقت نہ آئے۔ فتح کے لیے ضروری یہ تھا کہ حقیقت حال کا پورا احساس ہو نہ کہ اپنی قوت فیصلہ کے بے جا ہونے کے توہم میں مبتلا ہو۔ اب اُصول موضوعۂ بلا کے لحاظ سے قیصر بحیثیت ایک مدبر کے فلر ڈالنی چاہئے۔ اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ بمقابلہ اپنے معاصرین کے صورت حال کا اُسے صحیح علم تھا اور زمانۂ مذکور کی ضروریات سے وہ زیادہ واقف تھا۔ اس جبلی کو اُس کے خصائل اور قوائے ذہنی کا علمی پلو کہنا چاہئے۔ اس نے خس و خاشاک سی جمہوریت کے باقی ماندہ آثار کو اچانک اور یکبارگی صاف کر دیا اور

---

لہ دیکھو پرلز (Rom Mythol) دہم: ۱۰ جلد دوم صفحہ ۱۰۹) پلینی (تاریخ قدرتی ۲۲-۲۷) کہ ایک مشہور فقرہ میں خوش قسمتی کا تذکرہ بات تحمیل ہوجھ ہے۔

باب ۵

اس عمارت یعنی شہنشاہی کی بنیاد رکھی جس کا وجود میں آنا لابدی تھا مگر جسے وہ تکمیل تک نہ پہنچا سکا کیونکہ قسمت کا یہ لکھا تھا کہ اُسے ان لوگوں کے خنجروں سے اُس کا کام تمام ہو جن کی اُس نے جان بخشی کی تھی اور جنھیں اُس نے اعلیٰ عہدے دیے تھے۔ یہ اُس کی مہربانی کا صلہ تھا، وہ بالطبع غیر تھا اور زمانہ مابعد کے فلسفے کے اثر سے جو رفتہ رفتہ اہل روما کی درخت مزاجی کو دور کر رہا تھا اُس میں ترحم کا مادہ اور بھی بڑھ گیا تھا مگر قیصر روما کا ایک ممتاز فرد تھا اور پنٹیر لیشین بھی تھا یعنی اپنے باپ کی طرف سے وہ روما کے ایک ایسے خاندان کا رکن تھا جس کی عمارت مسلم تھی۔ قوائے ذہنی اور تمدنی حیثیت کے لحاظ سے وہ پورا امیر تھا اور روما اور یونان کے بہترین عناصر کا مجموعہ تھا۔ اُس کی صورت سے بھی اُس کی خاندانی امارت کا ثبوت ملتا تھا یعنی قد اُس کا دراز، جسم عمدہ اور چہرہ خوبصورت تھا مگر آخری عمر میں سر کے بالوں کے گر جانے سے اُس کی صورت میں کچھ فرق آ گیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس عیب کو چھپانے کی غرض سے اُس نے درخت بقّم (Bay) کے پتوں کا گچھا سر پر رکھنا خوشی قبول کر لیا تھا۔ مہمّات، لڑائیوں اور دور دراز سفروں کی صعوبتوں کو وہ اپنی جسمانی قوت کی وجہ سے برداشت کر سکتا تھا۔ اکثر اپنے سپاہیوں کے ساتھ پیدل کوچ کرتا جو اُس کی فراخی کے عادی تھے۔ عورتوں کی طرح سپاہی بھی اُس کی پرستش کرتے تھے۔ رسالہ مذکور میں اہل روما پر خوری اور شراب خواری کے عادی تھے مگر خلاف اُن کے وہ مرد خاکسار تھا اور شراب بہت کم پیتا تھا۔ اُس کا دوست اوپیس[1] نقل کرتا ہے کہ ایک دفعہ میز پر زیتون کا تیل پیش کیا گیا مگر کچھ اکڑا ہوا تھا اس لیے کسی مہمان نے اُسے نہ لیا مگر قیصر نے اُسی تیل کو کھایا اور چاہا کہ میزبان کی دل شکنی نہ ہو۔ کیٹو کو بہت یہ شکایت رہی کہ جب لوگ جمہوریہ کو تہ و بالا

[1] مسمّی آگستس لیس کے۔ ڈاؤڈورس ۲۰، ۵۴۔

[2] سوئی ٹونیس جولیس ۵۲ یہ قیصر روما کے مرثیے اُس زمانے میں زیادہ با اخلاق تھا جبکہ مروت کا سیارہ نہایت اعلیٰ تھا۔ دیکھو فائر لر تمدنی زندگی صفحات ۶، ۴۷، ۵۲۔

باب ۵۰ کرنے کے باعث ہوئے۔ ان میں صرف قیصر کھانے پینے کے معاملے میں اعتدال پر تھا۔ اعتدال پسندی اُس کی ممتاز ترین خصلت تھی نہ صرف کھانے پینے میں بلکہ ان معاصی میں بھی جن میں روما کے بدنام کرنے والوں کو لطف آتا تھا اور جنھیں قابل مواخذہ خیال نہیں کیا جاتا تھا۔

قیصر کے خصائل کا موازنہ کیسائی سے

(۱۲۔۹۱) قیصر کو ایک بے لاگ سوراما قرار دینا جس میں خطا کا شائبہ بالکل نہ ہو درست نہیں کی موت کو ایک بے لوث محب وطن کی شہادت خیال کرنا ایک مضحکہ انگیز پرستش ہے۔ اسی طرح تاریخ میں حوالہ کی حقیقی حیثیت ہے اسے ہم ہرگز نہ سمجھ سکیں گے اگر ہم اسے محض ایک حال مارسپاہی خیال کریں جسکی ہو دہوس کی کوئی انتہا نہ تھی جو زمانہ سازی اور بے ایمانی سے مستقد ڈسٹلاٹ پر غالب آیا۔ اولوالعزم وہ ضرور نہ تھا اور نہ اس میں کوئی حوصلہ ہی نہ ہوتا۔ اسٹیج اداکار ہر فن مولا بھی تھا اور دانا اس سے کچھ نہ ہو سکتا۔ کیسیس امرائے جمہوری کا وہ شروع سے آخر تک مخالف تھا۔ امرائے مذکور نے یہ خاکہ اُس کا مطابق دشمن سے اسلئے وہ اس کو تباہ کرنے پر آمادہ ہو گئے وہ بھی اُنھیں تباہ کرنے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن اُنھیں تباہ کرنا کافی نہ تھا۔ کیونکہ حوصلہ کے زائل ہونے کے بعد بھی ان کی جائیں باقی رہ گئیں یعنی گو وہ میدان جنگ میں ختم ہو چکے تھے مگر اب بھی اتنے جمہوریت پسند باقی تھے کہ ایک دوسرے کو اس امر پر آمادہ کریں کہ جس قوت کو وہ میدان جنگ میں کھو چکے تھے اُسے خنجر کی دھار سے حاصل کر لیں۔ اس خطرے سے بچنے کے لیے قیصر نے کوئی تدبیر نہ کی تھی۔ سوال یہ ہے کہ آیا یہ عدم احتیاط غلط اندازے پر مبنی تھی یا فرط سے زیادہ اعتماد پر یا بے پروائی پر۔ اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ تینوں وجوہ کو اس میں دخل ہو سکتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب اُسے بروٹس سے ہوشیار رہنے کو کہا گیا تو اُس نے جواب دیا کہ بروٹس جیسے وہ ہوشیار خیال کرتا تھا) میری موت کا انتظار کرے گا۔ اُس کا ایک اور قول بھی نقل کیا گیا ہے کہ "میرا بقید حیات رہنا جمہوریہ کے لئے زیادہ مفید ہو گا بمقابلہ میری ذاتی اغراض کے"۔ قتل کے قبل شام کو گفتگو ہو رہی تھی کہ بہتر یہ موت کیا ہے۔ قیصر نے کہا کہ "بغیر کسی اطلاع کے فوراً مر جانا"۔ یہ اقوال

اُس کی زندگی اور خصائل سے پوری مطابقت رکھتے ہیں۔ شجاعت اور سکوت
۵۸ : اُس کی ممتاز خصوصیات تھیں۔ وہ گھبراہٹ مطلق نہ تھا اور نہ صرف ایسی واقعی
اغراض سے منہمک رہتا اُس کی یہی حالت جوانی سے تھی جبکہ مٹی لین کے
محاصرے میں اُس نے تاج بلدی حاصل کیا اور یہی حالت اُس وقت بھی تھی
جب کہ اپنی جاں خطرہ میں ڈال کر اُس نے کیٹی لین کے شرکاء کی جان بخشی
کی کوشش کی اور تا دمِ مرگ اُس کی یہی حالت رہی یعنی اُس کے دل میں کسی
چیز کا نہ تو خوف تھا۔ خیال ہے

باب ۹

# حصّۂ ہشتم

# آخری کشمکش اور شہنشاہیت کا وجود میں آنا

# باب پنجاہ و نہم

## جمہوریہ کو بحال کرنے میں ناکامی

### سنہ ۴۴ تا ۴۲ ق م

(۱۲۹۲) اب یہ معلوم کرنا بالکل ناممکن ہے کہ قیصر کی بے پروائی جسکی وجہ سے اس نے اپنی جان گنوائی خطرات کے ناکافی احساس پر مبنی تھی یا اپنی زندگی کی صعوبتوں اور سختیوں سے تنگ آجانے پر یا جوش شجاعت پر جس کے غرّے میں وہ خطروں کی بالکل پروا نہ کرتا تھا۔ قیصر کے قتل کے بعد اُس کے قاتلوں کی جو حیثیت تھی اس کے متعلق کوئی فہمہ نہیں ہو سکتا۔ سلطنت کی باگ جس شخص کے ہاتھ میں تھی اُس کا قتل اگر قرین انصاف ہو بھی سکتا تھا تو صرف اُس صورت میں کہ اُس کے قاتل کوئی ایسا وضع طرز عمل پیش کر سکتے جس پر فوراً عمل ہو سکتا تاکہ اُن کے زیر ہدایت جمہوریہ کا کام بغیر کسی رکاوٹ یا تعویق کے چلنے لگتا۔ لیکن بانیان سازش کا مقصد محض نفی تھا یعنی قیصر کو ہلاک کر دینا یا بہ الفاظ دیگر حاکم مطلق السنان کو دفع کر دینا اور یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ اُس کے دفع ہو جانے کے بعد مطلق العنان حکومت کا بھی

خاتمہ ہو جائیگا۔ جو لوگ تاریخ پر غور کر سکتے تھے وہ بھی اس خیال خام میں تھے کہ جمہوریہ کے قدیم اقتضائی سینیٹ، مجلس عامہ اور حکام پھر اپنا کام باقاعدہ کرنے لگیں گے اور امرائے روما کے وہ حقوق اور امتیاز کے ذرائع بحال ہو جائیں گے جن سے قیصر نے انھیں محروم کر دیا تھا۔ بروٹس کے لیے جس کا حسب وطن کا تخیل نہایت بلند تھا یہ فرض کر لینا بالکل قرین قیاس تھا۔ اور کیسیس جو اس سے زیادہ صاحب دراست تھا اس وقت ان حدود معاملات میں منہمک تھا جن پر سازش کی کامیابی کا انحصار تھا۔ قتل کے بعد کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے اگر اس معاملے پر سنجیدگی کے ساتھ بحث کیجاتی تو غالباً اس سے فصل ہوتی اور مدتوں کی فشانے رہ کا بھی اندیشہ تھا تاہم ازکم قیصر سیمی ساماشرق چلا جاتا۔ گزشتہ کوششوں سے ثابت ہو گیا تھا کہ اس کی صحبت میں اس کے مخالفوں کو تہ و بالا کرنا ناممکن ہے۔ اسلئے بروٹس سا سطحی فلسفی جسے سازش کی خلاق قوت کا پتا چاہیئے اب قاتلوں کا واحد سرغنہ رہ گیا جو قیصر کی لاش لے کر بیٹھے رہ گئے اور ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس کے بعد کیا کریں۔ قتل[1] میں جو لوگ شریک تھے ان کی تعداد قلیل تھی اور باقی ارکین سینیٹ جو سازش میں شریک نہ تھے بھاگ کھڑے ہوئے۔

صورت حال

(۱۲۹۲) قیصر کے قتل سے تین امور کا فوری فیصلہ لازمی ہو گیا یعنی (۱) جمہوریہ اب باقی تھی یا نہیں (۲) اگر باقی نہیں تھی تو اس کا احیا ممکن تھا یا نہیں (۳) اگر جمہوریہ کا احیا ممکن نہ تھا تو سلطنت روما کا آئندہ حکمران کون شخص ہونے کو تھا۔ جمہوریہ کے احیا کی کوشش میں ناکامی ہوئی اس لیے اسی پہلے سوال کا بھی جواب ہو گیا۔ اسی کوشش میں سسرو اور متعدد اشخاص نے اپنی جانیں گنوائیں اور بالآخر ۴۲ء میں بمقام فلپی جمہوریوں کو قطعی شکست ہوئی۔ تیسرے امر کا تصفیہ اس کے ۱۳ سال بعد ہوا جب اکٹیم وین کی

[1] قتل میں سب سازش کرنے والے شریک نہ تھے۔ رسموں کی تعداد ۶۰ تھی اور قریب ۶۰ آدمی سازش میں شریک تھے۔

باب ۹ ایکٹیم میں فتح حاصل ہوئی۔

ماخذ (۱۲۹ ۴) ہمارا موضوع جمہوریۂ روما کی تاریخ ہے اور اُس پر آشوب زمانے کے تفصیلی حالات سے ہمیں صرف اُسی حد تک سروکار ہے جہاں تک اُن سے گزشتہ واقعات پر روشنی پڑتی ہے اور ہمیں اپنی آراء کی صحت کا اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس دور کے واقعات کے متعلق شہادت کثیر موجود ہے۔ معاصرین کی بھی اور مصنفین زمانۂ مابعد کی بھی۔ مگر یہ تذکرے باہم متناقض ہیں، بعض اوقات ناقابل وثوق ہیں اور سخت جانبداری کیساتھ لکھے گئے ہیں پولیبیوس کی تاریخ اور لیوی کی تاریخ کے آخری اجزا کے ضائع ہو جانے سے ہم متن اور مسلسل تذکروں سے مستفید ہونے سے محروم ہو گئے ہیں گر پولیبیوس کی تاریخ کے مفید ہونے میں شبہ ہے۔ ماخذ مذکور کے باہمی تعلقات، اُن کی قدر و قیمت رجحانات اور ذرائع معلومات پر شوارز نے تنقیدی نظر ڈالی ہے جس سے اُن کی عام جانبداری ثابت ہوتی ہے اُس نے بہت سے اہم امور پر بحث کی ہے جس میں ان لوگوں کو دلچسپی ہو سکتی ہے جو اس پیچیدہ دور کے واقعات کا تفصیلی مطالعہ کریں۔ میں یہاں صرف چند مہتم بالشان نتائج سے بحث کروں گا۔ شہنشاہ آگسٹس کو خواہش تھی کہ اُس کی ابتدائی زندگی کے واقعات خوش آیند طریقے پر لکھے جائیں اور اس خواہش کا اظہار نہ صرف اُس کے خود نوشت تذکرے[1] کی صورت میں ہوا بلکہ دیگر تصنیفات میں بھی جواب ضائع ہو گئی ہیں۔ ان میں سب سے بڑھ کر سنہ ق م تک کے اُسکے حالات زندگی ہیں جن میں اُس نے اُس زمانے کے کارناموں کا ذکر کیا ہے جبکہ وہ سی۔ آکٹے ویس اور سی۔ جولیس قیصر آکٹے ویانس کے نام سے مشہور تھا۔ اس نسخے سے جسے باضابطہ اور سرکاری کہنا چاہیئے بہت سے

[1] (Hermes) ۳۳، ۱۸۵-۲۲۴ میں ای شوارز کا قابل قدر مضمون گو اُسنے قیاسیات کو بہت دخل دیا ہے۔

[2] (Monamentum Aucyranam) یا مقبرۃ انکا برٹا کے نام سے مشہور ہے۔

تفصیلی حالات ماخوذ ہیں جو ہم تک پہنچے ہیں۔ وِلیس اور سوٹی ٹونیس نے
اسے ایک حد تک آزادی کے ساتھ استعمال کیا ہے مگر اس کا اثر زیادہ تر
ڈائون کیسیس کے تذکرے میں ہے اور خلاصہ نویسوں کی تحریروں سے
اس کے پیشیرو لیوی کے تذکرے میں بھی ظاہر ہوتا ہے اور سب سے زیادہ
نقولاؤس دمشقی کی تصنیف میں جس نے بیحد مبالغے سے کام لیا ہے۔ اس
نسخے میں انٹونی کی بہت مذمت کی گئی ہے۔ پلوٹارک، بروٹس اور اس کے
پیروؤں کی تحریرات سے متاثر ہوا ہے اس لیئے وہ انٹونی کی طرف مائل ہے اور
اس کا رجحان آکٹے وین اور سسرو کے خلاف ہے۔ انٹونی کی طرفداری ایسینیس
نے کی ہے جس نے واقعات کو خلط ملط پیش کیا ہے[1] تاریخیں غلط لکھی ہیں اور
غرضی امور درج کر دیئے ہیں جس سے شبہہ ہوتا ہے کہ اس نے کسی ایسے مصنف
سے اخذ کیا ہے جس نے انٹونی کی تائید میں کوئی کتاب لکھی تھی۔ مگر یہ محض قیاس
ہی قیاس ہے۔ سسرو سے اس کی زندگی کے اس تاریخ آشوب زمانے میں جو اختلاف
سرزد ہوئے ان کے متعلق مختلف رائیں ہمیشہ رہیں گی۔ اس نے جو خطوط
خصوصاً ایٹی کس کو لکھے ہیں وہ واقعات کے متعلق مستند خیال کئے جا سکتے ہیں[2]
مگر باوجود اس کے اس کی تحریرات وقتی جذبات اور رجحانات پر مبنی ہیں اور بعض
صورتوں میں (مثلاً انٹونی کے نام کے خطوط میں) اس کی تحریریں صداقت سے بہت
دور ہیں۔ اس کی ان تقریروں سے جو فلپک کے نام سے مشہور ہیں باوجود
ان خائل دائل اور سب و شتم کی کثرت کے بہت سی مفید باتیں معلوم ہو سکتی ہیں
انٹونی سے اسے واقعی نفرت تھی مگر طبیعت ناپاتی ہو جانے کے بعد اس نے اپنے
اس دشمن کا اس درجہ زیبائی سے ذکر کیا ہے کہ اس کے قول کی کوئی وقعت
نہیں ہو سکتی۔ بروٹس اور آکٹے وین سے اس کے جو تعلقات تھے اس کا اندازہ
صرف اس کے خطوط سے ہو سکتا ہے خصوصاً اس مراسلت سے جو سسرو میں

---

[1] شوا زصفحات ۲۳۱-۲۳۴۔
[2] سسرو ایڈاٹی کم ۱۴، ۱۳ مع ۱۳ (الف) و ۱۳ (ب)

باب ۹ اُس کے اور بروٹس کے مابین ہوئی۔ موجودہ ماخذ کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُن میں سرزد آوردہ اشخاص اور اُن کے مختلف طرزہائے عمل کا متناقض، غیر واقعی اور غیر واضح خاکہ کھینچا گیا ہے اور اُن کے اُلجھے ہوئے بیانات سے حقیقت کے انکشاف کی کوشش اور اہم امور کا مسلسل بیان کرنے میں باوجود نیک نیتی کے ناکامی کا اندیشہ ہے۔

جمہوریت پسندوں کی بدہ آوازگی۔ انٹونی کی کامیابی

(۱۲۹۵) ۱۵ مارچ کو شرکائے سازش اپنے خون آلود خنجروں کو لیے ہوئے مجمع عام میں حاضر ہوئے اور تحریروں سے کہا کہ ہم نے حاکم مطلق السنان کو قتل کر کے قوم کو بیڑیوں سے آزاد کر دیا ہے، اس آزادی سے اب تمھیں مستفید ہونا چاہیے۔ مگر جب انھوں نے دیکھا کہ کسی نے اُن کی اس حرکت پر نعرۂ تحسین بلند نہ کیا تو انھوں نے کیپی ٹول پر قبضہ کر لیا بعض اراکین سینیٹ اور چند دیگر اشخاص اُن سے جا ملے۔ ان میں سسرو بھی تھا جس کی امداد قتل کے بعد اُن کے لیے بہت ضروری تھی۔ ۱۶ مارچ کو جا کر انٹونی اور لیپی ڈس کے حواس ٹھکانے۔ انٹونی کانسل تھا اور لیپی ڈس مقتول ڈکٹیٹر کا سپہ سالار تھا۔ موخر الذکر کے پاس ایک لیجن شہر میں موجود تھا۔ بر خاست شدہ سپاہیوں کی تعداد اتنی ہی شہر میں موجود تھی جو انٹونی کو ایما پر تیوا حیال کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس کے ساتھ آنے والوں کے ساتھ کوئی فوج نہ تھی اور اگر لڑائی تک نوبت پہنچتی تو وہ صرف اپنے ملازموں کی ایک جماعت سے کام لے سکتے تھے اور اس کے علاوہ روما کے ہر ذی شخص کے ساتھ مسلح غلاموں کا ایک بدقہ ہوا کرتا تھا۔ ان لوگوں نے بار بار کوشش کی کہ عوام کو اکسائیں اور انٹونی و لیپی ڈس کو اپنا ہمنوا بنا لیں۔ انٹونی شروع ہی سے نہایت درجہ احتیاط سے کام لے رہا تھا کیونکہ اب تک کسی کو یہ نہیں معلوم تھا کہ قاتلوں کو کس حد تک دبایا جا سکتی ہے۔ اسی اثنا میں قیصر کی بیوہ کیلپورنیا نے اُس کا نقد روپیہ اور یادداشتیں انٹونی کے سپرد کر دیں جس کی وجہ سے وہ جماعت قیصری کا سرگروہ اور اس کے مفاد کا نگران تسلیم کر لیا گیا۔ اس امانت سے زمانۂ آئندہ میں اُسے جو نفع پہنچنے والا تھا اُسے وہ خوب سمجھتا تھا اس لیے لغزشوں سے بچنے کی وہ پوری کوشش کرتا تھا تاکہ یہ

سونے کی چڑیا اُس کے ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ ۱۵ مارچ کو سینیٹ کا جلسہ ہوا۔ اگرچہ
اب کی تعداد قاتلوں کے موافق تھی مگر انھیں یہ احساس بھی تھا کہ فوراً تلوار
کو نیام سے نکالنے میں کسی نفع کی امید نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں وہ لوگ اس
وجہ سے بھی سمجھوتہ کر لینے پر آمادہ تھے کہ انھیں اُن انتظامات سے بھی لگاؤ تھا
جو حاکم مطلق العنان نے اُن کے یا اُن کے دوستوں کے لیے نفع کے لیے کیے
تھے۔ دوران مباحثہ میں سسرو نے حاضرین کے مزاج سے واقف تھا عام معافی
کی تحریک پیش کر کے منظور کرا دی۔ لیکن جس شکل میں یہ قرارداد بالآخر منظور ہوئی
اُس میں ایک فقرہ تھا جس میں تصریح کے ساتھ ڈکٹیٹر کے تمام اعمال کے
جواز کی تصدیق کی گئی اور بظاہر اس قرارداد میں اس کے معلوم شدہ ارادوں
اور اُن ارادوں میں جو اُس کے کاغذات کو دیکھنے سے معلوم ہوئے کوئی تفریق
نہیں کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ یہ بھی قرار پایا کہ قیصر کا وصیت نامہ مجمع عام میں
کھول کر پڑھا جائے اور اس کا جنازہ شان و شوکت کے ساتھ نکالا جائے جس
ہر شخص شریک ہو۔ اس طور پر قاتلوں کی کوشش رائگاں گئی کیونکہ قیصر کا
غصب حکومت صریحاً جائز قرار دیا گیا اور وہ حاکم مطلق العنان جس کے اکثر
اشخاص مرہون منت تھے بالآخر حاکم مطلق العنان نہ رہا۔ لیکن جیسا کہ
سیپیو ایمی لیانس کے معاملے میں ہوا تھا قاتلوں کو سزا دینے کے متعلق
کوئی کارروائی نہ ہوئی حالانکہ اُن کی شناخت بہ آسانی ہو سکتی تھی۔ اس سے
ظاہر ہے کہ اس معاملے میں انٹونی کو صرف کامیابی ہوئی لیپی ڈس کی طرف
سے بے فکر ہو جانے کے لیے انٹونی نے اُسے قیصر کی جگہ پر سردار پجاری
مقرر کرا دینے کا وعدہ کیا اور ڈولا بیلا کو جمہوریت پسندوں کی جماعت سے علیحدہ
کرنے کی غرض سے انتخاب کانسلی میں اُس کی مخالفت کرنے سے باز رہنے کا
وعدہ کیا۔ شرکائے سازش بھی بالآخر کیپی ٹول سے نکل آنے پر آمادہ ہو گئے
کیونکہ انھوں نے اپنی جان کی سلامتی کے لیے کفیل لے لیے۔ بروٹس اور
کیسیس نے لیپی ڈس اور انٹونی کے ساتھ کھانا کھایا کہ اس نام نہاد مصالحت
کے بعد بھی جنگ کا ہونا ناگزیر تھا۔

باب ۲۰ قیصر کا وصیت نامہ

(۱۲۹۶) مگر اس اثنا میں عوام شہر اور سپاہی قیصر کے مرنے سے بیقرار تھے اور برخاست شدہ سپاہی جو تقسیم اراضی کے منتظر تھے پریشان تھے کہ انکے ساتھ جو وعدے کیے گئے تھے ان کا ایفا ہوگا یا نہیں۔ بروٹس نے ایک تقریر کی جس سے انھیں کچھ تسکین ہوئی اور ان کے شکوک کچھ دفع ہوئے اور سسرو نے سینیٹ کے تصفیے کی تائید میں تقریر کی کہ قتل کے متعلق تحقیقات نہ ہو۔ لیکن یہ سب بے سود ثابت ہوا اور ان کوششوں سے جو کچھ کامیابی ہوئی تھی وہ قیصر کے وصیت نامے کے پڑھنے اور اس کی تجہیز و تکفین کے واقعات سے کالعدم ہوگئی۔ وصیت نامے میں اس نے لکھا تھا کہ ٹائبر کے پار اس کا جو باغ ہے وہ عام تفریحگاہ قرار دیا جائے اور روما کے ہر شہری کو قریب قریب تین پونڈ انگریزی اس کی جائداد سے دیئے جائیں۔ اس کا اصل وارث اس کی بہن کا بیٹا سی آکٹیوس تھا جو اس کی جائداد کے تین بٹہ چار کا وارث ہوا اور باقی ربع حصہ دوسرے اعزا میں تقسیم ہوا۔ علاوہ ازیں آکٹیوس کو اسنے متبنیٰ بھی کر لیا تھا بطریقۂ مروجہ کے لحاظ سے درجۂ مذکور کے علاوہ دیگر اخلاص کو بھی وارث قرار دیا تھا جن کو ان کے مرجانے کی صورت میں میراث پہنچتی۔ ان اشخاص میں ڈیسی مس بروٹس بھی تھا۔ ہر شخص کو معلوم تھا کہ اسنے قیصر کا وفادار نائب ہونے کی وجہ سے عروج نصیب ہوا تھا اور خدمات کا صلہ بھی خوب ملا تھا۔ قیصر نے یہ بھی خیال رکھا تھا کہ ممکن ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی بیوی کیلپرنیا کے کوئی لڑکا پیدا ہو اور اس لڑکے کے ولی بھی اس نے مقرر کر دیئے تھے جن میں قاتلوں میں سے اکثر تھے۔ ان سب باتوں کو سن کر عوام قاتلوں سے سخت برافروختہ ہوگئے۔ ہم اس جگہ بیان نہیں کر سکتے کہ اس موقعہ سے انٹونی نے کس چالاکی سے نفع اٹھایا اور قاتلوں کے خلاف میں اس نے عوام کی آتش غیظ کو کس طرح مشتعل کر دیا۔ اسی قبیل کے چند اور واقعات بھی ہیں مثلاً قیصر کی لاش کا فورم میں جلایا جانا اور اس کے بعد فتنہ و فساد کا برپا ہو جانا وغیرہ۔ قاتلوں کو اب اپنی جان کے لالے پڑ گئے اسلئے وہ یا تو روپوش ہوگئے یا بیباک کھڑے ہوئے جمہوریت کے حامی روما میں

اب وہی لوگ رہ گئے تھے جو قتل میں شریک نہ تھے گو وہ اس فعل کو پسند کرتے ہوں
اور اُس سے نفع اُٹھانے کو تیار ہوں۔ سینیٹ میں اُن کی جماعت کا صرف
کمزور عنصر باقی رہ گیا تھا جس میں یا تو ایسے اشخاص تھے جن کی حیثیت یا اثر
بہت کم تھا یا وہ لوگ تھے جن میں سرگرمی فراست یا ہمت اس قدر نہ تھی کہ انھیں سازش
میں شریک کیا جاتا۔ برخلاف اس کے جماعت قیصری باوجود اپنی قلت تعداد
کے انٹونی سازیرک سرگروہ مل جانے کی وجہ سے خوف وہراس کو بالائے طاق
رکھ کر پھر سنبھل رہی تھی اور جمہوریت پسندوں کی طرح اُس کے کندھوں پر
قدیم نظام جمہوری کو بحال کرنے کا بار بھی نہ تھا۔ ان کے علاوہ متعدد دوسرے
اراکین بھی تھے جو ان دونوں جماعتوں میں سے کسی سے تعلق نہ رکھتے تھے
زمانے کے پُرآشوب ہونے اور مستقبل کے تاریک ہونے کی وجہ سے
اراکین سینیٹ کو زیادہ تر اپنے جان ومال کی سلامتی کا خیال تھا۔ اس لیے
جس جماعت کو کامیابی ہوتی اُس کے بہت حمایتی پیدا ہو جاتے اور جب تک
اُس کا عروج باقی رہتا اُس کا ساتھ دیتے اور یہ المناک نتائج زیادہ تر سینیٹ
کے طرز عمل کے یکساں نہ ہونے کی وجہ سے وجود میں آئے۔

انٹونی کی کارروائیاں

(۱۲۹۷) انٹونی کی نیت یہ تھی کہ اُس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو
جس سے براعوں کا سلسلہ فوراً چھڑ جائے بلکہ وہ چاہتا تھا کہ اپنی قوت
کو مستحکم کرلے اور بہ لحاظ خصائل ذاتی اُسے اس امر کی مطلق پروا نہ تھی کہ کامیابی
کے لیے جو ذرائع وہ اختیار کرتا ہے مستحسن ہیں یا نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے
کہ اُس نے لیپی ڈس کو فاتحوں سے انتقام لینے سے باز رکھا کیونکہ اُس میں
عجلت کی ضرورت نہ تھی۔ علاوہ ازیں امرائے جمہوری کے بعض افراد سے
آیندہ طرز عمل کے متعلق مشورہ کرتا رہا جو اُن کے سکون قلب کا باعث ہوا
اُس نے تحریک کی کہ خدمت ڈکٹیٹری دوبارہ موقوف کردی جائے۔ سینیٹ
نے اس تحریک کو فوراً منظور کرلیا لیکن دراصل یہ ایک معمولی چال تھی جس سے
انھیں خوش کرنا منظور تھا، کیونکہ ہر شخص جانتا تھا کہ جو چیز ایک دفعہ موقوف ہو
پھر وجود میں لائی جاسکتی ہے۔ سسرو کا بیان ہے کہ انٹونی نے ایک حکم نافذ

ہونے دیا جس کی رو سے قیصر کی یادداشتوں کی بنا پر مطالبے مراعات کی اضافت
ممنوع قرار دی گئی۔ قیصر کے افعال کی توثیق کی تعمیل غالباً صحت کے ساتھ بیان
نہیں کی گئی ہے۔ اگر بالفرض کوئی ایسا حکم نافذ بھی ہوا تو انٹونی نے اپنے
طرز عمل سے بہت جلد ثابت کر دیا کہ وہ اُس کو بالکل ہیچ سمجھتا ہے لیکن اپنے
"نیک شہری" ہونے کا اُس نے یہ مزید ثبوت دیا کہ شہر میں بلووں کا سختی
کے ساتھ انسداد کیا اور بلوائیوں کے یونانی سرغنہ کو جو میریس کی اولاد سے
ہونے کا دعوے کرتا تھا قتل کر دیا۔ یہ واقعہ اپریل کا ہے۔ مگر اس اثنا میں
انٹونی قیصر کے کاغذات کو الٹ پلٹ رہا تھا تاکہ اُن سے اپنا کام نکالے۔
اس غرض سے اُس نے ایک شخص مسمی فابیے ویس کا رام کر لیا جو قیصر کے
معتمدین میں سے تھا اور اس کی امداد سے کاغذات مذکور کے چھانٹنے اور
اور ترتیب دینے کا کام شروع کر دیا لیکن اس سلسلے میں اُس نے جعلسازی
بھی شروع کر دی اور جلاوطنوں کی واپسی، عطائے حقوق مدنیت، محصولات
کی معافی، ماتحت ریاستوں کے بادشاہوں کو تسلیم کرنے وغیرہ یعنی ایسے
کل معاملات کے متعلق جعلی کاغذات تیار کر لیے جن کے ذریعے سے
رشوت ملنے کی امید ہو سکتی تھی بلکہ اگر سسرو کے بیان کو قابل وثوق
خیال کیا جائے تو جعلسازیوں کا یہ سلسلہ بہت بڑے پیمانے پر تھا اس میں
شک نہیں کہ روپے کی اُسے سخت ضرورت تھی اور کسی بہانے سے اُسنے
سلطنت کی ایک رقم خطیر پر بھی قبضہ کر لیا جو اُوپس کے مندر میں جمع تھی
ڈولابیلا کو بھی جو کانسلی کے پورے فرائض انجام دے رہا تھا اس مال غنیمت
کا ایک حصہ دیا گیا اس لیے انٹونی کا اس معاملے میں کوئی مزاحم نہ ہوا۔
قیاس کیا جاتا ہے کہ ان خلاف قانون کارروائیوں میں کسی قسم کی رکاوٹ
نہ پیدا ہونے کی غرض سے انٹونی نے ایک قانون نافذ کرا لیا جس کی رو سے

۱؎ لیگ تاریخ قدیم روما صفحہ ۴۹۴۔ یہ قیاس بظاہر صحیح معلوم ہوتا ہے مگر جن عبارتوں
سے استشہاد کیا گیا ہے کامل ثبوت نہیں ہوتا۔

باب ۵۹

اُسے اپنے صوابدید پر عمل کرنے کی پوری آزادی عطا ہوئی۔ ممکن ہے کہ یہ قیاس صحیح ہو مگر یقین کامل نہیں ہو سکتا۔ جھوٹے میریس کے فساد کے بعد ڈولابیلا نے اُن بلووں کو بھی فرو کر دیا جو اُس کے بعد ہوئے۔ بلوائی خلاصوں کو قتل کر دیا اور ایک مینار کو گرا دیا جو اُس مقام پر بنایا گیا تھا جہاں قیصر کی لاش جلائی گئی تھی۔ انٹونی نے اس معاملے میں دخل نہیں دیا کیونکہ قیصر کے طرفدار عوام کے ان بے سود مظاہروں سے اُس کی تدبیر کی تکمیل میں دقت پیدا ہوئی تھی اور قاتلوں اور ان کے ہمدردوں یعنی سینیٹ ہموطنوں سے نبٹنے کا یہ مناسب طریقہ نہ تھا۔ سینیٹ نے اُس کی ان پر رحمہ کاسہ دانیوں کو پسند کیا مگر عوام شہر اُس سے ناراض ہو گئے جس کی وجہ سے اُسے جانا پڑا کیونکہ اپنی ذاتی حفاظت کے لیے ایک گارڈ رکھ لے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اس نے سینیٹ کی اجازت سے کیا اور رفتہ رفتہ چھ ہزار چھ سو پیادہ کر لیے۔

آگے دیکھیے

۱۲۹۱ء۔ سبیل تذکرہ اس موقع پر یہ بھی بیان کرنا مناسب ہوگا کہ کلیوپیٹرا جو ابھی نوعمر تھی قیصر کے انتقال کے چھ ہی ماہ بعد سکندریہ روانہ ہو گئی مگر ملکہ مذکور کے فرار ہونے سے اہم تر اطالیہ میں ہی۔ آکٹے ویس کا ورود جسے قیصر کے قتل کی خبر ایپولونیا میں ملی تھی اُس وقت اُس کی عمر ۱۹ سال سے بھی کم تھی۔ ایران کے وسط میں اُس نے بحیرۂ ایڈریاٹک کو عبور کیا اور ۱۰ مارچ کو کمپینیا میں پہنچ گیا۔ سلسلۂ واقعات سے اُسے پوری واقفیت تھی اور اپنی پر خطر میراث پر قبضہ کرنے اور قیصر کا جانشین ہونے پر وہ تلا ہوا تھا۔ اس کے عزم بالجزم میں نہ تو اپنی ماں کے خوف و ہراس سے فرق آیا نہ اپنے سوتیلے باپ

---

لہ مجھے یاد نہیں آتا کہ اس سے قبل کسی مورخ نے اصول ڈولابیلا کی حقیقت جمہوریت کی حامی ہونے کا قیاس کیا ہو۔ سسرو نے اُس کے اصال کی اس لیے تعریف کی ہے کہ وہ چاہتا تھا کہ ڈولابیلا جمہوریت کا حامی ہو جائے۔

ٹ میرے خیال میں Ad Al ۱۵، ۲/۱، ۱۳ (عرصہ) کی عبارت سے یہ نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ کبھی رومائی شہری تھی۔ البتہ اُس کے کاروبار وہاں موجود تھے۔

باب ۹ ایل مارکیس کلیسس کی افہام و تفہیم سے اپنے حقوق سے دست کش ہو کر اپنی ہستی کو مٹا دیا وہ ہرگز پسند نہ کرتا تھا۔ باوجود اس کے کہ ابھی اُسکے عنفوان شباب کا زمانہ تھا مگر اُس کی قوت فیصلہ پختہ ہو چکی تھی جس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ایک اعتدال آمیز طرز عمل کو اختیار کرنے سے محترز رہا جس میں نفع بھی کم تھا اور خطرات تھا بلاد و العزمی کے کم نہ تھے۔ کیمپینیا میں وہ سسرو سے ملا جو اُسکی سعادت مندی سے بہت خوش ہوا۔ اُس نے آراکین حاشیۃ البتہ جمہوریت پسندوں کے مخالف تھے اور سسرو اُن کے اثر سے خائف تھا مگر آگسٹس نے خود سپہ سالار کانسلز کو لطائف الحیل سے رام کر لیا جو اُسے محض فضل کتب میل کرتا تھا۔

سسرو کا کانسٹر ہونا۔ (۱۲۹۹) روما سے سسرو کے چلے جانے کی وجہ یہ نہ تھی کہ اُسے حالیہ تغیرات سے اطمینان ہو گیا تھا۔ چند روز تک تو وہ البتہ قیصر کے قتل کی خوشیاں مناتا رہا۔ مگر وہ بہت جلد یہ محسوس کرنے لگا کہ حاکم مطلق العنان کے قتل سے دفتر حکومت مطلق العنان کا خاتمہ ہوا نہ حکومت جمہوری از سر نو زندہ ہوئی۔ رونا تو یہ تھا کہ حاکم مطلق العنان سے بہ آسانی گلو خلاصی ہو گئی تھی مگر لوگ ابھی تک اُس کے لہ لہ لوں کے پابند تھے اور اُس کی تحریری یا دداشتوں کے غلام تھے خواہ وہ اصلی ہوں یا جعلی۔ لیکن اصل واقعہ یہی تھا اور جوں جوں دن گزرنے لگے سسرو کو صاف معلوم ہونے لگا کہ اُس کی محبوب جمہوریہ کے ایام زندگی ختم ہو چکے تھے۔ جو غلطیاں اب تک ہوئی تھیں اُن سے ثابت ہو گیا تھا کہ سینیٹ پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور سینیٹ کے باہر بس خدا کا نام تھا اپریل کے اوائل میں وہ روما سے جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ زمانۂ زیر تذکرہ اور اُس زمانے کے لوگوں کی خصوصیات اس امر سے ہویدا ہیں کہ اس پُر آشوب زمانے میں سسرو کا دوست ایٹی کس جو سیاسیات سے الگ تھلگ تھا اور ہر قسم کے لوگوں کو اپنا ہم مشرب رکھتا تھا امن و امان کے ساتھ روما اور اُس کے قرب و جوار میں زندگی بسر کرتا رہا۔ سسرو جب مرکز سیاسی سے

---

لہ دیکھئے Ad Att ۱۴/۱ (بنام کسیس ۳ مئی)

کچھ روز کے لیئے چلا جاتا تو اسی شخص کے ذریعے سے اسے زیادہ تر رقمیں ملتیں۔ ۱۸۱
اس اثنا میں کوسر و ڈولابیلا کی دست درازیوں سے خوش ہو رہا تھا کہ انتونی
کے اثر کی روز افزوں ترقی اور سورماؤں کی بے بسی کی خبروں کے سننے سے
اس کی باری بڑھتی جاتی تھی بروٹس اور کیسیس دونوں پیٹرتے اور ان پر
لازم تھا کہ روما میں اپنے فرائض انجام دیتے۔ مگر یہ دونوں شہر میں منہ نہ
دکھا سکتے تھے اس لیئے سینیٹ نے انتونی کی منظوری سے انھیں چند روز
کی رخصت دے دی۔ بری لوبیس دم دبا کر صوبہ ایشیا پر قبضہ کرنے کے لیئے
چلا گیا۔ ڈیسمس بروٹس راہی گال این روئے آلپ ہوا۔ ان دونوں کے
تقررات قیصر نے کر دیئے تھے۔ سسرو کو معقول اندیشہ تھا کہ کہیں خانہ جنگی
پھر نہ بھڑ جائے۔ اک شام میں فرنٹ پامپی کا ایک رکن باسس قیصر کے
تائیوں کے مقابلے پر اب بھی ظاہر ہوا تھا۔ جنوبی ہسپانیہ میں سیکسٹس پامپی
سر اٹھا رہا تھا اور بہت جلد یہ طبرآگئی کہ اسنے قیصری صوبہ دار تاسی میس لوسیو
کو شکست دے کر صوبۂ بیدہ پر قبضہ کر لیا۔ سیکسٹس کے زیر کمان ایک
بیڑا تھا جس کی وجہ سے سمندر پر اس کا دور دورہ تھا۔ یہ افواہ بھی مشہور تھی کہ
انتونی ڈیسمس بروٹس کو گال این روئے آلپ سے بیدخل کرنا چاہتا ہے
جس سے لوانی کا چلا جانا ناگزیر تھا۔ مگر جمہوریت پسندوں کی جماعت جس کے
پاس فوجیں دستیں کوئی قوت نہ رکھتی تھی۔ بیرونجات میں جو افواج تھیں وہ سب
ڈکٹیٹر متونی کے نامزد کردہ اشخاص کے زیر کمان تھیں، اس لیئے صاف
ظاہر ہے کہ اگر علانیہ مخالفت پیدا ہو جاتی تو صورت حال کا دارومدار زیادہ
تر ان مذکور کے طرز عمل پر ہوتا۔ اب سوال یہ تھا کہ اگر بالفرض ان میں سے
کوئی ہمدردی یا ذاتی اغراض کی وجہ سے جمہوریت پسندوں کی تائید پر
آمادہ ہو جاتا تو کیا اس کے سپاہی بھی اس کا ساتھ دیتے؟ انتونی کا مشغول
زیادہ تر پریشانی سیکسٹس پامپی کے فروغ سے ہو رہی تھی اس لیئے
اس نے لیپی ڈس کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے صوبۂ ہسپانیہ بعیدہ
کو روانہ ہو اور سیکسٹس سے کسی صورت سے مصالحت کرے یعنی اس

باب ۹ وعدے پر کہ اُس کے حقوق مدنیت بالکلیہ بحال کر دیئے جائیں گے اور اُس کے باپ کی جائداد کی ضبطی سے جو نقصانات ہوئے تھے اُن کی تلافی کر دی جائیگی اس طور پر یہ خطرہ کچھ روز کے لیئے دفع کر دیا گیا۔

آکٹے ویس اور انٹونی

(۱۳۰۰) قیصر کے برخاست شدہ سپاہیوں کو خوش رکھنا بھی کچھ کم ضروری نہ تھا۔ اس لیئے انٹونی کیپوا روانہ ہوا اور اُس شہر کی نواح میں اُن کی ایک نوآبادی قائم کرنے کے مندوبست میں مصروف ہو گیا۔ بیان کیا گیا ہے اور یہ بیان غالباً صحیح ہے کہ اُن کے لیئے اُس نے اسلحہ کے فراہم کرنے کا انتظام کر دیا تاکہ بوقت ضرورت بغیر کسی تعویق کے وہ فوج میں بھرتی ہو سکیں اس واقعے سے اور دوسرے قیصریوں کی بات چیت سے سسرو کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ جنگ پر تلے ہوئے ہیں۔ سسرو لوسب سے زیادہ مشتاق تھا کہ متخاصمین کے درمیان نیا جنگ بچاؤ کرنے کے لیئے کسی ایسے ماہر سیاست کو بالکل موقع نہ تھا جو بالکل غیر جانبدار ہو کیونکہ روادار ی اور ترحم کا قیصر گیا تھا خاتمہ ہو چکا تھا۔ آکٹے ویس کے ورود کی خبر سن کر انٹونی کو فوراً روما واپس ہونا پڑا۔ یہ لڑکا اپریل کے اواخر میں شہر مذکور میں وارد ہوا اور بلا پس و پیش اپنی میراث کا طلبگار ہوا اور اُس نے اعلان کر دیا کہ قیصر کے وصیت نامے کے موجب جن رقوم کی ادائی مجھ پر واجب ہے انھیں ادا کرنے کے لیئے میں تیار ہوں۔ اس طور پر اُس نے عوام شہر پر اپنا سکہ جما دیا اور اپنی عجیب و غریب موقع شناسی اور ذہانت سے اُس نے قیصریوں کے دلوں میں عظمت پیدا کر لی۔ انٹونی کے لیئے جس کے دشمنوں کی تعداد کم نہ تھی اس نوجوان کی مدد کی خوش آیند دھمکی۔ اب وہ قیصر کی جائداد کا طالب ہوا جسے انٹونی اپنے تصرف میں لا چکا تھا اور جس کے ادا کرنے سے اب وہ قاصر اور منکر تھا۔ اس لیئے آکٹے ویس نے اپنی ذاتی جائداد کو فروخت کر کے اور کچھ روپیہ دوستوں سے قرض لے کر اُن رقوم کو ادا کرنا شروع کر دیا جنکی ادائی

---

لہ سسرو ایڈ اٹی کم ۱۴/۱۵/۶/۱ (۳۰ مئی، ۲۲ ۲ ۱۲ مئی)۔

قیصر کے وصیت نامے کے بموجب اس پر لازم آتی تھی۔ اس طور پر اُس نے اپنی ۱۴۰
قوت کو مستحکم کر لیا۔ قیصر کے اعزاز اور فتح فارسالس کی یادگار میں اُس نے جید
تماشے بھی کرائے۔ واقعات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ روما میں انٹونی کا ایک
خطرناک رقیب پیدا ہو گیا تھا۔ آکٹے وِیس کے خلاف صرف ایک امر تھا یعنی
وہ کم سن تھا مگر یہ ایک ایسا نقص تھا جسے مرورِ زمانہ دفع کر سکتا تھا اور اسکے علاوہ
اس کا ایک نعم البدل بھی تھا یعنی بمقابلہ انٹونی کے اُسے اپنی طبیعت پر قابو تھا۔
انٹونی نے اپنی بے اعتدالیوں سے اپنے زبردست قویٰ کو ماؤف کر دیا تھا
برخلاف اس کے آکٹے وِیس کی صحت ایسی خراب تھی کہ وہ عیاشی میں مبتلا ہونے
کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ زمانہ سازی دونوں تھے مگر آکٹے وِیس میں زمانہ سازی
کے ساتھ دور اندیشی بھی تھی اور اُسے اپنی طبیعت پر بالکلیہ قابو تھا۔ انٹونی ان
دونوں خصائل سے عاری تھا۔ اپنے ذرائع سے کام لینے میں دونوں حریفوں
میں تادمِ مرگ ایک بیّن فرق قائم رہا۔ جیسے اور کئی مزاح انٹونی کے ہاتھ میں جکڑے
آتا وہ اُسے توڑ ڈالتا اور یہ خیال نہ کرتا کہ اس فعل سے مجھے کیا نفع ہوگا۔
برخلاف اس کے آکٹے وِیس کے ہر کام کی ایک خاص غایت ہوتی، اسی لیے
وہ روپیہ بھی جب خرچ کرتا تو کسی خاص مقصد سے۔ ظاہر ہے کہ سخاوت میں
جس کا اعراض ہوتا ہے اور خاص اصول کے ساتھ روپیہ لگانے میں
زمین آسمان کا فرق ہے۔ قیصر کی جائداد کے جھگڑے کی وجہ سے دونوں میں
جو کشیدگی پیدا ہو گئی تھی مہینوں باقی رہی مگر آکٹے وِیس نے انٹونی کی مخالفت
کی مطلق پروا نہ کی اور اپنی دشمن میں لگا رہا لیکن اُس کی حیثیت کی باضابطہ تکمیل
یا نیکسس ٹی لیئس (اگست ۴۴ ق م) کے اواخر تک نہ ہو سکی گو اس کے
قبل ہی سے لوگ اُسے قیصر کہنے لگے تھے۔

صوبہ داریاں (۱۳۰۱) انٹونی کو اب یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ سال آئندہ (۴۳ ق م)
کے لیے صوبہ داریوں کا انتظام اُس کے مفاد کے لحاظ سے ہو جائے
یعنی جن کو سینیٹ کے اجلاس کے انعقاد کی تاریخ مقرر کی گئی
کیونکہ اسی زمانے میں اس قسم کے مسائل طے ہوتے تھے صوبہ داریوں کا

باب ۹ انتظام[1] فی الوقت حسب ذیل تھا۔ دو صوبوں پر سابق کانسل حکمران تھے یعنی ایشیا میں ٹرکی بوتھینیس اور شمالی ہسپانیہ اور ناربونی گال میں لیبی ڈس یہ دونوں جائدادیں ۴۳ء تک خالی نہ ہو سکتی تھیں۔ باقی صوبے سابق پریٹروں کے تحت میں تھے یا ایسے اشخاص کے جو قانون جوکین کے لحاظ سے ایک سال کے لئے بطور پروپریٹر حکمران تھے۔ قیصر کا قصد تھا کہ مقدونیہ انٹونی کو دے اور شام ڈولابیلا کو۔ معمولی عملدرآمد کے لحاظ سے یہ دونوں بحیثیت کانسل صوبہ جات مذکور کے حاکم ۴۲ء و ۴۳ء کے لئے ہوتے۔ مگر انٹونی نے اپنے آقا کی سیاسی زندگی کا بغور مطالعہ کیا تھا۔ اُسے بھی آرزو تھی کہ اُس کی میعاد حکومت[2] دو سال سے زیادہ ہو گال میں قیصر کی طویل میعاد حکومت کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ اُس نے اپنی حفاظت کا انتظام کر لیا اور آنے والی مشکلات کے لئے پورے طور پر تیار ہو گیا، علاوہ ازیں جملہ حالات سے باخبر رہے اور مواقع سے فوری نفع اُٹھانے کے لئے کوہ آلپ کے اُدھر والے ملک گال سے بہتر کوئی صوبہ نہ تھا۔ اگر اس صوبے کے ساتھ پیاڑ کے اِدھر والا ملک گال بھی شریک ہو سکتا تو اُن کے حاکم کے ہاتھوں میں سلطنت روما کی عنان حکومت کا آجانا چنداں دشوار نہ تھا۔ اپریل کے اواخر میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ انٹونی دونوں صوبجات گال لینا چاہتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ قانون مذکور کے تحت میں اُس کی اور ڈولابیلا کی حکومت کی جو میعاد ہو سکتی ہے اُس میں سینیٹ سے اضافہ کرا لے۔ یہ خبر صحیح تھی مگر کچھ روز کے بعد اُسکے

---

[1] دیکھو شوارز ہرمیس ۲۳ ۱۸۵-۱۹۰ و ۲۲۶-۲۲۷۔

[2] شوارز کی رائے ہے کہ اگر ملدستاد سابق پیل موتاتر بروٹس اور کیسیس جو اب پریٹر تھے ۴۴ء میں کانسل ہو جاتے اور اس کے بعد ۴۳ء کے لئے کانسلی صوبوں کے صوبہ دار ہو جاتے۔ اگر انٹونی کو تمتس سالہ میعاد کے لئے صوبہ داری مل جاتی تو اُس کی میعاد حکومت ان دونوں کے قبل ختم نہ ہوتی۔ مجھے بھی اتفاق ہے نہ صوبجات کے معاملے میں انٹونی کے طرز عمل اختیار کیا تھا وہ ایک حد تک اسی خیال پر مبنی تھا۔

دل میں یہ خیال آنے لگا کہ اس معاملے کو سینیٹ پر چھوڑنا مناسب نہیں۔ واضح رہے کہ ڈی بروٹس صوبہ گال ایں رودنے آلپ پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ ہو چکا تھا اور آ گئے ویسین رودا میں آ چکا تھا۔ ان دونوں واقعات کی وجہ سے صورت حال متغیر ہو چکی تھی۔ اس لیے انٹونی نے مناسب خیال کیا کہ قیصر کی ایک دوسری نظیر کی پیروی کرے یعنی اپنے مقصد کو مجلس عامہ سے ایک قانون نافذ کرا کے حاصل کرے۔ یکم جون کے قبل ہی اس کے منصوبے کا لوگوں کو علم ہو گیا تھا مگر اسے روک کون سکتا تھا۔ اس کی ذاتی فوج نے اہل شہر کو مرعوب کر رکھا تھا اور پورے سپاہی جو حق حق شہر میں آ رہے تھے بالکل اس کے زیر فرمان تھے۔ اس لیے یکم جون کو مجلس عامہ کی رائے سے دونوں صوبے گال کے اسے مل گئے اور علاوہ ڈولا بیلا کو۔ دونوں کی میعاد حکومت چھ چھ سال تھی جس میں سنہ رواں بھی شامل تھا۔ اسی قانون کی رو سے اسے ڈی بروٹس کو خارج کرنے کا موقع مل گیا اور غالباً ان چار لیجنوں کی کمان بھی مل گئی جو اس الوقت مقدونیہ میں تھیں اور جنھیں قیصر نے جنگ پارتھیا کیلئے بھرتی کیا تھا۔ اس طور پر اس نے ڈولا بیلا کو جمہوریت پسند دل کا مخالف بنا کر اپنا شریک بنا لیا۔ انٹونی کی قوت اب مقابلۂ سابق اور بھی مستحکم ہو گئی کیونکہ اس کا شریک بالکل اس کے قبضے میں تھا اور اس کے بھائیوں میں سے ایک گالیس پر ٹیر تھا اور دوسرا لیوسیس ٹری بیون تھا سینیٹ کے اراکین اس کی فوجی قوت سے مرعوب ہو گئے اور سرگرم جمہوریت پسند جلسے میں شریک نہیں ہوئے۔ مگر اس کی قوت کا مدار زیادہ تر نیز و آزما سپاہیوں کی تائید پر تھا اور یہ لوگ مفت میں اس کی تائید نہیں کر رہے تھے اگر کبھی اسکے یہ لوگ کسی دوسرے سرگروہ کی تائید پر آمادہ ہو جاتے تو انٹونی کی قوت متزلزل ہو جاتی۔

سسرو کی بدولت انٹونی کی بے بسی

(۱۳۰۲) سسرو نے جو خطوط مئی اور جون کے اوائل میں لکھے ان کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سربرآوردہ جمہوریت پسند اپنی بے بسی، تذبذب اور بے اعتباری کی وجہ سے محض ایک مقہور منفعل رہ گئے تھے۔

باب ۹

ہرمیس اور پانسا جو ۴۳ء کے لیے کانسل نامزد ہوئے تھے قیصری تھے مگر دونوں کے افعال اور اقوال سے اعتدال پسندی عیاں تھی اس لیے امید کیجاتی تھی کہ وہ وفادار (جمہوری) جماعت کے ہمنوا ہو جائیں گے۔ سسرو کے سپرد یہ خدمت کی گئی کہ اُن کے خیالات کو معلوم کرے اور انھیں امداد کرنے پر آمادہ کرے۔ مگر ہرمیس کے پُر احتیاط جوابوں سے یہی نتیجہ نکل سکتا تھا کہ ان دونوں سے کوئی امید رکھنا ابھی قبل از وقت ہے۔ سسرو خود اس فکر میں تھا کہ اُسے بطور لیگا ٹیو سرکاری خرچ سے سفر کرنے کی اجازت مل جائے تاکہ وہ اسی بہانے سے اطالیہ سے چلا جائے۔ اب نہ اس کی بیوی تھی نہ بیٹی، بیٹا ایتھنز میں تھا اور اُس کا بھتیجا کوئنٹس اب انٹونی کے حواریوں میں تھا۔ قیصر کے قتل سے کسی قرار واقعی نفع حاصل ہونے کی طرف سے اب اُسے بالکلیہ مایوسی ہو چکی تھی۔ اُسے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ اس کے صرف ۹ فلطر راہ پر چل رہے تھے اور اب اُن سے کچھ نہ بن پڑتا تھا۔ بروٹس اور کیسیس روما کے قریب تھے مگر نوآموز سپاہیوں کی موجودگی سے یہ ہمت نہ پڑتی تھی کہ شہر میں آکر اپنے فرائض بلدی احکام دیں اسی زمانے میں انھوں نے ایک اعلان شائع کیا جس میں انھوں نے اطالیہ میں نقض امن کی کوشش نہ کرنے کے متعلق بہت کچھ اپنی مدح سرائی کی تھی حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ وہ بالکل بے دست و پا تھے اور کچھ کر نہ سکتے تھے۔ انھوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ انٹونی سے لکھ کر دریافت کیا کہ اگر ہم لوگ شہر میں یکجا ہوں تو ہمیں تو ہماری جانیں معرض خطر میں تو نہ ہوں گی۔ مگر یہ محض لطائف الحیل تھے۔ کاسل (انٹونی) کو اپنے ارادوں کے پُر امن اور حب وطن پر مبنی ہونے کا یقین دلانے میں انھوں نے اس امر کو نظر انداز کر دیا تھا کہ روما ایک خاص قوت کے تحت میں تھا اور وہ قوت فی الوقت انٹونی کے ہاتھوں میں تھی۔ بروٹس کا فرض تھا کہ بحیثیت حاکم شہر (پریٹر) کمیٹیوں[2] کی صدارت کرتا مگر وہ شہر میں آنے کی جرأت

[1] دیکھو فقرہ ۱۰۲۴۔

[2] یہ کمیٹیں Lndi Appolhnares تھے جو اکون ٹالس کی سالانہ تاج کو بدلتے تھے۔ اس مہینے کا کام اسی زمانے میں جولیس سیزر کو سونپا گیا تھا جو سسرو کو سخت ناگوار ہوا۔

نہ کر سکا جو اُس کی انتہائی کمزوری اور بے بسی کی نشانی تھی۔ لطف یہ تھا کہ ان
کھیلوں کا خرچ اُسی نے دیا نا صدارت بجائے اُس کے انٹونی کے بھائی
گائیس نے کی۔ مگر اس کے قبل ان دونوں سورماؤں کو ایک صدمہ اور
پہنچ چکا تھا۔ ۵۔ جون کو انٹونی نے سینیٹ کے ایک اجلاس کی صدارت
کی جس میں بروٹس اور کیسیس کو سال آیندہ کے لئے صوبجات سپرد
ہوئے۔ یہ صوبے غالباً کریٹ اور سائرین تھے۔ اس سے مقصود
یہ تھا کہ سنہ ۴۳ء میں انھیں جہازی مہمات پر مقرر کر کے دور دراز مقامات پر
بھیج دیا جائے تاکہ وہ انٹونی کے مقاصد میں مخل نہ ہو سکیں۔ مگر ابھی سال رواں
کے باقی ماندہ حصے کے لئے انتظام کرنا باقی تھا۔ اس کی یہ صورت نکالی گئی کہ
شہر کے لئے غلہ فراہم کرنے کا کام[1] ان دونوں کے سپرد ہوا مگر مثل پامپی کے
انھیں کوئی عام اقتدار عطا نہیں ہوئے بلکہ صرف حید مخصوص اضلاع انھیں
سپرد ہوئے یعنی ایشیا بروٹس کو اور سسلی کیسیس کو۔ تقررات مذکور
دونوں کو سخت ناگوار ہوئے اور اوّلاً انھوں نے قصد کیا کہ صاف انکار کر دیں
سنیٹ[2] نے انھیں کچھ ٹھنڈا کیا اور انکار کرنے سے باز رکھا کیونکہ احکام مذکور
کی زباتی پابندی کم از کم ضروری تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اطالیہ میں وہ خطروں میں
گھرے ہوئے تھے اور بالکل بے بس تھے، برخلاف اس کے صوبجات مفوضہ
قبول کر لینے سے وہ مشرق میں پہنچ سکتے تھے اور مشرق ہی میں انھیں ان ذرائع
پر دسترس حاصل ہو سکتا تھا جو اس عظیم الشان جد و جہد کے لئے ضروری تھے
جس کے بغیر حکومت جمہوری دوبارہ قائم نہ ہو سکتی تھی۔ مغرب میں انٹونی اور

---

[1] فائولن کیسیس کا بیان ہے کہ یہ صوبے کریٹ اور سبھی نیا تھے، ۴، ۲۱۔

[2] اس سال کے ابتدا میں بھی غلے کی کمیابی کا احتمال تھا کیونکہ سیکس ٹس پامپی اور
اُس کے بیڑے کی طرف سے اندیشہ تھا اور اسی لئے انٹونی نے احتیاطاً کچھ غلہ مرجو رتھا
سب ضبط کر لیا تھا۔ سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۴-۳ (۹ اپریل)۔

[3] سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۵، ۹-۱۰-۱۱-۱۲۔

باب ۱۵ پمپی ڈس کا دور دورہ تھا۔ نوجوان پامپی سے بھی اس وقت کسی امداد کی امید نہ ہو سکتی تھی اور انٹونی نے بروٹس کو گال این روئے آلپ سے نکالنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ بے بسی اور غصے کی حالت میں دونوں سرگردہوں نے ڈیسی مس کو کوسنا شروع کیا۔ جو بجائے اس کے کہ دھاوا کر کے انٹونی کی روز افزوں قوت کو توڑ دیتا کوہ آلپ کے قبائل پر یورش کر کے اپنی فوج کو جنگ کی مشق کرا رہا تھا۔ سسرو بھی اُس کے طرز عمل کو غلطی پر محمول کرتا تھا مگر اُس کی رائے میں یہ غلطی اس قدر حائل نہ تھی جتنا کہ انٹونی کو قیصر کے ساتھ مارچ میں قتل نہ کرنا۔ اس طور پر سرگرم حامیان جمہوریت نہ صرف اپنے مخالفوں کے مقابلے میں بازی ہار گئے بلکہ انھیں خود اپنی ناقابلیت کا احساس تھا جس سے اُن کی آنکھیں پست ہو رہی تھیں۔ بروٹس نے حسب عادت نہایت سنجیدگی سے عازم الشیا ہونیکا اعلان کیا مگر کیسیس سسلی جانے کے لیئے تیار نہ تھا۔ سسرو نے اب تک انٹونی سے علانیہ قطع تعلق نہیں کیا تھا اور ڈولابیلا نے حال ہی میں اُسے اپنا ایک لیگاٹی مقرر کر کے اُسے خوش کر دیا تھا یعنی اب وہ بھی قیصری کانسلوں کا ممنون احسان تھا۔ علاوہ ازیں ایٹی کس کے ایما سے وہ باشندگان بوتھ روتھم[1] راتھ لیبائرس کی سفارش ان دونوں اور خصوصاً انٹونی سے کر رہا تھا۔ قیصر نے باشندگان تھیسالونیکا کی کچھ اراضیات ضبط کر کے سپاہیوں کی ایک نوآبادی قائم کرنے کا حکم دیا تھا۔ ایٹی کس اُن کا ہمسایہ تھا کیونکہ اُس کا قلعہ اور علاقہ اس مقام کے قریب تھا اُسکی یہ خواہش تھی کہ یہ لوگ اس مصیبت سے بچ جائیں اور سسرو اُسکی درخواست کو رد نہ کر سکتا تھا۔ اُسکی درخواست کی تائید میں اُسنے ڈولابیلا کو ایک خط لکھا جسکے اتباع میں اُسکی درخواست

[1] سسرو نے جو خطوط اپریل سے جولائی تک لکھے ہیں ان میں اس معاملے کا اکثر ذکر کیا ہے ایڈاٹی کم ۱۴، ۱۷-۲ و ۱۶، ۲۱-۱۶ الفتانر مخصوص لاخط ہوں۔ یہ وسائل قیصر کے انتقال کی تو ثیق تھی کیونکہ قیصر نے قتل سسرو اپنے مرگ ناگہانی کے قبل اپنے حکم کو منسوخ کر دیا تھا۔

۵۹: منظور ہوئی اس معاملے کے متعلق تحقیقات سے کارروائی جاری تھی اور گاسلوں کے تصفیے کے بعد فوجوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ہماری موجودہ بحث میں اس واقعے کی وقعت یہ ہے کہ ایک طرف تو سسرو کو انٹونی کے قتل کیے جانے کا رنج تھا اور دوسری طرف اس سے ملاقات کے خواہشمند ہونے میں عار نہ تھا اور سیاسی تعلقات میں یہ اطلاقی حالت اس شخص کی تھی جسے مشہوریت پسندوں کے اعلیٰ خصائل کا حریص ہونے کا دعوے تھا اور جس نے دستور سیاسی کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا تھا۔ گو باوجود ان پریشانیوں کے علمی مشاغل کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ سال سابق ذکر میں اس نے متعدد رسالے لکھے جن میں سے اکثر اب بھی ملتے ہیں گو وہ ستمبر تک ادھر ادھر پھرتا رہا اور اس کے بعد اسے تقریر کرنے کا موقع ملا جس کا اسے بہت شوق تھا۔ مگر اس وقت تو وہ ملک چھوڑنے کے خوف سے اطالیہ فرار ہونے کی فکر میں تھا جو اس نے یہ خبر مشہور ہونے پر کی کہ لوحان پامپی نے انٹونی اور لیپی ڈس کی مدد کرنے کا عہد کر لیا ہے اور مغرب سے اپنی فوجیں ساتھ لے کر آ رہا ہے۔

انٹونی سے سسرو کی دوستی حامیوں کے ہاتھ

۳۰ (۱۳) مگر حالیہ کو جیسا کہ سسرو[1] بہت شاق تھا کیونکہ اس کی اصل خواہش تھی کہ روما واپس آ کر سیاسیات میں دخل دے۔ جون کے اواخر میں بھی اس نے ایک خط میں لکھا تھا[2] کہ میں انٹونی سے دوستی کے قدیم تعلقات کو برقرار رکھنا چاہتا ہوں جس میں جھگڑوں کی وجہ سے کبھی اب تک خلل نہیں پڑا۔ آگے ڈیس کے بارے میں بھی اس نے اچھا خیال ظاہر کیا تھا جس کو وہ آگے ڈیون لیے لکھا تھا

---

[1] مصنف ٹسکیولن de Deorum Natura de Divinatione, de Fato, Cato Maior, de Gloria جس کے بارے میں اس کا خیال بہت اچھا تھا Laelius, de Officiis,

[2] سسرو ایڈ فیملی کم ۱۵، ۲۸-۲۵، ۶-۱۲، ۶-۲ Phil ۲-۶-۱۲، ۲۵-۲۸، ۱۵، کم فیملی ایڈ

[3] سسرو Ad Inim ۲۳،۱۲ (بنام بروٹس مقیم سدا) کہ اس نے قصد کیا تھا کہ انٹونی کے کاموں کی تعریف

[4] ایڈ فیملی کم ۱۵، ۱۲-۲ (۱۰ جون)

باب ۹ اُسے یہ امید تھی کہ یہ نوجوان بروٹس کیسیس اور دوسرے "سوریاؤں" کے موافق ہو جائیگا مگر اس کے لیئے ضروری یہ تھا کہ وہ انٹونی سے دور رکھا جائے اگر دور افتادہ سسرو کا یہ خیال تھا تو ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ جو لوگ روما میں مقیم تھے اُن کا بھی یہی خیال ہوگا جمہوریت کے تمام ہی حواریوں کی یہ خواہش ہوگی کہ قیصر کے نوجوان وارث اور اُس کے بردست سپہ سالار کی اغراض میں تناقص پیدا ہو جائے۔ واضح رہے کہ اس اثنا میں جبکہ سیاسی معاملات نہایت ہی خطرناک صورت اختیار کر رہے تھے اور باقاعدہ خوں ریزی اور خانہ جنگی کی نوبت آگئی گردیا کے روزمرہ کے کام حسب سابق بغیر کسی روک ٹوک کے ہوتے رہتے تھے۔ لوگ قرض لیتے اور دیتے رقمیں لیتے اور دیتے یا نہ دیتے مثلاً ڈولابیلا نے اب تک ٹولیا کے جہیز کی پوری رقم واپس نہ کی تھی، عدالتوں کے اجلاس ہوتے، مقدمات کی سماعت ہوتی یا ملتوی رہتے اور قانونی مباحث مضمونوں کے پر غور رہتے۔ ان جملہ امور کا ذکر سسرو کے خطوط میں ہے گو وہ روما میں مقیم نہ تھا۔ سسرو کے مالی معاملات نہایت ابتر حالات میں تھے جس کی وجہ سے اس کے وفادار دوست ایٹی کس کو سخت زحمت ہوتی تھی۔ شادیوں، طلاقوں، تعمیر کہنہ، اور جائداد کی خرید و فروخت کا سلسلہ جاری تھا اور سازشیں ہوتی تھیں کہ فلاں فلاں اشخاص کی جائداد سبز باز ماسپاہیوں کو اراضیات عطا کرنے کے لیئے ضبط نہ ہو۔ انٹونی اب تک "قیصر کی یادداشتوں" سے اپنا کام نکال رہا تھا اور مختلف مراعات (مثلاً ڈیوٹارس کو حقوق شاہی عطا کرنا) عطا کے رشوتیں وصول کر رہا تھا جس کی وجہ سے نقد روپے کا چلن ایک مدت تک جاری تھا۔ سسرو جب پامپی یائی سے ۱۰ مرحلائی کو روانہ ہوا تو اسکا قصد تھا کہ خزاں کے قریب روما کو واپس ہو۔ گو وقت اس دنوں میں بروٹس کا ساتھ ہوا تھا مگر سسرو کو اُس سے مل کر سخت مایوسی ہوئی اور اُس کے اوچھے پن، بے ہمتی،

---

[1] دیکھو ایک رقعہ جو Ad fam ۱۲، ۲۵ میں ایک مقدمے کا ذکر ہے جس کے بارے میں بروٹس (کاتی پیو) نے بحیثیت حاکم تبریز ایک عارضی حکم جاری کیا تھا۔

[2] سسرو ایڈ اٹی کم ۱۶، ۵، ۴-۲۔

باب ۵۹

بے بسی اور تذبذب کا راز سسرو پر کھل گیا۔ بروٹس آخر تک اس امید موہوم میں تھا کہ کھیلوں پر جو رقم کثیر اس نے خرچ کی تھی اس سے عوام روما اس سے خوش ہو جائیں گے اور اسے روما واپس جانے کا موقع ملیگا۔ مگر سسرو پر حقیقت حال آشکارا تھی اور اس نے نہایت تحقیر کے ساتھ اصل واقعے کا اظہار کیا کہ اہل روما کی اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ وہ اپنے ملک جمہوریہ کی حمایت کے لیئے نہیں اٹھاتے بلکہ تالیاں بجانے کے لیئے۔ اس لیئے پامپی رائی سے وہ ناخوشگوار جذبات کے ساتھ روانہ ہوا اور اپنی کس کو اس نے خط لکھا کہ میں ان کو چھوڑ کر اب پھر میدان کارزار کو جا رہا ہوں۔ اس کا ارادہ تھا کہ بیٹے کے انتظار میں لے۔ مگر یہ سفر خوشگوار نہ تھا۔ مقدونیہ سے جو لوگ اس کے ساتھ آئے تھے ان کی راہ میں وہ دھیرنا نہیں چاہتا تھا اس لیئے اس نے بر اندیسیم کے نزدیک تراتے کو چھوڑ دیا اور یہ بھی خبر تھی کہ سمندروں میں قزاقوں نے پھر لوٹ مار شروع کر دی ہے۔ اس کے علاوہ اسے حال ہی میں اطلاع ملی تھی کہ خانہ جنگی کا ہونا ناگزیر ہے۔ لوگوں پامپی کے قدر نہیں کیا یہ نہیں سمجھتے جاتے تھے اور اس نے حال ہی میں کانسلوں کو ایک خط بھی لکھا تھا جس میں علاوہ دیگر امور کے اس نے مطالبہ کیا تھا کہ اپنے کانسل کے [illegible] تمام فوجیں مستعفی کر دی جائیں۔

سسرو کی سمندری راہ سے واپسی

(۴۷ ق م) سسرو سمندری راہ سے ۱۸ جولائی کو روانہ ہو کر ویلیا اور ویبو سے گزرتا ہوا آخانے سسلی میں پہنچا۔ اس کے بعد وہ سیراکیوز گیا جہاں اس نے یونان کا رخ کیا تو باد مخالف کے جھکڑوں سے اسے یرکیم کے قریب ایک مقام پر پہنچا دیا جہاں اس نے ہرکت کے قریب مقیم باشان جہاں تھیں یعنی انٹونی اور بروٹس اور کیسیس کے درمیان کھلے خط و اعلانوں Edicts کے ذریعے سے علانیہ جھگڑا شروع ہو گیا تھا جمہوریت پسندوں کا جواب ہے

---

لہ سسرو لینٹیلس کم ۱۶، ۵، ۴-۲۔
کہ سسرو ایڈاٹیس کم ۱۶، ۷۔

باب ۹ اس قسم کے مظاہرے محض بیکار تھے کیونکہ اُن کی تائید پر کوئی فوج نہ تھی لیکن وہ کوشش کر رہے تھے کہ معرار اکین سینیٹ یکم ستمبر کو مجلس مذکور کے ایک اجلاس میں شریک ہوں۔ انھیں یہ بھی امید تھی کہ انٹونی درگزر کریگا اور کوئی ایسا انتظام ہو جائیگا کہ سربرآوردہ جمہوریت پسند روما کو واپس آسکیں۔ اس صورت میں سسرو کی غیر حاضری سے لوگوں کو نکتہ چینی کا موقع ملتا اس لیئے وہ اپنے قصد سے باز آیا اور ۱۷ اگست کو پھر ویلیا پہنچ گیا جہاں وہ بروٹس سے ملا اور ختم ماہ سے قبل نسکیولم میں وارد ہوا۔ مگر سیاسی مباحث میں شریک ہونے کی اُسے کم امید تھی کیونکہ صورت حال نازک ہوتی جاتی تھی۔ یکم اگست کو سینیٹ کے اجلاس میں انٹونی کی مخالفت کرنے کی کوشش کی گئی مگر بوجہ عدم تائید کامیابی نہیں ہوئی۔ اس اثنا میں ساہوکاروں نے آنے والی جنگ کے اندیشے سے اپنے ہاتھ کھینچ لیئے جس کی وجہ سے روپے کی کمی ہو گئی تھی۔ اب وہ وقت قریب آگیا تھا کہ سسرو بھی مقابلے پر آجائے اور جمہوریت کی بقا کے لیئے اپنا آخری زور لگا دے۔ یہ طے تھا کہ انٹونی سے قطع تعلق کرنا ضروری تھا مگر ابھی اس کا موقع نہیں آیا تھا۔ قیصر کے انتقال کے بعد سے سسرو کے متعلقات اس کے سربرآوردہ متوسلین مثلاً بالبس، آپیس اور مامیس سے نہایت خوشگوار تھے۔ سسرو کا خیال تھا کہ ان لوگوں کا اپنے آقا کی موت پر تاسف کرنا بالکل حق بجانب تھا کیونکہ اس میں احمقانہ تعصب نہ تھا جس کی وجہ سے بروٹس اور اُس کے ہمنواؤں نے اعلان کر دیا تھا کہ قیصر کے لیئے ایک آنسو بھی گرانا جمہوریت کے حق میں غداری ہے۔ افسوس ہے کہ جن سورماؤں کی تعریف میں سسرو طب اللسان تھا وہ درجہ تنگ نظر اور کینہ ور تھے۔

آگئے بڑھنا (۱۳۰۵) اب ہم انٹونی کی کارروائیوں پر ایک نظر ڈالیں گے۔ اگئے وس (جسے اب ہرآگئے وین کے نام سے یاد کریں گے) کا ورود انٹونی کے لیئے موجب پریشانی تھا کیونکہ یہ نوجوان اپنے حقوق سے بارآنے والا نہ تھا

---

لہ سسرو ۔ ۱۱، ۲۰-۲۹۔

باب ۹

انٹونی نے اعلان کر دیا کہ قیصر کی جائداد عامۂ قوم کی ملک تھی مگر اس پر بھی آکٹے ویس اپنے دعوے سے باز نہ آیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں باوجود قسموں کے اُس نے ان رقوم کو ادا کرنا شروع کر دیا تھا جو قیصر کے وصیت نامے کی رو سے واجب الادا تھیں۔ جمہوریت پسندوں کی تالیف قلوب کی بھی وہ کوشش کر رہا تھا اور گو انٹونی سدِ راہ تھا اور اُس کی تذلیل کی فکر میں تھا مگر باوجود ان دقتوں کے اُس کے قدم برابر جمتے گئے۔ قیصر کے کاغذات انٹونی کے قبضے میں تھے جن میں سے وہ اپنے مطلب کے احکام حسب خواہش نکالا کرتا تھا۔ اوائل جون میں کوشش کی گئی کہ اس کو ان حرکتوں سے باز رکھا جائے۔ سینیٹ کے ایک حکم کے موجب ان یادداشتوں کو ترتیب دینے کے لیے ایک کمیٹی مقرر کی گئی تھی جس میں دونوں کانسل شریک تھے۔ مگر سسرو کا بیان[1] ہے کہ انٹونی بالحاظ حکم مذکور اس کام کو بلا شرکت غیرے کرتا رہا۔ حکم سابق بدل کرنے کے لیے پھر ایک قانون اب نافذ کیا گیا مگر انٹونی پر اس کا بھی مستدبہ اثر نہیں ہوا کیونکہ درحقیقت سوائے فوجی قوت کے کوئی چیز اُسے روک نہ سکتی تھی۔ سکے نئے تازہ سپاہیوں کی فوج جمہوریت پسندوں کے خلاف اس کی تائید پر ہر وقت تیار تھی کیونکہ سپاہیوں کو یہ خوف تھا کہ جمہوریت پسند اُن کو اُن انعاموں سے محروم کرنا چاہتے ہیں جن کا اُن سے وعدہ کیا گیا تھا یا جن کی اُنھیں امید تھی مگر آکٹے ویس کے مقابلے میں اُن کی تائید ذرا مشتبہ تھی کیونکہ قیصر کا بیٹا ہونے کی وجہ سے سپاہی اُسے بنظر احسان دیکھتے تھے۔ اس لیے انٹونی نے مناسب خیال کیا کہ کچھ اور فوجیں روما میں بلا لے اور حکم دے دیا کہ مقدونیہ میں چار لیجن موجود ہیں فوراً روانہ کر دیے جائیں۔ اسی اثنا میں اپنی قوت کو مستحکم کرنے کے لیے اس نے ایک جدید زرعی قانون[2] پیش کر دیا جس کے تفصیلی حالات زیادہ معلوم نہیں لیکن غالباً اس کا منشا یہ تھا کہ اطالیہ کی بعض اراضیات

---

[1] سسرو Phil ۵-۲۔ ایڈاٹیکم ۱۶، ۱۶ ب ۸ - ج ۲۔

[2] اوائل جون میں باوجود سپاہیوں کے نامہ بھیجنے دیکھیے لانگ تاریخ قیصر سوم ۵۰۲۔

باب ۵ مثلاً حوالے حال کی ضبطیوں کے ضمن میں خرید کیے گئے تھے) کے موجودہ قابضوں کے حق قبضہ کو معرض بحث میں لایا جائے اور شاید یہ بھی مقصود تھا کہ یا مت ثن کی دولتوں کو بھی قابل تقسیم قرار دیا جائے جو ابھی تک خشک میں کی گئی تھیں۔ اس قانون کے نفاذ کو عمل میں لانے کے لیے سات اشخاص کا ایک کمیشن مقرر کیا گیا اور عالباً انھیں سات اشخاص کی کارروائیوں کی وجہ سے سسرو کو اپنی جائداد واقع نسکیہ لم کی طرف سے خوف پیدا ہو گیا تھا۔ قانون مذکور سے نہ صرف سرولا بلکہ سیاسیوں کے مخالف تہہ بوں کو بھی نفع پہنچانا مقصود تھا اور جن اشخاص کی جائدادیں اس تصرف میں لائی جاتیں ان میں زیادہ تر جمہوریت پسند جماعت کے سرکردہ ارکان تھے۔ حوالی دو گست نیز صومت مالکل انٹونی اور سکے دونوں بھائیوں کے ہاتھوں میں تھی۔ اس کا یہ بھی قصد تھا کہ سسروں کا انتخاب کرانے اور اس خدمت پر نیے مدام بحال کیا جاتا تھا سسرو کے ساتھ کانسل ہوا تھا لیکن اس خیال کو اس نے ترک کر دیا۔ اس کی وجہ بڑی اب گھٹتی خلق تھی اس لیے سرولا پر بھے کے لیے اس نے ۰۰ صد یہ قوانین پیش کیے جو یہ دونوں قوانین قیصر کے قوانین کے بالکل خلاف تھے۔ ایک قانون کی رو سے جوریوں کی تیسری جماعت ۱۰۰ ق م سے قیصر نے موقوف کر دیا تھا بحال ہو کر سنوریوں کے لیے مخصوص ہو گئی اس جوریوں کی فہرست عدالتوں میں بھی داخل ہو گیا دوسرے قانون کی رو سے ان اشخاص کو جنھیں عائد کیے گئے الزام کی تحقیقات کی تھی اس امر کی اجازت دی گئی کہ وہ اپنے فیصلوں کو اپیل روما کے نائب کے اختیار دیتی تھیں اور ان مستقل عدالتوں Quaestiones Perpetuae کے فیصلے گزشتہ سو سالوں سے بالکل قطعی خیال کیے جاتے تھے۔ اصل مقدمہ کی خلاف ورزی خصوصاً ایسی حالت میں کہ سولا اور قیصر کے قوانین سے بھی ان کی توثیق ہو چکی تھی

---

۱ تیسرے جماعت انٹونی ڈولیلا اور تین اشخاص جو انٹونی سے متوسلین میں سے تھے۔
۲ دیکھو لینیاک تاریخ قدیم روم و سسرو Phil ۲ ۲۳۔

باب ۹

دانشمندی کے بالکل خلاف تھے۔ اس کا نتیجہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ ذی اختیار اشخاص جو جرائم کی بے ایمانی سے سزائے بیشہ بچتے رہتے تھے۔ اب سزا سے بالکل محفوظ ہو جائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قوانین مکمل کا غاذ ستمبر سے قبل نہیں ہوا۔

سسرو اور انتونی کی رائے

(۶۰-۱۳) سسرو کو امید تھی کہ انتونی اپنے اختیارات سے دستبردار ہو جائیگا اور جمہوریت پسندوں سے گفت و شنود کریگا مگر اب وہ پھر غلطی سے متنبہ ہو گیا۔ روما میں وہ ۳۱۔ گست کو پہنچا اگلے روز سینیٹ کے اجلاس میں شریک نہ ہوا اور صدر شرکت لاطل طویل سفر کی تکان پر محمول کیا مگر اطالیہ کے موسم گرما کے سفر کی تکان کے علاوہ مدر شرکت کا ایک اور سبب بھی تھا یعنی ایک ایسے مقابلے میں حرارکا۔ تھا انتونی کے مقابلے میں پیش قدمی کرنے میں اے تامل تھا سینیٹ میں اہم ترین معاملہ ریجیٹ انتونی کی ایک تحریر تھی جو تمام شکرانے کے تہواروں میں قیصر کو جواب دیوتا قرار دیا گیا تھا۔ میں بڑھانے کے لیئے ایک زاید یوم کا اضافہ کیا جائے۔ یہ تجویز نہ صرف قوانین مذہبی کے لحاظ سے قابل اعتراض تھی بلکہ عقول سسرو بالکل ناقابل قبول تھی مگر اب اس قسم کے اعتراضوں کا زمانہ باقی نہ تھا اور تجویز منظور ہو گئی۔ اپنی تقریر میں انتونی نے سسرو کی صدم موجودگی کی طرف اشارہ کیا بروٹس اور کیسیس کیساتھ سسرو کے جو تعلقات تھے ان کا اسے بخوبی علم تھا اور چونکہ سسرو اب روما میں اکیلا تھا اس لیئے وہ اسے مجبور کرنا چاہتا تھا کہ اپنے حقیقی خیالات کا اظہار کرے۔ اس نے دھمکی دی کہ اگر سسرو سینیٹ کے اجلاسوں میں شریک ہوا تو میں اسے زبردستی شرکت پر مجبور کر دوں گا۔ دوسرے روز سینیٹ کا پھر اجلاس ہوا مگر انتونی موجود نہ تھا اس جلسے میں سسرو[1] نے ایک تقریر کی جس میں اس نے انتونی کے طرز عمل پر اعتراض کیئے مگر گالی گلوچ سے باز رہا۔ سسرو نے انتونی کی ابتدائی کارروائیوں کا جو دستور کے خلاف نہ تھیں اس کے زمانہ ماجد کی

[1] یہ تقریر فلپک کے نام سے مشہور ہے۔

باب ۵۹ کارروائیوں سے مقابلہ کیا جن سے انقلاب لیپیڈی کی بو آتی تھی اور قیصر کی یاد دلاتی تھی اور اس کے قوانین کے منسوخ کرنے کی طرف بھی اشارہ کیا۔ سسرو نے یہ بھی کہا کہ تمہیں اس طاقتور حضرت ڈکٹیٹری کو موقوف کر دینا بہت مناسب تھا مگر دستور کو بالائے طاق رکھ کر تخویف کے زور پر حکومت کرنا تمہارے دیگر ہے اور اگر دونوں حدید قوانین پر عمل کیا جائے تو صدالتوں کا وجود محض بیکار ہو گا۔ کیا اہل روما اس کو برداشت کر سکتے ہیں؟ قیصر کا جو حشر ہوا سب کو معلوم ہے یہ ڈکٹیٹر کے حقیقی اعمال کی توجیہ نہ تھی اس کے ایسی سیدگی ظاہر کی اور موجودہ کانسلوں کی کارروائیوں کی جہاں تک ہو سکتا تھا اس نے تعریف کی۔ تقریر کا جو اصلی مسودہ ہمارے پیش نظر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سسرو نے تالیف قلوب کی کوشش کی تھی مگر عملاً اس کا نتیجہ برعکس ہوا۔ انٹونی کے لیے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ ایسے شخص سے جو علانیہ اس کا مخالف تھا قطع تعلق کرے اور یہی اس نے کیا۔ ۱۹ ستمبر کو اس نے سینیٹ کا ایک اجلاس منعقد کیا جس کے لیے اس نے نہایت احتیاط سے ایک تقریر تیار کی تھی۔ اس تقریر میں اس نے سسرو کی خوب گت بنائی۔ اس کی سیاسی زندگی کے تمام واقعات کو اس نے بڑی تیزی کے ساتھ سامعین کے سامنے پیش کیا۔ ان واقعات میں بیشتر ایسے تھے جن پر مخالف کو اعتراض کرنے کا بخوبی موقع تھا۔ انٹونی کا مقصد بلاشبہ یہ تھا کہ اکیس کو یقین دلائے کہ ایسے شخص کی پیروی کرنا حب الوطنی اور دانشمندی کے خلاف ہے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سسرو کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو متلون مزاج اراکین سینیٹ میں روح پھونک کر ایک زبردست مخالف جماعت کھڑی کر دیتا۔ سسرو کا اندیشہ تھا اور یہ اندیشہ غالباً بجا تھا کہ انٹونی اسے قتل کرا دیگا۔ مگر اکتوبر کے وسط تک روما میں یہ افواہ گرم تھی کہ انٹونی کی زبردست مخالفانہ تقریر کا جواب تیار کرنے اور سیاسی حالت کا اندازہ کرنے میں مصروف رہا۔ غالباً

---

لہ۔ دیکھو وہ خطوط جو اس نے اس زمانے میں لکھے Fam. ۱۰، ۲۸، ۲۰، ۱۲، ۳۰، ۶۔ ۲۳۔

ایک نتیجہ تو اس سے یہ نکالا کہ اگر جمہوریہ کو واقعی حقیقی طور پر قائم میں آسکتا ہے تو اس کی صورت صرف یہ ہو سکتی ہے کہ فوجی صوبجات جن کے زیر کمان فوجیں ہیں وفاداری کے ساتھ اس کی تائید پر آمادہ ہو جائیں۔ اس وفاداری کو وجود میں لانے کے لیے خود قائم اس سے پیش تر تھے اس کا پتا اس کے خطوط سے چلتا ہے۔ بلا شک صوبہ دار گال بیدہ کو اس نے لکھا تھا کہ آئندہ ترقی کی تمام امیدیں تم کو دستور کے بہتان تصفیہ کے ساتھ وابستہ رکھنی چاہئیں یعنی امپراٹر جمہوریہ کی بحالی کے ساتھ کارزنی کیس صوبہ دار بیتھ معزول کر دیا گیا تھا اور اسکی جگہ پر دوسرا صوبہ دار مقرر ہوا تھا جو فوج قیصری سے موافق تھا۔ سسرو نے کارزنی کمیس کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے اُسے متنفر کیا کہ وجود اس تذلیل کے خاموش بیٹھے ہوئے بہ بالمختصر وہ ایسے حضرات کو برانگیختہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے جن کا مفاد اسی حد تک ہو سکتا ہے جب تک کہ وہ صوبہ داران مذکور کی ذاتی اغراض یا حفاظت جاں کے خلاف نہ ہوں۔

روما میں سیاسی بھید گیان اور آگسٹس کی آمد

(۱۳ ستمبر کے آخر میں روفس سمندر کی راہ سے یونان روانہ ہوا اور جب وہ کے بعد کمیسیس بھی وہیں چلا گیا۔ ان دونوں کا یہ قصد تھا کہ ڈولابیلا کے پہنچنے کے قبل ہی ممالک مشرق پر تسلط حاصل کر لیں اور سسرو اور وہ جمہوریت پسند اس مہم کو کہ میالب کی جمع سے کے متعلق تھے کیونکہ اسی پر ان کی جماعت کی آئندہ فلاح کا انحصار تھا۔ سسرو نے اپنی جماعت کے سربرآوردہ اراکین سے الگ کے نام گنائے ہیں جو یا تو روما میں موجود نہ تھے یا سینیٹ کے جلسوں میں شریک ہونے سے ڈرتے تھے۔ سسرو کے سوا اس کی جماعت کے صرف پانچ شخص تھے مگر ان پانچ باوقار اشخاص کے دم سے بھی وہ غنیمت خیال کرتا تھا کیونکہ اگر موقع مل جاتا تو ان لوگوں کی امداد سے وہ سینیٹ میں یکایک سیاسی حالات بھی اب متغیر ہونے لگے تھے۔ آگسٹس وین انٹونی سے علانیہ قطع تعلقات کرنے سے گریز کرتا تھا مگر درحقیقت دونوں میں صفائی نہ تھی۔ جماعت قیصری میں جو لوگ پورے طور سے

باب ۵۹

شریک تھے اُن کا خیال تھا کہ قیصر کے قاتلوں کو بلا لحاظ اعلان معافی سزا ضرور ملنی چاہیئے۔ انٹونی اور آکٹے وین کی بھی بظاہر یہی خواہش تھی مگر انٹونی کی کارروائیاں اس قسم کی تھیں کہ ان سے مترشح ہوتا تھا کہ بجائے قیصر کے قتل کا انتقام لینے کے اُسے قیصر کا جانشین بننے کی زیادہ فکر ہے۔ آکٹے وین نے قیصریوں کو یہ باور کرایا کہ وہ انتقام کے بارے میں زیادہ سرگرم ہے مگر درپردہ وہ اپنی معتدل روش سے جمہوریت پسندوں کے شبہوں کو رفع کر رہا تھا۔ ۲ر اکتوبر کو ایک مخالف ٹری بیون نے انٹونی سے درخواست کی کہ اپنے ارادوں کا اظہار کرے۔ انٹونی صاف جواب دینے سے گریز نہ کر سکتا تھا اس لیئے اُس نے قبول کر لیا کہ میں قاتلوں کو سزا دلانا چاہتا ہوں۔ سسرو[1] کا بیان ہے کہ حاضرین جلسہ نے تاحوشی کا اظہار کیا۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ آکٹے وین کے اثر کے رفتہ رفتہ بڑھنے کی وجہ سے لوگوں کے دلوں سے انٹونی کا خوف نکل گیا تھا۔ چند روز کے بعد یہ خبر مشہور کی گئی کہ چند قاتلوں نے کانسل (انٹونی) پر حملہ کیا تھا اور یہ کہ قاتلان مذکور کو آکٹے وین نے اس کام پر مقرر کیا تھا۔ سسرو کا بیان ہے کہ باخبر امر اس اولیت کو صحیح خیال کرتے تھے اور اس تدبیر کے موجد تھے مگر انٹونی نے کوئی باضابطہ کارروائی Ham prosarre کرنے کی جرأت نہ کی کیونکہ اُس سے بالعموم نفرت کرنے لگے تھے۔ عوام شہر کا خیال تھا کہ انٹونی نے آکٹے وین کو بدنام کرنے کے لیئے یہ جھوٹا الزام اس پر لگایا ہے اور غالباً اُن کا یہ خیال صحیح تھا۔ آکٹے وین کے

[1] سسرو Ad fam ۱۲ - ۲۵ Phil ۲ ۱۹ ۳ میں خیال ہے اس کا تعلق غالباً اسی واقعے سے ہے۔ مصنفین بعد میں سیکا اور سوئی ٹونیس اس روایت کو صحیح خیال کرتے ہیں اور ویلیس کولوئس اور ایپین اس کو تسلیم نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے کہ ڈائری ۱۴ یا اس کے ماخذ میں کینہ اور ہے۔ ایپین (جلد ۳ صفحہ ۳۹) کہتا ہے کہ اس وقت انٹونی کو قتل کرا دینا آکٹے وین کے مصالح کے خلاف تھا مگر یہ قابل وثوق نہیں ہے۔

ملازم انٹونی کی ذاتی فوج کے خبردار سپاہیوں کو ورغلا رہے تھے جس کی وجہ سے انٹونی کو سخت فکر تھی۔ ۹ اکتوبر کو وہ روما سے روانہ ہوا تاکہ ان چار لیجنوں سے جا ملے جو حال ہی میں برندی سیم میں اتری تھیں۔ اگر ان لیجنوں کو وہ رام کر لیتا اور انھیں اپنے ساتھ روما لے آتا تو پھر اس کے مقابلے پر کوئی نہ آسکتا تھا۔ لیکن آکٹے وین کی مستقل مزاجی اور چستی و چالاکی سے وہ بخوبی واقف نہ تھا جو کیمپے نیا کی نوآبادیوں کا دورہ کرنے کے لیے فوراً روانہ ہو گیا اور وہاں اس نے خبردار سپاہیوں کی بھرتی شروع کر دی۔ اس کام کے لیے روپیہ کی ضرورت تھی جس کا بیشتر حصہ ان لوگوں نے فراہم کر دیا جو اس کو انٹونی کے مقابلے پر کھڑا کرنا چاہتے تھے۔ اس نے بہت جلد ایک خاطر خواہ فوج تیار کر لی اور اوائل نومبر سے اس کی تربیت میں مشغول ہو گیا۔ سپاہیوں کی بھرتی بھی برابر جاری تھی۔ اس اثنا میں اس کے کارندے برندی سیم کی افواج کے سپاہیوں کو ورغلا رہے تھے جس کی وجہ سے انھوں نے انٹونی کا خیمہ چھوڑ دیا ہے۔ کیا۔ انٹونی نے کس ایک سو دینار انعام دینے کا وعدہ کیا مگر انھیں معلوم تھا کہ آکٹے وین اپنے سپاہیوں کو فی کس دو دینار دے رہا ہے۔ صقلیہ کی بحالی کرنے کیلئے مخالف سیاستدانوں نے جس کو انٹونی نے قتل کرا دیا تھا اور جس کی وجہ سے انھوں نے انٹونی کا خیمہ چھوڑا تھا۔ اس کے بعد وہ گالیوں کی لیجن الاؤدی کو ساتھ لے کر روما چلا گیا اور وہ سب لیجنوں کو ملا کر دیالہ وہ متقب آئیں۔ روما میں وہ نومبر کے وسط میں پہنچا مگر آکٹے وین وہاں پہلے ہی سے دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ پہنچ چکا تھا۔ مگر ان سپاہیوں کی تعداد اس قدر نہ تھی کہ فوج کا عام پر صداقت آسکے اور کانسل کے خلاف وہ لڑنے کو تیار ہو سکتے۔ ایپین سا بیان ہے کہ انھوں نے اپنے سرغنہ کا ساتھ کچھ روز کے لیے چھوڑ دیا۔ ہم انکے ذریعے سے

۵۹ ب

ملہ اس لیجن کے جھنڈے پر پہاڑوں کی تصویر تھی مگر یہاں لیجن یہ سمجھا کہ ماٹیا دیا سے لایا گیا تھا۔ یہ یاروں دیوتا چاند کی دیوی اور نارشیا ہے۔

باب ۵ اپنے منصوبوں کو عمل میں لانے میں اُسے ضرورت ہوئی۔ ان سپاہیوں کا اصل مقصد یہ تھا کہ قیصر کے قتل کا انتقام لیا جائے اور قیصر کی قائم کردہ فوجی حکومت برقرار رہے۔ انٹونی اور آکٹے وین کے ذاتی جھگڑوں میں وہ شریک ہونا پسند نہ کرتے تھے۔ مگر اس کے بعد ہی خبر آئی کہ انٹونی کے چار لیجنوں میں سے ایک نے تمل ساحل کی سڑک کو چھوڑ کر البا پر قبضہ کر لیا ہے اور آکٹے وین کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے جس کی وجہ سے صورت حال متغیر ہو گئی۔ یہ لیجن مارشیا تھا اور جو تھے لیجن کے سپاہیوں سے بھی بہت جلد اُن کی متابعت کی آکٹے وین نے سینیٹ کی طرف سے بے پروائی برتنے کا غلط طریقہ اختیار نہ کیا کیونکہ انٹونی کے مقابلے میں وہ مجلس مذکور سے کام نکالنا چاہتا تھا۔ جس زمانے میں کہ وہ جنوب میں مصروف تھا سسرو سے برابر نامہ و پیام کرتا رہا اور اُسے یقین دلاتا رہا کہ میں سینیٹ کے ساتھ مل کر اُس کے ذریعے سے کام کرنے کو تیار ہوں۔ قیصر کے قتل کا انتقام لینے کے ارادے سے باز آنے کا وعدہ کر کے اُس نے سسرو کو روما واپس آنے اور مجلس سینیٹ کی پیشوائی کرنے پر آمادہ کرنا چاہا۔ مگر فی الوقت سسرو نے پیش قدمی نہ کی کیونکہ اس اتحاد کی طرف سے اُس کے دل میں خدشہ تھا کہ وہ انٹونی کو تباہ اور برباد کرنا ضرور چاہتا تھا۔ قیصر کے نوجوان وارث کا شہر کے لوگوں نے بخوشی خیر مقدم کیا اور اپنی ایک تقریر میں اُس نے قیصر کا جانشین ہونے پر زیادہ زور دیا جس کی وجہ سے سسرو کو جمہوریت کے فدائی ہونے کی حیثیت سے اندیشہ ہو گیا اور عاقبت اندیش ایٹی کس نے اُسے مشورہ دیا کہ فی الحال سکوت بہتر ہے۔ آکٹے وین اپنی فوج کے ساتھ اٹرو ریا چلا گیا اور آرے تیم میں ایک چھاؤنی قائم کی نیز دانا سپاہیوں اور رنگروٹوں کو اور بھرتی کر کے اُس نے ایک کارگر فوج بنالی۔ انٹونی اپنے

---

لہ مورخین میں اختلاف ہے مگر میرا خیال ہے کہ یہ وہی قلعہ ہے جو آبادی سے فوجی کشتی کی جھیل پر واقع ہے۔

ع سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۵، ۱۶، ۳ سسرو کے شبہات کے لیے دیکھو ۱۴، ۱، ۲۔

باب ۵۹

وفادار لیجنوں کو میسور میں لایا تھا مگر اُسے وہاں جاکر سپاہیوں کو وفاداری پر قائم رہنے کے لیے انعامات دینے پڑے۔ فوجی زندگی کا اس زمانے میں نمایاں ترین پہلو یہ ہے کہ حریص سپاہیوں کے مطالبات کو پورا کرنے کے لیے روپے کے بے پایاں صرفے کی ضرورت تھی۔ الیا میں انٹونی کی کچھ شنوائی نہ ہوئی کیونکہ سپاہی آکٹے وین کے بندۂ زر تھے اور اُس سے متنفر تھے۔ ۴۰ء قبل مسیح کو وہ روما میں پہنچا۔ سینیٹ نے بہت سی کارروائیاں اُس نے بجلت طے کرادیں جس میں صوبوں کا انتظام بھی شامل تھا جو سال آئندہ میں سابق پریٹروں کے سپرد ہونے کو تھے۔ مقدونیہ اُس کے بھائی گائس کے حصے میں آیا۔ اس کے بعد اُس نے اپنی فوجوں کو مجتمع کیا اور شمال میں اریمینی نم کی طرف روانہ ہوا۔ میدان جنگ میں فوج کی کمان کرنا اُس کے مذاق کے خلاف تھا اور اُس کا مقصد تھا کہ ڈی برو تس کو ادھر والے گال سے نکال دے اور اپنے صوبے پر قبضہ کرے قبل اس کے کہ آکٹے وین کی فوج تیار ہو اور دوسری فوجیں اُس کو اپنے مقصد سے باز رکھنے کے لیے تیار ہو سکیں۔

انٹونی کے خلاف میسور کی دشمنی (ظاہر)

(۴۰۸) انٹونی کے روانہ ہو جانے سے جمہوریت پسندوں کو ہاتھ پاؤں مارنے کا موقع ملا بشرطیکہ اپنی کارروائیوں کو حق بجانب قرار دینے کے لیے اُن کے پاس کافی فوج ہوتی۔ فوج کے ملنے کی صرف یہی صورت تھی کہ وہ آکٹے وین سے اتحاد پیدا کرتے جو نوجوان آکٹے وین جس کی عمر اب ۱۹ سال تھی اس کے لیے بالکل تیار تھا۔ سربرآوردہ جمہوریت پسندوں کی امداد کی وجہ سے اس اتحاد کو سینیٹ میں زبردست غلبہ آسانی حاصل ہو جاتا اور اس کو خود بھی موقع ملتا کہ سلطنت روما کا نمائندہ بن جاتا جس کے زیر کمان ایک زبردست فوج بھی تھی۔ سینیٹ کے اراکین بھی اس اتحاد سے متفق تھے کیونکہ ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اب تک کسی کے دل میں یہ شبہ نہیں گزرا تھا کہ انٹونی کو زیر کرنے کے لیے قیصر کے وارث کو اُس کے

---

لہ سینیٹ کے اس اعلان میں جو نئے لیجن لی بے وفائی کی جزا سے ملی۔

باب ۵۹ مقابلے پر آمادہ کرنے میں وہ اپنے آپ کو ایک ایسے شخص کے قبضۂ قدرت میں دیکھتے تھے جو بحیثیت آقا کے انٹونی سے بدرجہا قابل تھا اور جس کا مقابلہ وہ کبھی کر نہیں سکتے تھے۔ سسرو روما میں ۹ ستمبر کو پہنچا اور اس وقت تک وہ اس جدوجہد کے لیے پورے طور پر تیار ہو چکا تھا جس کے لیے اس نے اپنی جان لڑا دی۔ اس رسالے میں وہ ایک سیاسی رسالے کی تصنیف میں مصروف تھا جو "فلپک وم" کے نام سے مشہور ہے اور جو تقریر کی شکل میں انٹونی کی ۹ ستمبر کی معاندانہ تقریر کے جواب میں مرتب کیا گیا تھا۔ اس رسالے کو اس نے اپنے مخلص دوستوں کو بغرض تنقید دیا تھا اور پھر نہایت احتیاط کے ساتھ خود اس پر بطرز اصلاح ڈالی تھی تاکہ ہر ایک نشتر تیز اور زہر آلود ہو جائے یہ رسالہ روما کی فصاحت کا بہترین اور مسلمہ نمونہ ہے جس میں اسکے افضل ترین زندہ ادیب نے خود پسندی، سیاسی مخالفت اور بغض و حسد سے مجبور ہو کر اپنا زور قلم دکھایا ہے۔ تقریر مذکور کو سسرو نے اس وقت شائع کیا جبکہ انٹونی شمال کی طرف چلا گیا تھا اور اہل روما میں فوراً مقبول ہوئی مگر جو لوگ کہ اس تقریر کو وہ لے کر پڑھتے تھے اور ہر ایک ذاتی حملے پر خوش ہوتے تھے ان میں بہت کم ایسے تھے جو جمہوریت کے لیے کسی درست انتظام یا سسرو کی اس پر اپنی جان قربان کر دینے کو تیار تھے مگر داد دینے والوں کی کمی نہ تھی اور سسرو خود علمی شہرت کا خواستگار تھا لیکن اب پانسا پڑ چکا تھا اور جمہوریت کی احیا کے مستقل ارادے سے اب وہ سیاسی کارزار کے میدان میں داخل ہو چکا تھا۔ اس کی تدبیر یہ تھی کہ قیصر کے وارث کی امداد سے "قیصریت" کا خاتمہ کرا دے مگر خود پسند سسرو ابھی تک یہ راز نہ کھلا تھا کہ یہ قمار "لڑکا" خود اس چال میں تھا کہ صرف دستور سیاسی کے فرسودہ نظام سے کام لینا کافی نہ ہوگا بلکہ سسرو ایسے تجربہ کار مدبر کو بھی اپنی اغراض کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ لیکن اب معاملہ طے ہو چکا تھا اور اسی کی وجہ سے جمہوریت کی احیا کا آخری موقع بھی ٹل گیا۔

حکام صوبجات (۱۳۰۹) یکم جولائی ۴۳ ق م اب قریب ہی آ رہی تھی جبکہ بجائے موجودہ

باب ۹۱ کانسلوں کے عہدہ نائب تھے اور جن کے غیاب سے سلطنت کے کاموں میں ابتری واقع ہو رہی تھی ہر میس اور پانسا کانسل مقرر ہو کر سلطنت کی صدارت کرتے۔ ان دونوں کے قابل اعتبار ہونے اور حضرت مذکورہ کی ذمہ داریوں کا بار اٹھانے کی اہلیت رکھنے کے متعلق آنہ لوگوں کو شبہ تھا۔ علاوہ ازیں ہرمیس صحت سے نہیں رہتا تھا۔ مگر ان دونوں کی کمزوریوں و قبیح خصائل کے یہ دونوں اب انٹونی سے سخت بیزار تھے۔ اور چونکہ اب مقدمات شروع ہو رہی تھی اس لیے سال رکے اختتام میں میلا بیٹھے رہنا جی نا تمن تھا اسلئے سسرو نے حکام مصوبات سے درخواست شروع کر دی تا کہ افواج کے سپہ سالار وفاداری پر قائم رہیں۔ خصوصاً گال نبیدہ کا ناقابل اعتماد حاکم ڈولابلا کس۔ ڈی برٹش کو اس نے لکھا کہ گال این روز آلپ تمہارے قبضہ میں ہے اور سینیٹ کی پسندیدگی کا انتظار نہ کرے جس کے متعلق موجودہ پریشانیوں کے رفع ہو جانے کے بعد انتظام ہو جائیگا قیصر کے انتقال کے کچھ روز بعد ہی سسرو نے اقبال کر لیا تھا کہ جمہوریہ کو بحال کرنے کے لئے صوبجات میں تھے اور مارکس نے ڈیسی مس برٹش کو لکھا کہ انٹونی کے بچے سے جمہوریت کو آزاد کرائے اور حکام شروع ہو چکا تھا اسے انتظام بک بھیجا دے کیونکہ نہ صرف شہر روما بلکہ سلطنت روما کی تمام قومیں آنکھیں اس پر لگی ہوئی تھیں محکوم قوموں کی طرف یہ اشارہ قابل لحاظ ہے۔ ماشد کاں صوبجات کو روما کی فلاح و بہبود سے کچھ۔ کچھ سروکار رہتا تھا۔ ان میں سے جو جنگجو تھے وہ آزادی کے حواہاں تھے اور جو فرماں بردار تھے انھیں روما سے اس کے امرا کی بے ایمانی اور ظلم اور اس کے بے رحم ساہوکاروں کے استحصال بالجبر کی وجہ سے سخت تنفر تھا۔ یہ تمام خرابیاں امرائی جمہوریت کا مرد لاینفک تھیں مگر اس سے سسرو تا دم مرگ چشم پوشی کرتا رہا۔ ایک دو سبب اور کے متعلق جن کی گرمجوشی نے اسے دھوکا دیا۔ مصلحت کے اکثر مقدموں میں آ گئے دین کا خیر مقدم ہوا تھا

---

لہ سسرو Ad fam ۱۱، ۵، ۱، (دسمبر شروع) اسکے علاوہ دیکھو ۱۲، ۲۵ (اپریل)

باب ۹ اور اُسے فوجوں نے گرفتار کر لیا۔ جب آکٹے وین نے سینیٹ سے اتحاد پیدا کیا تو سسرو نے تقریر کر کے لوگوں کو یقین دلایا کہ سیاہیوں کی جرأت میں جو کامیابی ہوئی وہ جمہوریت کے ہر دل عزیز ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ مگر واقعات بعد سے یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ اس قسم کا خیال کچھ وہ صرف ہو گا کہ یہ خیالات خوشحال لوگوں کے تھے۔ کہ عرب شہریوں کے جن کے خیالات و جذبات کے متعلق ہم اُن کی شہادت کو کافی نہیں خیال کر سکتے۔ سیاہیوں کی جرأت میں کامیابی کے دوسرے اسباب یہ تھے کہ آکٹے وین برطاف انٹونی کے ہر دل عزیز تھا اور لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا تھا کہ اس پُر آشوب زمانے میں وہی لوگ اپنے مفاد کی حفاظت کر سکتے ہیں جن کے ہاتھ میں تلوار ہو۔ قرطاجنہ کی دوسری جنگ کے بعد سے روما کے سپاہیوں میں فتحمندی کا خیال پیدا ہو گیا تھا اور میریس کی اصلاحوں سے ان کی حیثیت اجیر سپاہیوں کی ہو گئی تھی اور اُن کے ان رجحانات کو وقت واحد میں مدِ نظر رکھنا ناممکن تھا۔ یہ بھی ایک امید موہوم تھی جیسے کہ یہ امید کہ اہل روما پھر اپنے آباء اجداد کے رسم و رواج اختیار کر لیں گے۔

سسرو انٹونی کی مخالفت (۱۳۱) ۱۰ دسمبر کو حسب دستور سینیٹ اپنی حدود کے باہر بیلونا کے مندر میں جمع ہوئی۔ سسرو نے انٹونی کو دشمن قوم قرار دیا اور آکٹے وین کو سلطنت کا نجات دہندہ قرار دے کر اس کی خوب مدح سرائی کی۔ تقریر کے اختتام پر اس نے اُن ولیعہدوں کی بھی بہت تعریف کی جو

---

۱؎ Phil ۱۰، ۳۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ کس حد تک اس اہم امر پر اثر ہوا تھا کہ ان لوگوں نے مکدونیا کو دو سردار سپاہیوں پر ترجیح دی تھی (ماخذ سابق، الیمرہ ۴۰ ۱۳۔

۲؎ سسرو Ad fam ۱۲، ۲۵، ۲ (کارلی نی کیس کے نام جو افریقہ میں تھا۔ ۲۲ دسمبر)۔

۳؎ یہ تقریر ایک سوم کے نام سے مرسوم ہے سسرو نے Ad fam ۱۰، ۲۸، ۱ (فروری سنہ ۴۳ ق م) جو اقتباس لیا ہے کہ اگر کسی سینیٹ کو بہت روز میں اتنے بہت وقت ہوئی تھی ۱۰، ۲۵، ۲ (مارچ) میں اس نے بیان کیا ہے کہ اسی مدت میں نے ایک خطبہ جمہوریہ کی تیاری کی۔

اُن کے شریک ہو گئے تھے اور ایک قرارداد منظور کرا دیا جس کے جزاب یہ تھے (۱) منتخب شدہ کانسلوں کو یہ انتظام کرنے کا حکم دیا جائے کہ یکم جنوری کو سینیٹ کا اجلاس امن و سکون کے ساتھ ہو سکے۔ (۲) ڈیسی مس برونس کی تائید کی جائے اور انٹونی کی مخالفت کرنے اور اپنے صوبے پر قابض رہنے کے بارے میں اس نے جو اعلان کیا تھا اس کے متعلق اظہار رسیدیہ کی کیا جائے (۳) صوبجات کے موجودہ حکام، بالخصوص ڈی برونس اور ایل پلانکس کو اپنے اپنے عہدوں پر قائم رہنے کی ہدایت کی جائے جب تک کہ سینیٹ کے حکم سے وہ سلسلہ دشمن کرد نہ جائیں (۴) سینیٹ کی طرف سے آکٹے دیں اور دونوں لیجنوں کا شکریہ ادا کیا جائے جنھوں نے روما کی آزادی کی حفاظت کی تھی۔ (۵) منتخب شدہ کانسلوں کو ہدایت کی جائے کہ عامۂ قوم کی طرف سے باقاعدہ اظہار شکریہ کا انتظام کریں۔ اس طور پر اس نے نہ صرف مجلس مدکور کو انٹونی کی مخالفت پر اپنی تقریر سے آمادہ کر لیا بلکہ انٹونی کے زیر ہدایت صوبجات کی تقسیم کا جو انتظام ہو چکا تھا اسے بھی اس نے منسوخ کرا دیا۔ اسکے بعد اس نے جلسۂ عام میں ایک تقریر کی جس میں اس نے موجودہ سیاسی حالات کو سمجھا کر سیٹ کے طرز عمل کو حق بجانب قرار دیا اور تمام تہمتوں سے اس طرز عمل کی تائید کی درخواست کی بسر و اب نظام روما کا سربرآوردہ تجربہ کار تھا اور اس عظیم الشان شہنشاہی جمہوریہ کی مرکزی حکومت کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں تھی جہاں تک کہ ممکن تھا اور جس کو وہ مستعد مرگ پر سے اٹھا کر اپنے اعضائے رئیسہ سے کام لینے کا حکم دے رہا تھا حالانکہ یہ اعضاء اس سے بیکار تھے اور جمہوریہ مرض الموت میں مبتلا تھی۔ اس کے صرف ایک عضو یعنی سینیٹ میں کارکردگی کی کچھ نہ کچھ صلاحیت باقی تھی مگر اس مجلس میں بھی بریٹس قیصری کے ایک رکن کنیہ فوفی نس کیالی نس کو

۵۹

---

لہ ان دنوں کہ قیصر نے سنہ کی کانسلیوں کے لئے نامزد کیا تھا۔
ع فلپک چہارم۔

باب ۹ سرکردگی میں ایک مختصر جماعت تھی جسے سسرو کی مخالفت میں مطلق ہراس نہ تھا اور جسے پریشانی اور تذبذب کے موقعوں پر متزلزل مزاج اکثیرین کی رائیں ضرور مل جاتیں۔ البتہ اس آزمودہ کار مدبر کی سرگرمی اور جرأت کی تعریف زبان سے ضرور نکلتی ہے جو اس وقت اپنے ملک کی خدمت پر دل و جان سے تیار تھا انٹونی کا وہ سخت مخالف تھا اور اسے خوب معلوم تھا کہ اس مخالفت کی وجہ سے اس کی جان معرض خطر میں ہے مگر ایک لمحہ کے لئے وہ جمہوریہ کا دلدادہ ہو کر یہ تسلیم نہ کر سکتا تھا کہ جمہوریہ کا اب خاتمہ ہو چکا ہے۔ سیاسی معاملات میں اس وقت جتنے اشخاص شریک تھے ان میں سے صرف آکٹے وین ہی ایک ایسا شخص تھا جو سسرو کے طرز عمل سے نفع اٹھا سکتا تھا۔

انٹونی کا کردار

(۱۳۱) لیکن اس اثنا میں شمال سے متواتر خبریں آ رہی تھیں یعنی انٹونی ڈی بروٹس کی روز افزوں قوتوں کو اپنے آگے سے ہٹاتا ہوا گال اور الپس میں داخل ہو گیا اور بروٹس بھی سامیونائی کی نوآبادی سے نکلنے میں چلا گیا تاکہ وہیں سے مقابلے کی تیاری کرے لگا۔ مگر اس کی فوج انٹونی کے مردانہ سپاہیوں کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔ انٹونی نے شہر مذکور کا محاصرہ کر لیا اور ایک دوسری فوج بولونیا میں چھوڑ دی۔ اب خانہ جنگی شروع ہو گئی تھی۔ یکم جنوری ۴۳ سنہ کو سینیٹ کا اجلاس حسب دستور کے پرصدارت ہرآکیس کے منعقد ہوا۔ اس میں ۴ مرجبوری نمک نہیں ڈگنیس۔ کیسالی نس کو بھی کہ یہ سادان مل لئے تھے جس کی بنا پر اس نے یہ تحریک پیش کر دی کہ قتل اس کے کہ کوئی اضافی فوج ملک میں لائی جائے مناسب ہوگا کہ انٹونی کے پاس ایک سفارت بھیجی جائے اور اسے متنبہ کر دیا جائے کہ اس طرف کے ملک خالی کر دے۔ سسرو نے اس تحریک کے جواب میں ایک نہایت سخت تقریر کی جس میں اس نے یہ دلیل پیش کی کہ ۲۰ دسمبر کی قرارداد کی رو سے انٹونی عملاً دشمن قوم ملکی وجوہ کی بنا پر تسلیم کر لیا گیا تھا اور سفارت کے بھیجے سے موقوف ہو گی اس سے ان کے

---

لہ فلپک نہم۔ اسکے معنی فلپک ششم ہے جس میں اس نے عامۂ قوم کو مخاطب کیا تھا۔

۵۹ ق م

مفاد کو سخت نقصان پہنچیگا۔ بروٹس اور اُس کے سپاہیوں اور اُن تمام اشخاص کے لیئے جو انٹونی کا ساتھ چھوڑ دیں یا چھوڑ چکے تھے اُس نے انعام اور اعزاز تجویز کیئے۔ اُس نے ایک تحریک یہ بھی پیش کی کہ آکٹے ویس کو پریٹر کا منصب عطا کیا جائے گویا کہ اس کا تقرر معمولی طریقے پر ہوا ہے تاکہ اُسے وہ اقتدار (امپیریم) حاصل ہو جائے جو سلطنت کی افواج کی کمان کرنے کے لیئے ضروری تھا۔ نوجوان قیصر کا سلطنت کے زیرِ فائت میں ہونا ہی تھا۔ سلطنت کا ہمیشہ وفادار محافظ ہونے کے متعلق سیرا۔ سال کانسلر نے حلف اٹھایا۔ آکٹے ویس کو اس کے علاوہ اور بھی اعزاز عطا ہونے اور اُسے حکم دیا گیا کہ جنگ میں کانسلوں کا شریک کار ہو۔ انٹونی کو باضابطہ طور پر دشمن قوم قرار دینے کی تحریک ایک ٹری بیون کی مداخلت سے رُک گئی۔ کیانی نس کے شرکا اور پردوا راکین سینیٹ کو ڈراتے رہے جس کی وجہ سے نتیجہ خاطر خواہ نہ ہوا اور سفارت بھیجنے کی تجویز منظور کر لی گئی۔ سفیروں کے ذریعے سے انٹونی کو حکم دیا گیا کہ گال اپن رونے آلپ کا تخلیہ کر دے اور سینیٹ کے احکام کی پابندی کرے ورنہ روما سے ۲۰۰ میل کے فاصلے پر رہے اور بصورت انکار سفیروں کو اختیار ہوگا کہ فوراً اعلان جنگ کر دیں۔ کانسلوں کو حکم دیا گیا کہ فوج کی بھرتی کا کام فوراً شروع کر دیں تاکہ بوقت ضرورت کام آسکے۔ اس کام کو کانسلوں نے فوراً شروع کر دیا اور سسرو[1] نے اعلان کیا کہ جبری بھرتی کی مطلق ضرورت نہ تھی کیونکہ اطالیہ میں بوجہ عام گرمجوشی کے لوگ جوق جوق بطور رضاکاروں کے داخل ہو رہے تھے۔ مگر انٹونی ایسا آدمی نہ تھا کہ ان دھمکیوں سے ڈر جائے یا اس قسم کی شرائط کو قبول کرے۔ تین سفیروں میں سے ایک تو اثنائے راہ میں مر گیا اور باقی دو انٹونی کے پاس پہنچے۔ میوٹی نا کو اُس نے پورے طور سے مسحور کر لیا تھا اس لیئے اُس نے گستاخانہ جوابی شرائط کے ساتھ انہیں واپس کیا۔ گال قریب سے دست کش ہونے کو وہ تیار تھا بشرطیکہ

[1] سسرو Ad fam ۱۱، ۸، ۲۔

باب ۵ گال بسیدہ کا صوبہ اُسے آئندہ پانچ سال کے لیئے دیا جائے، رمچہ اور لیبن اُسکے سپرد کئے جائیں اور اُس کے عہد کی تمام کارروائیوں احکام قوانین وغیرہ کی توثیق کی جائے جنھیں سسرو اور اُس کے پیرو منسوخ کرانے پر تلے ہوئے تھے۔ فروری کے اوائل میں اُس کے اس حساب پر سینیٹ میں مباحثہ ہوا اور اطالیہ میں حالت جنگ Tumultus کا اعلان کیا گیا۔ سسرو[1] کا اصرار تھا کہ یہ نزاع دراصل قبیح ترین قسم کی غیر ملکی جنگ Bellum تھی جس میں اگر انٹونی اور اُس کے گرگوں کو کامیابی ہو گئی تو ساخت و تاراج کی فکر میں تھے تو قتل و غارتگری کا بازار گرم ہو جائیگا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اس وقت کسی فعل سے عدم استقلال نمایاں نہ ہونا چاہیئے ورنہ اہل اطالیہ کی عام گرگی پریشانی پھر جائیگی میں خود بھی امن کا خواہاں ہوں مگر حقیقی امن کا حوالی تب حاصل ہو سکتا ہے کہ معرکہ جنگ سرگرمی کے ساتھ اختتام پر پہنچائی جائے۔ اُس نے اپنے ہم چشم کانسلروں کی بزدلی[2] اور بے وفائی پر بھی رد و قدح کی جن سے سلطنت کو رہنمائی اور معرکہ کی امید تھی مگر جو اس وقت ساکت تھے۔ سسرو نے ایک تحریک یہ بھی پیش کی کہ جن لوگوں نے انٹونی کا ساتھ چھوڑ دیا تھا یا دوسرے طریقوں پر خدمات انجام دی تھیں اُن کے گوشتہ جرائم درگزر کیا جائے اور انھیں انعام دیئے جائیں۔ انٹونی کی حیثیت[3] اب ایک دشمن قوم کی تھی۔ اس وقت وہ میوتینا کی تسخیر میں اپنا زور لگا رہا تھا اور قلعہ مذکور میں غلے کا ذخیرہ ختم ہو رہا تھا۔

اوراق صوبجات (۱۲) اب ہم سلسلۂ کلام کو منقطع کر کے سلطنت روما کے دوسرے حصص کے واقعات پر ایک نظر ڈالیں گے۔ آغاز سال سے سسرو اپنے طرفداری حکام صوبجات سے مراسلت کر رہا تھا اور انھیں سمجھا رہا تھا کہ جمہوریہ کی طرف

---

[1] فلپک ہشتم سماعوں تقریر میں اس نے اہل روما کو نہایت قدم رہنے کی ہدایت کی تھی

[2] دیکھو Ad fam ۱۲، ۴، ۵ - ۱۰ - ۲۸۔

[3] ابھی تک وہ صاحب طور پر دشمن قوم قرار نہیں دیا گیا تفصیلات حالات مقابلہ دوں سے روپوش کرنے ہلیج میں کفایت متعاری کرے۔ بعض تواریخ کو مسوخ کرلے زنجی لباس Sagum پہنے دیکھ کے متعلق دیکھو ٹائریل و پرسز ششم ۲۴۔

ان کے فرائض کیا ہیں اور وفاداری اور خدمات کے صلے میں انھیں کیا اعزاز حاصل ۱۰۹ ق م
ہوں گے۔ غرضکہ ہر طرح سے اپنی جماعت کی بہتری کی کوشش میں مصروف تھا۔
سینیٹ کو بھی حکام صوبجات کی وقت کا احساس تھا اور انھیں باضابطہ طور پر
حکم دیا کہ اپنی وفاداری کا علانیہ اظہار کر کے مرکزی حکومت کو تقویت دیں۔ اولاً
ہمسال اور مغرب کے صوبوں پر نظر ڈالیں گے۔ ہسپانیہ بعیدہ کا صوبہ دار پولیو
قیصر کا طرفدار رہ چکا تھا مگر انٹونی سے اُسے اُنس نہ تھا اور چونکہ اُسکی طبیعت
اعتدال پسند اور نکتہ چین واقع ہوئی تھی اس لیئے حکومت مطلق العنان پر وہ جمہوریہ
کو ترجیح دیتا تھا مگر اس کے اور دوسرے جمہوریت پسندوں کے درمیان لیپی ڈس
کا وسیع صوبہ حائل تھا جس پر انٹونی کے طرفدار ہونے کا شبہہ تھا اُس کے پاس
خط ہی صرف سمندر کی راہ سے پہنچ سکتے تھے اور چونکہ کامیابی کی کوئی قوی امید نہ تھی
اس لیئے وہ زیادہ جاں فشانی بھی نہ کرنا چاہتا تھا لیپی ڈس ہسپانیہ قریبہ اور
تاربونی گال کا صوبہ دار تھا، وہ مبرہن جو اعزاز[1] اُسے عطا ہوئے تھے اُن سے
اُسے بہت مسرت ہوئی تھی اور انٹونی سے تعلقات قائم رکھنے سے یوں بھی
اُسے نفع تھا۔ اُس نے جواب میں ایک مبہم سا خط لکھا اور مشورہ دیا کہ جنگ سے
فی الحال دست بردار ہو جانا مناسب ہوگا لیکن اس وقت اگر صلح ہوتی تو اُس سے
نفع صرف انٹونی کو ہوتا۔ گال بعیدہ کا صوبہ دار ایل پلانکس سخت بدمعاش تھا
اور اُسے صرف اپنے نفع کا خیال تھا۔ اُس نے دبی زبان سے خوش آئند مضمون
تو بہت سے لکھے مگر اصل اُس کا رجحان یہ تھا کہ جمہوریت پسندوں سے رفتہ رفتہ
پرخاش جوئی کرے تاکہ وقت ضرورت پران کا ساتھ چھوڑنے کے لیئے اسکے پاس
معقول عذر ہوں۔ اُس کے زیر کمان ایک زبردست فوج تھی جس کی اطلاع اُس نے
سینیٹ کو اوائل مارچ میں کر دی تھی لیکن سسرو کی درخواست کی اُس نے
مطلق شنوائی نہ کی کوہ آلپ کو طے کر کے برونش کو بچائے اب ہم مشرقی صوبوں پر

[1] سیکسس ٹس پامپی کے ساتھ نامہ و پیام کرنے کے صلے میں بطور اعزاز عام مجمع تہار Soupphoatie سنایا گیا تھا۔

باب ۵ نظر ڈالیں گے۔ ۴۴ء میں مقدونیہ میں کیو ماینین سیپیس (اپنے بنام مقرر کا بیٹا) صوبہ دار تھا۔ صوبۂ مذکور قیصر نے انتونی کے لیے معصوص کر دیا تھا مگر بجائے مقدونیہ کے اُس نے گال کے دونوں صوبے لے لیے اور مقدونیہ کو اپنے بھائی گائیس پر مستقل کر دیا۔ والی نیس البکم میں تھا سی ٹری بونیس ۴۳ء و ۴۴ء کے لیے ایشیا کا صوبہ دار تھا۔ ایلیریس کمبر بتھی نیا کا صوبہ دار تھا اور ایل۔ اسٹائیس مرکس شام کا۔ کیو ماکس ٹریس کیس بھی کسی صوبے غالباً سلیسیا کا حاکم تھا۔ صوبۂ شام انتونی نے ڈولا بیلا کو دلوا دیا تھا جو صوبۂ ایشیا میں سے گذر کر صوبۂ مذکور پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ ہو گیا تھا۔ بروٹس اور کیسیس اطالیہ سے اس غرض سے چلے گئے تھے کہ جمہوریت کو بحال کرنے کے لیے مشرق میں فوجیں جمع کریں اور اُن کا یہ منصوبہ تھا کہ اوّلاً بروٹس مقدونیہ پر قابض ہو جائے اور کیسیس شام پر۔ صوبجات مذکورہ پر انھیں کوئی قانونی حق نہ تھا اور اُن چھوٹے صوبوں کو اُنھوں نے نظر انداز کر دیا تھا جو ۴۳ء میں اُن کے سپرد ہوئے تھے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ۲۰۔ دسمبر کو سینیٹ نے موجودہ صوبہ داروں کو ہدایت کر دی تھی کہ کمالت موجودہ اپنے اپنے صوبوں پر قابض رہیں لیکن جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔ احکام مذکور اگر کچھ بھی ہوں تو اُن کا زیادہ اثر نہیں ہوا۔ بروٹس اور کیسیس کو اب یہ مشکل حل کرنی تھی کہ کسی صورت سے مشرقی صوبوں کی رومانی افواج کو اپنا معاون بنالیں اگر اس میں کامیابی ہوتی تو جو اہل روما مشرق میں مقیم تھے انھیں فوجوں میں بھرتی کرنا چنداں دشوار نہ تھا اور سلطنت روما کو اس مطلق کے متوسل بادشاہوں سے بھی امداد مل سکتی تھی۔ سوار، تیر انداز اور ہلکے ہتھیاروں والے سپاہی بکثرت اہل تھریس اور دیگر جنگجو اقوام سے فراہم ہو سکتے تھے اور ایشیا کے باشندوں سے جو مظالم کے سہنے کے عادی ہو گئے تھے ایک کثیر التعداد فوج کی تنخواہ اور اخراجات خورد

---

لہ میں نے اس مقام پر حوالہ دیکھا ہے کہ سنہ تاریخ کو تسلیم کر لیا ہے جو اُس نے اپنے مضمون (ہرمس ۳۳) محولہ بالا میں ظاہر کیے ہیں۔

باب ۱۳

کے لیے زبردستی روپیہ اور سامان وصول ہو سکتا تھا۔ مشرق کے بحری ذخائر بھی مغرب سے زیادہ تھے اور کیسیس کے پاس ایک چھوٹا سا بیڑا تھا جو اُس نے بھائی لیوسیس کے یہاں تھا۔ اُن کی کامیابی کا دارومدار اب زیادہ تر حکام صوبجات کے رجحان پر تھا۔ مصوں نے اپنے متوفی آقا کی فرمانبرداری تو بخوشی کی تھی مگر جو نہ تو انٹونی کے تعلق کو تسلیم کرنے کو تیار تھے اور نہ انھیں آگے دین کی روز افزوں اہمیت کا اندازہ تھا۔ بروٹس اور کیسیس کی مہم کو ہماری نگاہوں میں کامیابی کا زیادہ موقع معلوم ہوتا مگر واقعہ دراصل یہ نہ تھا۔ صوبہ دار سب کے سب سینیٹ کے رکن تھے اس لیے مجلس مذکور کا پرانا حنیا ہونا انھیں ناپسند ہوگا۔ دربروٹس اور کیسیس کو دعویٰ تھا کہ وہ سینیٹ کے حقیقی طالب کے حقیقی نمایندے ہیں اور یہ سچ بھی تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اُن کی مدد پر ایک زبردست اخلاقی قوت تھی جس کے اثر کو خفیف نہ خیال کرنا چاہیے۔

بروٹس اور کیسیس

(۱۳) بروٹس نے کچھ دن ایتھنز میں گزارے جس کی حیثیت اب ایک علمی مرکز کی تھی اور جہاں نوجوان اہل روما اپنی قابلیت کو بڑھانے کے لیے جاتے تھے اور فلسفہ کے مدرسوں کے درس میں شریک ہوتے تھے لیکن وہ جنگ کے لیے تیاری کر رہا تھا اور اساتذہ کے حلقہ ہائے درس میں جو نوجوان تھے اُن میں سے بعض اُس کے ساتھ ہو لیے۔ ان نوجوانوں میں سسرو کا بیٹا مارکس تھا اور کیو جونیس فلاکس جو ایک معزز آزاد شدہ غلام کا بیٹا تھا۔ زمانۂ قیام ایتھنز میں وہ اُس پاس کے صوبہ داروں سے نامہ و پیام بھی کر رہا تھا جس کا نتیجہ اُس کے حسب مرضی ہوا۔ قسمت بھی اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ روما کے چند جہاز وہاں موجود تھے جنھیں اُن کے کپتان افسر نے بروٹس کے سپرد کر دیا اور ایشیا اور شام سے جو کوسٹر واپس آ رہے تھے اُنھوں نے ایک کثیر

---

لہ پہلے ایک نے دوسرا اُس کے بعد تیسرا دوسرے لے۔ دیکھو Ad Brutum ۴ ۲۔ ۸۵ پر ٹائریل اور پرسر کا حاشیہ۔

باب ۵ سرکاری رقم اسکے سپرد کردی۔ پامپی کے کچھ پرانے سپاہی ابھی تک یونان میں موجود تھے انھیں اُس نے بھرتی کرلیا اور سواروں کے ایک دستے کو جو ڈولابیلا کے پاس ایشیائے کوچک میں جارہا تھا اُسنے روک کر اپنی فوج میں شریک کرلیا۔ اس کے علاوہ اُس نے ڈی میٹ ریاس میں ہتھیاروں کے ایک بڑے ذخیرے پر قبضہ کرلیا جو قیصر نے پارتھیا کی جنگ کے لیے جمع کئے تھے۔ اس کے بعد وہ مقدونیہ میں داخل ہوا اور ہارٹینسیس سے صوبہ مع فوج اس کے سپرد کردیا۔ وائی نیس نے بھی ہتھیار ڈال دیئے کیونکہ بروٹس نے موسم سرما ضرور دی (سنہ ۴۳ ق م) ہی میں پہاڑوں کو طے کرلیا۔ وائی نیس[1] نے معلوم ہوتا ہے خانہ کیا گائیس انٹونیس جو مقدونیہ کا دعویدار تھا بروٹس کی فوجوں کے مقابلے میں عاجز تھا۔ اس کے سپاہیوں نے بالآخر اُس کا ساتھ چھوڑ دیا اور دوسروں کی طرح بروٹس کے شریک ہوگئے۔ تمام جزیرہ نمائے بلقان اب جمہوریت پسندوں کے قبضے میں تھا اور ان کی فوج بھی زبردست تھی مشرق بعید میں کیسیس کو بھی کچھ کم کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ اُسے بھی ایشیا میں کچھ سرکاری روپیہ مل گیا اور اس نے بہ عجلت صوبۂ شام کا رخ کیا۔ مرکس اور کبرس لیکن پامپی کے افسر باسس کا اپامیا میں محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے اپنی فوجوں کو کیسیس کے سپرد کردیا اور باسس کے سپاہیوں سے بھی اُسے اسی امر پر مجبور کیا۔ مارچ کے اوائل تک صوبۂ شام میں جہاں اُس نے فوجی شہرت حاصل کی تھی کیسیس کے قدم بہ طور بے تاج بادشاہ کے جم گئے۔ اسے سب سے پہلے یہ فکر تھی کہ روپیہ وصول کرے اور اس میں بھی اُسے کامیابی ہوئی مگر اس کی خوش قسمتی کا سلسلہ ابھی جاری تھا۔ مصر میں جو سپاہی بطلیموسی بلکہ کلیوپٹرا کے ملازم تھے اُن کو لانے کے لیئے ڈولابیلا کا ایک نائب روانہ

---

[1] ڈائون کیسیس (۴۷، ۲۱، ۶۰۲) کا بیان ہے کہ سپاہیوں نے اُسے ساتھ چھوڑ دیا۔

[2] یہ امر قابل لحاظ ہے صرف یہی افسر جو پامپی کا طرفدار تھا ہتھیار ڈالنے پر رضامند نہ تھا۔ سسرو Misero noluit ۳،۱۲،۱۰ Ad fam

باب ۹

کیا گیا تھا۔ ان سپاہیوں کی تعداد بشمول ان لوگوں کے جو وہاں قیصر کے نشکر سے چھوڑ دیئے تھے اور پامپی کے سپاہیوں اور دوسرے پناہ گیروں کے قریب تین یا چار ہزار تھی۔ یہ فوج جب ڈولابیلا کے پاس سلیسیا جاتی ہوئی شام سے گزری تو کیسیس سے اس کا ایک مقابلہ ہو گیا اس لیے اس کے کمانڈر نے اطاعت قبول کر لی۔ کیسیس کی فوج قونیہ (قونی) کے اردگرد کیسیس کے بڑے کمان ۱۱ یا ۱۲ ایس تھے۔ روما کے مشرقی مقبوضات کا زیادہ تر حصہ اب جمہوریت پسندوں کے قبضے میں تھا۔ ڈولابیلا بھی صوبہ ایشیا میں سلسلہ کے آخر میں داخل ہوا۔ ٹری بونیس کو ملیٹس حاصل کر کے اس نے قید کر لیا اور بڑی بے رحمی سے اسے قتل کر دیا۔ مگر اس کی فوج کی تعداد بہت کم تھی اور کیسیس کی زبردست قوت کے مقابلے میں اسے کامیابی کی بہت کم امید ہو سکتی تھی۔

۴۳ ق م کے واقعات سے روما کے سیاسی حالات صحیح نہیں ملتا البتہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اینٹونی بہت مصروف تھا اور سینیٹ میں بھی کام کر رہا تھا۔ برٹونس کی حمایت اس لیے کی کہ اس کے مقابلے پر جو سینیٹ کی حمایت کر رہا تھا ایک بہت طاقتور شخص تھا۔ کیسیس نے تحریک کی کہ برٹونس معزول کر دیا جائے اور اس کی جگہ لیبیلیس کی (قیصر کے قاتلوں کے سرغنہ کو) عہدہ عطا کرے جب تک ماسیا ہی برخاست ہو جائیں گے سسرو نے اس کے جواب میں ایک تقریر کی کہ وہ قانونی حقوق پر شدت سے زور دے سکتا تھا کیونکہ برٹونس کو قانوناً مقدونیہ کا حاکم مقرر کیا گیا تھا۔ اس لیے اس نے مصالح کی بجائے اور برٹونس کی سرگرمی کی طرف اشارہ کیا جن کو اس نازک موقع پر بطور امداد کرنا مناسب تھا سیسرو نے اس سے استدعا کی کہ اپنے طرز عمل کو اس وقت تک ماسیا ہیوں کی معروضہ خواہشوں پر مبنی کرے جو ڈیسی مس برٹونس کی امداد کے لیے روانہ ہو رہے تھے لیکن اگر مارکس قیصر کا

---

۱ فلپک دہم۔ کیونکہ تقریر میں سرٹونس پبلی کیسیس کو اعزاز عطا کرنے کی گئی تھی جو میوٹی نا کو بطور سفیر گیا تھا اور اثنائے راہ میں مر گیا تھا۔

باب ۵ قاتل ہونے کی وجہ سے مورد الزام تھا تو ڈیسی مس کی بھی یہی حالت تھی۔ سسرو نے یہ تحریک پیش کی کہ بروٹس کی خدمات کا شکریے کے ساتھ اعتراف کیا جائے اور تسلیم کیا جائے کہ اس کی سپہ سالاری میں صوبجات مقدونیہ، الیریکم اور یونان شامل ہیں۔ علاوہ ازیں اسے اختیار دیا جائے کہ سرکاری روپے کو جس طرح چاہے صرف کرے، سلطنت کی جانب سے قرض لے، رسد مہیا کرے اور اسے یہ بھی ہدایت کی گئی کہ جہاں تک ہو سکے ایسی فوجوں کو اطالیہ کے قریب رکھے جو قابل لحاظ ہے۔ سسرو کی یہ تحریک منظور ہو گئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان خوش آئند خبروں سے اس کے پیروؤں کی تعداد بڑھ گئی تھی اور لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اگر میوٹینا پر انٹونی کا قبضہ بھی ہو جائے تو بروٹس کے حملہ کر دینے کی صورت میں جمہوریت پسندوں ہی کا غلبہ رہیگا۔ لیکن اس عارضی خوشی کی وجہ سے سسرو سے ایک سخت درگزشت ہو گئی۔ بروٹس کی کامیابی سے اپنے مسرت قلبی تھی مگر اس کے ثمرہ میں چند ایسے تھے جنھیں اس کی متعلق خوشی نہ تھی مثلاً اگر جمہوریہ کا احیا ایک ایسی فوج کے ذریعے سے عمل میں آتا جس کا سپہ سالار قیصر کے قاتلوں کا سرغنہ تھا تو اس سے قیصر کے وارث آکٹے وین کی امیدوں کا خاتمہ ہو جاتا۔ سسرو کا رجحان تھا کہ جمہوریت پسندوں کی فتح سے نبرد آزما سپاہیوں کو یہ اندیشہ کرنا چاہیے کہ قیصر کی تمام کارروائیاں ملغی کر دی جائیں گی۔ سپاہی اس کا یہ جواب دے سکتے تھے کہ اپنے حقوق کے تحفظ کے لیئے انھیں آکٹے وین پر زیادہ اعتماد تھا۔ درحقیقت ان سپاہیوں کے احساسات کی زیادہ پروا کرنا بظاہر برمائی تھی اور جمہوریت پسندوں پر دلالت کرتا تھا مگر واقعات مابعد سے ثابت ہو گیا کہ یہ طرز عمل خلاف مصلحت تھا۔ آکٹے وین کو واقعات کے مہتمم بالشان ہونے کا کافی احساس تھا۔ ابھی تک وہ انٹونی کا مخالف ہونے کی حد تک جمہوریت پسندوں کے ساتھ تھا مگر وہ اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کی فکر میں تھا۔ سسرو کے اس کے حق میں ایک اور دوسری کارروائی اسی قسم کی ہوئی۔ یعنی سینیٹ کو جب ایشیا میں ڈولا بیلا کی حرکات کا علم ہوا تو وہ دشمن قوم مقرر کیا گیا جسکی وجہ سے شام کی صوبجاتی کامل بھی زیر بحث ہو گیا سسرو نے

لہ فلپک یا۔ ہم سسرو کے پیروی کرتے ہیں جس نے صوبہ شام پر کیسیلس کو کوئی قانونی حق نہ تھا۔

باب ۲۹ بیان کیا کہ اگر ڈولابیلا کو رد کا نہ گیا تو وہ بھی انٹونی کی تقلید کرتا اس لیئے اُس کو زیر کرنے کے لیئے کیسیس کو متعین کرنا چاہیئے۔ سسرو کی تحریک پر کہ کیسیس کو شام کا صوبہ دار مقرر کیا جائے اور مشرق بعید کے تمام صوبجات اس کے زیر نگرانی کر دیئے جائیں تاکہ وہ ڈولابیلا کو مغلوب کر سکے مگر یہ تجویز منظور نہیں ہوئی کیونکہ کیالی نس نے پانسا کی تائید سے یہ قرار داد کرائی کہ صوبجات ایشیا و شام موجودہ کانسلوں کو سپرد کر دیئے جائیں جب وہ شمال کی موجودہ شکست سے فارغ ہوں۔ اس کاروائی کے متعلق سسرو نے جو اعتراض کیئے تھے وہ سینیٹ کو کسی وجہ سے ان پر لحاظ نہ کیا۔ سسرو نے اس موقع پر بڑی تلخی سے سینیٹ کا ذکر کرتے ہوئے عاقبت اندیشی سے بیان کیا کہ ہماری امیدیں خلل کے بھینٹ کیئے ہوئے ہیں۔ اہل اطالیہ کی عام سرگرمی سے وابستہ ہوئی تھیں لیکن اس نے نئے سپاہیوں کو پرانے سپاہیوں پر ترجیح دی جن کی سپہ گری کے دن گزر چکے تھے۔ سامعین میں سے کسی نے اس بیہودہ کلمہ کو اس کو نا پسند کیا ہر کسی سینیٹ میں ناکامیاب ہو کر سسرو نے ایک عام مجمع میں نہایت سخت تقریر کی جس کا متعلق اس کا خود بیان ہے کہ لوگوں کو پسند نہ آئی۔ اس کا خیال البتہ صحیح تھا نئے کیسیس احکام و قوانین کی پروا نہ کریگا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ہوا۔

انٹونی کا عبارتہ خط ۱۲۱۵۰ (۱۲) فروری کے اختتام تک ہرمیس اور آکٹے وین نے اپنی فوجیں سڑک ایمی لی یرآری میں اور لونونیا کے دہانہ پر ڈال دی تھیں۔ بنونیلیا انٹونی کا قبضہ تھا جس کے قریب سڑک کیسینی[2] سڑک مذکور سے ملی تھی۔ انٹونی پر یہ لوگ حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے کیونکہ ان کے سپاہی بالکل نئے بھرتی ہوئے تھے۔ میوٹی نا کے محاصرے کے اٹھنے کی ابھی تک کوئی امید نہ ہو سکتی تھی اور اہل روما کی ہمتیں اب پست ہو رہی تھیں۔ انٹونی کیا تو نامہ و پیام کرنے کے لیئے پھر ایک سفارت بھیجنے کی تجویز ہوئی اور پانچ سفیروں میں

---

[1] یہ تقریر ضائع ہو گئی ہے۔ دیکھو Ad fam ۱۲، ۲۵

[2] جو آگے بڑھ کر ۱۳۸ ق م کی سڑک فلامی نیا سے مل گئی تھی دیکھو فقرہ ۵۶۲۔

۵۹ ق م ایک سسرو بھی تھا۔ یہ تحریر سخت مہمل تھی اور سسرو نے گو اُس کی مخالفت نہیں کی مگر دوسرے روز اُس کی تائید پر پیشانی ظاہر کی اور اُسے مسترد کر دیا۔ مارچ کے وسط میں پانسا روما سے موتی کا رزار کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بعد ہی لیپی ڈس اور پلانکس کے پاس سے حطاّئے جس میں اُنھوں نے صلح کر لینے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر اب معاملہ بہت بڑھ چکا تھا اور صلح کا موقع باقی نہیں رہا تھا۔ تین میں سے ایک کو شکست ماننا ضروری تھا۔ حاشیہ خطوط کے جو حالات سسرو نے دیئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے خود اور اُس کے جمہوریت پسند بیروؤں کو ان دونوں صوبہ داروں پر اعتماد نہ تھا۔ ہمارے پیش نظر سسرو کی صرف ایک تقریر ہے جو اُس نے ایک طویل ملتوی شدہ مباحثے کے اختتام پر کی تھی اور جس میں اُس نے لیپی ڈس کا طریقہ ادا کیے جانے کی تائید کی تھی مگر صلح اور جنگ کے مسئلے کے تصفیے کو سینیٹ کے لیے اُس نے محفوظ رکھا تھا۔ یہ تحریک منظور ہو گئی۔ تقریر کو کا بڑا حصہ وہ ہے جس میں اُس نے انٹونی کی سابقہ مصالحت کرنے کو ناممکن ثابت کیا تھا۔ اسی کے ضمن میں اُس نے سینیٹ میں ایک خط پڑھ کر سنایا جو انٹونی نے ہرٹینس اور آکٹے وئس کو لکھا تھا۔ خط کو سسرو نے فقرہ وار پڑھا اور ہر فقرے کے متعلق اپنے خیالات کو بھی ظاہر کرتا گیا۔ اس طریقے سے پڑھنے سے سامعین پر اُس کے حسب مرضی اثر ہوا مگر اس خط کو شروع سے آخر تک پڑھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بمقابلہ سسرو کے انٹونی موجودہ سیاسی حالت اور مختلف جماعتوں اور افراد کی متضاد اغراض کو بہتر سمجھتا تھا۔ انٹونی کا طرز تحریر معاندانہ تھا مگر اُس نے خط میں یہ بھی جتا دیا تھا کہ میں نے لیپی ڈس سے

---

لہ فلپک دوازدہم۔

عہ سسرو Ad fam ۱۰، ۶، ۲۷۔

عہ فلپک سیزدہم

عہ شمک برگ نے سسرو کے خطوط کے ترجمے (جلد چہارم صفحات ۱۸۹-۱۹۲) میں اس خط کو سلسلہ وار درج کر دیا ہے۔

خانگی طور پر گفتگو کر لی ہے اور میرا اور پلانکس کا طرز عمل یکساں ہے اور خواہ وہ
اسے شکست دیں یا نہ دیں اسپین شکست دے گران میں جو تھکن ہوگی وہ فریق پامپی
کی سابقہ جماعت کے بچے میں پھنس جائیگا جس کا سرغنہ اب سسرو تھا۔ انھوں نے
آکٹے وین اور ہرمیس کو مستعد کر دیا تھا کہ ہوشیار رہیں اور اگر ایپی مافیت
چاہتے ہیں تو اپنے مشترک دشمنوں کے مقابلے میں اس کا ساتھ دیں۔ اس
خط سے ہمانٹونی کی حقیقی قابلیت کا اندازہ کر سکتے ہیں جب وہ حیاشیوں سے
آمد اور میدان کارزار میں ہو۔ ہرمیس پر جو اثر اس خط کا ہوا وہ اس اثر کے
بالکل برعکس تھا جو سسرو پر ہوا تھا اور بلاشک و شبہہ آکٹے وین نے انٹونی کی
سبق آموز نصائح پر بخوبی عمل کیا ہوگا۔ مگر اس خط میں کوئی ایسا وعدہ نہ تھا جس
بنا پر آکٹے وین اپنے موجودہ شرکا کا ساتھ چھوڑ دیتا۔ انٹونی ابھی تک بے بس
نہیں ہوا تھا اور اپنی اغراض کے لیے لڑ رہا تھا اس لیے سیسونی ناہ نامہ کو
انعام دینے کے لیے فوجی کارروائیاں جاری رہیں۔ اسی اثنا میں موریدہ سر
سیکس ٹس پامپی نے روما کے معاملات میں پھر دخل دینا شروع کیا اور
مسالیہ سے یہ تحریر ای صدارت سینیٹ کو پیش کیں اور سسرو نے انٹونی
کے متعلق اپنی تقریر کو حرز کرتے ہوئے اس جوش آئندہ معاون کا شکریہ ادا کرنے
کی تحریک کی۔

بلانکس۔ وطن ہیں

(۱۳۱۶) اپریل کے اوائل میں پلانکس کے پاس سے ایک مراسلہ آیا
جواب تک ایک وفادار صوبہ دار ہونے کا دعویٰ کرتا تھا کہ اس کا مقصد صرف
یہ تھا کہ اپنے صوبے کے باشندوں کو فراں بردار اور بھائی رکھے اور اپنی فوجوں
میں اضافہ کرے اور انھیں فوجی تعلیم دے تاکہ وقت ضرورت پر جمہوریہ کے کام
آسکیں لیکن ڈی۔ بروٹس کی طرح وہ جلد بازی کرنے کو تیار نہ تھا۔ سسرو نے

---

لے پلانکس کو اب صاف معلوم ہو گیا کہ انٹونی کو اس کے صوبہ گال سیسہ پر دعوی تھا کی
وجہ سے وہ ناراض ہو گیا۔ جولیس جس کا حوالہ ٹائٹوس لیوی پر سسرو نے دیا ہے۔ ۲۱/۶۔
سسرو Ad fam ۱۲، ۸/۱۰ ایڈ بروٹم ۲۰۲۔

باب ۹ جوان و عمدہ کو درحقیقت یا بظاہر صحیح خیال کرتا تھا۔ ۹ راپریل کو پلانکس کو اعزاز عطا کرنے کی ایک تحریک منظور کرادی۔ لیکن یہ مباحثہ تین دن تک جاری رہا اور ایک پریشان کن جمہوریت پسند سسی پی سٹرو ٹیلیس ایک ٹری بیون کی امداد سے مباحثے میں فضول دخل درمعقولات اور مخالفت کرتا رہا جس سے سسرو کی جماعت کی حقیقی اندرونی کمزوری عیاں ہوتی ہے۔ ایسے نازک موقع پر قوانین کی لفظی پابندی نہیں ہوسکتی مگر دور انقلابی کے کئی سال گزر جانے کے بعد بھی یہ لوگ اپنے سرگروہ پر فضول لفظی اعتراضات کرکے اُسے پریشان کرتے تھے۔ مگر جب مباحثہ ختم ہونے کو تھا ملک شام میں کیسیس کی قطعی کامیابی کی خبر آئی جس کی وجہ سے سسرو کی تحریک منظور ہوگئی۔ اب سب لوگوں کو شمال کی جنگ کے نتائج کا انتظار تھا کیونکہ سب کو یہ علم تھا کہ فطالی وجہ سے یا تو میوٹی نا کا سقوط عمل میں آئیگا یا محصورین کی نجات ہو جائیگی۔ اس جنگ میں انہماک کا ثبوت ایک قسمت آزما سپاہی کی کارروائیوں سے ملتا ہے۔ یہ شخص پی ونٹی ڈیس[1] قیصر کا ماتحت رہ چکا تھا اور اب انٹونی کا شریک تھا۔ اسنے دو لیجن جنوب میں بھرتی کیئے اور شمال کی طرف جاتے ہوئے ایک تیسرا لیجن پیکینم میں بھرتی کرلیا۔ اپی نائن کو طے کرکے وہ جمہوریت پسندوں کی فوجوں سے بچ نکلا اور انٹونی سے ایسے موقع پر جا ملا جبکہ وہ پسپا ہو رہا تھا۔ یہ قصہ نہایت عجیب و غریب ہے مگر اس کے حل واقعات کو باور نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔

میوٹی نا کے محاصرہ کا اٹھنا (۱۳۱۷) گال ایں روئے آلپ کی جنگ کا اب قطعی فیصلہ ہونے کو تھا۔ ہرمیس اور آکٹے وین کے دباؤ سے مجبور ہوکر انٹونی نے بولونیا کا تخلیہ کردیا اور پانسا کے آجانے سے اس پر لازم آیا کہ اُن کی پیش قدمی

[1] یہ پیکینم نامزد تھا اطالیہ کی جنگ علیم میں لڑا لیکن میں قید کرلیا گیا تھا۔ اس کے عجیب و غریب احوال زندگی کے لیئے دیکھو ڈائون کیسیس ۴۴، ۱۵ گیلیس ۱۵، ۴۔

باب ۹

روکے۔ ۱۵ اپریل کو شاہراہ پر ایک جنگ بونونیا اور میوٹی نا کے درمیان ہوئی۔ جانبین کے نبرد آزما سپاہی اس جنگ میں پیش پیش تھے اور ان میں سے بہت سے کام آئے۔ انٹونی کی حالت فریق ثانی سے بہتر تھی گمراہ جب میوٹی نا کی طرف واپس ہو رہا تھا ہرٹیس اس پر بلائے ناگہانی کی طرح نازل ہو گیا اور اس کی تھکی ہوئی فوج کو سخت شکست دی مگر اس کے زیر کمان غیر ملکی سواروں کا ایک زبردست دستہ تھا جس کی وجہ سے وہ بچ نکلا۔ اسی روز پانسا کو ایک زخم کاری لگ گیا۔ آکٹے ویس کی اس جنگ میں شرکت صرف اسی حد تک تھی کہ اس نے ایک حملے کو روک دیا جو اس کی چھاؤنی پر ہوا تھا۔ یہ جنگ فورم گیلورم کی لڑائی کے نام سے موسوم ہے۔

۲۷ اپریل کو ایک دوسری لڑائی میوٹی نا کے قریب ہوئی جس میں انٹونی کو سخت ہزیمت ہوئی اور اس کی فوج بے قاعدہ طور پر پسپا ہو گئی جس کی وجہ سے میوٹی نا کا محاصرہ اٹھ گیا لیکن اس وقت کے وقت ہرٹیس میدان جنگ میں کام آیا اور پانسا بھی زخموں سے حال نہ ہو سکا اور چند روز کے بعد مر گیا اب صرف دو سپہ سالار موقع کار رار پر جمہوریہ کی افواج کی کمان کر سکتے تھے جن سے ایک ڈیسی مس بروٹس قنصل قاتل تھا جس کے سپاہی فاقہ کشی سے بالکل کمزور ہو گئے تھے یا فاقہ کشی کے بعد پرخوری کی وجہ سے مر رہے تھے اور دوسرا قیصر کا وارث (آکٹے ویس) تھا جو دونوں قاتلوں کے مرجانے کی وجہ سے تین فوجوں کا قنصل ہو گیا تھا۔ موجودہ اغراض کے لحاظ سے انٹونی کی شکست خوردہ فوج کا تعاقب کرنا اور اسے تباہ کر دینا نہایت ضروری تھا۔ انٹونی مغرب کی طرف بھاگ رہا تھا اور اگر اسے ایک دفعہ اور شکست ہوتی تو پھر وہ ہمیشہ کے لئے بیکار ہو جاتا۔ مگر کوئی اس کا سدراہ نہ ہوا کیونکہ بروٹس فوراً کوچ نہ کر سکتا تھا اور آکٹے ویس اس کی امداد کرنے پر آمادہ نہ تھا اس لئے انٹونی بھاگ نکلا۔ اب صرف یہ دیکھنا ہے کہ سیسیرو نے اس صورت حال کے متعلق کیا رائے

---

لہ دیکھئے سسرو (Cicero) ۱۰، ۳۰ میں گالبا کا حال ٹائریل اوپر سرنشم ۴۲، ۴۳۔

باب ۵۹ قائم کی اور خصوصاً یہ کہ اس نوجوان کے ساتھ اس کا کیا سلوک ہوگا جس نے اپنی خوبی قسمت سے یکایک اس قدر اثر اور اقتدار پیدا کر لیا تھا۔ شمالی جنگ کے دوران میں روما کی حالت ابتر ہو رہی تھی۔ شکست کی افواہ مشہور ہو رہی تھی اور وٹیٹی ڈیس کے دھاوے کی وجہ سے کھلبلی مچ گئی تھی اسکے سبب لوگ ان خبروں کا یقین بھی کرنے لگے تھے بعض لوگوں کا یہ بھی خیال تھا کہ سسرو اعلیٰ اقتدارات غصب کرنا چاہتا ہے جس کی وجہ سے اُس کی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ ایک ٹری بیون نے جو اُس کا دوست تھا تقریر کر کے اُسے بچا لیا۔ مگر جب فورم گیلورم کی فتح کی خبر پہنچی تو اس کے اعزاز میں مظاہرے ہونے لگے اور وہ بے حد مقبول عزیز ہو گیا۔ دوسرے روز (۲۱ اپریل) سینیٹ میں یہ تحریک پیش ہوئی کہ صلح کا لباس پہنا جائے مگر سسرو[1] نے اس تحریک سے اختلاف کیا اور سینیٹ کو میوٹی نا کا خاصہ اُٹھ جانے تک استظار کرنے پر آمادہ کر لیا۔ مگر شکرانہ ادا کرنے کی تحریک اس نے تائید کی کیونکہ اس میں یہ مضمر تھا کہ انٹونی اور اُس کے سپاہی دشمن قوم ہیں۔ اس نے اپنی فوجوں کے مقتولین کے لیے اعزاز عطا کرنے اور ان لوگوں کو انعام دینے جانے کی تجویز پیش کی جس میں مقتولین کے وارث بھی شریک تھے۔ اس کے بعد ہی میوٹی نا کی دوسری جنگ اور محاصرے کے اُٹھ جانے کی خبر آئی (۲۶ اپریل) کو انٹونی کے لشکر کا باضابطہ طور پر دشمن قوم (Bostes) قرار دیے گئے۔ فتح کی خوشی نے عقلوں پر پردہ ڈال دیا اور جمہوریت پسندوں نے سینیٹ میں جن کی تعداد غالب تھی بے سوچے سمجھے اعزاز اور انعام تجویز کیے دونوں باغی سپہ سالاروں کو اعزاز عطا کرنے میں جو جو فرق رکھا گیا تھا اس سے اُن کے اصلی خیالات ظاہر ہوتے ہیں۔ ڈی بروٹس کے لیے انھوں نے علاوہ

---

[1] فلپک چہارم سسرو کی یہ آخری تقریر ہے جو اب تک باقی ہے۔

[2] ڈائون کیسیئس (۴۶، ۳۹) کا بیان ہے کہ انھوں نے خدمات کی میعاد کو کسالہ کرنے کے لیے ایک قانون نافذ کرایا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت جمہوریت کو ختم کرنا چاہتے تھے

۵۹ ق م

مطلوبہ فتح دوسرے اعزاز بھی تجویز کیے جن میں سے بعض غیر معمولی تھے اور خلاف اس کے آگسٹس میں کے لیے کمتر درجے کا جلوس فتح (Ovatio) تجویز کیا گیا علاوہ ازیں متوفی کانسلوں کی وضع قطع پر ٹوگا پروٹیکس کے سیر دہوئیں اور اُسے انٹونی کا تعاقب کرکے ختم کرنے کا حکم دیا گیا جس سے یہ امتیاز اور بھی تیز ہوگیا۔ اسی اثنا میں دوسرے اعلان بھی ہوئے جن سے ثابت ہوگیا کہ انتظامات مکمل صرف پروٹیکس سے متعلق تقدم خدمات پر مبنی نہ تھے۔ سیکسٹس پامپی کی جملہ املاک ضبط کرلی گئیں اور اس کا افسر اعلیٰ مقرر کرکے سواحل کی نگرانی اس کے سپرد ہوئی۔ کیسیس بھی باضابطہ طور پر شام کا صوبہ ۱۰ ق م مقرر ہوا اور ڈولابیلا کو بریکرنے کے بعد وہ مشرق بعیدہ کے تمام صوبجات کی عام نگرانی بھی اس کے تفویض ہوئی۔

۱۳۱۰ حکام مکور اور گیراتھ سے جن کی دوست ان سے کچھ کہہ رہی تھی سیبٹ نے اپنے حقیقی ارادوں کا اظہار کردیا تھا جمہوریت پسندوں کا سرگروہ سسرو تھا اس خیال عام میں تھے کہ حکومت کرنے کا اب وہ ملاحوف وخطر اپنے منصوبوں کو عمل میں لاسکتے تھے۔ آگسٹس وین سے بے اعتنائی برتنے سے اسیں انٹونی کے پنجہ ستم سے بچایا تھا اور قیصر کے قاتلوں اور علانیہ دشمنوں کو مناصب اعلیٰ پر پہنچانا اُسی وقت ماثر ہوسکتا تھا اگر جمہوریہ کا حقیقی وجود ہوتا لیکن واقعہ یہ تھا کہ جس جمہوریہ کی عبادسسرو نے ایسی فصاحت و بلاغت سے کی تھی وہ درحقیقت محض ایک فرضی چیز تھی اگر آگسٹس وین کا نکلنا جمہوریہ کا فدائی بھی ہوتا تو اب وہ متنبہ ہوچکا تھا کہ اسے خود اپنی دولت پر بھروسہ کرنا چاہیئے ورنہ اس کی سیاسی وقت کا خاتمہ ہوجائیگا اور اس کا انجام بھی یقینی ہوتا اگر عہد امور کا مدار سینیٹ کی تقریروں اور شعلہ زار اپر ہوتا۔ لیکن اس نوجوان کو خوب معلوم تھا کہ اعضائے جمہوریہ یعنی سینیٹ اور قوم روما دونوں محض باقیات الصالحات ہیں اور حقیقی قوت فوجوں کے سپہ سالاروں کے ہاتھوں میں ہے۔ اگلی عہدوں کا

جمہوریت پسندوں کی حماقت

---

۱؎ ۲۷ اپریل بسسرو الیہ بروٹس کیم ۱۵۔

اثر بھی زائل ہو چکا تھا اور اس پر طرہ یہ ہوا کہ دونوں کانسل مر چکے تھے اور قانونی موانع کی وجہ سے اُن کے جانشینوں کا انتخاب جلد نہ ہو سکتا تھا جس کی وجہ سے نظام دستوری بدقسمتی سے بالکل معطل ہو گیا تھا آکٹے ویس انتظار کرتا رہا اور واقعات کو بغور دیکھتا رہا اور جمہوریت پسند جماعت سے ایسی حرکات کرتا رہا جس سے اُسے تقویت ہو رہی تھی۔ انھیں یہ دھوکا ہو رہا تھا کہ انٹونی کی جو حالت دراصل تھی اس سے بہت خراب ہے اور یہ کہ ڈی بروٹس ایک زبردست افواج کا گروہ کے ساتھ اُس کا تعاقب کر رہا ہے۔ انھوں نے لیپی ڈس اور پلانکس کو حکم بھیجا کہ آلپس سے اُسے گھیر لیں اور اس طرح جمہوریہ کی فتح کو قریب پر پہنچا دیں تھی کامیابی کے متعلق انھیں مطلق شبہہ نہ تھا اس لیئے وہ آکٹے ویس کی تذلیل میں مصروف ہو گئے اور انھوں نے ایک وفد عالیہ انعامات[1] کا بطلہ رپورٹ کے ساتھ روانہ کیا۔ انعامات[2] کو سب کے لیئے یکساں نہ تھے فوج سے فوجوں میں تفرقہ اور باہمی حسد پیدا کرنا مقصود تھا اور یہی تحریر تھی کہ فوجوں کے متعلق اعلان بست سپاہیوں کے روبرو کیا جائے نہ کہ حسب قاعدہ سپہ سالاروں کے توسط سے آکٹے ویس کے سیاسی رد عمل سے بالکل مخرف ہو گئے مگر اس نے یہ انتظام کر دیا کہ سیاسی سفیروں کا استقبال کرنے خوشی سے کریں جس کی وجہ سے سیاسی سابق سے بھی زیادہ اس کے خیر خواہ ہو گئے اور تمام روما پر شبہہ کرنے لگے شمال کی فوجی حالت بھی ایسی نہ تھی جیسا کہ سسرو اور اس کے دوستوں کا خیال تھا۔ انٹونی بے ترتیبی کے ساتھ ضرور بھاگا تھا مگر تعاقب دو روز کے بعد شروع ہوا اور اس کی حوالی یہ تھی کہ نانک وقت میں کس سے جبر کوئی سپہ سالار نہ تھا بروٹس کے پاس بار برداری کا سامان نہ تھا کیونکہ اس نے حال ہی میں ایک طویل محاصرے سے گلو خلاصی حاصل کی تھی اور اس کے سپاہیوں میں یا تو

---

[1] سسرو ایڈ بروٹم کم ۱۵، ۲ پر ٹانزیل دیپرسر کا حاشیہ۔
[2] ویلیس (دوم ۶۲، ۴، ۵ ڈائرو ۴۶، ۴۰، ۴۱ اپین سم ۸۶۔

میونی نا کے مربھی تھے یا نئے رنگروٹ۔ کانسلوں کی دونوں فوجوں کے نہ آنے سے سپاہیوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور آکٹے وین نے چونکہ اسے اس کی وفاداری پر اعتماد تھا تعاقب میں شریک ہونے سے انکار کر دیا اور میلے حوالے کر تا رہا۔ وینٹی ڈیس بھی اسی اثنا میں اپنے تیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ ملا۔ احمت اپنی فوج کو لے کر کے واڈا سپانیا یہ انٹونی سے جا ملا جو جنوا کے قریب تھا۔ اس مقام سے لیپی ڈس کے صوبے تک پہنچنا بہت آسان تھا اور لیپی ڈس سے ہر گھڑ سوار اسے آگے مل جاتا۔ آکٹے وین بھی درحقیقت انٹونی کو تباہ کرنا چاہتا تھا اور انٹونی سے ڈرتا بھی تھا اب وہ نہ تھے اس لیئے وہ آکٹے وین کی شرائط تسلیم کرنے پر آمادہ تھا سسرو اور دوسرے متعصب جمہوریت پسندوں کی نگاہ میں انٹونی کا زندہ رہنا بڑا آکٹے وین کا یہ خیال نہ تھا اور انٹونی کے گرفتار شدہ سپاہیوں کو اس کے پاس واپس کرنے کے علاوہ آکٹے وین نے اپنی ہمدردی کو دوسرے ذریعوں سے بھی ظاہر کیا۔ اس طرح پر ڈی۔ بروٹس کی کوششیں بیکار اور ضائع ہوئیں۔ مئی کے پورے مہینے اور جون کے اوائل میں یہ ناشاد سپہ سالار اپنے محدود ذرائع کے کامیابی کے لیئے پوری کوشش کرتا رہا اور مزید سپاہ اور روپے اور ایم بروٹس کے مقدونیہ سے بلائے جانے کے لیئے درخواست کرتا رہا مگر سب بے سود تھا۔ نہ فوج آئی نہ روپیہ آیا اور بالآخر وہ سخت خطرے میں پڑ گیا۔ مگر اسے بار بار کرایا گیا کہ رومائے ارباب حل وعقد اس کی ناکامی سے سخت مایوس ہو گئے تھے اور خیال کرنے لگے تھے کہ اس نے ہمت سے کام نہیں لیا حالانکہ یہ ناکامی جیسا کہ اس نے انہیں مطلع کر دیا تھا آکٹے وین کی وجہ سے تھی۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ آکٹے وین اپنے سپاہیوں کی نافرمانی کی وجہ سے مجبور ہے۔ جمہوریت پسندوں نے آکٹے وین کی قوت اور اس کے ارادوں کا بالکل غلط اندازہ کیا تھا، اس کی تصدیق یوں ہوتی ہے کہ مئی کے آخر میں سسرو نے ڈیسی مس کو ایک خط لکھا جس میں اس نے

۱۹ ب

[1] سسرو Ad fam ۱۱۔ ۱۴۔ اس کا بیان ہے کہ افریقہ کے لیجن بھی بلائے گئے تھے۔

باب ۲۰ تسلیم کرلیا کہ صورت حال نہایت خطرناک ہے اور ڈیسی مس کو یقین دلایا کہ میں ہی مارکس اور اس کی فوج کو بلانے اور آکٹے وین کو اطالیہ کا محافظ مقرر کرنے کے مستحق ہوں۔ جمہوریت پسندوں نے اپنی حرکات سے آکٹے وین کو سخت ناراض کر دیا تھا اور وہ ان کی مخالفت سے پورے طور پر متنبہ ہو گیا تھا۔ اب اس پر طرہ یہ ہوا کہ سینیٹ نے انٹونی کے زمانۂ قانسلی کی کارروائیوں کی اصلاح کے لیے دس کمشنر مقرر کر دیئے۔ اس کی وجہ سے ہر قسم کے معاملات زیر بحث ہو جاتے جس میں تقسیم اراضی کا مسئلہ بھی تھا۔ آکٹے وین ان دس کمشنروں میں نہ تھا جس سے اس کے سیاہی ناراض ہو گئے کیونکہ انھیں اندیشہ تھا کہ اس کے عدم تقرر کی وجہ سے انھیں نقصان پہنچیگا۔ سسرو سے حال ہی میں ایک بھتیجی نوحوان قیصر کی بھی ہوا سے سخت ناگوار ہوئی۔ آکٹے وین کیساتھ کیا سلوک ہونا چاہیئے اس کے متعلق سسرو نے کہا تھا کہ "ہمیں اس کی تعریف کرنی چاہیئے، اسکا اعزاز کرنا چاہیئے اسے بلند تر کرنا چاہیئے" تیسرے لفظ "بلند تر" سے دو معانی پیدا ہوتے ہیں یعنی اعلیٰ وارفع کرنا اور دفع کرنا۔ اس بے موقع مسخرپن سے ظاہر ہو گیا کہ اتنک سسرو نے آکٹے وین کی جو کچھ تعریف و توصیف کی سب زمانہ سازی پر مبنی تھی۔ آکٹے وین نہ کبھی کسی واقعے کو بھولتا اور نہ کسی دشمن کو معاف کرتا اس لیے سسرو کو بھی اب اس کی طرف سے اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔[1]

لیپی ڈس و پلانکس

(۱۳ ۱۹) اب ہم لیپی ڈس اور پلانکس کا ذکر کریں گے۔ پلانکس اب تک اپنی وفاداری کا پابند تھا اور غالباً انٹونی کی حکومت پر جمہوریت کو ترجیح دیتا تھا مئی اور جون اور جولائی کے مہینوں کی پریشانیوں کے اثنا میں وہ سسرو سے مراسلت کرتا رہا مگر چونکہ دور اندیش تھا اس لیے نہ تو اس نے سسرو کی نصیحت پر عمل کیا اور نہ اس سبز باغ میں آیا جو سسرو اسے دکھایا کرتا تھا۔ وہ معلوم تھا کہ ابھی بہت کچھ کرنا ہے جس کا روما کے مدبروں کو احساس نہیں اور

---

[1] Ad fam (۱۱) ۲۰، ۲۱۔ وطیس دوم ۶۰۶۲۔

[2] Laudandum, ornandum tollendum

باب ۹

ایک ناممکن العمل کام میں شریک ہو کر خود کو برباد کرنا نہ چاہتا تھا۔ لیپی ڈس کی طرف سے اُسے بہت شبہہ تھا۔ سسرو کو اُس نے مطلع کیا کہ میں اس کو انٹونی سے مل جانے سے روکنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اس نے سسرو کو یہ بھی لکھا تھا کہ میرے سپاہیوں میں سے اکثر باقاعدہ عہدہ دار ہیں اور لیپی ڈس کی فوج کا تو اور بھی اعتماد نہیں۔ لیپی ڈس پر ہر شخص کو شبہہ تھا یہاں تک کہ سسرو کو بھی مایوسی تھی۔ ۲۹ مئی کو لیپی ڈس انٹونی سے جا ملا۔ اس نے غالباً ایک زبردست معاہدے کی بنا پر انٹونی کو تقویت پہنچائی۔ دونوں فوجوں میں جب آپس میں میل جول ہو گیا تو اُسے اعلان کرنے کا بہانہ مل گیا کہ فوج کے روگرداں ہو جانے کے خوف سے میں مجبوراً دشمن کا شریک ہو گیا ہوں اور یہ کارروائی میں نے حق پروری کو روکنے اور مصالحت ہو جانے کے لئے کی ہے۔ اس طرح اس قابل اعتماد سردار بجاری (لیپی ڈس) نے اپنا اصلی رجحان ظاہر کر دیا۔ پلانکس ایسی فوج کے ساتھ ایسے صوبے کی سرحد پر تھا۔ واقعات کی رفتار کو دیکھ رہا تھا اب وہ مجبوراً واپس ہو گیا لیکن وہ متحدہ فوجوں کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ مگر انٹونی کا جس کے پنجے میں لیپی ڈس تھا یہ قصد نہ تھا کہ گال سیسہ کے صوبہ دار کو دباؤ اور جبر سے زیر نگر لے اس لئے اُس کو رام کرنے کے لئے دوسری تیاریاں کر رہا تھا۔ دو بڑے امر ایسے تھے جن کا سسرو[1] پلانکس ڈی بروٹس کو علم تھا حالانکہ واقعات مابعد پر ان کا بہت اثر تھا۔ پہلا واقعہ یہ تھا کہ آکٹے ویس نے انٹونی اور لیپی ڈس سے گفت و شنود کر لی تھی اور دوسرا یہ تھا کہ مارکس بروٹس نے عہد مصمم کیا تھا کہ جمہوریہ کی تائید کے لئے اطالیہ پر حملہ نہ کرے۔ ان دونوں واقعات کے لاعلم ہونے کی وجہ سے سینیٹ نے لیپی ڈس کو دشمن قوم قرار دیا کیونکہ انھیں قوی امید تھی کہ جب آکٹے ویس کی زبردست فوج ان کے ساتھ ہے، دو لیجن افریقہ سے آ رہے ہیں اور بروٹس بھی واپس آ رہا ہے تو پھر وہ اپنے

[1] سسرو Ad fam دہم ۳۰ میں اس کا حیلہ ملاحظہ کیجیے۔

باب ۵۹ ایم۔ بروٹس کی عجیب حرکت

دشمنوں کا بخوبی مقابلہ کر سکتے ہیں۔

(۱۳۲۰) اب وقت آگیا ہے کہ ہم ان اسباب کا ذکر کریں جن کی وجہ سے بروٹس اطالیہ پر حملہ آور ہونے سے باز آیا۔ مقدونیہ اور الیریکم میں اسے شاندار فتوحات حاصل ہوئی تھیں لیکن اگر عارضی جمہوری حکومت کا خاتمہ ہو جاتا تو اس فتوحات کی وجہ سے جمہوریت کا دوبارہ قیام ناممکن تھا۔ اطالیہ میں اس کے رہنے کی سخت ضرورت تھی مگر اس ضرورت کا اسے کافی احساس نہ تھا لیکن سوال یہ ہے کہ بروٹس کیوں نہیں آیا جبکہ دونوں کانسلوں کی موت کے بعد جنگ کی حالت دگرگوں ہو گئی اور سسرو کو ایسی فوجوں کی ضرورت تھی جن سے اسکے مقاصد کی تکمیل ہو سکتی تھی۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ بروٹس اور سسرو کے درمیان موافقت بالکل نہ تھی۔ آکٹے ویین اور انٹونی کا قبول اشتراع ہی سے اسے ناگوار تھا اور حاکم مطلق العنان (قیصر) کے وارث (آکٹے ویین) کو جو اختیار عطا ہوئے تھے ان سے اسے ناقابل برداشت رنج ہوا تھا۔ خود پسندی اور خشک خیالی کی وجہ سے وہ اس عمل باطل میں تھا کہ باوجود ایک دور دراز مقام پر ہونے کے وہ اصولی معاملات اور ممکنات کو زمانہ شناس سسرو سے بہتر سمجھ سکتا ہے جو مرکز حکومت میں موجود تھا۔ اپریل کے وسط میں دلوں میں جو مراسلت ہوئی اس سے موانست کا اظہار نہیں ہوتا۔ مارکس انٹونی کا بھائی سی۔ انٹونیس جو مقدونیہ کی صوبہ داری کا دعویدار تھا اسے بروٹس نے شکست دے کر قید کر لیا تھا۔ اب سوال یہ تھا کہ اس کا کیا حشر ہو۔ سسرو نے یہ مشورہ دیا کہ ڈیسی مس کی سلامتی جان کے لئے اسے بطور کفیل قید رکھو۔ ۱۳۔ اپریل کو بروٹس کا ایک خط سینیٹ میں پڑھا گیا جسکے ساتھ سی۔ انٹونیس

---

لہ بروٹس اور سسرو کے جعلی ہونے کے مسئلے کی ٹائرل اور پرسرے جلد ششم میں خوب بحث کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ صرف خطوط بروٹس یکم ۱۶-۱۷ کو جعلی خیال کرنے کے کافی وجوہ ہیں۔

لہ خود اس کے الفاظ دیکھو فلپک یازدہم ۲۷۔

کا بھی ایک خط مسلک تھا۔ بروٹس نے اس خط میں ایسے قیدی کا ذکر نرمی کے ساتھ کیا تھا۔ اُسے اپنے آپ کو پروکانسل لقب کرنے کی بھی اجازت دی تھی جس سے سب لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔ یہ ایک عجیب معما تھا جس کی وجہ سے بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ بروٹس کا خط جعلی ہے۔ لیکن اصل واقعہ یہ تھا کہ جمہوریت کا یہ متوحش دشمن (بروٹس) مانٹونی سے ساز باز کرنا چاہتا تھا اور اس غرض سے انٹونی کے بھائی کا اُس نے قیدیوں میں ہونا نہایت مفید تھا۔ سسرو نے بروٹس پر یہ بات میں بیکار ترجیح اصلح جوئی کا الزام رکھا اور اُسے سمجھایا کہ حقیقی امن جنگ میں کامیاب ہونے سے قائم ہو سکتا ہے اور انٹونی کی غلامی سے آکٹے وین کی بموقع امداد لے جا سکتا تھا۔ اُس نے یہ بھی لکھا تھا کہ تینوں برادران انٹونی کی بھی یہی حالت ہے جو کہ ڈولابیلا کی ہے۔ اگر ہم نے انہیں تباہ کیا تو وہ ہمیں تباہ کر دیں گے۔ مراسلت کا سلسلہ اسیطرح جاری رہا، بروٹس کو سسرو مشورہ کرتا رہا۔ اس موقع پر کمزوری دکھانا خطرے سے خالی نہ تھا اور یہ کہ آکٹے وین نے اُس وقت تک اُن کی جماعت کو تباہی سے بچایا تھا جمہوریت پسندوں کی فتوحات اور میوٹینا کے محاصرے کے اٹھ جانے سے سسرو کی ہمت بڑھ گئی اور اُس نے بروٹس سے کچھ روز تک امداد کی درخواست نہ کی لیکن وہ کب تک سہی۔ انٹونیس اور ڈولابیلا کے خون کا پیاسا تھا مگر بروٹس کو یہ عذر تھا کہ میں اپنے قیدی کو بغیر سینیٹ کے حکم کے قتل نہیں کر سکتا اور سسرو کے طرز عمل پر نکتہ چینی کرنے لگا۔ آکٹے وین کے اعزاز پر اسے بالخصوص اعتراض تھا اور اُس کا قول تھا کہ اُسے اس قدر پیش پیش نہ کرنا چاہیئے ورنہ خطرناک ہو جائیگا۔ بروٹس نے اس افواہ پر یقین کر لیا تھا کہ سسرو کانسلی کی کوشش کر رہا ہے اور آکٹے وین کو لیاتر کیبد بنانا چاہتا ہے جس پر اُس نے اپنی ناراضی بھی ظاہر کی۔ یہ واقعہ مئی کے وسط

۵۹ ق م

---

لہ اگر دونوں خطوط (بروٹس یکم ۱۶، ۱۰ جعلی ہیں ہیں تو وہ ہرزہ گردی پر بھی اتر آیا تھا اور سسرو اور ایٹی کس دونوں کو ملعون کیا تھا۔

باب ۹ کا ہے اور اس کے کچھ دن بعد ہی ایڈریاٹک کے ساحل سے کوچ کر کے وہ مقدونیہ کے اندرونی حصے کی طرف چلا گیا۔ سسرو سے اس سے اچھے دوستانہ تعلقات قائم تھے اور دونوں ایک دوسرے سے مختلف قسم کی درخواستیں کرتے رہتے۔ مگر اب بروٹس اور بھی دور ہو گیا تھا اور منی کے اواخر میں شمال میں جمہوریت پسندوں کی حالت بہت ابتر ہو گئی۔ ڈیسی مس سخت خطرے میں تھا اور آکٹے ویس اپنی جگہ سے ہلتا نہ تھا۔ جون اور جولائی میں سسرو سخت پریشان تھا، بروٹس کی آمد کی مرغن خبری دے کر وہ ڈیسی مس کی امیدیں بڑھا رہا تھا اور کس بروٹس اور کیسیس کو ہار رہا تھا کہ جلد آکر مدد کریں ورنہ "تاتو بن میری مس جلالی رحم" کا مضمون ہوگا۔ لیکن بروٹس کا آنا اب بھی بے سود اور بعد از وقت تھا۔ بروٹس در اصل آنا ہی نہ چاہتا تھا کیونکہ وہ اپنی مطلق منصفانہ اور سخن پروری کی وجہ سے اپنی تدابیر میں کسی قسم کا تغیر کرنے سے مجبور رہتا تھا۔ علاوہ ازیں سسرو کے افعال سے بھی جنھیں اس نے سمجھا یا نہ سمجھا تھا اُسے سخت رنج تھا لیکن اس کے علاوہ ایک دوسرا اثر بھی تھا جس سے امرائے روما کی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے جن کی خصائل حمیدہ سے جمہوریہ وجود میں آئی تھی اور جن کی بداعمالیاں اب اس کے زوال کا باعث ہو رہی تھیں۔

بروٹس اور کیسیس کے خاندانی تعلقات

(۱۳۲۱) یہ اثر خاندانی تعلقات کا تھا۔ پبلی ڈس اور کیسیس کی بیویاں بروٹس کی سوتیلی بہنیں تھیں۔ روما کے امرا میں شادیاں بہت سوچ سمجھ کے ہوتی تھیں اور باوجود طلاق کی کثرت اور زن و شوہر کی بے وفائی کے ان رشتوں سے خاندانوں میں ایک زبردست تعلق پیدا ہو جاتا تھا جسے رسم و رواج تمدنی کے لحاظ سے نظر انداز کرنا دشوار تھا۔ خود سسرو کو ڈولا بیلا سے قطع تعلق کرنے میں دشواری ہوئی تھی حالانکہ اس کی بدکرداری سے وہ خوب واقف تھا اور اس کی پیاری ٹیٹی ٹولیا کو اس نے بہت ستایا تھا۔ ان شادیوں میں ایک لین دین کا معاملہ بھی تھا جس کا بیان نہ ضروری ہے۔ سسرو سخت پریشان تھا کہ ٹولیا کے جہیز کی رقم کس طرح وصول کرے۔ اپنی مطلقہ بیوی ٹیرنٹیا شیا کے بھائی کی مالیسی میں اسے سخت پریشانی ہوئی تھی۔ سسرو نے پبلی لیا سے شادی کی اور پھر اسے طلاق دی

یہ بات کہ اس نے روپے ہی کے لیے کیا تھا۔ پال ریویر نے ایک سو سال قبل ۱۸۹۹ء
اسی جرم کے معاملوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا کہ اہل و عیال روپے کے معاملے
میں بہت سخت ہیں۔ بروٹس بھی بحیثیت ایک حریص سرمایہ دار کے اپنی بیلو کو غلط انداز
نہ کر سکتا تھا۔ اسی لیے جب سسرو نے خون میں نہایت دردناک الفاظ میں
اس سے امداد کی درخواست کی اور ان الفاظ سے اسے متنبہ کیا جن میں جمہوریہ
کی [illegible] اس پر ان سب باتوں کا مطلق اثر نہ ہوا۔ اس نے صورت حال
کے متعلق ایک دوسری رائے قائم کی۔ سسرو کا بیان تھا کہ حالت نہایت نازک
ہے اور آئندہ کئی دنوں کے اندر ہی کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔ بروٹس کا دعویدار ہے مگر
اس سے بروٹس سے یہ نہ کہا کہ ڈی بروٹس سے غلطی کی تھی تو سسرو
بھی عملی اسکے ارادہ سے بری نہیں ہو سکتا۔ ہر قاتل بری ہو سکتے ہیں اگر بروٹس
کا مقصد دنیا سے مجلت آمر بھی حد تک مصلحت تھا لیکن جو وقت پر آجاتا تو
ایک ایسی جنگ کا سامنا تھا جس کے نتائج کے بارے میں کوئی تخمین نہ ہو سکتا
تھا اور اگر بعد وقت پر ہوتا تو ممکن تھا کہ اس کی فوج بھی مخالفین جمہوریہ سے ملتی
جس کو اطالیہ میں طبعہ حاصل تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ بھی مار جاتا اور
جمہوریہ کا خاتمہ ہو جاتا۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ سسرو اور بروٹس ایک دوسرے
کی مشکلات کا اندازہ نہ کر سکتے تھے۔ بروٹس کسی نہ کسی وجہ سے سسرو کی مشکل
میں پڑے۔ آیا کہ لیپی ڈس کے حفاظت قانونی سے خارج کر دیے جانے سے
وہ پریشان تھا۔ حالانکہ میں جبکہ سسرو کو صرف اس کی امداد کا آسرا دیا تھا تو
بجائے اس کے کہ وہ اپنے آنے کی خوشخبری سناتا اس نے سسرو سے
درخواست کی لیپی ڈس کے اہل و عیال کی حفاظت کرے کیونکہ قانوناً ایسے شخص
کی جائداد ضبط کر لی جاتی ہے اور اس کے اہل و عیال کو نظر کیپل کے قید کر لیا
جاتا ہے۔ سسرو نے پہلے تو جواب دیا کہ قانونی کارروائی ہوگی مگر کچھ دن کے بعد
لکھا کہ میں اپنے حسب مقدور ان لوگوں کی مدد کر رہا ہوں۔ اپنے آخری مدد والے
خط میں اس نے کوشش کی ہے کہ خود پسند بروٹس کے جذبہ محبت کو جوش میں
لائے اور لکھا ہے کہ اگر تمہیں اپنی بہن اور اس کے اہل و عیال سے محبت ہے

مابعد تو خود اگر اُن کی حفاظت کا انتظام کرو۔ اس خط کے ساتھ اس مراسلت کا خاتمہ ہوتا ہے اور مکتوب و مکتوب الیہ ہمیشہ کے لیے داعی اجل کو لبیک کہنے کے لیے جدا ہوتے ہیں۔ سسرو نے اس قدر ذلت گوارا کی تھی کہ پروٹس پر ثابت کر دیا کہ اُس کا طرز عمل سرور یات سیاسی کے لحاظ سے حق بجانب تھا گو خود کو اس طرح ذلیل کرنا اُسے ناگوار تھا اور اُسے کوئی فائدہ بھی نہیں۔ روما کے لیے یہی اُس کا آخری ایثار تھا۔

انتونی کا سفر عمل (۱۳۲ء) شمال میں جابیین کی طرف سے مئی اور جون میں کوئی فوجی کارروائی نہیں ہوئی۔ جون کے وسط کے قبل ڈی۔ بروٹس پلانکس سے جا ملا۔ ان دونوں کے زیر کمان ۱۳ یا ۱۴ لیجن تھے جن میں سے صرف چار میں تجربہ کار سپاہی تھے مگر اُن کی وفاداری پر بھی اعتماد نہ ہو سکتا تھا۔ روپے کی کمی تھی اور جیسے جیسے دن گزرتے جاتے تھے اُس کی ضرورت بھی بڑھتی جاتی تھی انتونی اور لیپی ڈس بھی موقع کے منتظر تھے۔ اُن کی فوجی قوت اُن کے مخالفین سے کم نہ تھی بلکہ زیادہ تھی اور حالات کچھ ایسے تھے کہ بمقابلہ لڑائی ٹھہرائی کے اُنھیں التوائے جنگ سے زیادہ نفع تھا۔ پلانکس کی فوج میں مخالفین کے جاسوس پہنچ گئے تھے اور سپاہیوں سے رقوم خطیر کے وعدے کر رہے تھے مگر یہ وعدے ایسے تھے کہ جنھیں ذہن غالب یوں کر سکتا تھا۔ عہد انقلاب کے سپاہیوں نے سپہ گری کو بطور ایک پیشے کے اختیار کیا تھا اور صرف اپنے سپہ سالاروں کے احکام کے پابند تھے اور انھیں سے انعام کی امید رکھتے تھے فوجی زندگی کے عادی ہو جانے کے سبب سے ان کے لیے ضرورت تھی ایک ایسے شخص کی جس پر انھیں اعتماد ہو اور جس کی وہ فرماں برداری کر سکیں۔ اگر کوئی سپہ سالار سینیٹ کا بندۂ حکم ہونے کا دعویٰ کرتا تھا تو سینیٹ کا یہ فرض تھا کہ اُس کے سپاہیوں کو وقت پر کافی انعام دے ورنہ جمہوریہ کے وجود سے سپاہیوں کو کس نفع کی امید ہو سکتی تھی۔ قدیم نظام جمہوری امرا کے حسب مرضی ضرور تھا کیونکہ خدمات کے صلے میں انھیں اعلیٰ عہدے ملتے اور بالآخر صوبہ دار ہو جاتے مگر غریب سپاہیوں کو یہ اعزاز کیسے حاصل ہو سکتے تھے۔ جمہوریت پسندوں کی مالی حالت جس کا سسرو سفینہ تھا اس کی حالت بالکل دیوالیوں کی سی تھی۔ ان لوگوں نے جنگی قرضہ (Tributum) وصول کرنے کی کوشش کی مگر صرف ایک قلیل رقم جمع ہوئی

باب ۹

کیونکہ قریب ۱۲۵ سال سے یہ طریقہ مسدود ہو چکا تھا اور اب انتہا کی احتیاج کی حالت میں اہل دولت سے، قوم کا وصول آزاد شواری ہی نے کیونکہ یہ طبقہ نہ صرف روما میں بلکہ ہر جگہ حکومت بھی ہی سے روپیہ حاصل کرتا ہے۔ اس لیے سینیٹ سپاہیوں کی جمع البقر کو روپے سے پیسہ نہ کر سکتی تھی اور سپاہیوں کو یہ بھی معلوم تھا کہ مقابلہ ایک فرد واحد کے جس کی دولت کا کوئی حد نہیں ہے ایک جماعت کثیر کا وعدہ کوئی معنی نہیں رکھتا فقط روپے کے بہرے سے سینیٹ بالکل بے دست و پا تھی اور اس لیے انھوں نے بیحیلہ طور پر روپیہ پیدا کرنے کی فکر کی مثلاً لیبی ڈس کی مالداد ضبط کر لی گئی لیکن سپاہیوں کو خوش کرنے کے لیے رقم کثیر کی ضرورت تھی جس کے لیے ضرور تھا کہ ضبطیوں کا سلسلہ عرصے تک جاری رہے مگر یہ ممکن نہ تھا۔ واقعات مذکورہ بالا کے لحاظ سے انٹونی کو یہ معلوم ہوا کہ ایسی جگہ پر خاموش بیٹھا رہے اور آکٹے وین سے نامہ و پیام کرتا رہے کیونکہ جمہوری لوگوں میں بے اطمینانی پھیل رہی تھی اور ان کے سیاسی عرصے تک وعدا ہی پر قائم نہ رہ سکتے تھے۔

آکٹے وین کی فتح کا سبب اول

(۴۳ ق م) اگست کے اوائل میں یہ حالت تشویش ختم ہو گئی۔ آکٹے وین نے سنتوریوں اور دوسرے سپاہیوں کا ایک وفد روما کو روانہ کیا اُن کے مطالبات یہ تھے کہ جن انعاموں کا اُن کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا فوراً ادا کر دیے جائیں اور آکٹے وین کو کانسلی پر مامور کیا جائے۔ یہ لوگ اپنے کام سے خوب واقف تھے اور انھوں نے اپنی طرف سے ایک اور مطالبہ پیش کر دیا کہ انٹونی کے خلاف فاتح کی حفاظت سے خارج کرنے کا جو حکم ہوا تھا منسوخ کر دیا جائے۔ اس سے ظاہر تھا کہ انٹونی اور آکٹے وین کے درمیان کچھ میل ہو گیا تھا اور اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ اُن کے احکام کی تعمیل کی جاتی۔ مگر جمہوریت پسند یا تو واقعات کا صحیح اندازہ نہ کر سکتے تھے یا اُن کا خیال تھا کہ اب پیچھے ہٹنا اُن کے لیے خلاف مصلحت ہے۔ سینیٹ نے دوسرے مطالبات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اگر یہ کانسلی کے متعلق یہ جواب دیا کہ ہم نے آکٹے وین کو خطاب کانسولر بنا دیا ہے حالانکہ نہیں معلوم ہونا چاہیے تھا کہ نوجوان آکٹے وین ان کھلونوں سے رام نہیں ہو سکتا لیکن ارکان وفد نے جب اُس سے انکار کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعدہ کیا گیا کہ

باب ۹ آکٹے وین پریٹر منتخب ہونے کا مستحق کر دیا جائیگا لیکن جون ہی میں سسرو کو معلوم ہو چکا تھا کہ حماقت قیصری کے اشخاص آکٹے وین کو کانسل مقرر کرانے کی تحریک کو عوام میں پھیلا رہے ہیں۔ اس لیئے اُس کی امیدواری کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا اب محض دیوانہ پن تھا۔ لیکن پھر بھی کوئی رعایت نہیں کی گئی اور اُن وفد دھمکیاں دیتے ہوئے واپس ہو گئے۔ اُن کی واپسی سے فوج کی آتش مشتعل ہو گئی اور آکٹے وین نے آٹھ لیجن اور سوار اور غیر ملکی معاون فوج کو لے کر جن کی مجموعی تعداد قریب چالیس ہزار ہوگی روما پر دھاوا کر دیا۔ سینیٹ نے اُس کے قریب آجانے کے بعد کیا کارروائی کی اُس کی تفصیل صحت کے ساتھ معلوم نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے تو اُنھوں نے انعامات موعودہ کی ادائی کے لیئے روپیہ[1] اس امید سے بھیجا کہ حملہ آور فوج مزید پیش قدمی نہ کرے۔ آکٹے وین سے اُس نے کانسلی کا وعدہ کیا اور دوسری رعایتیں بھی کیں مگر اس وقت اب تو بگڑ گیا تھا۔ سسرو کچھ دور دور رہتا تھا کہ آخری وقت میں وہ بھی آگیا اور بیوسا حد وحد شروع کر دی۔ حملہ آور فوج کے پاس پیام بھیجا گیا کہ روما نہ آئے اور دو لیجن جو حال میں افریقہ سے واپس آئے تھے اور ایک لیجن جو پانسا شہر میں چھوڑ دیا گیا تھا حفاظت کے لیئے متعین کر دیئے گئے مگر درحقیقت قلیل التعداد فوجوں سے شہر کی حفاظت نہ ہو سکتی تھی اور اہل شہر کو یہ بھی معلوم تھا کہ اُنہیں سے کسی امداد کی امید نہیں۔ آکٹے وین کے آتے ہی تینوں لیجن اس سے مل گئے اور اہل شہر جو حق حق اس کے استقبال کے لیئے شہر کے باہر چلے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سسرو نے آکٹے وین سے ملاقات کی اور اپنی صفائی میں یہ کہا کہ میں نے تمہارے کانسل مقرر کیئے جانے کی تائید کی تھی۔ لیکن اگر یہ واقعہ صحیح بھی ہو تو یہ کوشش بے سود تھی اور بیان کیا جاتا ہے کہ آکٹے وین اس کے ساتھ نہایت بے تکلفی سے

[1] یہ روپیہ کس قدر تھا اور کیسے وصول کیا گیا تھا اس کے متعلق اپین (سوم ۸۸ - ۹۰) اور ڈاورن (۲۶۴، ۲۶۴) خاموش ہیں

[2] اپین سوم ۹۲ میں مرسین سے اُس کے ملنے کا ذکر ہے۔ سسرو کے سخت خلاف ہیں۔

میش آیا۔ ایک خبر یہ بھی مشہور ہوئی تھی کہ آکٹے وین کی کارروائیوں سے ناراض ہوکر باب ۱۹
دو لیجنوں نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی سینیٹ کے اراکین
جمع ہو گئے مگر جب معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے تو سب منتشر ہو گئے اور سسیرو
ایک پالکی میں بیٹھ کر بھاگ گیا۔ یہ خبر صحیح ہو یا غلط اب آخری امید بھی جاتی رہی تھی
اور جس جمہوریہ کی سسیرو نے بنیاد رکھی تھی اب اُس کا خاتمہ ہو گیا تھا اور سسیرو
روما کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر فسکولم روانہ ہو گیا۔ مشرق میں بروٹس اور
کیسیس اپنی فوجوں اور رقموں کے ذریعے سے جمہوریہ کا نام قائم رکھے ہوئے
تھے مگر مغرب میں اب سوائے آکٹے وین اور انٹونی کی خدمت کے کوئی
چارہ نہ تھا۔

(۴۳ ق م) روما میں گذشتہ چند دنوں کے واقعات سے جو گھبراہٹ اور پریشانی پیدا ہو گئی تھی وہ ہی بہت حد تک دور ہو گئی کہ یکایک حکومت کی باگ ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں تھی جس کا ابتدا ہی سے کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا اور جس نے اب اپنی قوت کو ماضابطہ کرنے کی کارروائی نہایت حزم و احتیاط سے شروع کر دی اور یہ بھی خیال رکھا کہ یہ کارروائی نظائر سابقہ سے تا حد امکان متاثر ہو۔ اس کا قصد مصمم تھا کہ کانسل منتخب ہو جائے کیونکہ علاوہ دیگر منافع کے اس میں ایک نفع اُسے یہ بھی تھا کہ انٹونی اور لیپی ڈس سے معاملہ کرنے میں اُسے سالی ہوئی فوج سے کمتر درجے پر وہیں رہنا چاہتا تھا۔ ہرمیس اور پانسا کے حامیوں کے انتخاب میں جو دقتیں حائل تھیں اُنھیں دور کرنے کے لئے یک نئی تدبیر نکالی گئی یعنی قائم مقام حاکم شہر (پریٹر) نے انتخابات عمل میں لانے کے لئے اقتدار کانسلی رکھنے والے دو کمشنروں کا انتخاب کرایا اور ان دونوں حکام (Duoviri) نے کانسلوں کا انتخاب کرایا۔ (انتخاب میں آکٹے وین تہرے ماہر چلا گیا جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ وہ انتخاب میں دخل نہیں دینا چاہتا۔ اسکی خواہش تھی کہ اُس کا عزیز کیو۔ پیڈیس جو قیصر کی وصیت کی رو سے وراثت میں اُسکا شریک تھا اُسکے ساتھ کانسل منتخب ہو۔ ۱۹ اگست[1] کو یہ دونوں خدمت کانسلی پر

[1] ۴۳ ق م۔ ستمبر کو آکٹے وین کی عمر ۲۰ سال کی ہوئی۔

باب ۹ فائز ہوئے۔ سپاہیوں کے انعامات موعودہ ادا کر کے انھیں خاموش کر دیا گیا تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ فاتحوں کو سرکاری خزانہ سے جو رقوم دینا تھیں ان سے رقوم مذکور کی ادائی ہوئی مگر کسی مؤرخ نے یہ بیان نہیں کیا ہے کہ یہ رقم خطیر کہاں سے آئی کیونکہ اس کام کے لیے زر کثیر کی ضرورت تھی۔ پہلا کام جو اس نے کیا وہ یہ تھا کہ تبنیت کی رسوم کی تکمیل کر دی جس کی وجہ سے اب وہ باضابطہ جولیس قیصر ہو گیا اور قیصر کے وصیت نامے کی رو سے جو رقوم واجب الادا تھیں انھیں بھی اس نے فوراً ادا کر دیا۔ ڈائون[1] کا بیان ہے کہ یہ رقوم اس نے سرکاری خزانے سے ادا کیں۔ اپین[2] کا بیان ہے کہ رسوم تبنیت کے ادا کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ قیصر کا پسر متبنیٰ ہو جانے کی وجہ سے وہ قیصر کے کثیر التعداد آزاد شدہ غلاموں کا مربی Patronus ہو گیا جس میں سے اکثر دولتمند تھے۔ ڈولا بیلا کو قانون کی حفاظت سے خارج کرنے کا حکم منسوخ کر دیا گیا کیونکہ اس کی شکست اور قتل کا حال ابھی تک معلوم نہ تھا۔ اس کے بعد قیصر کے قاتلوں کی ماری آئی پیڈیس کے ایک قانون کے تحت میں ان اشخاص کے مقدمات کی سماعت کے لیے ایک عدالت قائم ہوئی جنھیں قتل سے راست یا بالواسطہ تعلق تھا یا جو ان قاتلوں کا ساتھ دیا تھا۔ اس قانون پیڈیا کی رو سے متعدد اشخاص پر موثر مقدمہ قائم کر دیا گیا اور علاوہ ضبطی جائداد کے انھیں قانون کی حفاظت سے خارج کر دیا گیا۔ انعام کے لالچ سے بہت سے مستغیث پیدا ہو گئے اور اہل جوری بھی ملزموں کو بری کرنے سے ڈرتے تھے جن میں سے اکثر عائب تھے۔ ایک شخص نے اہل جوری میں سے بروٹس کو بری کر دیا۔ اس عاجت آمیز شخص سے اس وقت تو درگزر کیا گیا تاکہ لوگوں کو اس کے دین کے تعم کا یقین ہو جائے مگر چند روز کے بعد وہ قتل عام میں مارا گیا۔ جن لوگوں کو سزا ہوئی ان میں سیکس ٹس پامپی بھی تھا

---

[1] مقابلہ کرو سسرو ایڈ بروٹم ۱۵، ۱۸ کان عبارتوں سے جسے گارٹ ہاوسین نے اگسٹس ۳۰۲ نوٹ میں نقل کیا ہے۔

[2] ڈائون ۲۶، ۴۵۰ - اپین ۹۴ -

جسے قتل سے کوئی تعلق نہ تھا اور اُس وقت ہسپانیہ میں تھا۔ لیکن حکام وقت کی خواہش تھی کہ وہ بھی بروٹس اور کیسیس کی طرح قانون کی حفاظت سے خارج ہو تاکہ ہر شخص چاہے انھیں قتل کر دے۔ مستغیثوں میں ایک نوجوان ایم وس پانیئس ایگریپا بھی تھا جس نے زمانۂ مابعد میں شہرت حاصل کی۔ یہ نوجوان آنٹونیاس آکٹے وین کے ساتھ تھا اور پھر اسی کے ساتھ اطالیہ آیا۔

(۳۲ ق م) قیصر کا دارث اب روما کا حاکم اعلیٰ تھا۔ یہ منصب علی الرغم اس نے زور شمشیر حاصل کیا تھا مگر یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ اس کے علاوہ کانسل کے لیے جو عمر قانوناً مقرر تھی اُس سے ۲۳ سال قبل وہ کانسل مقرر ہوا تھا مگر پامپی نے بھی یہی کیا تھا۔ اظہار جمہوریہ اب بھی باقی تھی کیونکہ لطیفی الفاظ (Res publica) (جمہوریہ) سے مثل اکثر یونانی سیاسی اصطلاحات کے کسی خاص طریقۂ حکومت سے مراد نہیں ہے مگر ان مشہور الفاظ سے اب ایک آزاد حکمران قوم سے مراد نہ تھی۔ زمانۂ آیندہ میں اس سے مراد صرف سلطنت اور معاملات سیاسی وغیرہ سے ہوگی سوائے ان مقامات کے جہاں کہ کوئی مصنف خاص طور پر قصۂ سلف کو دہراتا ہے۔ اس کے بعد سینیٹ کا اجلاس ہوا کہ نوجوان کانسل کو ہدایت کی گئی کہ وہ افواج بھرتی کرے، روما کی حفاظت کا انتظام کرے اور انٹونی اور لیپی ڈس کے خلاف فوج کشی کرے۔ ڈی بروٹس کی فوج بھی اُسی کے زیر کمان کر دی گئی آٹھ لیجن وہ اپنے ساتھ لایا تھا اور تین لیجن اُس کی فوج میں شریک ہو گئے اس لیے اب روما کے پیدل سواروں کے قریب ۷ لیجن اُس کے زیر کمان تھے علاوہ غیر ملکی معاون افواج کے یا ان فوجوں کے جو اُس نے بھرتی کی ہوں۔ اگرچہ سینیٹ مجبور تھے اور غالباً اب بھی اُن میں ایسے لوگ ہوں جنھیں امید تھی کہ یہ سب کچھ ہونے کے بعد جمہوریت پسندوں کو پھر عروج نصیب ہوگا کیونکہ انھیں علم تھا کہ بروٹس اور کیسیس کی فوجوں کی مجموعی تعداد آکٹے وین کی فوجوں سے کہیں زیادہ تھی جو انٹونی کی فوجوں کے مقابلے میں بھی کچھ کم نہ تھیں۔ اگر آکٹے وین اور انٹونی اطالیہ اور ممالک غربی میں تفوق حاصل کرنے کے لیے آپس میں لڑتے تو ان میں سے جسے فتح حاصل ہوتی وہ بھی کمزور ہو جاتا اور مشرق کی فوجیں

آکٹے وین اور انٹونی پیشوا۔

ڈوسے دبا کر لیتیں اور اس طرح جمہوریہ پھر قائم ہو جاتی۔ مگر ان خیالات سے حوار اکیس سینیٹ کے دماغوں میں گونج رہے تھے آکٹے وین ابھی ناآشنا نہ تھا۔ بروٹس اور کیسیس کا ساتھ تو وہ کسی صورت سے نہ دے سکتا تھا اور قانون پیڈیا کے تحت میں جو کارروائی ہوئی تھی اس سے یہ صاف ظاہر تھا۔ آکٹے وین کے مقاصد کے لحاظ سے موجودہ مشکلات صرف ایک طریقے پر حل ہو سکتی تھیں یعنی بروٹس اور کیسیس کو تباہ و برباد کر دیا جائے جو بغیر انٹونی کی امداد کے ناممکن تھا۔ آکٹے وین اب خوب سمجھ گیا تھا کہ انٹونی کے ساتھ سمجھوتہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے متعلق نامہ و پیام پہلے ہی سے شروع ہو گیا تھا اب صرف یہ دیکھنا تھا کہ انٹونی بحیثیت ہمسر کے مشارکت میں داخل ہونا چاہتا ہے یا نہیں۔ پہلے آکٹے وین نے آہستہ آہستہ شمال کی طرف کوچ کیا اور پیڈیس نے سینیٹ میں یہ تحریک پیش کی کہ انٹونی اور لیپی ڈس کو قانون کی حفاظت سے خارج کرنے کا حکم منسوخ کر دیا جائے۔ آکٹے وین کو جب معلوم ہو گیا کہ حکم مذکور منسوخ ہو گیا ہے تو اس نے انھیں مبارکباد دی اور امداد کرنے کا وعدہ کیا جس کی انٹونی کو ضرورت تھی۔ اب ستمبر کا مہینہ آگیا تھا۔ روما کی خبریں سے کہ وہ آلپ کے پرے کے صوبوں میں ایک تغیر عظیم ہو گیا تھا لوگ اب تک ترال تھے انھوں نے مریت حوزہ جماعت کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ پولیو نے حوالی موت کے ساتھ ہسپانیہ سے آیا تھا اور پلانکس صوبہ گال سے انٹونی کی اطاعت قبول کر لی۔ ڈی بروٹس کا ساتھ پلانکس نے اور جو خود اس کے سپاہیوں نے ساتھ چھوڑ دیا تو اس نے مشرق کی طرف نکلنے کی کوشش کی مگر ایک گالی سردار نے اسے قتل کر دیا۔ انٹونی اپنے ایک نائب کے زیر کمان تیرہ لیجن گال میں چھوڑ کر اسیموں اور دس ہزار سواروں کے ساتھ اطالیہ میں داخل ہوا اور میوٹی نا کی طرف پیش قدمی کی۔ لیپی ڈس نے موقع پا کر آکٹے وین کے ساتھ اس کی ملاقات کا انتظام کیا۔ آکٹے وین ایک زبردست فوج کے ساتھ بولونیا میں مقیم تھا اور اسی لواح میں ایک خوب مقام پر ان تینوں کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جہاں ہر ایک کی حفاظت کا عمدہ انتظام تھا اور کوئی شخص غیر اس خلوت میں دخل نہ ہو سکا۔

باب ۹ حکومت کا نظام

(۱۳۲۶) ان تینوں کی اغراض ایک دوسرے سے وابستہ تھیں اسلیئے مناسب تھا کہ وہ باہمی مناقشات کو بالائے طاق رکھ کر اشتراک عمل پر متفق ہوں اس لیئے دو روز کے مباحثے کے بعد تمام ضروری جزوی امور طے ہو گئے۔ تیسرے روز آکٹے وین نے بحیثیت کانسل فوج کو سابقہ مذکور کے نتائج سے آگاہ کر دیا۔ یہ طے پایا تھا کہ وہ (Triumviri rei publicæ) کے لقب سے نظام سلطنت کی اصلاح کی ذمہ داری اپنے اوپر لیں یعنی بہ الفاظ دیگر اُن کی حکومت مطلق العنان ہو۔ انٹونی کے موجودہ تعلق خاطر کے باعث اس انتظام سے یہی ہوتا ہے کہ آکٹے وین کانسل سے استعفا دیدے اور سال رواں کے ختم تک وہ ٹی ڈیس کانسل رہے۔ سال آیندہ (۴۲ ق م) کے لیئے یہ انتظام کیا گیا کہ لیپی ڈس کانسل مقرر ہو اور تین لیجنوں کے ساتھ اطالیہ میں رہے اور انٹونی اور آکٹے وین تیس تیس لیجنوں کے ساتھ بروٹس اور کیسیس کو ریر کر کے مشرقی صوبوں پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیئے روانہ ہوں۔ مغربی صوبوں کا حسب ذیل انتظام ہوا۔ لیپی ڈس کے علاوہ اُس کے موجودہ صوبے کے جنوبی ہسپانیہ بھی یعنی اطالیہ حوالے تک پولیو کے زیر حکومت تھا۔ انٹونی نے گال ترپہ اور گال لمبیہ لے لیا اور آکٹے وین کو افریقہ سارڈی نیا سسلی اور دوسرے چھوٹے جزیرے ملے۔ اس تقسیم میں بھی انٹونی بازی لے گیا کیونکہ اس کے صوبوں سے رنگروٹ کثرت مل سکتے تھے لیپی ڈس کو یہ اجازت دی گئی کہ اطالیہ میں رہے اور نائبوں کے ذریعے سے اپنے صوبوں پر حکومت کرے۔ اس انتظام کی وجہ سے اُس کی قوت مظاہر بہت زیادہ معلوم ہوتی تھی مگر درحقیقت مثل پامپی کے اپنے تئیں کے لیئے وہ باعث خطرہ نہ ہو سکتا تھا۔ آکٹے وین کو جو صوبے ملے تھے اُن کے متعلق سخت دقتیں تھیں کیونکہ قبل اس کے کہ اُن پر قبضہ کرے اُن کا فتح کرنا ضروری تھا۔ علاوہ ازیں ان پر قبضہ کرنے کے لیئے ضروری تھا کہ سمندر پر اُس کا دور دورہ ہو ایک ایسے وقت جبکہ بروٹس اور کیسیس کے پاس ایک زبردست بیڑا تھا اور سیکسٹس پامپی سمندر کے

باب ۹ اُن کا شریک ہو رہا تھا۔ لیکن اس چالاک نوجوان نے وہ چیز حاصل کر لی تھی جو موجودہ مقبوضات سے بدرجہا اہم تھی یعنی وہ ایک تجربہ کار اور مشہور سپہ سالار انٹونی کے دوش بدوش ایک ہمسر فوج کا سپہ سالار مقرر ہوا تھا۔ انٹونی کی کمزوریوں سے وہ بخوبی واقف تھا اور چونکہ قیصر کا وارث ہونے کی وجہ سے اُسے ایک خاص اثر حاصل ہو گیا تھا اس لیے وہ انٹونی کی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھا سکتا تھا۔ اہل فوج کے حقوق پر بھی کافی لحاظ کیا گیا۔ آیندہ پانچ سالوں کے لیے حکام نامزد کر دیئے گئے اور جس سے سربرآوردہ فوجی افسروں کو اُن کی خدمات کا صلہ مل گیا۔ سپاہیوں کو بھی بڑے بڑے انعاموں کی امید دلائی گئی اور بالخصوص اطالیہ کے ۱۸ شہر[1] انھیں بطور نوآبادیوں کے دے دیئے گئے یعنی انھیں اختیار دیا گیا کہ موجودہ قابضوں کو بے دخل کر کے اراضیات پر حسب مرضی قبضہ کر لیں۔ بالمختصر اب اطالیہ کی حالت ایک مفتوحہ ملک کی تھی جس کے باشندوں کے سیاسی حقوق باقی رہے تھے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ تجویز اور اس قسم کی سابقہ تجاویز میں کیا فرق تھا اور اُس کے بارآور ہونے کی کیا امید ہو سکتی تھی کیونکہ سولا کے زمانے سے اب تک سپاہیوں کی جتنی نوآبادیاں بسائی گئی تھیں کسی کو سرسبزی نصیب نہ ہوئی تھی۔ تجویز موجودہ کی خصوصیت یہ تھی کہ اس سے شہروں کے دولتمند طبقے کو تباہ کرنا مقصود تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اسی طبقے کے جمہوری رجحانات کی وجہ سے سسرو کو اطالیہ کے شہروں کی وفاداری کا دھوکا ہوا تھا۔ اب کندۂ ناتراش سپاہی مرد الحال اہل شہر کو اُن کے پرلطف مکانوں اور باغوں سے نکالنے والے تھے۔

سسرو کا مشترک انجام

(۱۳۷) افواج مجتمعہ کو اس موزہ نظام سے اطمینان کلی ہو گیا کیونکہ اُن کی اصل خواہش یہ تھی کہ تینوں سردار بالکل یکجا متفق ہو جائیں اور اس اتفاق کو

[1] اپین (۴، ۳) کا بیان ہے کہ ان شہروں میں سیول تبر شامل تھے کیپوا بنیونم وینوسیا۔ بینے وین ٹم ٹلوکیرما، آریمینم۔ دی بو دیکھو ۴، ۸۶ اور فقرہ ۱۳۸ کتاب ہذا۔

باب ۹ پختہ کرنے کے لیے سپاہیوں نے یہ تجویز پیش کی کہ انٹونی کی سوتیلی بیٹی کلوڈیا[1] نوجوان قیصر سے منسوب کردی جائے تاکہ ایک رشتۂ خاندانی پیدا ہوجائے یہ تجویز بھی منظور کرلی گئی مگر شرائط مشارکت میں ایک حرف اور بھی تھا جسکا اظہار اعلان میں نہیں کیا گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ ارکان ثلاثہ نے اپنے آپ کو خطرات سے محفوظ رکھنے اور رقوم کے حاصل کرنے کے لیے جن کی آنے والی جنگ اور موجودہ قرضوں وغیرہ کے ادا کرنے کے لیے ضرورت تھی۔ آپس میں یہ طے کرلیا تھا کہ اپنے دشمنوں کی تعداد کثیر کو حفاظت قانونی سے خارج کردیں اس موقع پر یہ دریافت کرنا ضروری نہیں ہے کہ اس خطرناک معاملے میں ارکان ثلاثہ میں سے ہر ایک کی دعوت داری کس حد تک تھی۔ البتہ اس کے نقطۂ نظر سے یہ ضروری تھا کیونکہ جولیس قیصر کا ترحم اس کی ناکامی کا باعث ہوا تھا اور اس نازک موقع پر اخلاقی اصول کا خیال رکھنا ناممکن تھا اس لیے انھوں نے ایسے اشخاص کی فہرست بنائی جن کے دفع ہوجانے سے سرگروہوں کے نہ ہونے کی وجہ سے جمہوریت کے پھر زور پکڑنے کا اندیشہ جاتا رہیگا اور ان لوگوں کی جائدادوں سے موجودہ ضروریات کے لیے روپیہ مل جائیگا جن لوگوں سے ارکان ثلاثہ کو قلبی نفرت تھی اُن کی باری سب سے پہلے آئی جن میں سسرو بھی شریک تھا بلکہ اُس کا نام ایک فہرست میں تھا جو پہلے ہی سے اس حکم کیساتھ بھیج دی گئی تھی کہ ان لوگوں کو فوراً قتل کردیا جائے۔ سسرو کے حسرتناک انجام کا یہاں تفصیل کے ساتھ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ کچھ دنوں تک تو وہ شش و پنج کی حالت میں رہا مگر جب امید بالکل جاتی رہی اُس نے قاتل کے سامنے اپنا سر جھکا دیا۔ سسرو کی فصاحت و بلاغت و ادبیت یا اُسکے محاسن ذاتی سے ہمیں یہاں سروکار نہیں۔ اس کی سیاسی زندگی کے متعلق نام سیسن نے جو نامواقف رائے قائم کی ہے وہ موجودہ حال کو اس سے اتفاق ہے

[1] یہ لڑکی فلویا کی بیٹی تھی جس کے پہلے شوہر کلوڈیس سے یہ لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ ڈیو کیسس ۴۸ سیکشن ۱۶۲ اور شلک برگ کا حاشیہ۔

مابعد

مگر میری رائے میں یہ اختلاف بھی حد سے تجاوز کر گیا ہے اگر کوئی مدبر روحِ ماسا صد تعاقات زمانہ سازی کرنے پر مجبور ہو تو اُسے ہم معذور خیال کر سکتے ہیں مگر جب اس زمانہ سازی کے ساتھ ایک ایسی کیفیت دماغی بھی ہو جس میں خواہشات عقل سلیم پر غالب ہوں اور اُس مدبر کو اشخاص اور جماعتوں کے ساتھ سخت عناد ہو تو اُسے اپنے افعال کا خمیازہ بھگتنا چاہیئے سسرو کی سیاسی زندگی اوہام اور تناقض افعال سے مملو ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے۔ اس کا دماغ بھی کچھ ایسا واقع ہوا تھا کہ ایک رویہ چھوڑ کر دوسرا روپ اختیار کرنا اُس کے لیئے حیران دشوار نہ تھا مگر سیاسیات میں یہ طرزِ عمل خطرے سے خالی نہیں۔ لیکن صرف ایک جزو میں اُس کے طرزِ عمل میں شروع سے آخر تک یکسانیت تھی یعنی حیثیت ایک "نئے آدمی" کے وہ خاندانی امرا کی پرستش کرتا تھا۔ طبقۂ ایکوائٹ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سرمایہ داروں کے حقوق سے وہ غافل نہ تھا اسی لیئے اُس کا سیاسی مطمحِ نظر ہمیشہ یہ رہا کہ سرمایہ داروں اور خاندانی امرا میں اعتلاط پیدا کرے گو اُسے معلوم تھا کہ ان دونوں کی شرکت اگر ہو سکتی ہے تو مدافعانہ، استحصال بالجبر اور بے ایمانی میں اُس نے کبھی خود بے ایمانی نہیں کی لیکن دوسروں کی بداعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لیئے ہمیشہ تیار رہتا تھا۔ اپنی طاعت کے اغراض کے لیئے یا اپنے پیشے میں فروغ حاصل کرنے کے لیئے عملی ہے کہ کبھی کبھی اُس نے کسی بڑے ملزم کی پردہ داری کی ہو مگر زیادہ تر اُس نے اپنی لیاقت انتہا درجے کے مدنام ملزموں کو قانون کے شکنجے سے بچانے میں صرف کی سسرو کی عدالتوں میں وکیلوں کی شخصیت ایک خاص اہمیت رکھتی تھی اسلیئے زمانۂ حال کے وکیلوں کے معیار سے اُس پر محاکمہ کرنا صحیح نہ ہوگا۔ سینیٹ میں وکیلوں کا اثر اور بھی زیادہ تھا۔ لیکن سسرو اکثر ایسے امور کی تائید کرتا تھا جنھیں وہ بذاتِ خود پسند نہ کرتا۔ اسکا مستقل طرزِ عمل یہ تھا کہ ان امور کی تائید کرے جن سے حکومت امرائی اور اہلِ دولت اور امرا کے باہمی تعلقات کو نقصان نہ پہنچے۔ اس کے عہدِ سیاست کا دردناک ترین زمانہ اُس کی زندگی کے آخری ایام ہیں جب اُس نے امرا کی حمایت کا بیڑا اُٹھایا اور اُن کے لیئے جان دیدی حالانکہ اُنھیں اُس سے بالکل

باب ۵۹

محبت نہ تھی اور ایک دفعہ انھوں نے اس کا ساتھ بھی چھوڑ دیا تھا سسرو نے تینوں برادران انٹونی کو قتل کرانا چاہا تھا اس لیے اس بے رحمی کے زمانے میں اُسے رحم کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ لیکن زمانۂ مابعد کی نسلیں اس امر کو فراموش نہ کر سکتی تھیں کہ سسرو کے قتل پر آکٹے وین نے بھی رضامندی ظاہر کی تھی اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ آگسٹس کے زمانے کے مصنفین سسرو کے متعلق بالکل ساکت ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سسرو کے قتل سے آگسٹس کا دامن آلودہ تھا اور چونکہ لوجہ مرورِ زمانہ اب قتل کے فردِ جرم ہونے کا بھی عذر نہ کیا جا سکتا اس لیے کوئی مصنف سسرو کا ذکر کر کے شہنشاہ روما کو ناراض کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

حکام ثلاثہ کے ۷ حکام

(۱۳۲۸) حکام ثلاثہ نے روما آنے میں غلطی کی ملک تو مبر کے اواخر میں آئے مگر اس اثنا میں انھوں نے واجب القتل اشخاص کی بہت بڑی فہرست بنالی تھی جن میں خود اُن کے اعزہ بھی بعض بعض شامل تھے دریا کا روائی بایں حزم و احتیاط اور باقاعدہ طریقے پر کیلئی تھی۔ ۲۷۔ نومبر لوٹری ڈیون پی ٹی مس نے ایک قانون نافذ کرادیا جس کی رو سے ارکان ثلاثہ کو حکومت مطلق العنانی کے اختیارات یکم جنوری ۴۳ء سے پانچ سال تک کے لیے عطا کیے گئے جس کی وجہ سے اُن کی مشارکت کا باضابطہ ہونا تسلیم کر لیا گیا اور اُس کی وہ حیثیت نہ رہی جو قیصر پامپی اور کراسس کی مشارکت کی تھی قانون تو بنا مگر اُس وقت گویا روما کا دستور سیاسی تھا آکٹے وین کا نسل سے دستکش ہو گیا

---

لے لیوی، سکار کرے سے گریز کر سکتا تھا سسرو کے احکام اور سکل رہنگی اور حصائل کا ذکر جو کیا ہے اُس کا اقتباس سی نی کا نے کیا ہے جو موجود ہے آگسٹس کے بعد کے مصنفین کو یہ دقت نہ تھی لیکن ویلیس (دوم ۶۶) جو ٹائی بے ریس کے زمانے میں تھا انٹونی کا مخالف اور سسرو کے موافق ہے اور لیوکس (۷، ۶۲) جو نیرو کے زمانے میں تھا اور جمہوری روایات کا طرفدار ہے سسرو کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ انتہائی صداقت و ملامت سے لوگوں کو ایک غلط راہ پر ڈال دیا۔ سی۔ نی کا (اہل اسپانیا کا جنرل اور سٹوریا (صالح) خلیفہ ولپ ہے۔ ٹیٹائی بے ریس کے زمانے کا لکھا ہوا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آگسٹس کی رو سے بد سسرو کی شہرت عمر قائم ہو گئی۔ دیکھو فقرہ ۱۳۷۱۔

باب ۹ اور کانسلی کی دونوں جائدادیں خالی ہوگئیں کیونکہ پیڈیئس بھی جس نے اہل روما کو مطمئن کرنے کی بہت کچھ کوشش کی تھی حال ہی میں مرگ ناگہاں کا شکار ہوگیا تھا سال رواں کے باقی ماندہ دنوں کے لیے ایک قیصری افسر یعنی قیصر کاری ناس پی۔ وینٹی ڈیس باسس کے ساتھ کانسل مقرر کیا گیا۔ تقررات مذکور اور دیگر تقررات میں جو بے ضابطگیاں ہوئیں اُن کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ارکان[1] کے لیے اب اہم ترین کام اپنے دشمنوں کو قانون کی حفاظت سے خارج اور واجب القتل قرار دینا تھا اور اس کام کو انھوں نے پورے طور سے کیا حکومت جمہوری کو بحال کرنا نہیں چاہتے تھے اور اپنے اس قصد کو انھوں نے چھپایا نہیں رکھا انکی طرف سے یہ اعلان کر دیا گیا کہ جو شخص جلاوطن آزاد ہو یا علام واجب القتل اشخاص میں سے کسی کے قتل کا باعث ہوا سے انعام دیا جائیگا اور آئندہ سزا پانے کے خوف کو دور کرنے کے لیے اعلان میں یہ بھی ظاہر کر دیا گیا[2] تھا کہ جن اشخاص کو اس قسم کے انعام ملیں گے ان کے ناموں کا کسی سرکاری کاغذ میں اندراج نہ ہوگا۔ اس اعلان کا جس میں حکام ثلاثہ نے اپنے خطرناک لدادوں کا اظہار کیا ہے ایک یونانی ترجمہ[3] موجود ہے جس کا بعض مورخین نے ذکر کیا ہے اور جو اس لیے ایک حد تک قابل وثوق معلوم ہوتا ہے۔ اس اعلان میں دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ قیصر کے ترحم سے لوگوں نے بیجا نفع اٹھایا تھا اس لیے اب سختی کی جارہی ہے تاکہ خانہ جنگی کے مصائب ختم ہوجائیں۔ اس کے بعد بروٹس اور کیسیس کی باری آئی اس لیے کہ روما کے موجودہ حکام یہ نہیں چاہتے تھے کہ اپنے پیچھے دشمنوں کی ایک جماعت چھوڑ جائیں۔ حکام ثلاثہ کا دعوے یہ تھا کہ بقائے سوا لاکھ آن کا طرز عمل ترحم پر مبنی ہے کیونکہ وہ بے ضابطہ قتل عام نہیں کرانا چاہتے تھے۔ یہی وعدہ کیا گیا کہ سپاہی گو اپنی تذلیل و تحقیر اور حفاظت قانون سے خارج کیے جانے

---

[1] ارکان نکاح اس میں سولا سے بھی بڑھ گئے کیونکہ اُس کے بدمعاشوں میں سے بعض کو بعد میں سزا ہوئی تھی۔

[2] اپیین چہارم ۱۔

[3] اپیین چہارم ۱۔

باب ۹

کی وجہ سے ناراض ہیں مگر انھیں قابو میں رکھا جائیگا اور بغیر حکم کے وہ کسی کو قتل نہ کریں گے۔ اس کے بعد ایک فہرست تیار ہوئی جس میں ۱۳۰۰ اراکین سینیٹ اور طبقۂ ایکوائٹ کے بہت سے افراد شامل تھے۔ اس میں پھر بہت سے نام شامل کیے گئے اور بیان کیا جاتا ہے کہ قریب ۲۰۰۰ اراکین سینیٹ اور طبقۂ ایکوائٹ کے دو ہزار افراد کو قتل کی سزا دی گئی اور اُن کی املاک ضبط کرلی گئیں۔ یہ سب ایک قسم کا تجارتی کاروبار تھا کیونکہ انتقام اور خوف کے جذبات کا کافی لحاظ رکھنے کے بعد بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مظالم مذکورہ سے اصل غایت جز اروپیہ وصول کرنا تھا تاکہ روما کے جدید حکام اسکے مقبوضات اپنے قبضے میں لاسکیں۔ اس اعلان سے روما میں سخت اضطراب پیدا ہوگیا خصوصاً اس لیے کہ پلیس ڈیس[1] نے بیان کیا تھا کہ ۱۸ اشخاصوں کی جو فہرست پہلے شائع ہوئی تھی وہ قطعی تھی۔ اعلان مذکور کے بعد بھی لوگوں کو اطمینان ہوا کیونکہ آکٹے وین نے سینیٹ میں ایک اور دھمکی دی تھی یعنی ڈس نے گزشتہ واقعات پر اظہار افسوس کرکے آیندہ رحم سے پیش آنے کا وعدہ کیا تھا مگر آکٹے وین نے کہا کہ میں اس وقت تو اس کارروائی کو روکنے سے متفق ہوں مگر آیندہ اپنے حسب مرضی عمل کروں گا۔

مظالم کے تفصیلی حالات

(۱۳۲۹) اس پر آشوب زمانے کے اندوہناک حالات کو بعض مورخین نے قلمبند کیا ہے اپین[2] نے خصوصاً زمانۂ ماقبل کے مصنفین کی کتابوں سے

---

[1] اپین چہارم ۶ سوئی ٹونیس آگسٹس ۲۷

[2] اپین چہارم ۱-۱۰ اس نے ایک ہشتاد سالہ دردمند سامنی کا قصہ بیان کیا ہے جس نے جنگ اطالیہ میں شہرت حاصل کی تھی۔ اُس نے اپنی تمام جائداد تقسیم کردی اور اپنے گھر میں آگ لگادی اور خود بھی جل کر مرگیا۔ دی عم وارو جس کو قیصر نے معاف کردیا تھا اپنے ایک دوست کی مدد سے بچ نکلا۔ کیسیو لونگرینس ویس پیلیو کے حالات کے لیے جسے اُس کی بیوی اور غلاموں نے بچایا تھا۔ دیکھو گارڈنر ہارسین کیم صفحہ ۱۴ دوم ۵۵-۵۶ جس میں ٹوریا کی تمیز دکھنیں کے موقع کی تقریر درج ہے اور دیکھو فاؤلر کلاسیکل ریویو جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۱-۲۶۶۔

باب ۵۹ دردناک قصوں کو منتخب کر لیا ہے جن کے پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ سولا کا زمانہ گویا آ گیا تھا، بلکہ اس سے بھی بدتر حالت تھی اور تمدنی حالت بالکل ابتر ہو گئی کیونکہ کوئی کسی پر اعتبار نہ کر سکتا تھا۔ ناخلف بیٹے باپ کی جان کے پیاسے تھے اور بے وفا بیویاں شوہروں کو قتل کرا رہی تھیں۔ مگر ایثار اور وفاداری کی بعض مثالیں بھی موجود ہیں۔ قرضداروں نے اپنے قرضخواہوں سے گلوخلاصی کا اسے ایک آسان ذریعہ سا لیا اور حریص اور طماع لوگوں کو موقع مل گیا کہ جن لوگوں کی جائدادوں پر یہ دانت لگائے ہوئے تھے انھیں قتل کرا دیں۔ ایسے نازک موقعوں پر آقا کی جان غلام کے ہاتھوں میں ہوتی ہے مگر ایسے وفادار غلام بھی تھے جنھوں نے باوجود آزادی اور روپے کے لالچ دیئے جانے کے اپنے آقاؤں کی جان بچانے کے لیے نہ صرف اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا بلکہ اپنی جان گنوائی۔ بعض لوگوں نے قتل کے خوف سے خودکشی کر لی۔ بعض دوسروں کے دھوکے میں مارے گئے۔ جو سپاہیوں کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی جاتی تھی مگر اکثر اوقات خلاف احکام بھی عمل کرتے اور بہت لوگ جو فہرستوں میں شامل نہ تھے ان کی طمع کے شکار ہو گئے۔ انٹونی کی بیوی فلویا نے اپنے بہت سے دشمنوں کا خاتمہ کرا دیا۔ رنگیلے اور عیاش انٹونی کو قتل میں کوئی لطف نہ آتا تھا مگر اس کے احباب میں بہت سے مقناش اشخاص تھے۔ انٹونی نے صرف ایک شخص یعنی بوڑھے ویریس کو واجب القتل قرار دیا تھا۔ ویریس کے قبضے میں سسلی سے مال غنیمت کا کچھ حصہ اب تک تھا جس میں چند مہیس کورنتھی کانسے کے ظروف تھے۔ انٹونی نے ظروف مذکور کو زمانۂ قیام مسالیہ میں دیکھا تھا اور دست طلب بھی دراز کیا تھا مگر ویریس نے دینے سے انکار کر دیا اس لیے اب انٹونی نے اس کا نام بھی واجب القتل اشخاص کی فہرست میں شریک کرا دیا۔ ویریس نے مردانہ وار جان دیدی اور بالآخر سسرو کے بعد مرا سسرو کا بھائی کوئنٹس مع اپنے بیٹے کے مقتولین میں تھا

---

لہ دائون ۷، ۴۷، ۸ انٹونی پر بے رحمی اور ظلم کا الزام رکھتا ہے اور نوجوان قیصر کے حق میں تقریب کرتا ہے مگر میں دوسری روایت کو ترجیح دیتا ہوں۔

باب ۹

مگر تاہم بہت سے لوگ کسی نہ کسی طور سے بھاگ کر یا تو بروٹس اور کیسیس کے پاس پہنچ گئے یا سیکس ٹس پامپی کے پاس جس کا سمندر پر دور دورہ تھا اور جس نے سسلی پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس زمانے کے واقعات میں پرانیوس ایٹی کس کے مدت دراز تک امن و امان کے ساتھ رہنے سے زیادہ قابل لحاظ کوئی واقعہ نہیں ہے۔ اس دور اندیش شخص نے نہایت احتیاط کے ساتھ اس امر کو تحقیق کر لیا تھا کہ اس عہد انقلاب میں اپنی جان کس طرح بچانی چاہیئے اور غور و فکر کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مصیبت کے وقت میں ہر شخص کی مدد کرے۔ قریب قریب چالیس سال سے وہ ہر موقع سے نفع اٹھانے کی فکر میں رہتا تھا۔ اس کا مسلک یہ تھا کہ حکام وقت کے ساتھ ربط ضبط پیدا کرے، جو اسکی معاونت کو غنیمت خیال کرتے تھے جسکی اس وجہ سے کہ اس کے برتاؤ میں دنائت کا شائبہ تک نہ تھا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی فریق مغلوب میں جو اس کے دوست تھے ان کی بھی دستگیری کرتا تھا کہ وہ اسکے مرہون منت رہیں اور جب ان کے دن پھریں تو اس کے احسان کو فراموش نہ کریں۔ قیصر کے قتل کے بعد بھی اس نے اسی قسم کے معاملے کیے۔ بروٹس سے خاص دوست تھا اس لیے اس کی خانگی طور سے مدد کرنے پر تیار تھا مگر فریق جمہوری کے لیے روپیہ بہم پہنچانے کے لیے ساہوکاروں کی ایک مشارکت قائم ہوئی تھی اس میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ لیکن جب بروٹس اطالیہ سے فرار ہو گیا تو ایٹی کس نے اس کی مدد کی اور ایک ہزار پونڈ تحفۃً بھیجے اور اسکے بعد جب وہ ایپائرس پہنچا تو پھر تین ہزار پونڈ بھیجے۔ جس وقت جمہوری سردار کی سرکردگی میں رومہ پر قابض تھے ایٹی کس جو نے انٹونی کے اہل و عیال کی حفاظت کی اور پھر ان کے بچ کر نکل جانے کا انتظام کر دیا۔ جب ظلام ثلاثہ کے مظالم کا سلسلہ شروع ہوا تو اسے اندیشہ ہوا کہ سسرو اور بروٹس کی دوستی اس کی خرابی کا باعث ہو گی مگر انٹونی نے اس کی حمایت کی اور اس طرح اس خوں ریزی کے زمانے میں

---

لہ کارنی لیس نیپوس ایٹی کس ۸-۱۱۔

باب ۵۹ جبکہ اراکین سینیٹ وطبقۂ ایکوائٹ کے سر پر رد آتے اور بعد شناخت انعام دیئے جاتے، اٹلی کس نہ صرف خود امن وامان سے رہا بلکہ دوسروں کی بھی اس نے جان بچالی۔ ایپائرس میں جو اس کا علاقہ تھا متعدد دنیاہ گیروں کا ملجا وماویٰ بنگیا۔ جنگ فلپی کے بعد شکست خوردہ جماعت کے افراد کو جن کے برے دن آگئے تھے وہ دلاسا دیتا رہا اور ہر طرح سے اُن کی دستگیری کرتا رہا مگر نے حکام سے تاوقتیکہ یعنی اس جنگ کے دس سال بعد تک اُس کے تعلقات خوشگوار رہے اس سوانح پر ہمارے لیئے یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ سسرو کے اس مخبب قلبی نے قاتلوں کے ساتھ معاملت اختلاط پیدا کرکے یا مقتولوں کے لیئے صرف چند روز تک سوگ کرکے اپنی باوقار زندگی کے مفید کارناموں پر دھبا لگایا یا نہیں بلکہ صرف یہ دہن نشین کرلینا ہے کہ اس جنگ وجدال اور خوں ریزی کے زمانے میں جس پر جمہوریت روما کا خاتمہ ہوا ایٹی کس ایسے شخص کے لیئے امن وامان اور عیش وعشرت کے ساتھ ۷۷ سال جینا ممکن تھا۔

حکام ثلاثہ کا استعفا بالجبر

(۱۳۳) جو لوگوں کو قانون کی حفاظت سے خارج کیا گیا تھا وہ یا تو مارے گئے یا فرار ہوگئے مگر ضبط شدہ علاقوں کی فروخت میں اس قدر کامیابی نہ ہوئی۔ جو لوگ کہ خریدنے کی استطاعت رکھتے تھے اُس کا اظہار اس خوف سے نہ کرتے کہ کہیں یہ نہ معلوم ہوجائے کہ اُن کے پاس نقد روپیہ ہے اور چونکہ خریداروں میں مسابقت نہ تھی اس لیئے قیمتیں بڑھتی نہ تھیں۔ حکام ثلاثہ کو جو رقم ملی وہ اسکے اندازے سے بہت کم تھی اس لیئے انھوں نے دولتمند خواتین پر ٹیکس لگانے کا قصد کیا اور اس غرض سے کتنی ہی دولتمند عورتوں کو حکم دیا کہ اپنی جائداد کے متعلق تخمینے پیش کریں اور یہ بھی صراحت کردی کہ اگر غلط تخمینے پیش کیئے جائیں گے تو سزا دی جائیگی۔ اخراجات جنگی کے لیئے عورتوں پر ٹیکس لگانے کے لیئے سروس کے قدیم دستور مملکت میں بھی نظیر موجود تھی مگر عرصے سے اُس پر عمل نہیں ہوا تھا اسلیئے موجودہ مطالبے پر برافروختہ خواتین نے ایک زبردست مظاہرہ کیا اور حکام ثلاثہ کی

---

لہ بوائیر سسرو اور اُس کے دوست ۹ صفحہ ۱۶۔

باب ۱۵

عدالت میں پہنچ گئیں جہاں مشہور مقرر ہارٹین سیس متوفی کی بیٹی ہارٹین مسیا نے اُن کی طرف سے ایک تقریر کی اور یہ عذر پیش کیا کہ چونکہ عورتیں خدمات سلطنت کی مستحق قرار نہیں دی گئی ہیں اور حق رائے دہندگی بھی نہیں رکھتیں اسلیئے وہ ان افعال کی ذمہ دار نہیں ہو سکتیں جن کی اب لوگوں کو سزا مل رہی تھی اور اسی بنا پر ان پر ٹیکس بھی عائد نہیں کیئے جا سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جن طبقوں سے حکام جدید نے رقمیں وصول کرنی چاہی تھیں ان میں سے صرف عورتوں کے ساتھ کچھ رعایت ہوئی اور جن خواتین کو جائداد کے تختے پیش کرنے کا حکم دیا گیا ان کی تعداد ۱۴۰۰ سے گھٹا کر ۴۰ کر دی گئی۔ مگر روپے کی سخت ضرورت تھی اور بجلبت ہم بہیا ضروری تھا اس لیئے سنسر کیلیئے سنسروں کا تقرر عمل میں آیا، ان کے تقرر سے مردم شماری کرنا مقصود نہ تھا بلکہ شہریوں کے ذرائع آمدنی معلوم کر کے جدید محصولات عائد کرنے کی نیت تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اطالیہ میں محصول جنگی پھر لگایا گیا جس کو قیصر نے جاری کیا تھا اور تمام ملک اطالیہ میں مکانوں کا ایک سال کا کرایہ (بایکسالہ غیر منقولہ قیمت) اور زرعی علاقوں کے یک سالہ لگان کا نصف وصول کر لیا گیا غلاموں کے مالکوں کو حکم دیا گیا کہ جہازوں کے بیڑے میں کام کرنے کے لیئے غلام فراہم کریں اور تمام غلاموں پر ایک پونڈ فی نفر محصول عائد کیا۔ ان سخت گیریوں کے علاوہ اگر اس امر کا بھی لحاظ رکھا جائے کہ اطالیہ کے شہروں کے باشندے سپاہیوں کی خورد و نوش کے کفیل قرار دیئے گئے تھے کچھ اندازہ ہو سکتا ہے کہ اہل اطالیہ کس مصیبت میں تھے کیونکہ تمام اقتدارات حکام ثلاثہ کے ہاتھوں میں تھے[1]

[1] کوئن ٹی لین بک ۱، ۶ والیریس میکسیمس ہشتم ۲، ۳۔ ایپین جلد ۴ ۳۴۔
[2] پلوٹارک (انٹونی ۲۱) کا بیان ہے کہ حکام ثلاثہ نے ان رقوم کو بھی ضبط کر لیا جو ویسٹل کنواریوں کے پاس امانتاً جمع تھیں۔
[3] لینگ تاریخ روما سوم ۵۵۴۔ گارڈنٹ ہارسین جلد اول صفحات ۱۴۰۔ ۱۴۱ اور جلد دوم صفحہ ۵ میں اس طرف اشارہ ہے۔

باب ۹ جزوی امور میں کے علاوہ جن کو دخل تھا اکثر اوقات اپنے اختیارات کو بزدلی سے استعمال کرتے تھے۔ جو جائدادیں اصلی قیمت سے کہیں زیادہ تر دولت لوگوں کو ملتیں کیونکہ اُن کے سوا کوئی بولی دینے کی جرأت نہ کر سکتا تھا اور حکام سیاہیوں کی بداعمالیوں سے چشم پوشی کرتے حتیٰ کہ پھانسی پر جانیکے قبل میں کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ جنید افراد حکام وقت میں سے کسی کی حمایت سے معائب مدکورہ سے بچ جائیں مگر اصل غریب طالب فریادی ہمارا کرم تھا اور بدنصیب قیدیوں کو جو سیاہیوں کی دست درازیوں سے مرعوب ہوئے کسی رہائی کی امید نہ ہو سکتی تھی۔

خوبیاں ۱۳۳۱ء مگر قیصر کے قانون بھی قانون پیڈیا کے قتل میں سخت سزا بدکار بھی اس مصیبت سے بچ گئے اس میں سے التزام تھے مگر حکام نکالنے کی زد سے کمزور باہر تھے اور ان کی قسمت کا فیصلہ جبکہ کے نتیجہ پر منحصر تھا حوالات قانون کی حفاظت سے خارج قرار دیئے گئے تھے ابھی تک وہ اس خطرے سے واقف نہ تھے جس زمانے میں یہ کارروائی ہو رہی تھی حکام نکالنے اپنی حکومت کی تنظیم میں مصروف تھے۔ خدمات کو اپنے حسب مرضی تقسیم کر رہے تھے اور سال آئندہ کے لیے صوبہ داریوں کا انتظام کر رہے تھے سسلی کے لیے پلانکس[1] اور لیسی ڈس[2] نامزد کیے گئے اور ٹیبرسٹلیس کے مقرر ہونے کی ابھی خبر نہ تھی۔ پلانکس نے حال میں کسی

---

[1] انٹونی کے آزاد شدہ غلام پلانکس نے اس سال میں مدت سے پیدا کیا
[2] والیے بسٹل میکسی مس ۴۳ء تا ۴۲ء میان ازمنہ کے کہ میں اراضیات کو حکام نکالنے ضبط کر لیا تھا اُن کے مصلی الیہ کی طرف سے کاسکے لیس سے ایک ماموں لیل تھا حصی دعوے ترتیب کرنے سے انکار کر دیا تھا اور مجرم گردانا اُس نے اس قانون کی خلاف ورزی کو خلاف قانون قرار دیا۔ کیمبرج لی ہسٹری صفحہ ۱۲۱۔
[3] قیصر اس حال کیلئے پلانکس اور ڈی بروٹس کونسل کے لیے نامزد کیا تھا۔

باب ۵

خیف کامیابی کی یادگار میں اولیپی ڈس نے سیکس لس پامپی سے اس مذہبی پیام کرنے اور ہسپانیہ میں امن و امان قائم کرنے کے صلے میں سیاسی انقلاب کی تکمیل کو مگر اس پر ثابت کرنے کے لیے جولیس قیصر کو روما کے دیوتاؤں میں شریک کرنے کی تجویز پیش کی۔ آکٹے وین نے اس تجویز کو مسترد قرار دیا جہاں قیصر کی اس طائی ہی تھی۔ اس کی یادگار میں وینس جینی ٹرکس کے نام سے موسوم تھا اور جس کے احاطہ میں قیصر کا مجسمہ نصب کیا گیا۔ یہ بھی طے پایا کہ ہر سال نویں پہلے دن سب لوگ قیصر کے انعامات کو یاد کرنے کے لیے حلف اٹھائیں۔ اس کی سالگرہ کو تہوار منایا جائے اور اس کے قتل کے دن سوگ منایا جائے مگر اس آخری حکم پر عمل نہ ہو سکا۔ سوٹیلیو نے ابتدائی شہنشاہیت کے زمانے میں آگسٹس کے اس مسودہ ارادہ کا خاکہ تیار کیا جس کو تکمیل کے بعد سینیٹ نے منظور کیا۔ اس میں آگسٹس نے اپنے سب القاب کا اظہار کیا کہ جولیس کی موت کے بعد [illegible] تاوداع متوفی کی موتوں کے ساتھ نکالی جائے بلکہ دیوتاؤں کی موتوں کے ساتھ جب اس کا طلوس نکلے سلسلہ کے قانون کو توڑ کر نائی روے قیصر کے دیوتا ہونے کی دستوری توثیق بھی ہو گئی اور اس کے لیے وہ باضابطہ "جولیس دیوتا" ہو گیا۔ سکوں کے متعلق جو کچھ ہم کہہ آئے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ مطلق العنان قیصر کے جانشین ہوئے ہیں اور جمہوریہ کو بحال کرنا نہیں چاہتے۔ قیصر کے قتل کے بعد ہی دو ٹرس پر دار سینیٹ نے سکوں پر اس کی تصویر نہ بنائی تھی۔ سکوں پر مذہبی تصویر کا ہونا ہمیشہ سے سیادت اور تفوق کی نشانی ہے اور جب بجائے روما دیوی کی تصویر کے سکوں پر خاص افراد کی

---

لے دیکھو یادگار انکا ٹرار و ہسپین جلد ۲ ص ۱۔

ع گارڈنر ہارسین جلد اول صفحہ ۱۳۲ ڈاکٹر ۱۸۷۷ء۔

ع ۔ ۔ ۔ ۱۳۲۰ ہام سین، اسٹاٹس ریکٹ ملاحم صفحات ۶۸۷، ۶۸۹۔

باب ۱۰

تصویریں کندہ ہونے لگیں تو اس سے صاف ظاہر تھا کہ جمہوریہ کا خاتمہ ہو گیا۔ حکام ثلاثہ[1] نے بھی اس نظیر کی پیروی کی یعنی پہلے تو انھوں نے اپنے اپنے خاندانوں (ایمی لی ای، انٹونی ای، جولی ای) کے فرضی واقعات کی تصویریں سکوں پر نوائیں اور پھر ان کے دوسرے رخ پر اپنی تصویریں کندہ کرائیں اور یہ رسم ہمیشہ جاری رہی۔ حکومت شاہی اب بھی در پردہ تھی اور عرصے تک اسی طرح رہی مگر سکوں پر اس کا اظہار برابر جاری رہا۔ حکومت ثلاثہ کا شریک اول (لیپی ڈس) کا وجود عدم برابر تھا اس لیے حکومت ثلاثہ اب صرف دو اشخاص کی حکومت رہ گئی تھی اور عہدہ داران دار الضرب نے غالباً اس کو محسوس کر کے سکوں پر لیپی ڈس کی تصویر کندہ کرانا موقوف کر دیا۔

مرڈس اور کیسیس

(۱۳۳۲) مشرقی جنگ کی تیاریاں جاری تھیں، اس لیے اب ہم بروٹس اور کیسیس کے حالات کی طرف متوجہ ہوں گے جن کے مقابلے میں یہ تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ایڈریاٹک کے ساحل سے روانہ ہو کر بروٹس مقدونیہ میں مصروف ہو گیا تھا۔ اس نے مقدونیوں کو بھرتی کر کے اپنے لیجن بنائے اور تھریس پر یورش کر کے وہاں کے دیسی باشندوں کی گوشمالی کی اور معاون فوجیں مرتب کیں۔ اپنی روز افزوں قوت کے ذریعے سے اس نے صوبۂ ایشیا پر پورے طور سے تسلط حاصل کر لیا اور جہازوں کا ایک معقول بیڑا بھی فراہم کر لیا۔ اس کی مہم کے لیے بڑی خطیر کی ضرورت تھی اور روپیہ بہم پہنچانے کے لیے اس نے استحصال بالجبر اور تصرف بیجا سے کام لیا۔ اس کے علاوہ روما کا ایک سپہ سالار ہونے کی حیثیت سے اسے اپنی فوج کی ضرورتوں کے لیے روپیہ مسکوک کرنے کا بھی اختیار تھا۔ حکومت ثلاثہ کی روما کی باضابطہ حکومت تسلیم نہ کرنے کا عملی ثبوت اس طور پر دیا کہ اس نے بھی جو سکے جاری کیے ان میں سے بعض پر اس کی تصویر تھی۔ کیسیس[2] نے بھی کولاڈی سیایر

---

[1] مسٹر جی الیف ہل نے اپنی کتاب روما کے تابین سکے میں جو نمونے دیے ہیں۔ ۲، ۳، ۴، ۷، ۴۲۔

[2] ڈاکون ۲، ۲۵، ۲۶ ایپین جامہ ۴۔ ۔ ۔ ام سین داسٹاس ریبت مدم ۔ ۔ ۔

باب ۱۵

جو شام کے ساحل پر ہے اپنی زبردست فوج اور بیڑے سے محدوس کر لیا تھا اور اُس نے جب مدد کا کوئی موقع نہ دیکھا تو خودکشی کر لی۔ ملک کلیوپیٹرا اُسکے مخالفین کا ساتھ دینے والی تھی اس لیے اُس نے مصر پر فوجکشی کرنے کا قصد کیا مگر جب اُسے حکام ثلاثہ کی تیاریوں کا حال معلوم ہوا تو اُس نے بروٹس کی امداد کے لیے ایشیائے کوچک کا رخ کیا۔ ٹامسس کے باشندوں نے ڈولابیلا کا خیر مقدم کیا تھا اس لیے کیسیس نے اُسے لوٹ لیا، کیا پاڈوشیا کے بادشاہ آریوبارزامیس کو اُس نے مغلوب کر دیا اور سان ممالک میں اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ اُس کے مقابلہ میں اہل پارتھیا تھے اُن سے بھی اُس نے سمجھوتہ کر لیا۔ اس اثنا میں بروٹس نے پیرانہ سال ڈیوٹارس شاہ گلاتیا سے موافقت پیدا کر لی ایشیائے کوچک کا تمام ملک اب جمہوری سرمنوں کے ہاتھوں میں تھا سوائے جمہوریۂ روڈز اور اتحاد لیسیا کے۔ وقت بہت کم تھا کیونکہ یہ معلوم ہو چکا تھا کہ قیصر ہی فوجوں کا ایک حصہ روانہ ہو چکا تھا۔ لیکن سمرنا میں ایک مجلس شوریٰ ہوئی اور اس میں یہ طے ہوا کہ مقدونیہ میں دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہونے سے قبل ان دونوں کی سرکوبی کر دینا مناسب ہوگا۔ بروٹس نے ایک شہر بادجود سخت مقابلے کے قبضہ کر لیا اور اس کی وجہ سے لیسیا میں سکون ہو گیا۔ کیسیس نے روڈز کو ایک بحری جنگ کے بعد فتح کر لیا جس میں اہل روڈز کا بیڑا اُس سے بڑے بڑے جہازوں کی تعداد کے مقابلے میں بیکار ثابت ہوا۔ دونوں سپہ سالار جو کچھ رقمیں سرکاری یا خانگی اُنھیں مل سکیں اپنے قبضے میں لے آئے اور اس کے علاوہ باشندگان صوبۂ ایشیا سے دس سال کا خراج پیشگی وصول کر لیا۔ اس کے بعد آئندہ معرکہ آرائی کے لیے تدابیر

---

بقیہ حاشیۂ صفحہ گذشتہ۔ یہ لکھا ہے کہ بروٹس کا یہ فعل تو اس جمہوری کے خلاف تھا سیکیس پاپی کا ساتھ حلف ہے کیونکہ اُسے جمہوری پروکانسل ہونے کا دعویٰ تھا کیا آپ کو حکام ثلاثہ کا ہمسر چال کرتا تھا۔ مشرنل (جلد ۱۰ ۱۰) نے بروٹس کے سکوں کے حوالے دیے ہیں۔

باب ۵۹ سو پہنچنے کی غرض سے دونوں سارڈس میں آکر ملے۔ اُن کی فوجیں بلحاظ تعداد زبردست اور جنگ میں شرکت کے قابل تھیں۔ ممالک شرقی کے مال غنیمت سے اُن کے خزانے معمور تھے اور سمندروں پر چونکہ اُن کا دور دورہ تھا اسلیے بیڑوں کے ساتھ جب تک کہ اُن کے تعلقات قائم تھے رسد کی بھی کمی نہ ہو سکتی تھی امور مذکور میں اُن کو اپنے مخالفوں پر ترجیح تھی، اگر وہ کچھ تھے میں تھے تو صرف اس لحاظ سے کہ بجائے حملہ آور ہونے کے اس وقت اُن کا کام مدافعت کا تھا۔ اس کے علاوہ دونوں کا جوڑ ٹھیک نہ تھا۔ بروٹس کی دھاوے کی رفتار اور بے موقع شبخوں سے گو کوئی سپہ سالار آدمی ہوتا وہی رائے دیتا جو ہوا یعنی کینیو ورا دتلع مزاج کیسیس نے جسارت کی، مقصد تعلیمی ایجد قوائے فتح حاصل کرنا۔ دونوں میں اختلاف ہوا جو مصالحت ہو جاتا، کسی نہ کسی طرح مل کر کام کرتے۔ مگر بہیئت سپہ سالار کے کیسیس ہی انٹونی کا مدمقابل تھا خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ یہ عیاش مزاج سپہ سالار حوض میں نہا جائے اور اس وقت وہ نزدیک ہی پر تھا۔ آکٹے وین کو بروٹس پر اس سے بھی زیادہ فوقیت حاصل تھی۔ انٹونی کی دوستی اس کی اغراض اس وقت متقضی تھیں اور وہ ایسا آدمی تھا کہ حسد یا جبہات کی بنا پر انٹونی سے بگاڑ لے۔ لیکن دونوں فریقوں میں تری جنگ موسم خزاں (۴۲ ق م) تک نہ ہوئی اس لیے ہم ممالک مشرق کے واقعات پر نظر ڈالیں گے اور دیکھیں گے کہ فیصلہ کن جنگ اس سے قبل کیوں نہ ہوئی؟

سکیس کی بغاوت (۴۳ ق م) آکٹے وین کے لیے اپنے صوبوں پر قبضہ کرنا آسان ثابت نہ ہوا۔ قدیم صوبہ افریقہ پر سینیٹ کی طرف سے کارنی فی کیسیس صوبہ دار تھا جو سینیٹ کے خلاف دل سے ملنے پر تیار نہ تھا۔ جب جدید حاکم (آکٹے وین) نے اسے حکم دیا کہ اپنے صوبے کو فتیری سیکس نیس صوبہ دار افریقہ جدید (نیو مینڈیا) کو سپرد کردے تو اس نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد جنگ شروع ہو گئی جس میں اُسے اولاً کامیابی ہوئی لیکن بالآخر سیکس نیس نے نیو مینڈیا کے ایک بادشاہ کی مدد سے اُسے شکست دی اور کارنی فی کیسیس اپنی جان

اور اپنا صوبہ ایک ساتھی کو سونپا۔ لیکن سسلی میں حالت نہایت نازک تھی۔ سیکس ٹس پامپی
کو جب قانون پیڈیا کے تحت میں سزا دی گئی حالانکہ قیصر کے قتل سے اسے کوئی
سروکار نہ تھا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت روما کے بڑے کی کمان سے دہشت گئی
اور اسے اپنی فکر کرنی پڑی۔ اس غرض سے اس نے چند جہاز جمع کر لیے جن سے
بڑھتے بڑھتے ایک زبردست بیڑا تیار ہو گیا۔ سیکس ٹس بڑا بہادر اور تند مزاج
آدمی تھا اس لیے چور، رہزن، فرار شدہ غلام، پناہ گیر وغیرہ ہر قسم کے اشخاص
جو اپنی زندگی سے مایوس تھے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ غلے کے جہازوں کو وہ لوٹنے لگا
اطالیہ کی بندرگاہوں میں لوٹ مار شروع کر دی اور بحیرۂ روم کے مغربی حصے میں
اس کے بحری قزاقوں کا راج ہو گیا۔ جزیرۂ سسلی کا جغرافیائی موقع اور اسکے
ذرائع ایسے تھے کہ بحری مرکز بنانے جانے کے لیے وہ بہت مناسب تھا۔ سیکس ٹس
وہاں پہنچ گیا اور بہت جلد یورے جزیرے پر قابض ہو گیا۔ جو لوگ کہ خلافت قانونی
سے خارج کر دیے گئے تھے اس کے یہاں پناہ ہو گیا۔ ان لوگوں
میں سے اکثر کا خوں بہا دے کر اس نے ان کی جائیدادیں ضبط کر لیں۔ یہ وہ لوگ تھے
جو جانوں میں بھاگ آئے تھے جو اطالیہ کے ساحل پر گشت لگایا کرتے تھے۔
اس کی کامیابی کی وجہ سے اتنے ہوشیار۔ شاطر اور غلام اس کے بیڑے میں داخل
ہو گئے کہ اس کا بیڑا اس زمانے کی سب بحری فوجوں سے زبردست ہو گیا۔
آکٹے ویس نے ایک فوج بھیج کر صوبہ اطالیہ پر اس کی یورشوں کو روک دیا
اور اس کے بعد کوشش کی کہ آبنائے کو عبور کر کے سسلی سے سیکس ٹس کو نکال
دے مگر اس میں سخت ناکامیابی ہوئی لیکن چونکہ اس وقت حکام کی کوشش جنگ
میں اپنا پورا زور لگانا تھا اس لیے سسلی کو اس بحری قزاق کے قبضے میں چھوڑ کر
انٹونی اور آکٹے ویس بروٹس اور کیسیس کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہو گئے

۱۲ ب

---

لہ اپین (۱۴ باب ۷۶) کا بیان ہے کہ آکٹے ویس خود اس حملے میں شریک تھا اور وہاں سے
انٹونی سے ملنے گیا۔ برنڈی سیم روانہ ہوا جبکہ آنا سیس سیکس ٹس کے
بیڑے کا قبضہ تھا اس لیے اس کو سسلی کا چکر لگانا پڑا۔

باب ۵۹ جمہوریت پسندوں کی شکست

(۱۲۳۴) اس معرکہ آرائی میں جس کا اختتام جنگ فلپی پر ہوا یہ امر خاص قابل لحاظ ہے کہ اس میں بھی بعض ایسے واقعات ظہور میں آئے ہیں جو فارسالس کی معرکہ آرائی کے واقعات سے بہت مشابہ تھے۔ مثلاً دونوں معرکوں میں بحری لڑائیوں کا بے سود ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی کہ دونوں میں مسلوب فوج کو ماہران فن حرب کی رائے میں ناواقف اشخاص کے دخل دینے سے نقصان پہنچا یعنی بالفاظ دیگر فوجی اغراض کے لحاظ سے اصول جمہوریت کے موید اپنی خصائل کی وجہ سے مطلق العنان حکام کے مقابلے سے مجبور ہے۔ جنگ فارسالس میں یہ امر زیادہ نمایاں ہے مگر فلپی میں بھی اس سے جمہوریت پسندوں کو کم نقصان نہیں پہنچا۔ واقعات جنگ ہائے مشرق نظر ہیں اس لیے ہم دیکھ سکتے ہیں کہ جمہوریت پسندوں کو چاہیئے تھا کہ انتظار کرتے اور اپنے بحری تفوق سے کام لے کر اپنے مخالفوں کو بحیرۂ ایڈریاٹک عبور کرنے دیتے، اُن کی رسد کو روک دیتے، شہر روما میں فلہ نہ بھیجنے دیتے اور اس طور سے موجودہ حکام روما کے عقب میں شورش پیدا کر کے انھیں پریشان کرتے۔ اگر وہ سیکسٹس پامپی کی پوری معاونت کرتے تو ممکن تھا کہ تمام قیصری بیڑے سمندر سے ناپید ہو جاتے۔ لیکن اس مشترک بحری جنگ کی دور اندیشانہ تدابیر عمل کرنے کے لیے بے حد صبر کی ضرورت تھی اور جمہوریت پسندوں کے لیے اپنی فوجوں کو تعویق کے وجوہ سمجھانا چنداں آسان نہ تھا کیونکہ اگر جیا میوں کو ایک دفعہ بھی شبہ ہو جاتا کہ اُن کے سردار اُن کو اب اپنے آپ پر بھروسا نہیں ہے تو پھر کچھ بنائے نہ بنتی۔ کسی[1] نے خوب کہا ہے کہ اہل روما خاصہ یہ تھا کہ وہ امور تفنگ و لے کا دست بدست جنگ میں تصفیہ کرنا پسند کرتے تھے۔ علاوہ ازیں بحری فوجوں میں اہل روما بالکل شامل نہ تھے۔ بحری فوجوں میں اہل روما ضرور تھے اور اُن کی بے دلی کو نظر انداز نہ کیا جا سکتا تھا کیونکہ معمولی سپاہی دور دور رس فوجی تدابیر کی تکمیل کا

[1] گاسڈٹ مارسیلس جلد اول صفحہ ۱۲۰۔

باب ۹

انتظام کر سکتے تھے نہ اُن کو قطعی کامیابی کی امید کا تعین ہو سکتا تھا۔ اصل جمہوریت بروٹس اور ایک مختصر کیسیس کے لیے موجب سکون قلب تھے مگر معمولی سپاہی صرف جمہوریت کے نام سے واقف تھے اور سرزمین واقعیت سے اس مسلسل حالت تحکمی و ڈر میں انھیں تسلیں نہ ہو سکتی تھی۔ جو تدبیر بالآخر قرار پائی اُس پر یہیں محاکمہ مورخ کو بلا لے جیسا رہنا چاہیئے دانشمند کیسیس کے بڑے کا بیشتر حصہ پہلا اسٹامیس مرکس کے زیر کمان بائی نارم والی پلپونیس کی طرف بھیجا گیا اور اسے حکم دیا گیا کہ سب سے پہلے ٹیلومیٹر اکے مصری بیڑے کو روکے جو اسے قیصریوں کی امداد کیلئے روانہ کیا گیا تھا اور آتے آتے ٹین کے جہاز ان سے ملنے نہ دے مصری بیڑے کے جہاز طوفان سے تتر بتر ہو گئے اس لیے مرکس برنڈی سیم کی طرف روانہ ہوا تاکہ دشمن کے ارد گرد کے جہازوں کو روک دے مگر اس میں اُسے کامیابی نہ ہوئی موسم موافق تھا اس لیے بار برداری کے بادبانی جہاز نکل گئے اور قیصریوں کے باقی ماندہ لیجن دو بھیڑوں میں سلامتی کے ساتھ ایڈریاٹک کے پار ہو گئے۔ کیسیس نے مرکس کی امداد کے لیے اور جہاز بھیجے اور اس بیڑے نے حکام ٹلا کیا کو اطالیہ سے اُن کے سلسلہ رسل و رسائل کو منقطع کر کے سخت پریشان کیا اور حتک کے دوران میں اُن کا ایک بیڑا تباہ کر دیا جس میں ایک پورا لیجن تہ آب ہو گیا مگر ان کارروائیوں سے جنگ کے رخ پر کوئی اثر نہ ہوا۔

مقدونیہ کی مہم کا آغاز

(۱۲۵) سارڈس میں جو فوجیں جمع تھیں انھیں یہ سن کر خوشی ہوئی کہ اب انھیں ہیلیسپانٹ (دار دانیال) کی طرف کوچ کرنا ہوگا اور مقدونیہ میں دشمن سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ بروٹس کا بیڑا ایپی ڈوس کے قریب تھا اور جہازوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ بڑے کا یہ کام تھا کہ پہلے تو فوجوں کو آبنائے کے پار کر کے اور پھر تری فوجوں کو مدد پہنچایا کرے۔ یہی انتظام کیا گیا تھا کہ جیسے جیسے فوجیں تھریس اور مقدونیہ کے ساحل پر آگے بڑھتی جائیں بیڑہ بھی سمندر میں اُن کے قریب رہے اور فوج اور بیڑے میں آمد و رفت کا

باب ۵ سلسلہ قائم رہے۔ تدابیر مذکور پر عمل کرنے میں کوئی قابل لحاظ دقت نہیں ہوئی۔ انٹونی نے اس فوج کی پیش قدمی کو روکنے کے لیے اپنی فوج کے چند دستے بھیج دیئے تھے مگر انھیں پیچھے ہٹ جانا پڑا کیونکہ یا تو انھیں مخالفین کی فوج اور پہاڑ کے بیچ میں پھنس جانے کا خوف تھا یا مخالف فوج کے اپنے رخ بدل دینے کے سبب سے وہ دھوکے سے اندرون ملک میں چلے گئے۔ اس طور پر جمہوریوں کی فوج قصبۂ فلپی میں پہنچی اور اس کے قریب شاہراہ اگناشین کی دونوں جانب مورچہ بند ہوگئی جو ڈیراکیم سے ہیلیس پانٹ گئی ہے۔ ان کے پڑاؤ کی حفاظت کے لیے سامنے کی طرف مورچے بنے ہوئے تھے اس لیے دشمن ادھر سے نہ آسکتا تھا اور اس کے علاوہ بروس کی داہنی جانب پہاڑ تھے اور بائیں جانب بھی جہاں کیسیس تھا محفوظ تھا کیونکہ اس کے اور سمندر کے درمیان ایک دلدل حائل تھی۔ مدافعت کے لیے ان کی لشکرگاہ بہت محفوظ تھی اور بیڑے کے ذریعے سے تھاسوس سے جہاں انکے بڑے بڑے مخزن تھے ان کے تعلقات قائم تھے اور رسد برابر پہنچ سکتی تھی۔ بخلاف اس کے ان کے مخالف ایک ایسے خطۂ ملک میں سے پیش قدمی کر رہے تھے جہاں غلہ بہ افراط نہ مل سکتا تھا اور ایک بڑی فوج کے لیے غلے کی بار برداری کے انتظام میں بھی سخت دقت تھی۔ انٹونی کے لیے اس وقت بہتر یہ تھا کہ دشمنوں کو فوراً لڑنے پر مجبور کرے اور کیسیس کی اس طرز عمل میں نفع تھا کہ ڈھیل دیتا رہے تاکہ اس کے مخالف بھوکوں مرجائیں اور کیسیس شروع ہی سے دست بدست جنگ سے گریز کر رہا تھا اور لڑائی کو ٹالتا رہا۔ آخر کار دین اس وقت ڈیراکیم میں بیمار پڑا ہوا تھا مگر اس کی فوج آگے بڑھ گئی اور وہ خود بھی چند روز کے بعد پہنچ گیا اور جنگ میں موجود تھا۔

جنگ فلپی (۱۳۶) فلپی کی پہلی جنگ کے مختلف بیانوں کے حالات لکھنے میں جو امپین کا غالباً سب سے بہتر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کیسیس کی فوج کی لینوں کو اینٹ دینے کے لیے انٹونی نے دلدل میں ایک ڈائک Dyke بنانے کی کوشش کی اور اس کے جواب میں کیسیس ایک دوسری نہر بنانے لگا مگر جب اس نے

اپنے سپاہیوں کی ایک تعداد کثیر اس کام پر لگا دی تو انٹونی نے اُس کی لیجنوں پر اچانک حملہ کر کے اس کی خیمہ گاہ پر قبضہ کر لیا۔ انٹونی کی کامیابی قابل لحاظ تھی مگر قطعی نہ تھی کیونکہ جس مقام پر اُس نے قبضہ کیا تھا وہاں وہ ٹھہر نہ سکتا تھا اور بالآخر اپنے سپاہیوں کے اُسے جہت اختیار کرنی پڑی۔ اسی اثنا میں جمہوری فوج کی دائیں جانب کی طرف بروٹس کو فتح حاصل ہوئی۔ اس کی یہ وجہ بتائی جاتی ہے کہ کیسیس نے جمہوری فوج کے بہترین سپاہی اُسے دیدیئے تھے۔ بروٹس کے سپاہیوں نے یہ دیکھ کر کہ ان کے بائیں جانب جنگ ہو رہی ہے انہوں نے آگے بڑھ کر دشمن کی فوج پر دھاوا کر دیا اور اُسے شکست دے کر اس کی خیمہ گاہ پر قبضہ کر لیا مگر اکیس بھی وہاں سے ہٹنا پڑا۔ اس وقت تک جمہوریوں کا پلہ ہلکا نہیں ہوا تھا اور یہی خیال تھا کہ ان کے نقصانات قیصریوں سے کم ہیں مگر اب ان کے برے دن آگئے تھے۔ شکست کھانے سے کیسیس کا دل ہمت ہار گیا اور اُسے یہ بھی غلط اطلاع ملی کہ بروٹس کو بھی ہزیمت ہوئی ہے، اس لئے اُس نے مایوس ہو کر خودکشی کر لی اور اس کے ساتھ جمہوریہ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ یہ جنگ غالباً اکتوبر کے اواخر میں ہوئی تھی۔ دونوں فوجوں کی تعداد قریب قریب مساوی تھی، حکام ثلاثہ اپنے ساتھ ۱۹ پورے لیجنوں سے زیادہ نہ لا سکے۔ ان کے مخالفوں کے زیر کمان بھی ۱۹ لیجن تھے مگر اُن کے لیجنوں میں سپاہیوں کی تعداد کم تھی۔ لیکن جمہوریوں کی فوج میں علاوہ ان لیجنوں کے کثیر التعداد غیر ملکی سوار اور سپاہی تھے، گویوں تو دونوں فوجوں کے لیجنوں میں غیر ملکی عنصر موجود تھا پس دن تک کوئی فوجی کارروائی نہ ہوئی۔ انٹونی نے اپنے مقام کو چھوڑ کر کوشش کی کہ بروٹس اور سمندر کے درمیان حائل ہو جائے مگر بروٹس کے سلسلۂ رسل و رسائل کو وہ منقطع نہ کر سکا اور رسد کے ملنے سے خود مشکل میں پھنس گیا موسم سرما آگیا تھا۔ نومبر کے وسط میں بروٹس کے لشکر میں اس قدر بے چینی پھیل گئی کہ وہ اپنی مرضی اور مصلحت کے خلاف پھر لڑنے پر آمادہ ہو گیا اُس کی فوج میں بعض

پرانے قیصری سپاہی موجود تھے اور گو وہ پہلی لڑائی کے وقت سے ہی بڑے بڑے انعاموں کا وعدہ کرتا رہا مگر اُن کی وفاداری پر اُسے بھروسا نہ ہو سکتا تھا اُسنے یہ بھی وعدہ کر لیا کہ اگر فتح ہوئی تو سپاہیوں کو یونانی شہروں کو لوٹنے کی اجازت دیدی جائیگی۔ مگر اُسے خوب معلوم تھا کہ لڑنا اُس کے لئے مصیبت کا باعث ہوگا کیونکہ کیسیس کی بے وقت موت سے فوج میں افسردہ دلی پھیل گئی تھی اور ضبط فوجی میں بھی نقص آگیا تھا۔ افسروں کو غالباً کسی معقول وجہ کے سبب سے التوائے جنگ سے حرف تھا اور بجائے اس کے کہ سپاہیوں کو دلاسا دلائیں اور سیسالا کی رائے کی تائید کریں اُنھوں نے بروٹس پر بڑبڑانا شروع کیا اور بروٹس اب نہ تو کیسیس کے فوجی تجربے سے مستفید ہو سکتا اور نہ اُس میں مستقل مزاجی تھی کہ اپنی رائے پر قائم رہتا۔ خانہ جنگی کی حالت میں نظام جمہوری کی کمزوری کا یہ مزید ثبوت تھا۔ بروٹس کا مستقر ایک مباحثہ گاہ بن گیا تھا۔ جو لوگ حکام ثلاثہ کے مظالم سے بھاگ کر جمہوری فوج میں آگئے تھے اُن کی موجودگی کی وجہ سے غور و خوض کے بعد کسی رائے صائب کا قائم کرنا دشوار ہو گیا تھا اور بدنظمی بھی ہو گئی تھی اور بروٹس پر جمہوریت کا نشہ ایسا چڑھا ہوا تھا کہ وہ اپنی شخصی رائے پر عمل کرنا پسند نہ کرتا تھا۔ اس لئے بے صبر سپاہیوں کی شورش سے مرعوب ہو کر جنگی ہیئتیں جو سابقہ کامیابی سے بڑھ گئی تھیں اُس نے اپنی رائے کے خلاف جنگ کا حکم دیدیا جیسا کہ پامپی نے تھسلی میں کیا تھا۔ اس جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک زبردست معرکے کے بعد جمہوری فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ بروٹس نے اپنا کام خود تمام کر لیا اور اس کے دوسرے ہمراہیوں نے بھی جنھیں فاتحوں سے رحم کی امید نہ ہو سکتی تھی یہی کیا اور اس طور پر حکومت جمہوری کو بحال کرنے کا آخری موقع جاتا رہا۔ اسی جنگ میں یا اس کے بعد تمام سرآوردہ جمہوری سرغنے ہلاک ہوئے۔ فاتحوں نے ان میں سے جن جن کو گرفتار کیا سب کو قتل کر دیا انٹونی نے ایک آدمہ کی جاں بخشی کی مگر سر دھر آ گئے وین کو کسی پر ترس نہ آیا۔ جو لوگ بچ نکلے اُن میں ایم دیا لیپس میسالا تھا جسنے مغرب میں کے

باب ۹

باقی ماندہ حصے کی کمان لے کر اس جنگ کو طول دینے سے انکار کر دیا۔ نوجوان مارکس سسرو بھی بچ گیا اور شاعر ہوریس جس نے میدان جنگ سے اپنے فرار ہونے کا حال نظم میں لکھا ہے۔ ان سبھوں نے آخر اطاعت قبول کر لی اور جدید حکومت کے دامن عاطفت میں پہلے پہلے لے۔ بروٹس کی فوج میں سے اکثر سپاہیوں نے جن کی تعداد اسی چودہ ہزار بتاتا ہے ہتھیار ڈال دیے۔ حکام ثلاثہ نے ان کا قصور معاف کر دیا اور انھیں اپنی فوج میں شریک کر لیا۔ ایڈریاٹک کا بیڑا جس کی حالت اب بحری قزاقوں کی سی تھی کچھ روز تک حکام ثلاثہ کو پریشان کرتا رہا اور فلپی کی جنگ کے بعد اس میں کچھ اور بھی جہاز شریک ہو گئے جو روڈز اور دوسری مشرقی بندرگاہوں سے ملے تھے۔ اس بیڑے کے کچھ جہاز مرکس کی سرکردگی میں سیکسٹس پامپی کے بیڑے میں شریک ہو گئے اور باقی نے انیس ڈوکی جس نے سینو بارب کی سرکردگی میں کچھ روز تک حکام ثلاثہ کو اور پریشان کرتے رہے۔ لیکن یہ چیزیں ہیں، اصل معاملے کا تصفیہ فلپی پر ہو چکا تھا اور قضا و قدر فیصلہ کر چکا تھا کہ سلطنت روما پر کس شخص یا اشخاص کی حکومت ہوگی۔

جنگ فلپی کے نتائج

(۱۲۳۷) جمہوریۂ روما کا ہمارا یہ تذکرہ اب قریب اختتام کے ہے کیونکہ تہنتایت کے قیام سے یہاں کوئی سروکار نہیں ہے لیکن جنگ فلپی کے ان نتائج کا ذکر کرنا ضروری ہے جن کا اثر ملک اطالیہ کی حالت پر پڑا۔ ملک اطالیہ پر جب اگسٹس کا تسلط ہوا تو وہاں کے باشندے سخت خستہ حال تھے اور ان کی صرف یہی ایک خواہش تھی کہ ہمیشہ کے لیے امن و امان قائم ہو جائے تاکہ گزشتہ مصائب کے بعد ان کی حالت کچھ سنبھل جائے۔ جنگ فلپی کے بعد کے دور میں اہل اطالیہ کے مصائب کی کوئی انتہا نہ تھی اور یہ بھی جمہوریہ کے زوال کا باعث ہوا۔

زوال جمہوریہ کا شمار بالآخر صوبہ جات میں نہ رہا کیونکہ اسے ملک اطالیہ میں

---

لہ ڈائون ۴۷، ۱۳، ۵۔

باب ۹ شامل کرلیا گیا اور کوہ آلپ کو اب باضابطہ طور پر اطالیہ کی شمالی سرحد قرار دیا گیا
اس طور پر قیصر کا منصوبہ پورا ہوا۔ جنگ فلپی کے بعد شہنشاہی مشارکت میں
لیپی ڈس کی اصلی حیثیت ظاہر ہوگئی یعنی وہ پس پشت ڈال دیا گیا حکومت
میں جو اس کا ظاہری اثر تھا وہ بھی زائل ہوگیا اور اسے صوبۂ افریقہ پر قانع
ہونا پڑا جس کی اس کے دونوں شرکا کو ضرورت نہ تھی۔ انٹونی نے اپنی
ہمت اور جرأت سے مال غنیمت کے بہترین حصے کا اپنے آپ کو مستحق
ثابت کیا تھا اس لیے صوبجات مشرق بعیدہ اس کے حصے میں آئے اور
بالآخر اس کی بربادی کا باعث ہوئے۔ یہاں ہمیں اس کے شاہی کارناموں
کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے اہم فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ
اہل صوبجات و شاہان متوسل سے مزید رقوم جبراً حاصل کرے تاکہ اطالیہ
میں سپاہیوں کی چڑھی ہوئی تنخواہوں اور دیگر امور کے تصفیے کے لیے رقوم کثیر
کی فوری ضرورت تھی اور آکٹے وین اور اس کے درمیان طے ہوگیا تھا
کہ اغراض مذکورہ کے لیے وہ روپیہ روانہ کریگا کیونکہ مشرق کے علاوہ اور کہیں سے
روپیہ ملنے کی امید نہ ہوسکتی تھی۔ انٹونی فراخ دل اور بامروت تھا مگر اس میں
یہ مادہ نہ تھا کہ اپنے حریص اور نااہل مصاحبوں کو اپنے قابو میں رکھے جتنا وہ
حکم دیتا اس سے کہیں زیادہ اس کے منظور نظر مصاحب وصول کرلیتے اور
اس کے ذاتی اسراف اور ان مصاحبوں کی بے ایمانی کی وجہ سے روما
میں جس قدر روپے کے پہنچنے کی امید ہوسکتی تھی اس سے بہت کم پہنچا
اس اثنا میں اپنے اعمال و حرکات سے اہل مشرق پر وہ ثابت کر رہا تھا کہ
سیزیٹ کی حکومت کا زمانہ ختم ہوچکا ہے۔ اہل مشرق پہلے ہی سے حکومت شاہی
کے خوگر تھے اس لیے نہ تو انٹونی کا اظہار شان و شوکت ان کے لیے
باعث تعجب ہوسکتا تھا اور نہ بعض ریاستوں کی حکمران خواتین سے اس کا
اختلاط۔ اس کا شہنشاہی کا دعویٰ کرنا، انعام و اکرام یا سزا دینا، سلطنتوں
کا تقسیم کرنا، بلکہ دیوتا ہونے کا دعوے کرنا بھی سکندر اعظم کے جانشینوں اور
اور خصوصاً سیلیوکس کے خاندان کی روایات کے بالکل مطابق تھا

باب ۹

اُس نے جو راہ اختیار کی تھی دشوار گزار نہ تھی اور اہل غرض کی خوشامد اور چاپلوسی نے اُس کا مزاج اور بھی بگاڑ دیا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ کلیوپیٹرا کا وہ بندۂ بے دام بن گیا اور اس طرح بہادری اور فوجی تجربے کی وجہ سے جتنا کچھ اُسے حاصل ہو سکتی تھی اُس کا اُس نے اپنے ہاتھوں خون کر دیا۔

انٹونی اور ایجپٹین

(۳۸ ۱۲) آکٹے ویں اطالیہ کو واپس آیا۔ اُس کے فرائض نہایت مشکل اور خطرے سے خالی نہ تھے۔ فوجوں کے برخاست کر دیئے جانے کی وجہ سے اس پر یہ فرض عائد ہو گیا تھا کہ برخاست شدہ نیز آزما سپاہیوں کے حقوق کا تصفیہ کرے جن کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار بیان کی جاتی ہے لیکن صحیح اعداد و شمار کے موجود نہ ہونے کے سبب سے اُس کی اہمیت کا ٹھیک اندازہ کرنا دشوار ہے، مثلاً ہمیں صحت کے ساتھ معلوم نہیں کہ برخاست شدہ ایجپٹین میں کن کن اقوام کے سپاہی تھے۔ ہمیں معلوم ہے کہ جولیس قیصر نے گالیوں، جرمنوں اور ہسپانیوں کو فوج میں بھرتی کیا تھا اور یہ لوگ صرف بطور سواروں کے بھرتی نہیں کیے گئے تھے کیونکہ گالیوں کے ایک لیجن (جتھہ دل) میں جرمن بھی ضرور تھے۔ گاذر آیا ہے اور بسا اوقات میں خاص وہیں کے بھرتی کیے ہوئے (Vernaculae) لیجن تھے۔ صوبجات میں بھرتی کیے ہوئے لیجنوں کا اکثر ذکر آیا ہے۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ ان لیجنوں کے سب سپاہی اطالی تھے اور شہریان روما دیتے۔ بروٹس نے مقدونیوں کے پورے لیجن بھرتی کیے تھے۔ بالمختصر خانہ جنگی میں یک عظیم الشان سلطنت کی فوجی ضروریات کے لیے پرانے قواعد بر جو فرسودہ ہو گئے تھے عمل کرنا ناممکن ہو گیا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ باقاعدہ لیجنوں میں بھی ایک زبردست غیر ملکی عنصر شامل تھا اور یہ عجب نہیں ہے کہ ہر صوبے پر

---

ف سکتہ ہے انٹونی کے پاس شاہی تیر اندازوں کی ایک خاص اتالی فوج تھی اور آگسٹس نے جرمنوں کو اسی غرض سے رکھا تھا۔

ق دیکھو فرنچل Bucol یکم ۷۰۔

Impius haec tam culta. Novalia miles habebit. barbarus hasmgetes?

۱۹۰ ق م غیر ملکی سواروں کے حقوق کو نظر انداز کرنا مشکل تھا۔ اطالیہ کے اصلاع میں وہی آباد کاروں کا بسایا جانا قدیم باشندوں کو سخت ناگوار تھا۔ غیر ملکیوں کے آباد کرنے سے تو سخت بددل پھیلنے کا اندیشہ تھا۔ اس کے علاوہ جیسا کہ اس کے قبل ہوا تھا یہ بھی دقت تھی کہ آبادکاروں کیلئے اراضیات کہاں سے آئیں گی۔ سپاہیوں کا مطالبہ تھا کہ انھیں اطالیہ ہی میں اراضیات دیجائیں اور ان کے مطالبوں سے انکار کرنا مشکل تھا چنانچہ ثلاثہ نے اسے اطالیہ کے اٹھارہ شہروں کو دینے کا وعدہ کیا تھا اور انھیں اختیار تھا کہ جائیداد کو نہیں بلکہ اراضی کو جو ان شہروں میں سے رئیم اور پیسو مستثنیٰ کر دیے گئے تھے جو سیکس ٹس سے مقابلہ کرنے کے لیے انکی امداد کی ضرورت تھی۔ اب صرف ۱۶ شہر رہ گئے تھے جن کی اراضیات اغراض مذکور کے لیے ناکافی تھیں۔ اس کے علاوہ ان شہروں کے باشندوں کو اعتراض تھا کہ یہ بیرونی کو اراضیات کا دینا ناگوار تھا تو اس کا بار صرف بعید پڑنا چاہیئے تھا کہ دوسروں پر اور صورت حال بھی ایسی تھی کہ شہروں کی اس تخصیص کا قائم رہنا ناممکن تھا اسلیئے تمام ملک اطالیہ بسمول گال ایسی اور آلپ اس جیبیٹ میں آگیا۔ مگر اس دار و گیر کا اثر زیادہ تر ان بستیوں پر پڑا جن نے حکام وقت کسی نہ کسی وجہ سے ناخوش ہو گئے تھے۔ بعض شہروں نے روپیہ دے کر اپنے آپ کو مستثنیٰ کرا لیا کیونکہ حکومت کو روپے کی سخت ضرورت تھی اس لیے کہ درخواست شدہ سپاہیوں کی تنخواہ اور انعام ادا کرنا تھا اور خزانہ خالی تھا اور اسی وجہ سے وہ نہ تو روپیہ دیکر حسب ضرورت اراضیات خرید سکتے تھے اور نہ بیدخل شدہ مالکان اراضی کو ان کی زمینوں کا معاوضہ دے سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نہایت بے رحمی کے ساتھ زمینوں پر بردستی قبضہ کیا گیا اور کثیر التعداد اشخاص مثلاً بحیثیت زمینداروں یا آباد کاشتکاروں کے سعادت بر کنارہ تھا یکایک فقیر اور بے خانماں ہو گئے

---

سنہ ۱۹۰ ق م

۱ شقاگری ہونا مع گال ایسی رسنے تالپ۔ پٹادیم کے لیے دیکھو میک رزوخیس Sat یکم ۱۲۲/۱۱ مقابلہ کرو لیس ۲۱۷۶ء۔

باب ۵۹ چند اشخاص کو ان کی ادبی قابلیت کی وجہ سے مدنی حقوق مل گئے مثلاً ورجل[1] ہوریس اور پراپرٹیس[2] مگر یہ سب کے لیے موقع نہ تھا۔ اس کے علاوہ اس تقسیم اراضی کا زیادہ تر مختلف حصص ملک پر مساوی نہ تھا کیونکہ سپاہی منقسمہ مونا اپنے ذمہ کرتے تھے لہٰذا ان کا خواہش یہ تھی کہ ایک ایک میل ایک ہی مقام پر آباد ہو اسی لیے کہ ایک تہوار یا عبادت کی غرض کے لیئے ناکافی ہوتی تو وہ اپنے ہمسایوں کی اراضیات پر قبضہ کر لیتے۔ بے دخل شدہ اشخاص کے لیئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ ترک وطن کر کے وہ سرحدی ملکوں میں قسمت آزمائی کریں یا روما پہنچ کر وہاں کے اوباش لوگوں میں شامل ہو جائیں۔ بعض اوقات یہ بھی ہوا کہ لوگ سپاہ اور سپاہی کے مابین تصفیہ ہو گیا یعنی سپاہ نے اصل مالک (Colonus) کے لیئے یہ قابض رہا اور سپاہی صاف میں اس کا شریک ہو گیا مگر اس قسم کے معاملات بہت کم ہوئے بلکہ برخلاف اس کے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بعض اوقات کاشتکار مقابلے پر آمادہ ہو گئے اور لڑائی بھی ہوئی گو اب لڑنا بھڑنا بے سود تھا۔ ورجل نے ایک بدمعاش سپاہی کی سمت سے بھاگ کر جان بچائی۔ عالباً دوسرے لوگوں نے بھی یہی کیا ہوگا۔ ایک تو حکومت کی تمام فوجی طاقت بے ٹھکانہ تھی اس پر طرہ یہ ہوا کہ سپاہی حد درجہ

---

[1] دیکھو ہوریس Epist دوم ۲، ۲۷۰ - ۲۷۰ و پراپرٹیس ۴، ۱، ۱۲۹ - ۱۳۰۔ بی بولس کے الفاظ (دیکھو ۱۹ - ۲۰) سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس سے بھی یہی جائدادیں ہی مراد ہیں یا کچھ اور۔

[2] دیکھو ورجل Bucol ہم Mantua Vae miserae Victis Cremonae Georg ۱۹ - گارڈٹ ہارسین جلد دوم صفحات ۱۹۰ - ۱۹۱ جو عبارتیں یونانی نقل کی گئی ہیں انہیں بھی دیکھو۔

[3] دیکھو ہوریس Sat دوم ۲، ۱۱۲ - ۱۳۶۔

[4] ڈائون ۸، ۴۸۔

طلاع اور بے مروت تھے۔ اس کام کے لیے جو کمشنر مقرر ہوئے تھے وہ وقت پر
میں ہرگز نہیں سکتے تھے اور اس کے علاوہ ان کی کارروائی بھی زیادہ تر
سرسری تھی۔ ۔ ۔ عت پیشہ اشخاص کی تعداد کثیر کے بے دخل ہونے کی وجہ
سے ۔ اعت کا کام بالکل رک گیا جس سے گرانی اور بھی بڑھ گئی خصوصاً ایسے
وقت میں جبکہ شہر روما میں بہت سے اشخاص نے پناہ لی تھی قحط کے آثار
نمایاں ہو رہے تھے کیونکہ سیکسٹس پامپی کے جہاز غلے کے جہازوں
کی تاک میں لگے ہوئے تھے اور روما میں ان کے پہنچنے کی کوئی امید نہ تھی
(۴۳۹ء) گزرنے دین عارضی اس معاشی انقلاب کے
سر انجام کا ذمہ دار ہوتا اور بے صرورت کسی شخص کو تکلیف نہ دینے کا خیال
رکھا جاتا ہو گیا۔ اشخاص کی تالیف کرنے میں اسے زیادہ دشواری
ہوئی۔ اس وقت سپاہیوں کا راج تھا اور چونکہ فاتح فوجوں کا یہ حق تھا
کہ جو لوگ واجب القتل قرار دیے گئے تھے ان کے لیے سپاہیوں سے علاوہ
اور کوئی نہ مقرر کیا گیا تھا اس لیے اس زمانے کے رومانی سپاہیوں کے اخلاق
عام سے مرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک موقع پر خود آکٹے وین کی جان خطرے میں
پڑ گئی تھی لیکن آکٹے وین کے علاوہ ایک اور جماعت تھی جو اپنا
فرض سمجھتی تھی اس سے حالات اور بھی خراب ہوتے تھے انٹونی مکدونیہ
فلوریا روما ہوئی تھی اس کے حامیوں نے یہ شور مچایا شروع کیا کہ نردانا
سپاہیوں میں تقسیم اراضی کی وجہ سے جو اراضی حاصل ہوئی ہے وہ
سب آکٹے وین کے حصے میں آنی چاہیے اور اس کام میں انٹونی کے
دوستوں کا بھی حصہ ہونا چاہیے۔ حالانکہ موجود نہیں ہیں وہ فراموش ہو جائیں
آکٹے وین کو مجبوراً اس مطالبے کو تسلیم کرنا پڑا اور انٹونی کے احباب میں
اور جوان قیصر میں ایک نہایت نما مسابقت پیدا ہو گئی یعنی دونوں نے قتیل
سپاہیوں کو ظلم و تعدی کی تحریص دینے لگیں۔ سب سے زیادہ افسوس ان

---

سگارڈوٹ ہاسپین سے تعلق رکھتے ہیں (مترجم)

لوگوں کی حرکت یہ اس لیے ہے کہ مطالبہ دلوانا وجود سابق کے تابع تبدیلی کے لئے
لیکن اس وقت تک یہ شخص لوخوب معلوم ہوگیا ہو گا کہ سپاہی جن کی بدولت یہ
سخت محنت و مشقت اور جانبازی کا کام کرتی ہے کبھی بھی
کامیاب نہیں ہو سکتے لیونکہ انھیں تو زندگی سے اس ہوتا ہے اور نہ ان میں
جذبہ استقلال ہے کہ اہلیت کا مقابلہ ان لوگوں سے جو ہمیشہ سے حرب و ضرب کے
صعوبتوں کا عادی رہے ہیں کر سکیں یہ پیشہ تھا جنھوں نے دیر تک محاصلہ کی ذمہ داری کی تھی
اس کی تکمیل کی فداکاری کر کے اور تعاون اس جماعت نے مغلوب ہونے کے بعد بھی
حیثیت حاصل کی تھی مگر موجودہ مصیبت زیادہ تر تنگدست لوگوں پر آئی
جنھوں نے اس جنگ میں کسی طرح شرکت نہ کی تھی۔ ان موافق معاشی حالات
کے تسلسل نگرانی کی تمام قریب کی ناکامی سالہا سال تک نئے قوانین کے
وضع کیے جانے اور صوبوں کی نیابت اس کی شامت اعمال کے الزام کی قرضی توازن دیوں
کے قیام کی وجہ سے اور اس کے کاشتکاروں کی تعداد اتنی تھی کہ
ہونی چاہیئے تھی یا جتنی کہ سابق میں تھی۔ نظام موجودہ کی کاروائیوں سے
ان کے بیچے کاشتکاروں کا صفایا ہوگیا اور جو سپاہی ان کے جانشین ہوئے
تھے ان کے ناکارہ ہونے کی وجہ سے دو تہائی حصہ زمین کا بڑے بڑے
علاقے دعوے میں آئے۔ حالیہ یہ کسی جدید تنظیم کا قبضہ ہوتا تھا جس میں
اس قدر املاک اراضی کے قبضے سے نکلتیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ معمولی
زمینیں ضبط نہیں کی گئیں بلکہ سپاہیوں کے دینے کے لیے معتدبہ زمینوں
کی ضرورت تھی یہی وجہ اراضیات حکومت اور بہترین سے بہترین اور قیمتی مالی کی گئیں
ان جائیدادوں سے صدر جمہوریہ کے ساتھ یہ اعلان کر دیا تھا کہ
اب تلوار کا راج ہے اور اب کاشتکار کو تہیوں کے لیے ایسی مدت سے

---

لہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ بیان مطالم کا اتنا ہوا کیم پے نیا اور ایٹ زور دیا تھے
کیپیو الوسی آباد ہے گئے حالانکہ اس کے بعد بھی وہ وہاں قائم رہے تھے
ڈائون ۴۹ ۱۲ د۔

باب ۵۹ ثمرہ حاصل کرنے کی کوئی امید نہیں۔ اس سے سخت تر مصیبت تخیل انسانی میں نہیں آسکتی ؟

جمہوریہ کا خاتمہ (۱۳۰۰) جن واقعات سے جدید حکومت شاہی وجود میں آئی اور مختلف حصص ملک ایک حاکم واحد کے تحت میں آگئے ان کا بیان کرنا اس کتاب کے موضوع سے خارج ہے۔ مثلاً اطالیہ میں حنک کا دوبارہ چھڑ جانا اور اس کا پیرہوسیا کے محاصرے پر ختم ہونا، سیکس ٹس پامپی سے مقابلہ لیپی ڈس کا، جو حکومت تلاشات خارج کرنا یعنی ۲۰ کے قریب اور انٹونی کے حملات حرکیہ ورکے لیے رہ گئے تھا جو مالآخر اس کے والی کا ہوئے یہ سب واقعات تہتاسی کی تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انٹونی کا جب عروج کے مواقع کو ضائع کرنا ایک حادثہ ہے جس پر ہم کو یہ اور معلمان احداث عامہ سوال کر سکتے ہیں۔ ہم اس کا صرف یہ جواب دیتے ہیں کہ دستور جمہوری کی تجدید حراوگسٹس کی شاہانہ عجیب و غریب حیثیت تدریجی میں کس طور پر جسیاں کیا گیا۔ نظام جمہوری فسخ ہے، برائے نام باقی ہے، نظام اعلیٰ کے اقتدارات سلب کر لیے گئے اور یہ مستقل طور پر ملک مالآخر تمام حیات ایک واحد آگسٹس کو عطا کئے گئے۔ مثلاً حاکم ایک ایسے شخص آگسٹس کی موجودگی سے پس پشت پڑا تھا جس کے اقتدارات برائے نام اس کے مساوی تھے اور دوسرے سرشتوں میں وہ سے عہدہ داروں کے اقتدارات کے برابر تھے مگر اس عہدے کے ساتھ ختم ہوتے تھے جس کی میعاد زیادہ سے زیادہ یکسال تھی۔ ٹری بیون بھی جن کا ایک زمانے میں بہت دور دورہ تھا اب ایک ایسے شخص (آگسٹس) کے مقابلے میں بالکل ساکت تھے جس کو اقتدارات ٹری بونی (Tribunicia potestas) دوامی مل گئے تھے۔ کانسل کا اعزاز باقی تھا مگر اس کے اقتدارات رفت و گزشت ہو چکے تھے کانسل اپنے اقتدار (Imperium) کے لحاظ سے روما میں آگسٹس کے اقتدار ٹری بونی کے خوف سے کوئی آزادانہ کارروائی نہ کر سکتا تھا اور بیرونجات میں کانسلوں کا فوجی اقتدار زائل ہو چکا تھا۔ یہ اہم ترین فوجی اقتدارات صرف ایک حاکم واحد کے

ماہ ۵۹ ہاتھوں میں تھا جسے تمام اقطاع شہنشاہی میں پروکانسل کا اقتدار حاصل تھا اور جو حکام صوبجات کے اقتدار سے بلند تر تھا۔ تمام فوجیں اُسی کے زیر حکم تھیں اور اُسی کی وفاداری کا حلف اتحادی تھیں۔ اقتدارات مذکورہ اور دیگر بعض اقتدارات کی وجہ سے یہ حاکم واحد سلطنت کا اعلیٰ ترین رکن تھا اور اسی عاقبت اندیش آگسٹس وین نے جو آگسٹس (مقدس) کے نام سے مشہور تھا پرنسپس (اعلیٰ ترین فرد) کا لقب اختیار کیا۔ کہ بادشاہ کا مجاز سینیٹ بھی باقی رہی کیونکہ آگسٹس کے تمام عمل کے لیئے مناسب یہ تھا کہ سینیٹ بھی حکومت میں رہے اور اس سے بالا سلطنت کے بااعتماد صوبے بھی اس کے سپرد کر دیے جائیں تو آگسٹس ان کی کارروائی کو بغور دیکھتا رہتا تھا اور اقتدارات [illegible] کی وجہ سے [illegible] والی کو روکنے کے لیے نہ صرف یہ کہ قانون تھا [illegible] حاکم جنگی کے جو جمہوریہ کے زمانے میں سینیٹ کا اختیار تھا اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ اس کا کہنا لوگوں کو یاد تھا کہ بہت سے صوبے سینیٹ کے سپرد کیے گئے تھے اور وہ زمانہ قدیم کو حسرت کے ساتھ یاد کرتے تھے آگسٹس کے بعد کی تصنیفات میں اس قسم کی [illegible] کا ذکر بکثرت ملتا ہے۔ [illegible] کی وجہ سے ایک مخالف حکومت بھی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کا وجود نصف صدی تک اعلیٰ درجے کے زمانہ کے آئینہ شہنشاہ خوف زدہ ہو جایا کرتے تھے سینیٹ بالکل بے بس ہو گئی تھی۔ اس کے اراکین کے سے تقرر اکثر ہوتا اور رفتہ رفتہ اس کے وہ اختیارات بھی جاتے رہے جو آگسٹس نے بحال رکھے تھے مجلس عامہ کے اجلاس انتخابات اور وضع قوانین کے لیئے ہوتے تھے۔ مگر محض دکھاوا تھا کیونکہ اس مجلس میں جو کچھ ہوتا وہ شہنشاہ کے حکم یا اشارت سے ہوتا اور کچھ دنوں کے بعد شہنشاہی قوانین سینیٹ نے نظام کے بدیہی ضابطہ ہونے لگے مجلس عامہ ایک [illegible] میں [illegible] کی بااقتدار مجلس تھی۔ اس کی مدد سے

---

لہ اس مضمون پر جی کواسیر نے ایک کتاب مخالفین قیاصرہ [illegible] سے لکھی ہے

باب ۵۰ جولیس قیصر نے اپنے عہد سیاست کو شروع کیا تھا مگر اسکا فریضہ اب صرف یہ رہگیا تھا کہ جب کوئی یا شہنشاہ تخت نشین ہو تو اُسے اقتدار ٹری بولی عطا کرے۔ اسکے [illegible] اب اُسکا زمانہ ختم ہو چکا تھا اور اُسے اہل روما کا دربارہ اظہار رائے بھی نہیں کہہ سکتے۔ روما کے اصلی باشندے وہ شہری تھے جو لیجنوں میں ملازم تھے یا جو اطالیہ یا سلطنت روما کے دوسرے حصوں میں آباد ہو گئے تھے یا تجارتی اغراض کے لیے سفر کرتے تھے اب وہ زمانہ آگیا تھا کہ روما کی دو غلی خلقت سے تمام قوم کی رائے کا غلط طریقے پر اظہار کرنے کا حق لے لیا جائے۔ یہ امر بھی بالکل واضح تھا کہ جمہوریت کے آخری زمانے کے نظام فوج کی کامل اصلاح عمل میں آئے۔ فوج کا وجود ضروری تھا اور چونکہ یہ مقصود تھا کہ روما حکومت کا مرکز بنا کر تمام شہنشاہی کی حفاظت کی جائے اور حکومت کی جائے تو یہ لازم آتا ہے کہ فوج مستقل ہو۔ اُس کی چھاؤنیاں سرحدوں کے قریب ہوں اور وقت ضرورت پر فوراً مجتمع ہو سکے۔ افواج شہنشاہی کو آگسٹس نے اس غرض کو پیش نظر کے لحاظ سے اور سابق کی دو [illegible] ایات کا لحاظ نہ کیا اس طور پر اُس نے جہاں اصلاح کی درحقیقت ضرورت تھی اصلاح کی بنا آئندہ میں روما کی فوجیں کسی مستحسن کام کے لئے اطالیہ میں داخل نہیں ہوئیں۔ آگسٹس نے جس نظام حکومت کو قائم کیا اُس کی بدولت کہ اگر خلق دشمن شہنشاہیت کی حدود کے اندر داخل نہ ہو سکے اور خستہ حال ملک اطالیہ میں۔ مگر اب وہ خود اپنے محافظوں کو پیدا نہ کر سکتا تھا۔ ایکٹیم کی لڑائی کے بعد ایک صدی تک امن و امان قائم رہا جس کی اُسے بہت خواہش تھی۔

باب ہشتم

# عہد انقلاب کے ادبیات و قوانین

۱۳۴ ق م سے اس تذکرے کو میں چند مختصر مضامین پر ختم کرنا چاہتا ہوں جن میں تین سو برس تک اٹلی یا اور دیگر حصص سلطنت کے عام حالات پر جن نقادوں نے بحث کی ہے اور جو مضامین مکالمات کی صورت میں لکھے گئے ہیں ان کا خلاصہ ہوگا۔ مضامین مذکور میں بعض اوقات تو ذاتی کلام بھی ہے کیونکہ انھیں کی ایک جماعت اس قدر تعلق ہے کہ اس پر علیحدہ علیحدہ بحث کرنا ضرور ہے۔ اس کے علاوہ جمہوریہ کے زوال کے نتائج کا صحیح اندازہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ واقعات مابعد پر بھی ایک مختصر نظر ڈالی جائے۔ اس سبب سے میں نے واقعات مابعد کے حالات اور جن واقعات ماقبل کا ذکر دوبارہ آیا ہے ان کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے مگر اس اختصار میں یہ خیال ضرور رکھا ہے کہ میری بات کے سمجھنے میں ناظرین کو دقت نہ ہو۔ اسی وجہ سے بعض نہایت دلچسپ تفصیلی امور کو میں نے نظر انداز کر دیا ہے کیونکہ یا تو ان کا ذکر مقامات ماقبل میں آچکا ہے یا اس لیے کہ انھیں نفس مضمون سے زیادہ علق نہیں۔ عہد انقلاب کے ادبیات کا ایک مختصر حصہ ہم تک پہنچا ہے اور اسی پر اس تبصرے سے خاتمہ کرنا ممکن ہے البتہ جن مصنفین کی تصنیفات کے صرف مختصر اوراق باقی ہیں انھیں ہم نظر انداز کر سکتے ہیں۔ تصنیفات موجودہ میں سے بعض نہایت اہم ہیں ہم یہاں بحث کریں گے کیونکہ ان سے عہد مذکور کے تمدنی حالات پر روشنی پڑتی ہے۔ بیل کے نوٹ سے لوگوں نے میریس اور سولا کا زمانہ دیکھا تھا اور جس کے بعض جوان لوگ اس وقت تک زندہ تھے جیسا کہ آگسٹس وین نے اس کا مطالعہ اختیار کیا۔ روما کی طویل حالت جاں کندنی میں چند امور بالخصوص نمایاں ہیں

باب

یعنی جمہوریہ کے قائم ہونے سے لے کر جولیس سیزر کے مقتول ہونے تک قیصری طرز کی حکومت جمہوریہ کے اصلی بے ضرر تعلیم اور بالآخر اس کے ماتحت حکومت کے آثار کے مٹ جانے کی تاریخ۔ صرف پچاس سال کے اندر اندر ہی ان تصنیفات وجود میں آئیں جن کی بدولت ان تغیرات کے متعلق ہمیں پورا علم حاصل ہوا ہے۔ ان تصنیفات کا ذکر کرنا یا ان کی تقریروں اور خطوط کی تصویر کھینچنا جن کو ہم نے اس کام کے لیے بطور ضروری مواد کے استعمال کیا ہے ہمارے لیے ممکن نہیں۔ ہم صرف ان لوگوں کے مشاغل کی تاریخ لکھتے ہوئے، لوکریشیس اور کیٹلس کے علاوہ جن کی تصنیفات ہمارے پاس موجود ہیں اور جن کے متعلق ہمیں کچھ نہ کچھ حالات معلوم ہیں ان رومانی شعرا کے ایک ایسے تتبع کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جنھوں نے کہ ہم عہد اتقلہ کے سلسلۂ واقعات کو بیان کرنے میں خط امتیاز دیتے ہیں۔

بھارو بلاوٹ موسوم بہ پلیوٹس

(۲۵۴ ق م) بلیس مقدونوں کی تصنیفات کے صرف بیس ڈرامے ہمارے پاس ہیں جن کا باب ہمارے سابق میں وقتاً فوقتاً ذکر ہوا ہے۔ سوا ان کے اور کچھ نہیں معلوم البتہ تمام و کمال وجود سے جس کو ہم طرامد رومیہ کہتے ہیں پلاوٹ کا ایک سالم ہے جو ہیرے فیس کے نام سے موسوم ہے اور جو اس فیس کے انتقال کے بعد ۱۵۶ ق م میں لکھا گیا تھا۔ اس مصنف ایک شخص ہی کا نام ٹی میس تھا۔ بالتحقیق یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ اس نام کے اختیار کرنے سے کس کا مطلب تھا۔ رسالہ کی اہمیت یہ ہے کہ مستند اس آیات میں سے ہے جو کہ ہمارے پاس موجود ہیں اور اسے بہت اہم خیال کرتے ہیں خصوصاً اس لیے کہ یہ مواد نے یونانی کتابوں سے نقل کرنے پر قناعت نہیں کی ہے۔ رسالہ مذکور سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ باوجود ۹۲ میں سنسروں کی مداخلت کے سنسروں کے زمانے میں رومی تھیٹر میں بہت سی باتیں ہوتی رہیں جو ایسے سنسروں کے ہوتے ہوئے نہ ہوسکتی تھیں۔ اس کا مقابلہ کیا جاسکتا

---

لہ ولکنس نے سنسرو The Roman کے دیباچہ (صفحات ۱۱ - ۱۶۴) میں اس بحث کے ساتھ بحث کی ہے۔

لہ دیکھو نقرہ ۹۲۶ حاشیہ۔

ایسی کتاب De inventione کی تالیف میں اس سے مدد لی تھی۔ فن خطابت کے اصول و مبادی کے لیے اس نے سارے میں کثیر التعداد تمثیلوں سے کام لیا گیا ہے جن میں سے بعض تو خود اس کی تقریروں سے اخذ کی گئی تھیں جو موقف کے دفاع میں کی گئی تھیں[1] اور موجودہ تمثیلیں خطابیات اور اس حیثیت کو اس نے جس حد تک ممکن ہو سکا ہے کی کوشش بھی کی ہے۔ یہ تمثیلیں عموماً تاریخ اور تمدنی حالات سے ملتی جلتی ہیں۔ یہ بالخصوص قابل لحاظ ہے کیونکہ وہ موجودہ رومی کا طریقہ استعمال اور واقعات ایسی تمثیلیں لاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی جماعت کا وہ وقت کیا تھا اور اس طور پر ہمیں ایک ایسے نقطہ کا علم ہوتا ہے جو دوسرے ذرائع سے معلوم نہیں ہو سکتے۔ اس کتاب کا باب باب سوسیرن الشہرہ دیا گیا ہے اور اس سے ہمیں معلوم ہوگا کہ کرانی نے سولا کے زمانے تک کے لیے یہ کتاب مفید ہے کیونکہ اس نے اس زمانے کے تاریخی تذکرے مفصل نہیں دیا ہے۔

(۳۴۳) مسرو[2] اس کتاب میں اس قدر آپڑا ہے کہ اس باب میں اس کے متعلق تفصیل کے ساتھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہم بارہا بیان کر چکے ہیں کہ اس کے خطوط اور تقریروں سے اس کے عہد کے واقعات کی تصدیق کے لیے تقریباً ہر صفحہ کی شہادت سے کام لیا جا سکتا ہے اور اس کی شہادت کا قابل وثوق ہونا یا نہ ہونا اس امر پر کہ اس خاص وقت میں جبکہ اس نے کوئی تقریر کی یا کوئی خط لکھا اس کی کوئی خاص غرض تھی یا نہ تھی۔ اس کی شائع شدہ تقریروں کو اس زمانے کے بیانوں کا ایک مجموعہ خیال کرنا چاہیے۔ مسرو کی نظموں[3] کے متعلق بہ اعتبار لحاظ کے کہ وہ بالطبع شاعر تھا کرو ما کا فن بطور اس کا مہمان منت ہے۔ اس زمانے کے اکثر شاعروں کی طرح اس نے بھی ابتداءً یونانی نظموں کا ترجمہ کیا۔ آراٹس کی نظموں کا جو فی بنیت پر ہیں اس نے لاطینی میں ترجمہ کیا تھا اور اس ترجمے کا ایک حصہ اب بھی باقی ہے۔ اس کے بعد اس نے خود یہ نظمیں لکھنی شروع کیں جن سے اہم ترین نظمیں

---

[1] رسالہ ریتذکرہ چہارم ۱۔

[2] دیکھو مسرو De nat deorum بوم ۲۰۰۲ء ۲ ۲ ۲ میوزیم کاٹ۔

باب ۶ اُس کے عہد کا نسلی اور اُس کے زمانے کے حالات پر تھیں، میریوس کے کارناموں اور قیصر کی فتوحات پر بھی اُس نے اسی صنف کی نظمیں لکھی تھیں اُس میں شک نہیں کہ فن عروض کو اُس کی ذات سے ترقی ہوئی، اُس کے اشعار میں نہ تو وہ روانی تھی نہ نوع البتہ شوکت الفاظ سے ایک خاص شان پیدا تھی۔ باب لاطینی میں ہیکزامیٹر (چھ میٹر کا مصرع) کو رواج دینے میں اس کا بھی بڑا حصہ ہے یونانی ناموں کے بھی اُس نے ترجمے کئے مگر ان کا یہاں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں پلینی ثانی نے بیان کیا ہے کہ دوسروں کی طرح سسرو بھی نظمیں لکھتا تھا مگر یہ قانونی رواج کی پابندی تھی لیکن ہمارے پاس اب یہ طومار حاصل نہیں تھا اور اسے بعد تھا کہ میں بھی پر خامہ فرسائی کر سکتا ہوں۔ اُس کی تاریخی تصانیف ضائع ہو گئی ہیں اُس نے اپنی کانسلی کا تذکرہ خود یونانی زبان میں لکھا تھا۔ مگر ان کا ضائع ہو جانا بہت قابل افسوس نہیں اس کے علاوہ اُسے خواہ رومانہ بحوم میں بھی دخل تھا سسرو مدرجہ ۔ کم از کم ایک مضمون میں اس کا سکہ مان لیا گیا تھا۔ فن بلاغت پر اسکی جو تصانیف ہیں اُن کے مفید ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اصول بلاغت پر اپنے یونانی پیش رووں کی طرح اُس نے باقاعدہ بحث نہیں کی ہے مگر وسیع تجربہ کی وجہ سے اُس کی تنقید اور اُس کا مشورہ نہایت مفید ہے۔ فن بلاغت پر اُس کی تمام کتابیں سوائے ایک چھوٹے سے رسالے کے اُس کے آخری زمانے کی لکھی ہوئی ہیں۔ ڈی اورٹوری Dе Oratore جو اُس نے خانہ جنگی کے قبل ۵۵ء میں اپنے انتہائے کمال کے زمانے میں لکھی تھی اُس کی بہترین تصانیف میں شمار کی جاتی ہے۔ رسالہ بروٹس بھی تاریخی لحاظ سے نہایت اہم ہے جس میں اُس نے روما کے فن بلاغت اور مقررین کا آغاز سے اپنے زمانے تک تنقیدی تذکرہ کیا ہے۔ یہ کتاب ۴۶ء یعنی خانہ جنگی کے دوران میں لکھی گئی ہے اور اسی لیے اُس سے افسردگی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ آزاد مقرر کی آواز جنگ کے شور و شغب

---

۱؎ پلینی خطوط نمبر ۳، ۶۔

۲؎ De inventione جو اُس کی جوانی کی تصنیف ہے۔

۳؎ بروٹس ۱-۲۳، ۲۲۹-۲۳۱۔

کی وجہ سے بے اثر ہو گئی تھی۔ لیکن باوجود اس افسردگی کے اُس نے عہد جمہوری کے
ادبیات کے اس واقعے کا مفصل حال لکھا ہے۔ اسی کتاب میں اُس نے
بیان بھی کیا تھا اپنے مشہور رقیب ہارٹن سیس کے عروج و زوال کا بھی حال
لکھا ہے اور قیصر کی بھی بحیثیت ایک مصنف و مسلم ان کے مدح سرائی کی ہے
گو سسرو نے اس سلسلے میں صرف چند افراد کے محاسن پر محاکمہ کرنے پر قناعت
نہیں کی ہے بلکہ فن خطابت کے اپنے دوسرے رسائل کی طرح اس میں بھی اُس نے
ان امور کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی ہے جن کا سیکھنا مقرر کے لیے ضروری ہے
اس کا خیال ہے کہ آواز اور اشاروں پر قابو رکھنے اور بڑے بڑے مقرروں کے
طرز ادا پر غور کرنے کے علاوہ مقرر کے لیے دو امور اور بھی ضروری ہیں یعنی فلاسفروں کی
صحبت کے ساتھ عام معلومات حاصل کرنا اور قوائے دماغی کو پورے طور سے ترقی
دینا۔ تاکہ صحیح اور خالص لاطینی زبان پر عبور حاصل کرنا۔ سسرو کو صحت زبان کا خاص
خیال تھا۔ اس کا یہ موضوع تھا جس میں سسرو اور قیصر متفق الرائے تھے اور بالکل دوسرے
کے مداح تھے۔ ان دونوں کی یہ رائے تھی کہ تحریر و تقریر اس طرح پر ہونی چاہیے کہ لوگ
آسانی سے سمجھ لیں اور ہر وہ لفظ جو متروک اور نوتراشیدہ محاورات کے استعمال کے
دونوں مخالف تھے ملکہ نفرت کرتے تھے۔ ان کا اعلیٰ معیار یہ تھا کہ وہی لاطینی زبان استعمال
کی جائے جو شرفا بولتے تھے، البتہ غلط العوام کو اس سے خارج کر دیا جائے اور جملے
ایسے بنائے جائیں جن سے مطلب صاف ادا ہو اور جو اصول نحو کے خلاف نہ ہوں۔
زبان کو اسقام سے پاک کرنے کے بعد سوال یہ تھا کہ اس سے تقریر و تحریر میں کس طرح سے
کام لیا جائے۔ طرز تحریر کے متعلق روما کے ادبی حلقوں میں بحثا بحثی ہو رہی تھی اور
تین فریق پیدا ہو گئے تھے جن کا سسرو نے ذکر کیا ہے۔ پہلا گروہ ایشیائی[1] کے لقب
سے موسوم تھا جن میں سب سے نمایاں ہارٹن سیس تھا۔ یہ لوگ تکلفی عبارت اور
تصنع کے دلدادہ تھے جس کی وجہ سے ان کی تحریروں اور تقریروں میں تو اردو اور لطافت کی

---

[1] بروٹس ۲۵۱-۲۶۲۔

[2] سسرو Orator کے دیباچے میں سینڈیس نے اس پر خوب بحث کی ہے۔

باب ۱۰ کثرت ہے ان کا مخالف گروہ "اٹیک" تھا جس کا سرغنہ کیل دس[1] تھا۔ یہ لوگ قدما کی سادگی کے پابند تھے مگر فن تقریر کے لیئے جس سے عوام پر اثر ڈالنا مقصود ہے یہ طرز ادا نہایت خشک اور بے اثر تھا۔ ان دونوں انتہا پسند جماعتوں کے بین بین سسرو اور اُس کے پیرو تھے۔ عہد مذکور کے علما کی طرح سسرو بھی یونانی مقرروں کو اپنا معیار قرار دیتا تھا مگر اسے دونوں زبانوں میں جو فرق تھا خوب معلوم تھا اسلیئے بجائے اس کے کہ جو طرز ادا اہل یونان نے اختیار کیا تھا اُسے اپنی زبان میں رواج دے اُس نے یہ غور کرنا شروع کیا کہ کونسا طرز ادا لاطینی کے لیئے موزوں ہوگا۔ ایشیائیوں کا تو اُس نے مطلق خیال نہ کیا ان کا طرز عمل اہل روما کے بالکل خلاف تھا مگر بمقابلہ "نام نہاد گروہ اٹیک" کے اُس نے اٹیک مقرروں کا غور سے مطالعہ کیا اور جو نتیجہ اُس نے اخذ کیا وہ مثل حساب اربعۂ متناسبہ ہے یعنی لاطینی میں وہی اثر اہل روما پر کس طرح پیدا ہو سکتا ہے جو بڑے بڑے اٹیک مقرر یونانی زبان میں اہل ایتھنز پر پیدا کرتے تھے۔ اس مسئلے کو جس طور پر اُس نے حل کیا اُس پر ہم یہاں بحث نہیں کر سکتے البتہ یہ معلوم ہے کہ سسرو کو اس کوشش میں شاندار کامیابی ہوئی۔ سسرو کے دوسرے کارناموں کے بارے میں خواہ ہماری رائے کچھ ہی ہو مگر تقریر و تحریر کے لیئے اُس نے لاطینی کا ایک مسلّم طرز ادا قائم کر دیا اور خود دونوں میں ایسا کمال پیدا کیا کہ آئندہ کوئی اُس کی ہمسری کا دعویٰ نہ کر سکتا تھا۔

سسرو کی فلسفیانہ تصنیفات

(۴۴ ۔ ۱۳) اب ہمیں صرف یہ بتانا ہے کہ سسرو کی فلسفیانہ تصنیفات کو اُسکے زمانے اور خود اُس کے مقاصد سے کیا تعلق تھا۔ یہ امر بالعموم مسلّم ہے کہ سسرو بالطبع فلسفی نہ تھا اور ابتداءً اُس نے فلسفے کا مطالعہ اپنی دماغی تربیت، ایک جزو کے طور پر کیا تھا جس کو وہ اپنے اور اپنے معاصر مگر کم درجہ مقررین کے درمیان امر مابہ الامتیاز خیال کرتا تھا۔ سسرو کے فلسفیانہ رسائل[2] اُس کے آخری زمانے کے لکھے ہوئے ہیں جبکہ

[1] ٹیسی ٹس نے Dial ۲۱ میں کیل دس کے متعلق مخالفانہ رائے دی ہے۔

[2] رائیڈ نے A cademia کے دیباچے میں سسرو کے فلسفے پر جو بحث کی ہے رائیڈ کا خیال ہے کہ سسرو کی زیادہ توجہ ادب پر تھی (صفحہ ۶) مگر اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ سسرو کا بھی یہی خیال تھا۔ رائیڈ خود بھی اسے آگے چلکر صفحہ ۲۳ پر تسلیم کر لیا ہے

باب ۶

وہ رنج والم سے افسردہ خاطر ہوگیا تھا اور اس کے علاوہ نہایت عجلت میں لکھے گئے تھے جمہوریہ کے زوال کے بعد ۴۶ء سے ۴۴ء تک یعنی قیصر کے قتل ہونے تک جمہوریہ کے بحال ہونے کی کوئی امید نہ ہوسکتی تھی۔ اس لیئے اس زمانۂ مایوسی میں وہ اپنی دیہاتی فرودگاہوں میں قیام کرتا رہا اور بطور مشغلے کے ادبیات کی طرف متوجہ ہوا اور اُس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ اُس کی طبیعت علمی مشاغل کے لیئے موزوں ہے حالانکہ وہ اپنے دردِ دل کے لئے دوا تلاش کررہا تھا۔ اس کے قبل بھی ۵۶ء سے ۵۲ء تک جبکہ حکومت ثلاثۂ اولیٰ نے سیاسی آزادی کو سلب کرلیا تھا علمی مشاغل[1] سے اُس نے اپنا دل بہلایا تھا اور اُس کے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہوا تھا کہ کبھی آئندہ چل کر سیاسی معاملات کے علاوہ علمی مشاغل کی طرف بھی متوجہ ہو مگر غالباً اس کی خواہش یہ رہی ہوگی کہ پیرانہ سالی کے زمانے میں اس کام کو کرے نہ یہ کہ دوبارہ اُس پر مصائب کا بار پڑے گا اور اپنا دل بہلانے کے لیئے اس کو ادبیات کی طرف متوجہ ہونا پڑیگا مگر یہی اُس کی قسمت میں لکھا تھا۔ تین سال کے عرصے میں علاوہ فن بلاغت کے پانچ رسالوں کے اُس نے اخلاقی اور مذہبی مضامین پر اپنی تمام کتابیں لکھ ڈالیں[2] جن کی تعداد کثیر ہے۔ اس کے متعلق ہم صرف تین امور پر بحث کریں گے یعنی کتب مذکور کے لکھنے سے اس کا مقصد کیا تھا، بحیثیت شارح فلسفہ اس کا کیا رجحان تھا اور کس طریقے پر اس نے یہ کتابیں لکھیں۔ اسکا مقصود یہ تھا کہ فلسفیان یونان کے تخیلات کو بہترین لاطینی زبان[3] میں پیش کرکے اوسط درجے کے اہل روما کے دماغوں کو منور کرے جو نہ تو پورے طور سے یونانی زبان سے واقف تھے اور نہ یونانی فلسفیوں کی مخصوص زبان سمجھ سکتے تھے۔ اس کا مقصود یہ نہ تھا کہ اپنا ایک جدید فلسفہ بنائے بلکہ یہ کہ اپنے ہموطنوں کو فلسفے کے مسائل سے آشنا کرے

---

[1] Deoratore deropublica delegibus

[2] Delegibus یکم ۵۲ - ۵۵ - دیکھو ریڈ صفحہ ۷۔

[3] ٹیوفیل شواب (۱۸۲ - ۱۸۴) نے فہرست دی ہے۔

[4] اصطلاحات کے وضع کرنے کی مشکلات کے لیئے دیکھو De finibus سوم ۱ - ۵۷۔

باب ۶ گو فلسفیوں کی آرا کے متعلق اپنی رائے بھی وہ ظاہر کر دیتا تھا۔ فلسفے سے اہل روما کو مناسبت نہ تھی بلکہ نفرت تھی اس لیئے کتب مذکور کے لکھنے کے لیئے اسے معذرت[1] بھی کرنی پڑی۔ یونان کے فلسفیوں کے گروہوں میں اُس نے بعد تلاش افلاطونیوں کو پسند کیا جو "مدرسۂ جدید" کے نام سے مشہور تھے۔ تعلیمی اثر کے لحاظ سے فلاسفہ کی اس جماعت کا رجحان ایک ایسے شخص کے پسند خاطر ہو سکتا ہے جو فن تقریر میں شہرت حاصل کرنا چاہتا ہو کیونکہ یہ لوگ باہم متناقض آرا کو ٹھنڈے دل سے سنتے اور جو زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی اُسے اختیار کرتے اور اُن کے فلسفے میں یہ رجحان نہ تھا کہ کسی کلیے کو صحیح مطلق خیال کر کے اُس پر آمنّا و صدّقنا کہہ دیں۔ یہ لوگ عقل انسانی کو خطا پذیر خیال کرتے اور چونکہ اُن کے عقائد منجمد نہ تھے اس لیئے ایک ایسے شخص کے لیئے باعث افادہ تھے جس کی زندگی اغلب امور سے بحث اور شبہوں کے پیش کرنے میں گزری ہو۔ سسرو "مدرسۂ جدید" سے کبھی روگرداں نہ ہوا گو اواخر زندگی میں اس کا رجحان نام نہاد "مدرسۂ قدیم" کی طرف تھا جسے برائے نام افلاطون کے فلسفے کا احیا مقصود تھا مگر جو در اصل فلاسفہ کے متقدر گروہوں کی تعلیم کا معجون مرکب تھا جس کو افلاطونیوں کے فلسفے کے ایک معلم انطاکیوس عسقلانی نے ترجیب دیا تھا۔ اس فلسفے میں رواقیین[2] کی تعلیم کا ایک زبردست عنصر تھا اور اس لیئے ہمیں تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ اہل روما کو مخاطب کرنے میں جن میں رواقیین اور ابی قوریوں کے فلسفے کا زیادہ رواج تھا اُس نے ابی قوری فلسفے سے اپنی نفرت کا صاف اظہار کیا ہے سسرو بالطبع شکّی واقع ہوا تھا مگر رواقیین کے فلسفے کو ترجیح دینے میں اُس نے مطلق تامل نہ کیا۔ سسرو کے فلسفے پر محاکمہ کرنے میں ہمیں یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ فلسفۂ یونان کا اہم مقصد یہ تھا کہ عملی اخلاقیات یعنی "فن زندگی" کی بنا دریافت کی جائے۔ یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ عامّہ قوم کے مذہب کو

---

[1] ریڈ صفحہ ۲۳۔

[2] De officiis کی تالیف میں سسرو نے پوسی ڈونیس سے زیادہ تر خوشہ چینی کی ہے جو اُس عہد کا ایک مشہور رواقی تھا۔

باب ۶

تعلیم یافتہ لوگ خیال میں نہ لاتے تھے اور اس کے متعلق دو مختلف رائیں تھیں جن میں حد درجہ اختلاف تھا اور الٰہیات کے یہ دونوں متضاد طریقے طبعیات کی دو مختلف الرائے جماعتوں کے دریافت کردہ نتائج سے پیدا ہوئے تھے جن میں سے ایک کائنات میں حکومت الٰہی کے وجود کو تسلیم کرتا تھا اور دوسرا نہ تسلیم کرتا۔ کائنات میں انسان کی حقیقی حیثیت کیا ہے اس کے متعلق ان دونوں میں سخت اختلاف آرا[1] تھا اور انھیں متضاد رایوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر ان نتائج کا انحصار تھا جو "انسان کی اعلیٰ ترین بہتری" یعنی انسانی مسرت کے معیار کے متعلق تسلیم کئے جاتے تھے۔ سسرو کی فلسفیانہ حیثیت یہ تھی کہ وہ ابی قوریوں رواقیوں وغیرہ کے مسائل پر بحیثیت اقادمیقی ہونے کے نکتہ چینی کرتا ہے اور بلاشبہہ سیاسی فرائض کا بھی اُسے احساس تھا جو اہل روما کا خاصہ ہے۔ ابی قوریوں کا عقیدہ تھا کہ ہر حال میں خوش رہنا چاہئے اسکی وجہ سے سسرو اسے قابل لحاظ خیال نہیں کرتا، اس کے علاوہ ان کی بے حس طبعیات سے اُسے نفرت تھی، اُن کی لاادریت خدا کے وجود کو معدوم کر رہی تھی اور اُنکے اخلاقیات سے بھی اُسے نفرت تھی کیونکہ اس میں سوائے یاس وحرمان کے کچھ نہ تھا۔ سسرو دل دردمند رکھتا تھا اس لیئے اُسے رواقیین کی منطق صُوری بھی پسند نہ آسکتی تھی جو کیٹو کے مزاج کے موافق ہو مگر سسرو اسے لاحاصل اور خلاف فطرت خیال کرتا تھا۔ طبعیات کے متعلق اُن کے جو نظریات تھے انھیں بھی وہ تسلیم نہ کرسکتا تھا، البتہ اُس کا خیال یہ ضرور تھا کہ ان لوگوں نے حقیقت کی تلاش میں نیک نیتی سے کوشش کی ہے لیکن سسرو کو ضرور ہمدردی تھی اُن کے الٰہیات کے اعلیٰ اخلاقی نظام اور عقیدۂ وحدت الوجود کے ساتھ جس کی رو سے وہ خیال کرتے تھے کہ ذات الٰہی[2] کائنات کے ہر ذرّے میں موجود ہے۔ سسرو کبھی باضابطہ طور پر

---

[1] دیکھو De finibus bonorum et malorum (اعلیٰ ترین بہتری کے متعلق) اور Tus culanae Disputiones (مسرت پر)۔

[2] رواقیین پیشین گوئیوں میں عقیدہ رکھتے تھے مگر سسرو اس کو نہیں مانتا تھا گو وہ خود اگرون کی مجلس کا رکن تھا۔

باب ۶ روا قیمین کی جماعت میں داخل نہیں ہوا کیونکہ بلحاظ اپنے مزاج اور تربیت کے اُسکے اکثر مسائل پر اُسے اعتراض تھا۔ مگر اُن کی اعلیٰ اخلاقی تعلیم کا وہ معترف تھا اور اس تعلیم کے اثر کا جمہوریہ کے زوال کے دردناک قصے میں ایک خاص حصہ ہے۔ سسرو دیکھ رہا تھا کہ واقعات حالیہ نے مقرروں کے دائرۂ اثر کو تنگ کر دیا تھا اور اُسے اندیشہ تھا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جبکہ تعلیم یافتہ اور شریف خاندان اہل روما کو حکام مطلق العنان کی قوت سیاسیات سے الگ کر دیگی[۱] اور انھیں دوسرے مشاغل کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہوگی۔ افلاطون کے اس قول کو وہ تسلیم کرتا تھا کہ جماعت ہائے انسانی کے لیئے یہ قانون قدرت ہے کہ ریاستوں میں انقلاب پیدا ہو۔ روما کی حالت اب یہ ہوگئی تھی کہ حکومت شاہی کا وجود میں آنا ناگزیر تھا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیصر کے قتل کے بعد جب وہ سیاسیات میں دوبارہ داخل ہوا اُسے جمہوریہ کے احیا کی بہت کم امید تھی۔ اور یہی خیالات اُس نے اُس زمانے کے خطوط میں ظاہر کئے ہیں جبکہ انٹونی کی مطلق العنانی سے اُس کے دل میں مایوسی پیدا ہو رہی تھی۔

سسرو کا طریقۂ تالیف

(۴۵ ۔ ۱۳ ق م) سسرو کا طریقۂ تالیف یہ تھا کہ وہ یا تو یونانی سے مضامین لے لیتا یا اُن کا بجستہ لاطینی میں ترجمہ کرتا۔ زیادہ تر وہ ایک وقت میں ایک ہی مصنف[۲] کی پیروی کرتا اور مطالب کو اکثر حال کے مصنفین سے اخذ کرتا جن پر زیادہ اعتماد نہ ہو سکتا تھا۔ ایک منصف مزاج مصنف نے لکھا ہے کہ اُس کی فلسفیانہ تالیفات میں استقام کے موجود ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جو کتاب وقت تالیف اُس کے پیش نظر ہوتی اُس کی غلطیوں کی بھی وہ ہو بہو نقل کر دیتا اور کچھ وجہ یہ تھی کہ فلسفے کے بارے میں اُسکی معلومات بھی سطحی تھیں اُسے زیادہ خیال اس امر کا تھا کہ جس طرح ہو سکے بعجلت لاطینی میں ترجمے کر دے خصوصاً اس لیئے کہ لوکریشیس بھی تراجم میں مشغول کر رہا تھا۔ فلسفۂ اپی قوری پر سسرو نے رد و قدح زیادہ تر اس اندیشے کی وجہ سے کی تھی کہ کہیں فلسفۂ مذکور کو رومامیں فروغ نہ حاصل ہو جائے اور اس کے

---

[۱] دیکھو De divinatione دوم ۴ ۔ ۷

[۲] دیکھو ریڈ صفحات ۲۴، ۲۵۔

باب ۶

آخری رسائل میں سے ایک کے متعلق غالباً صحیح قیاس کیا جاتا ہے کہ اس میں لوکرے شیس کی طرف اشارہ ہے سسرو نے یونانیوں کے طریقے پر اپنی فلسفیانہ تالیفات کو مکالموں کی شکل میں لکھا ہے لیکن اُس نے زمانۂ مابعد کے مصنفوں کے مکالموں کی نقل کی ہے جس میں متکلم اشخاص طویل تقریریں کرتے ہیں نہ کہ اپنے محبوب افلاطون کے طریقے کی جس میں سوال وجواب ناٹک کے طرز کے اور ذومعنی ہوتے تھے۔ مگر لاطینی زبان ابھی اس کام کے لئے نئی تھی اس لیے سسرو نے اس پر زیادہ بار ڈالنا مناسب نہ خیال کیا اُس کا اصل مقصد یہ تھا کہ اہل روما اُس کے مطالب کو بخوبی ذہن نشین کر سکیں اس لئے اخلاقی سبقوں کے لیئے وہ متعدد تمثیلیں استعمال کرتا تھا کیونکہ اہل روما بجائے مجرد تخیلات کے ایسے خیالات کو پسند کرتے تھے جو بہ آسانی سمجھ میں آجائیں۔ اسی لیئے سسرو روما کی تاریخ اور رسم و رواج سے مناسب مثالیں ڈھونڈھ کر پیش کرتا تھا سسرو کے متعلق بحیثیت معلم اخلاقیات والٰہیات اب صرف ایک امر مجھے اور بیان کرنا ہے یعنی باوجود اسقام اور کمزوریوں کے اس کی تحریروں سے نیک نیتی اور عالی ظرفی کا اظہار ہوتا ہے جس کی وجہ سے اُس کی کتابوں کی اکثر عبارتوں سے نہ صرف قلب کو تسکین ہوتی ہے بلکہ تقویت بھی ہوتی ہے سسرو پر غم واندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا مگر باوجود اسکے وہ صابر و شاکر تھا اپنی جان سے زیادہ اسے اپنے ملک کا خیال تھا اور یہ بات بالآخر ثابت بھی ہوگئی۔ اس لیئے باوجود نقال ہونے کے اُس کی تحریروں سے اُس کی زبردست شخصیت کا پتا چلتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اُس کی آخری زندگی کی ان تصانیف کو نہ صرف اُس کے اہل ملک میں قبولیت حاصل ہوئی بلکہ مسیحی مصنفین بھی ابتک ان کے دلدادہ ہیں؎

---

۱؎ جے بی میسر دیباچہ Denatura deorum جلد سوم صفحات ۱۰-۱۳ جس میں بحث کی گئی ہے کہ سسرو نے Religie (مذہب) اور Superstitio (وہم پرستی) میں کیا امتیاز کیا تھا۔ مگر مجھے شک ہے کہ De republ. ۲، ۲۹ میں انسان کے تمدنی مسائل پر بحث کرنے میں اُسنے لوکرے شیس کی طرف اشارہ کیا ہے یا نہیں جو تمدنی تعلقات کو انسان کے طبعی امتیازات کی طرف منسوب کرتا ہے۔ تصانیف مذکورہ کی تاریخوں سے یہ قیاس غلط نہیں ہو سکتا۔

۲؎ دیکھو ہولڈن دیباچہ De Officiis

باب ۱۰ قیصر

(۱۳۴۶) قیصر[1] کے متعلق یہاں زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اُسکے مقرر ہونے کا صرف ذکر ہی ذکر سننے میں آیا ہے۔ لیکن سسرو نے اُس کی تقرروں کے متعلق اپنا حسن ظن ظاہر کیا ہے جو اُن کی خوبیوں کے لیئے کافی تصدیق ہے اور کوئن ٹی لیئن[2] نے بھی سسرو کی رائے کی تائید کی ہے بلکہ اُن کے پُر زور ہونے کا اعتراف کیا ہے جس کی تائید اُس کی یادداشتوں Commentarii کے طرز تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ مگر قیصر کو بجائے جذبات کو برانگیختہ کرنے اپنے احکام کو تسلیم کرانے میں زیادہ ملکہ تھا۔ ٹیسی ٹس[3] اُس کی تقریروں کا اس قدر مداح نہیں ہے مگر لکھتا ہے کہ قیصر کو دوسرے دنیاوی معاملات میں ملکہ حاصل تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ قیصر کبھی کبھی نظم بھی لکھتا تھا مگر یہ محض شغل بیکاری تھا۔ ایک سیاسی رسالہ اُس نے کیٹو کے خلاف میں لکھا تھا اور صرف نحو پر ایک رسالہ Deanalogie بھی لکھا تھا۔ زبان کی اصلاح میں اُسے خاص دلچسپی تھی اور لاطینی نثر کے لکھنے کے لیئے ایک صاف اور رواں طرز تحریر کے قائم کرنے میں وہ سسرو کا ہم آہنگ تھا۔ سسرو کی طرح اُس کی طرز تحریر میں بھی وضاحت اور زور تھا گو رنگ آمیزی کم تھی۔ واقعات کی صحت کے بارے میں اُس کے متعلق علما کو اختلاف ہے۔ بظاہر اُسکے بیان سب قابل وثوق معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اول وہ معاصر تھا اور جن معاملات کے بارے میں وہ لکھتا ہے ان سے بخوبی واقف تھا اور ثانیاً تحریر میں اُس نے ضبط و احتیاط اور سادگی سے کام لیا ہے۔ چونکہ وہ خود بینی کے عیب سے پاک تھا اس لیئے مخذولیات کا اُسکے تذکرے میں نام نہیں اور اپنے ماتحتوں کی بہادری اور ہنرمندی کا ذکر وہ اس فراخدلی کے ساتھ کرتا ہے کہ پڑھنے والا خواہ مخواہ اُس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ مگر بلاشک وہ واقعات اور مقاصد کو اس طور پر بیان کرتا ہے کہ خود حق بجانب خیال کیا جائے

---

[1] دیکھو سوئی ٹونیس جولیس ۵۵-۵۶۔

[2] ٹیسی ٹس مکالمات ۲۱ (ایک ابتدائی تصنیف۔ تاریخ ۱۳، ۳ میں وہ قیصر کو Summus oratoribus aemulus کہتا ہے۔

[3] گیلیس (یکم ۱۰، ۴) نے اس کا ایک قول نقل کیا ہے کہ مصنفوں کو غیر مانوس الفاظ سے اسی طرح بچنا چاہیے جیسے جہاز کو چٹان سے۔

باب ۲۰

اس لیئے زمانۂ حال کے بعض تنقید کرنے والوں نے یہ کوشش کی ہے کہ نہ صرف خانجنگی بلکہ گال کی معرکہ آرائیوں کے حالات کو از سر نو قیصر کے خلاف لکھیں۔ ان حضرات نے زمانۂ مابعد کے مصنفین کے منتشر اقوال کو جمع کرکے اور اقوال مذکور کو صحیح قرار دیکر قیصر کے تذکرے کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔ زمانۂ آیندہ کے تنقید کرنیوالے ممکن ہے کہ اس جدید تذکرے کو قیصر کے بیانات پر ترجیح دیں یا نہ دیں مگر اسکے متعلق میں کوئی رائے ظاہر نہیں کرسکتا۔ میرا خیال یہ ہے کہ بعض مشکلوں کے رفع کرنے میں جدید تذکرے نے نئی مشکلیں پیدا کردی ہیں اسلیئے زیادہ تر قیصر کے تذکرے کو قابل اعتبار خیال کرتا ہوں جہاں مجھے قیصر کی راستی میں شبہہ آیا ہے میں نے صاف بیان کردیا ہے کہ میں اس کی شہادت کو بالکلیہ تسلیم نہیں کرتا اور بعض مقامات پر اسکے بیان کی صحت سے انکار بھی کردیا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اُس نے اپنا تذکرہ متعدد مشاغل کے اثنا میں لکھا ہے اور اگر کوئی خفیف غلطی نظر آئے تو یہ ضرور نہیں کہ ہم اُسے بدنیتی پر محمول کریں۔ گال میں قیصر کی حکومت کے آخری سال کے حالات ہرٹیئس نے لکھے ہیں اور جنگ فارسالس کے بعد کی خانہ جنگیوں کے حالات بعض ایسے اشخاص نے لکھے ہیں جن کے نام سے ہم واقف نہیں یہ تذکرے فریق قیصری کے نقطۂ نظر سے لکھے ہوئے ہیں اور اسی حد تک مفید ہیں کہ معاصروں کی تصنیف سے ہیں ادبی حیثیت سے مابعد کے تذکرے اپنے پیش رووں کی تحریر سے گرے ہوئے ہیں اور لکھنے والوں میں اپنے آقا کی نہ تو وضاحت ہے اور نہ گرفت مضمون لیکن اسکی وجہ سے بحیثیت معاصر مورخین کے اُس کا درجہ کم نہیں۔ اُن کی زبان بھی ویسی ہے جیسی کہ بعض ان اشخاص کی تھی جنھوں نے سسرو کو خطوط لکھے ہیں اور اُن کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسط درجے کے تعلیم یافتہ اشخاص کس قسم کی لاطینی لکھتے تھے کیونکہ قیصر اور سسرو جو لاطینی لکھتے تھے چند مخصوص افراد کی زبان تھی[1]

وارو

(۱۲۴-۷) جمہوریہ کے زوال کے زمانے کے مشاہیر میں کوئی شخص مارکس ٹیرنٹیس وارو سے زیادہ قابل ذکر نہیں۔ یہ شخص قوم سابن کے ضلع میں

[1] فاؤلر (سوشیل لائف صفحہ ۱۷۷) نے اسکی ابتدائی زندگی کی سادگی کا ذکر کیا ہے۔

باب ۶

۱۱۶ ق م میں پیدا ہوا اور ۴۳ ق م میں اُس نے انتقال کیا اس لیئے وہ سیسرو سے عمر میں بھی بڑا تھا اور اُس کے بعد تک زندہ بھی رہا۔ تاریخ روما کے مطالعہ کرنے والوں کی نگاہیں اُس پر کم تر پڑتی ہیں کیونکہ سیسرو کو جو اُس کا معاصر تھا قبولیت زیادہ حاصل ہوئی ہے خصوصاً اُس کے خطوط کی وجہ سے جن سے اُس زمانے کے واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ علاوہ ازیں وارو کی بدقسمتی یہ بھی ہے کہ اُس کی تصنیفوں کا علم پڑھنے والوں کو زیادہ تر ایسے علما کی رایوں سے ہوتا ہے جو سیسرو کے دلدادہ ہیں۔ سیسرو سے اس کا مقابلہ کرنا بھی ٹھیک نہیں کیونکہ اُس کی زندگی سلطنت کے کاموں کے انصرام میں گزری اور اگر دونوں کی علمی اور سیاسی خدمات کا بحیثیت مجموعی مقابلہ کیا جائے تو وارو سیسرو سے کسی صورت میں کم نہیں کیونکہ دونوں نے سیاسی زندگی میں حصہ لیا اور دونوں مصنفین عظام میں سے تھے۔ لیکن سیسرو کی سیاسی زندگی سینیٹ اور فورم تک محدود تھی اور اُس کا مقصد اعلیٰ یہ تھا کہ لوگوں کی رہنمائی کرے اور اپنا ہمخیال بنائے اور فن تقریر میں عظمت حاصل کرے۔ کتابوں کی تالیف میں وہ اسی وقت مشغول ہوتا جبکہ وہ تقریروں کا موقع نہ دیکھتا۔ تصنیف و تالیف اس کا خاص شغل نہ تھا بلکہ ایک قسم کا سامان تفریح۔ وارو نے مختلف سررشتوں میں خدمات انجام دیں اور چھوٹی چھوٹی خدمتوں سے ترقی کر کے ٹری بیون، ایڈیل اور بالآخر پریٹر ہوا۔ اگر زمانہ پر آشوب نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ کانسل بھی ہو جاتا۔ سرٹوریس کے مقابلے میں پامپی کے تحت میں اُس نے فوجی خدمات انجام دیں اور پھر اس کے بعد ۶۷ء میں بحری قزاقوں کے خلاف جو جنگ ہوئی اس میں بھی شریک تھا۔ پامپی کو اس پر اعتماد تھا اور اسی لیئے ۵۹ء میں قیصر کے زرعی قانون کے تحت میں تقسیم اراضی کے لیئے وہ بھی ایک کمشنر مقرر ہوا۔ ۵۸ء میں پامپی کی طرف سے جنوبی ہسپانیہ میں نائب Legatus تھا مگر الرڈا کی لڑائی کے بعد اُس نے قیصر کی اطاعت قبول کر لی کیونکہ غالباً خانہ جنگی کو وہ پسند نہ کرتا تھا۔ قیصر نے اُسے معاف کر دیا اور اُسے اپنے عظیم الشان کتب خانے کا مہتمم مقرر کیا جو وہ روما میں قائم کرنا چاہتا تھا۔ وارو اب بھی جمہوریت پسند تھا مگر قیصر کی اطاعت غالباً اُسنے صدق دل سے کی تھی۔ قیصر کے قتل کے بعد بھی اُسے جمہوریت پسندوں سے ہمدردی تھی مگر پیش پیش نہ تھا۔ بعض علما نے

باب ۲۰

بتایا ہے کہ اُس زمانے میں بھی اُس کے اور سسرو کے درمیان میں اختلاط پیدا نہ ہوا۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ وارو متین اور سنجیدہ آدمی سسرو کی خود پسندی اور ظاہر داری کو پسند نہ کرتا ہوگا۔ علاوہ ازیں دوسروں کی مداحی بھی اس کی عادت میں داخل نہ تھی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہوگا کہ سسرو اور وارو میں بہت جلد اَن بَن ہوگئی ہوگی کیونکہ دونوں کی طبیعتیں بالکل مختلف تھیں۔ وارو صاحب جائداد تھا جس کا انتظام انٹونی نے حکم دے دیا تھا مگر اس کے معاون پیدا ہوگئے جن کی وجہ سے وہ بچ گیا، گو اس کو کتابوں اور بعض زمینوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اس کے بعد آکٹے وین نے اُسے اپنے ظلِّ عاطفت میں لے لیا اور اُس نے اپنی زندگی کے باقی ماندہ ایام تالیف کی تالیف میں صرف کیے جو اُس کی محنت اور کاوش کا نتیجہ ہیں۔ وارو کو معلّمِ روما کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس کا وہ مستحق ہے لیکن اُس کی عظمت کا دارومدار صرف باعلم ہونے پر نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے بھی ہے کہ عہدِ انقلاب میں جس قسم کے جمہوریت پسند افراد نظر آتے ہیں ان میں حکومتِ شہنشاہی کے قابل اور محنتی حکام کی مماثلت سوائے وارو کے کسی میں نظر نہیں آتی۔ کیٹو اور سسرو ایسے اشخاص کی حب الوطنی اور جمہوریت کے وارفتہ ہونے کی داد نہ دینا اُن کے حق میں ظلم ہوگا مگر ان افراد کے طرزِ عمل کو بھی تحقیر کی نگاہ سے نہ دیکھنا چاہیے جنھوں نے ناگزیر انقلاب حکومت کو تسلیم کر لیا۔ سسرو سا شخص پھر نہ پیدا ہو سکتا تھا مگر زمانۂ آئندہ میں کیٹو کی نقل کرنے والوں نے اپنی حرکتوں سے نہ صرف اپنی جانیں معرضِ خطر میں ڈالیں بلکہ اُن کے احتجاج کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہنشاہوں کی قوت مستحکم ہوگئی اور وہ سختی کے ساتھ جمہوری تحریک کو دبانے لگے۔ حکومتِ شہنشاہی کے زمانے میں وارو کے ممخیال[1] اتمماس، یہ جو ملکی کی خدمات تن دہی کے ساتھ انجام دینے پر قانع تھے اہلِ دربار اور آزاد شدہ غلاموں کی دستبرد سے بہت ہی خدا ساہلِ روما کے لیے بچالیں۔ ان میں سے اکثر اشخاص نے خاموشی کے ساتھ علم اور فوجی خدمات انجام دیں جنھیں سے ممتاز ترین پلینی اول ہے جس کی زندگی اور کارنامے وارو سے بہت مشابہ ہیں۔

---

[1] وکیٹو ماٹیلی اور بہ سسرو کی مراسلت جلد پنجم کا دیباچہ۔

باب ۶ وارو کی تصانیف

(۱۳۴۸) وارو کی تصانیف کے متعلق تفصیلی حالات رو ما کے ادبیات کی تاریخوں میں ملیں گے۔ اُس نے ۶۴ مختلف کتابیں لکھی تھیں جن میں سے بعض طویل تھیں اور دقیق مضامین پر تھیں۔ ابتدا ہی سے اُسے قدیمیات کا شوق تھا مگر جوانی میں وہ نظم و نثر میں مختلف مضامین اپنے زمانے کے اخلاق و عادات اور مروجہ حیالات پر لکھا کرتا تھا۔ یہ مضامین ساتورے مینی پی Saturae Menippeae کے نام سے مشہور ہیں جن کے قریب ۶۰۰ ٹکڑے اب بھی باقی ہیں جنھیں زمانۂ مابعد کے نحویوں نے بطور تمثیل استعمال کیا ہے ان میں سے بعض مضامین سے رو ما کے اُس زمانے کے تمدن پر روشنی پڑتی ہے جس کو وہ پسند نہ کرتا تھا۔ اُس نے جو تصویر کھینچی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بے ایمانی اور عیش پرستی کا بازار گرم تھا، پُرخوری اور عیاشی کے لوگ عادی ہو گئے تھے، دولت کے لیئے ایک شخص دوسرے کے خون کا پیاسا تھا اور مسابقت ایک مرض ہو گیا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ زیردست زبردستوں کے شکار بنتے جاتے تھے۔ والدین کا ادب مفقود تھا اور ضرورت تھی کہ لوگوں کو اُنکی طرف متوجہ کیا جائے۔ خانگی اخراجات کے متعلق جو قوانین تھے بے اثر ثابت ہوئے تھے جرائم کے متعلق جو قوانین تھے چونکہ ان میں جرائم کی تخصیص نہیں کی گئی تھی اس لیئے وہ بھی بیکار ثابت ہوئے تھے۔ ان کی تعمیل کرانا حکام کا کام تھا مگر مجرم رعایت سے بری ہو جاتے اور بے گناہوں کو سزا ہوتی بے ایمانی اور بدمعاشی کا زور تھا۔ نیک لوگوں کی تعریف ضرور ہوتی مگر اُن کی پیروی کوئی نہ کرتا۔ یعنی بالمختصر اصول تو اب تک قائم تھے مگر اہل رو ما عملاً اُن کے پابند نہ تھے قبیح سے قبیح اصول کا کوئی نہ کوئی معلم ضرور موجود تھا کیونکہ فلسفے میں حد درجے کی بیہودگیاں پیدا ہو گئی تھیں اور غیر ملکی مذاہب کی لغو اور مخرب اخلاق رسوم سے رو ما کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ بانجھ عورتوں کی کثرت اور جنگ اور وبائی امراض کی عنایت سے اموات کی تعداد پیدائش سے کہیں بڑھ گئی تھی۔ جب آدمیوں کی یہ حالت تھی تو ان کی اولاد جیسی ہوتی ظاہر ہے۔ رو ما کے حالات کی اُسنے جو تصویر کھینچی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اخلاق بے حد بگڑ گئے تھے، جرائم کا زور تھا، بیکار غلام اتنے رکھے جاتے تھے کہ اُن کی پرورش سے اُن کے آقاؤں کے گھر بک جاتے تھے

---

لہ ان اخراکو پولیمیر نے اپنی کتاب "پیترونیوس" Petronius اور سینیکا کی کتاب "دی مورتی کلوڈی" Demorte olaudi کیساتھ طبع کیا ہے۔ اس تالیف کے پڑھنے سے شاید ہمکو ملہم دنیا کے اُن امرا کا کسیقدر اندازہ ہو سکے

باب ۶

اور رشوت ستاں اور بے ایمان سرانبوہوں کا فورم اور عدالتوں میں دور دورہ تھا، اسی لیے وارو اس زمانے کے انقلابات اور خانہ جنگی کے مصائب کا ذکر کرتا ہے۔ زمانۂ قدیم کے طور طریقوں کا وہ دلدادہ تھا۔ جبکہ اہل روما کچی اینٹوں کے مکانوں میں رہتے تھے، اُن کی عادات اور خوراک میں سادگی تھی اور مذہب اور قوانین کی پابندی کرتے تھے، اُس وقت روما درحقیقت روما تھا۔ اُس زمانے کے علوم متعارفہ سے بخوبی واقف ہونے کی وجہ سے موسیقی اور شاعری کے اثر سے وہ آشنا تھا۔ روما میں کھانے پینے کے جس طریقے کا رواج تھا، اُس کی بھی وہ اصلاح کرنا چاہتا تھا، اُس کا خیال تھا کہ لوازمات طعام میں بجائے تکلف کے ذوق سلیم کا اظہار ہونا چاہیئے مہمانوں کے انتخاب میں احتیاط کرنی چاہیئے اور گفتگو اس معقول طریقے پر ہونی چاہیئے کہ مباحثہ نہ پیدا ہو۔ جدید خیالات کی عورتوں کے لباس اور چال ڈھال سے اُسے نفرت تھی۔

وارو کی متنوع تصانیف

(۱۲۹ ۱۳۴) ہم نے روما کے تمدن (سنہ ۴۵ ق م) کی جو تصویر فقرۂ بالا میں کھینچی ہے وہ وارو کی اُسی تصنیف کے اوراق پریشاں سے ماخوذ ہے۔ ناظرین پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ جس مواد کو اُس نے استعمال کیا ہے وہی ہے جو ہجویہ نظمیں Satire کے لکھنے والے ہر زمانے میں استعمال کرتے ہیں اور یہ کہ ان لوگوں کی طرح جو اپنے زمانے کی عادات و اطوار کو پسند نہیں کرتے وہ بھی زمانۂ گزشتہ کو بہتر خیال کرتا ہے اور اپنے زمانے کی خوبیوں کو بھی خیال میں نہیں لاتا۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ روما کے تمدن پر جو الزام اُس نے رکھے ہیں اُن میں سے اکثر کی صحت کا ثبوت دوسرے مصنفوں کی شہادت سے بھی ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ مضامین مذکور میں سے کوئی مکمل شکل میں موجود نہیں ہے اور اسی لیے ہم معلوم نہیں کر سکتے کہ ان مختلف مضامین پر اس نے کس طریقے پر خامہ فرسائی کی تھی۔ البتہ ہمارا خیال ہے کہ مضامین مذکور Saturae کو بجائے باقاعدہ Satire کہنے کے جس میں ہوریس اور جوونیل نے اپنی طبع کی رسائی دکھائی ہے، ہجویہ رسائل کہنا بجا ہوگا اور Sermones (مکالمے) کی اصطلاح بھی جو ہوریس نے استعمال کی ہے اُن پر صادق آسکتی ہے۔ وارو کی دوسری تحریروں کے متعلق ہمیں مطلق علم نہیں، اسکی تقریریں غالباً تحریری رسائل کی شکل میں تھیں۔ نثر میں اس کی متعدد تصنیفیں اہم اور دقیق علمی مسائل پر تھیں جن میں بعض فلسفیانہ

مضامین اور مسائل تھے۔ اُس کے خیالات کے متعلق ہمیں اتنا علم ہے کہ وہ قدیم اقادمیقیوں کا پیرو تھا اور "اقادمیقیا جدید"[1] کے ضعیف کن ارتیاب اور شک سے اُسے نفرت تھی۔ بظاہر اُس کا مقصد اولین یہ تھا کہ حقیقت کو تلاش کرے اور قطعی نتائج پر پہنچے۔ تصنیفات میں اُس کا مقصد زیادہ تر یہ تھا کہ علم سے لوگوں کو روشناس کرے۔ خوبیٔ تحریر یا حصول شہرت کی اُسے مطلق پروا نہ تھی۔ لیکن زمانۂ آخر میں فلسفۂ مشائین کی حالت ابتر ہو گئی تھی اور ارسطو اور تھیوفراسٹس کے بعد سے مذہب مذکور کے فلسفی خاص مضامین پر سالے لکھتے تھے جو زیادہ تر اسکندریہ کے علمی مرکز سے شائع ہوتے تھے۔ وارو نے تاریخ قدیم و جدید، قدیمیات، سیاسیات، مذہب، علم الانسان اور ادبیات پر کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض سنویات، جغرافیہ، روما کے تمدن کی تاریخ اور سینیٹ کے ضابطے کی باریکیوں سے متعلق ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسے مشاہیر یونان و روما کے حالات میں بھی ایک کتاب لکھی تھی جس میں مشاہیر مذکور کی تصویریں Imagines بھی تھیں۔ اُس کی ایک اور عظیم الشان تصنیف Disciplinae تھی جس میں اُس نے جملہ علوم کو جمع کر دیا تھا۔ خاص خاص مضامین میں اُس نے مختلف علوم مثلاً مساحت، جغرافیہ، جہازرانی، قانون، نحو، انسانیات وغیرہ پر لکھے تھے۔ اکثر تصانیف میں اُس نے یا تو یونانی مصنفین سے اخذ کیا ہے یا ان کے نمونے پر لکھا ہے۔ لیکن وہ محض نقال نہ تھا بلکہ خود بھی کاوش کرتا تھا۔ اسکا طرز تحریر مولویانہ اور ٹھوس ہے اور اُس نے خود لکھا ہے[2] کہ اُس کا مقصود یہ ہے کہ زمانۂ مابعد کی نسلوں کی معلومات اُس کی تحریروں سے بڑھے۔ اُس کی یہ امید

---

[1] دیکھو ریڈ کا دیباچہ بسر وافادمیقا صفحات ۴۸-۵۱۔ آگسٹن De civitate dei ۱۹-۱-۳۔ ریڈ نے صفحات ۱۰-۷ میں بتایا ہے کہ یہ نام نہاد اقادمیقا قدیم تھی جس کو انطاکیوس عسقالانی وجود میں لایا تھا اور جس میں رواقی فلاطونی اور مشائی عناصر تھے۔

[2] وارو کے زمانے میں مشائین کی توجہ اخلاقیات پر تھی جس میں رواقیین کے خیالات سے مشابہت بہت تھی۔ وارو پر ایک رواقی مسمی پوسی ڈونیس کا بہت اثر ہوا تھا۔

[3] De rerustica یکم ۱،۳۔

باب ۲۰

غلط نہ ثابت ہوئی کیونکہ پلینی اول، گیلیئس اور میکروبیس اور دیگر مصنفین نے اکثر اُس کے اقوال کو نقل کیا ہے۔ لیکن چونکہ اُس کی تصنیفیں ٹھوس تھیں اسلیئے انھیں بقائے دوام حاصل نہیں ہوا۔ لاطینی زبان پر اُس نے جو کتاب لکھی تھی اس کے اکثر اجزا باقی ہیں اور اُن کی خاص اہمیت یہ ہے کہ اُن سے روما کے ابتدائی رسم و رواج وغیرہ پر ایک حد تک روشنی پڑتی ہے۔ مام سین کی کتاب Staatsrecht اور اس قبیل کی کتابوں میں وارو کی اس نایاب کتاب کے اقوال اکثر نقل کئے گئے ہیں۔

دیہاتی حرفتوں[1] پر اس نے جو کتاب Resrusticae لکھی ہے وہ تمام و کمال موجود ہے اور اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اطالیہ میں زراعت کی کیا حالت تھی۔ اس کتاب کے حالات لکھنے سے قبل یہ بھی بیان کر دینا ضروری ہے کہ مصنف نے جن امور کا ذکر ترک کر دیا ہے وہ اُن امور سے اہم ہیں جن کا اُسنے بیان کیا ہے۔

وارو کا رسالۂ حق

(۳۵۰) رسالۂ مذکور تین حصوں میں منقسم ہے، جن میں سے پہلا زمین کی کاشت Agri cultura پر ہے، دوسرا مویشیوں اور دوسرے جانوروں پر ہے جن سے زراعت میں کام لیا جاتا ہے Res pecuaria اور تیسرا نایاب جانوروں پر ہے جو نفع کی غرض سے پرورش کئے جاتے ہیں Villaticae pastiones اُس نے بتایا ہے کہ تاریخ کے لحاظ سے مویشیوں کی پرورش زراعت سے مقدم ہے اور نایاب جانوروں کی پرورش حال میں جاری ہوئی ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ روما کے پُرخوار امرا کے لیئے نایاب جانوروں کا لذیذ گوشت مہیا کیا جائے۔ وارو نے اس کتاب کو ۷۱۷ق م میں لکھا جبکہ اُس کی عمر ۸۰ سال کی تھی۔ کتاب مکالمے کی شکل میں ہے جس میں اُس نے اپنے چند دوستوں سے بحث کی ہے جو مضمون زیر بحث کے مختلف اجزا کے محقق ہیں۔ اس کے ماخذ[2] تین قسم کے ہیں۔ پہلا تو اُس کا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے جو اُس نے اپنے علاقوں کے انتظام سے حاصل کیا ہے۔ ثانیاً مطالعہ ہے کیونکہ وہ بار بار اپنے پیشروؤں مثلاً کیٹو سا رسینا وغیرہ کا حوالہ دیتا ہے

---

[1] اس رسالے پر اے ایک لا نے ایک چھوٹی سی کتاب (اسٹوٹ گارٹ ۱۸۹۶ء) لکھی ہے۔

[2] De re rustica یم ۱، ۱۱۔

باب ۶ اور یونانی مصنفوں کی تو اُس نے ایک طویل فہرست دی ہے جس میں زینوفون، ارسطو اور تھیوفراسٹس کے نام شامل ہیں اور میگو کی تصنیف کا جو فینیقی زبان میں تھی اُس کے یونانی ترجمے کا بھی اس نے ذکر کیا ہے۔ شائقانہ عملی تجربہ رکھنے والے لوگوں Peritı سے جو معلومات زبانی حاصل ہوئیں۔ اپنی تصنیف کے موضوع کی حدود کا اُس نے تعین کر دیا ہے مثلاً مٹی کے برتنوں کے بنانے، کان کنی یا پتھر کے کھودنے سے اُسے کوئی سروکار نہیں نہ تو سرائے بنانے سے جس میں نفع ہو سکتا ہے اگر وہ کسی شاہراہ کے قریب ہو۔ دیہاتی فرودگاہ Villa کیلئے زمین تلاش کرنے میں وہ امور ذیل پر زور دیتا ہے یعنی موقع صحت بخش اور پرفضا ہو، پانی بہ کثرت[1] ہو، زمین زرخیز اور مختلف قسموں کی ہو، بازار قریب ہوں اور اُس پاس میں چور اور رہزن نہ ہوں۔ اُس نے یہ بھی صاف لکھ دیا ہے کہ ولاّ Villa سے اُس کی مراد قدیم قسم کے دیہاتی مکان اور مزرع سے ہے۔ وارو اپنے زمانے کی دیہاتی فرودگاہوں کو پسند نہ کرتا تھا جن میں زراعت نہ ہوتی تھی بلکہ جہاں[2] امرا تفریح طبع کے لیئے آتے تھے اور اپنے دوستوں کو روما سے لذیذ اشیا لاکر کھلایا کرتے تھے۔ وارو کی نگاہ ہر جزو میں نفع پر ہے خواہ وہ زراعت ہو یا جانوروں کی پرورش یا گھونگوں یا گلہریوں کا پالنا۔ جب کسی چیز کا وہ ذکر کرتا ہے تو اُس کا پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ "کیا اُس سے نفع ہوگا" کسی چیز کو فضول ضائع کرنا یا کیڑے کو بھی اُس سے زیادہ خیال نہ تھا۔ کیڑوں سے جو نقصان ہوتا ہے اُس کا بھی وارو نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ غلے کے لیئے کوٹھے بنانے کی بھی اُس نے ترکیبیں

---

[1] یکم ۲، ۲۲، ۲۳،

[2] یکم ۱۲، ۲ میں اُس نے چھوٹے چھوٹے جانوروں کا ذکر کیا ہے جو دلدلوں میں پیدا ہوتے ہیں اور آنکھوں سے نظر نہیں آتے اور جن کی وجہ سے پریشان کن عوارض پھیلتے ہیں۔ مسٹر جونس نے جو مضمون میلیریا پر لکھا ہے اُس میں اس بیماری کے وارو کے زمانے میں بھی ہونے پر اسی فقرے سے سند لی ہے۔

[3] یکم ۵۹ سوم ۲۔ مقابلہ کرو لوکریشیس سوم ۱۰۶۰-۷۔

لکھی ہیں تاکہ جب بازار مندا ہو غلبات میں غلہ بیچنا نہ پڑے۔ حفظان صحت کے متعلق خاص ہدایتیں ہیں، زمین اور مکانوں سے پانی کے نکاس کی خاص احتیاط رکھنی چاہیئے غلے کے کوٹھے اور گودام ہوادار ہونے چاہئیں۔ صفائی ہر جگہ ہونی چاہیئے اور جانوروں کے لیئے صاف پانی کا انتظام ہو تاکہ بیماریوں سے وہ محفوظ رہیں۔ کیٹو کی طرح اسکا بھی یہ خیال ہے کہ مکانات اور کاشت کی زمینوں میں ایک خاص تناسب ہونا چاہیئے اور مزرعہ کی مختلف حصوں کے رقبوں کا تناسب اُن کی پیداوار کے لحاظ سے جو مختلف مقامات میں مختلف ہوگی۔ امور مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ وارو نے زراعت پر اپنے زمانے کی معلومات کی حد تک نہایت تفصیل سے بحث کی ہے جس میں زمانۂ حال کے سائنس خصوصاً کیمیا کے انکشافات سے تغیر عظیم ہوگیا ہے۔ وارو چونکہ روما کا باشندہ تھا اس لیئے کاروباری معاملات کے قانونی پہلو کو نظر انداز نہ کر سکتا تھا جو مویشیوں کی خریداری میں نہایت اہم ہے خصوصاً اس لیئے کہ جانوروں کی بیع و شری کے طریقے اور اُن کے صحیح القویٰ ہونے کے صداقت نامے مختلف جانوروں کے لیئے یکساں نہ تھے۔ اس لیئے ہر جانور کے لیئے جو نمونہ دستاویزوں کا مروج اور مدالتوں کا مسلمہ تھا اُس نے علٰحدہ علٰحدہ لکھ دیا ہے۔ مقررہ قاعدوں سے اہل روما کو شغف تھا اور وارو کو بھی غالباً اس کا شوق تھا اس لیئے کسانوں کے لیئے اس نے جنتری بنائی ہے اُس میں سال کو اُس نے ڈیڑھ ڈیڑھ مہینوں کے آٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر ایک کیلئے علٰحدہ علٰحدہ کام مخصوص کر دیے ہیں۔ اُس نے ہدایت کی ہے کہ یہ جنتری مکان میں ٹانگ دی جائے تاکہ وارو غہ کو فصل کے ہر ایک کام کا خیال رہے۔ قواعد مذکور کی پابندی البتہ اسی حد تک ہو سکتی تھی کہ موسم موافق ہو۔

زراعت کے اقسام

(۱۳۵۱) زراعت کے اقسام میں وارو نے اجناس کی فصلوں کا ذکر کیا ہے مثلاً گیہوں، جو، پھلیاں وغیرہ، سبزیاں جانوروں کے چرنے اور گھاس کے لیئے، میوے[۳]

[۱] کیم ۲۔

[۲] لوکر یشیس نجم ۲۱۳ - ۲۱۷۔

[۳] سیب انار Malus punica اور چیری Cherry بھی شامل تھی جسے لیوکلس حال میں مشرق سے لایا تھا (پلینی علم نباتات ۱۵، ۱۰۲) کھجوریں اطالیہ میں پک نہ سکتی تھیں اسلیئے باہر سے آتی تھیں کیم ۲۷، دوم ۱، ۲۷۔

باب ۲ مثلاً انگور، زیتون، سیب، ناشپاتی، انجیر وغیرہ، باغ کی ترکاریاں Legumina لیکن ان کی کاشت زیادہ نہ تھی، لکڑی جلانے کے لیئے اور عمارتوں یا اوزار کے لیئے، درخت سائے کے لیئے لگائے جاتے تھے اور ٹوکریاں بنانے کے لیئے بیلیں لگائی جاتی تھیں۔ ان اجناس کی پیداوار کے طریقوں پر نفع پر خاص لحاظ رکھ کر بحث کیگئی ہے مثلاً وہ لکھتا ہے کہ فصل کے کٹنے کے بعد جو خوشے چھوٹ گئے ہوں انھیں اسی صورت میں چننا چاہیئے جبکہ اس میں نفع کی امید ہو اور انگوروں میں سے شراب نکالنے کے بعد پھر انھیں بھگو کے شراب نکالی جائے، یہ شراب Lora مزدوروں کے کام آئے گی یہ ایک پرانی ترکیب تھی جس کا کیٹو نے بھی ذکر کیا ہے۔ وارو نے پودوں کی بہت کم اقسام کا ذکر کیا ہے۔ مویشیوں پر اُس نے تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے جن میں بھیڑیں، بکریاں، سور، بیل، گدھے، خچر شامل تھے اور کتوں، چرواہوں اور گوداموں کے محافظوں کا بھی اسی فصل میں ذکر ہے۔ اطالیہ اور ممالک غیر کے جانوروں کی مشہور نسلوں پر بھی اُس نے بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ اُس کے وطن یعنی ریاتی کے گدھے بھی آرکاڈیا کے گدھوں سے کم نہیں۔ اُس نے ہدایت کی ہے کہ بیمار جانوروں کے علاج کے لیئے نسخے علٰحدہ علٰحدہ کتابوں میں نقل کر لیے جائیں اور ایک کتاب داروغہ کو دیدی جائے اور ایک چرواہوں کے نگرانکار کو۔ جانوروں کے متعلق جو فرائض ہیں اُن کو وارو نے تفصیل سے بیان کیا ہے جن میں اہم ترین یہ ہے کہ گھریلو جانوروں اور خصوصاً اُن کے بچوں کو بھیڑیوں اور شکاری پرندوں سے کس طرح بچایا جائے۔ اسکی کتاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مویشی جاڑوں میں نشیبی اضلاع کی چراگاہوں میں رہتے تھے اور گرمیوں میں پہاڑوں کی طرف ہانک دیے جاتے تھے گو دونوں میں مسافت اکثر اوقات زیادہ ہوتی تھی۔ مثلاً امیولیا سے جانوروں کے ریوڑ نہ صرف سامنیم میں گرمیوں میں چلے جاتے تھے بلکہ ضلع سابائن کے پہاڑوں تک ان کا گزر ہوا کرتا دیہاتی راستوں Calles سے ہوتا جن پر چلنا خلاف قانون نہ تھا Publicae مگر یہ راستے بہت خراب Difficultas اور اکثر جنگلوں میں سے گزرے تھے جہاں کا ہول Saltus پر پہنچنے پر بھی درندوں اور رہزنوں کا خوف رہتا۔ یہ بھی ضرور تھا کہ مویشیوں کے

[1] مقابلہ کرو لوکریشیس پنجم ۳۹، ۱۳۸۶-۱۴۱ میں شاعر اس سانڈی تک کی دستناک ویرانی کا ذکر کرتا ہے۔

نگہبان Magister pecoris کے تحت میں مضبوط اور مسلح غلام اور کتے ہوں معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑی چراگاہیں اب تک سلطنت کی ملک تھیں اور درمیانی اشخاص کو اجارہ پر دی گئی تھیں جو چرائی کا محصول Scriptura وصول کرتے تھے۔ انھیں لوگوں کو جانوروں کی تعداد سے اطلاع دی جاتی تھی تاکہ خلاف ورزی کی قانونی سزا سے مالکان مویشی محفوظ رہیں۔ گھوڑوں سے زراعت میں کام نہیں لیا جاتا تھا بلکہ فروخت کے لیئے یا خچروں کی تولید کے لیئے انھیں پرورش کیا جاتا۔ گھوڑوں سے جنگ میں کام لیا جاتا یا سڑکوں پر بار برداری کے لیئے یا رومامیں رتھوں کی دوڑ کے لیئے۔ وارو نے گھوڑوں کے دانتوں اور اُن کی عمر کے دوسرے نشانات کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں بھی گھوڑوں کی خرید و فروخت میں جو کچھ دھوکم دھا تھا۔ وارو نے بیان کیا ہے کہ علاج حیوانات کے فن میں جو کچھ ترقی ہوئی تھی وہ گھوڑوں کے معالجات میں تھی اس لیئے یونانی اصطلاح "گھوڑوں کے مصالح" کے معنی سالوتری کے ہیں غلاموں کا ذکر فقرات مابعد میں آئیگا۔

عیش و عشرت کے لوازمات۔ شہد کی مکھیاں

(۱۳۵۲) افسوس ہے کہ باوجود محنت و مشقت اور سرمائے کے صرفۂ کثیر کے زراعت اور جانوروں کی پرورش میں زیادہ نفع نہ تھا۔ اس لیئے اپنی کتاب کے تیسرے جزو میں وارو اپنے زمانے کے شہروں کے باشندوں کی عیش پرستی اور اسراف پر آنسو بہاتا ہے مگر ان عیاشیوں کو ناگزیر خیال کرکے فوراً اُن سے نفع اُٹھانے کی تدبیریں بتاتا ہے۔ روما میں روز دعوتیں ہوتی رہتی تھیں کبھی کسی کی فتح کے جلوس کا جشن ہوتا کبھی کسی جماعت Collegia کی طرف سے دعوت ہوتی اور اس کے علاوہ پُرخوری کے صدہا موقع تھے۔ جو لوگ ان دعوتوں کے لیئے سامان طرب فی الفور مہیا کرسکتے انھیں نفع کی بخوبی امید ہوسکتی تھی۔ روما کے بازار کے لیئے (۱) چڑیوں (۲) چھوٹے جانوروں اور (۳) مچھلیوں کی زیادہ ضرورت تھی۔ طیور میں سے بعض کی پرورش تو مزرع میں ہوتی اور جن کا تشیمن ایک جگہ نہ ہوتا پکڑے جاتے۔ وارو نے

---

لہ دیکھو دوم ۱، ۱۶ سسمر و ایڈاٹی کم دوم ۱۵، ۴ سسیلی کیلئے دیکھو سسمر in Verr دوم ۱۶۹-۱۷۱ سوم ۱۶۷

ٹہ دوم ۱۶۷۔

باب ۲ مختلف اقسام کے طیور کا ذکر کیا ہے مثلاً طاؤس[۱]، کبوتر، فاختہ، دانہ خور مرغیاں، بط، قاز وغیرہ - یہ طیور چڑیا خانوں Aviarium میں رہتے تھے - جانوروں کے احاطے Loporarium میں ہر قسم کے قابل فروخت جانور رکھے جاتے تھے مثلاً جنگلی بکریاں، سور، خرگوش وغیرہ وغیرہ اور گھونگوں اور گلہریوں کے لیئے علٰحدہ احاطے تھے جو کھانے کے لیئے پرورش کیئے جاتے تھے۔ مچھلیوں کا بھی بہت شوق تھا کھانے کے لیئے بھی اور پالنے کے لیئے بھی اسی شوق کی طرف سسرو[۲] نے اشارہ کیا ہے جہاں اس نے ان لوگوں (Piscinarii مچھلی کے تالابوں کے شائق) کا ذکر کیا ہے جو بجائے سیاسیات میں مشغول ہونے کے مچھلی کے تالابوں میں اپنا وقت ضائع کرتے تھے - خاندان ہائے لیوکلس و ہارٹین سیس کے افراد اس بارے میں خاص شہرت رکھتے تھے - یا می اے اور پٹ لیوی کے اطراف میں اس قسم کے بہت سے تالاب تھے جن کی پرداخت میں امرا بے حد اسراف کرتے اور اپنی دولتیں لٹا دیتے[۳]۔ وارو کو اس شوق سے سخت نفرت ہے - اسے اگر پسند ہے تو صاف پانی کا تالاب جس میں بہتی ندی سے پانی آتا ہو عملی انسان کو اس کے علاوہ کسی قسم کے تالاب سے سروکار نہ رکھنا چاہیئے مگر اس بارے میں وہ زیادہ ترساکت ہے۔ شہد کی مکھیوں کی تربیت پر اس نے ایک دلچسپ باب لکھا ہے[۴] گو شہد کو سامان عیش سے زیادہ تعلق نہیں مزرعہ میں یہ کام ایک Mellarius (محافظ عسل) کے تفویض ہونا چاہیئے - لیکن اسنے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی چھوٹا سا مزرعہ خاص اس کام کے لیئے مخصوص کر دیا جائے تو

---

[۱] طاؤس بہت نفع بخش تھا کیونکہ ہر ایک کی قیمت قریب دو پونڈ ہوتی اور اس کے ایک ایک انڈے کی چار شلنگ - مقرر ہارٹین سیس نے طاؤس Pavo کے کھانے کو رواج دیا۔

[۲] دیکھو پلینی بنباتات نہم ۱۶۸-۱۷۳ - گھونگوں سے لوگ ۹۵ ق م کے قبل سے نفع کمانے لگے تھے۔

[۳] مقابلہ کرو اس علاقے کا جسکا خرچ نہ نکل سکتا تھا کٹیلس ۱۱۴ -

[۴] سوم ۱۶ -

باب ۶

اُس میں بھی نفع ہو سکتا ہے۔ اُس نے دو بھائیوں کا حال لکھا ہے جو اُسکے زیر کمان ہسپانیہ میں ملازم تھے۔ ان دونوں کو ایک چھوٹا سا مکان اور ایک جوگیرم (قریب ۵/۸ ایکڑ) زمین ورثے میں ملی تھی۔ اس زمین میں ان لوگوں نے پھول لگائے جو شہد کی مکھیوں کو مرغوب ہیں۔ اُس سے اُنہیں خاصی آمدنی ہونے لگی۔ اس مضمون کا وارو نے بغور مطالعہ کیا تھا اور مکھیوں کے چھتوں کے خانوں کے شش پہلو ہونے پر بھی اُس نے بحث کی ہے جس کا تعلق علم ہندسہ سے ہے۔

فن زراعت کی ترقیاں

(۳۵۳) وارو نے اکثر مقامات پر ممالک غیر کی پیداواروں اور زراعت کے طریقوں کا حوالہ دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فن زراعت کے ماہرین کی معلومات کیٹو کے زمانے سے بہت بڑھ گئی تھیں۔ نئے نئے پودے اور جانور اطالیہ میں آنے لگے تھے اور ممالک غیر کے باشندوں کے زراعتی تجربوں اور طریقہ ہائے فلاحت کے معلوم ہونے سے علاقوں کے انتظام میں اصلاحیں ہونے لگی تھیں۔ اس ترقی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اہل روما نے صوبجات مفتوحہ میں بھی علاقے پیدا کر لیئے تھے مثلاً ایپائرس میں ایپی کس کے بڑے بڑے علاقے تھے۔ وارو نے اکثر اس کا ذکر کیا ہے اور مکالمہ کرنے والوں میں بھی وہ شریک ہے۔ لیکن زیادہ تر ترقی زمانۂ حال کی لڑائیوں کی وجہ سے ہوئی تھی۔ لیوکلس اور پامپی کی فتوحات سے مشرق کے قدیم ممالک متمدنہ اہل روما کے لیئے کھل گئے تھے اور فتح کا صرف یہی نتیجہ نہ تھا کہ انھیں ظلم کرنے اور زبردستی روپیہ وصول کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ پالی بیس نے بیان کیا ہے کہ اہل روما غیر اقوام سے سیکھنے پر ہمیشہ تیار رہتے ہیں اور اُن کا یہ خاصہ اب بھی باقی تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ رائن ندی کے دونوں کناروں کے اضلاع کے نباتات اور حیوانات اور وہاں کے باشندوں کی عادات اور طریقہ زراعت کے متعلق قیصر نے جو مشاہدات کئے تھے اُنھیں وہ قلمبند کرتا جاتا تھا۔ اس لیئے تعجب نہیں اگر اہل اطالیہ کے

---

۱؎ سوم ۱۶، ۱۰-۱۱ کیل کے نسخے میں جو رقم (دس ہزار سسٹرٹیا) بیان کیگئی ہے یقیناً غلط ہے۔

۲؎ سائنس کے اصول سے زراعت کرنے سے جو فصلوں میں اصلاح ہوئی ہے اسکے متعلق دیکھو لوکرشیس یکم ۲۰۸-۲۱۴ پنجم ۲۰۶-۲۱۷، ۱۳۶۷-۱۳۶۹۔

باب ۶ نفع کے لیے وارو نے مضامین مذکور پر اصول علم کی پابندی کے ساتھ بحث کی ہے۔ اُسنے خود گال اور ہسپانیہ میں مشاہدات کیے تھے جن میں سے اکثر کو اُس نے قلمبند کر لیا ہے۔ اسی سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ سور کا گوشت گال[1] میں بکثرت سُکھایا جاتا تھا اور وہاں سے روما کے بازاروں میں آتا۔ لیکن واقعات کے اس مجموعے میں باوجود اپنی متانت کے وارو نے بعض پرانے توہمات کو دُہرا دیا ہے اور عجائب المخلوقات کا بھی ذکر کیا ہے[2] مگر یہ اس کا قصور نہیں بلکہ اُس زمانے کی محدود معلومات کا۔ مثلاً وہ بیان کرتا ہے کہ شہد کی مکھیاں بیل کی سڑی ہوئی لاش سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ وجیل کے پڑھنے والے بھی اس روایت سے واقف ہیں۔ بعض بعض وقت وہ لطائف بھی لکھ جاتا ہے مگر اُس کے لطیفے بہت بھونڈے ہوتے ہیں۔ اُس کا بہترین[3] لطیفہ جمہوریۂ روما سے قدامت میں کم نہیں گو اُس نے نہایت خوبی سے بیان کیا ہے۔

مزدور اور غلام (۳۵۴) وارو نے زراعت کے جن طریقوں کو بیان کیا ہے اُن پر اب ہم ایک سرسری نظر ڈالیں گے تاکہ معلوم ہو کہ جمہوریہ کے آخری دور میں زراعت کی کیا حالت تھی چھوٹے چھوٹے مزارع کے مالکوں کو زراعت میں زیادہ نفع تھا یا اُن لوگوں کو جنکی ملکیت میں بڑے بڑے زرعی علاقے تھے اور بحالت مجموعی زراعت ترقی پر تھی یا تنزل پر؟ سوالات مذکور کا جواب ہمیں وارو کی اُس بحث میں ملیگا جو اُسنے مزدوروں پر کی ہے، اسکا بیان ہے کہ مزدوری کا کام

[1] بلیجک گال اسٹرابو کے بیان کے بموجب چہارم ۳، ۴۔

[2] اُس نے ایک گھوڑے کا عجیب و غریب قصہ بیان کیا ہے جس نے ایڈی پس (معما بوجھنے والا) بنائے جانے سے انکار کر دیا۔

[3] سوم ۱۷، ۴ (چند پالو مچھلیوں کے بارے میں) Hos Pisces nemo coeus in ius vocare sudet

[4] کیم ۱۷ تعجب ہے کہ ورجیل نے اپنے (Georgics) میں غلاموں سے مزدوری کا کام لینے کا ذکر تک نہیں کیا ہے۔ علاوہ دیگر امور کے اس واقعے سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اپنی نصائح میں بجائے موجودہ واقعات کے اُس نے ممکنات کا خیال رکھا ہے۔ دوم ۴۲۶ میں ممکن ہے کہ Robustus fossor (مضبوط کسان) سے مراد Mercennarius (مزدور) سے ہو۔

غلاموں یا آزاد اشخاص یا دونوں سے لیا جاتا تھا۔ آزاد مزدوروں میں چھوٹے درجے کے کسان شامل ہیں جو اپنے اہل وعیال کی مدد سے اپنے کھیتوں کی کاشت کرتے تھے اور وہ مزدور Mercennarius بھی جن سے بعض اہم زراعتی کام لیئے جاتے تھے مثلاً شراب کی کشید یا گھانس کا جمع کرنا۔ ان آزاد مزدوروں میں وہ قرضدار Obaeiarii بھی شامل تھے جو مزدوری کر کے قرض ادا کرتے تھے۔ اس قسم کے نیم غلام ایشیا، مصر اور الیریکم میں اب تک بکثرت باقی تھے، گو معلوم ہوتا ہے کہ اطالیہ میں معدوم ہو چکے تھے کیونکہ اُس زمانے کی افواج کثیر میں سب کھپ گئے ہوں گے۔ وارو مشورہ دیتا ہے کہ آزاد مزدوروں سے یا تو ایسی اراضیات[1] کی کاشت میں کام لینا چاہیئے جہاں ملیریا ہو یا صحت بخش مقامات میں اہم کام لیا جائے۔ اس سے دو امور ثابت ہوتے ہیں، اولاً یہ کہ آزاد مزدور غلاموں سے زیادہ سمجھدار تھے اور ثانیاً اُن کے مرجانے یا بیمار ہونے سے مالک کاشت کے سرمائے میں کوئی کمی نہ ہوتی تھی۔ اس کے متعلق اُن امور کا خیال رکھنا چاہیئے جو اُس نے اہل حرفہ کے بارے میں بیان کئے ہیں[2] مثلاً طبیب medicus دھوبی، لہار یا بڑھئی Faber وغیرہ جنکی امداد کی ضرورت مزرعہ میں سال میں چند مخصوص اوقات میں ہوتی تھی۔ اس قسم کے باہنر لوگوں کو خرید کر مزرعہ میں رکھنا ناممکن سوائے اس کے کہ مزرعہ بہت بڑا ہو اور اسمیں بہت سے مزدور ہوں۔ اگر ان قیمتی اور ہنرمند اشخاص میں سے کوئی مرجاتا تو مالک کی ایک سال کی کمائی چلی جاتی کیونکہ اُس زمانے میں بیمہ کی کمپنیاں بھی نہ تھیں۔ اسلیئے

[1] اسی قسم کی تال آمس ٹیڈ کی کتاب (Journey in the seaboard slave States) ۱۸۵۳ء طبع لو ۱۹۰۴ء صفحات ۱۱۰ و ۱۱۱ میں ہے کہ وہاں آئرلینڈ کے لوگوں کے بجائے حبشیوں کے غیر صحت بخش مقامات میں زمین سکھانے اور حد قبیں کھودنے کا کام لیا جاتا تھا۔

[2] کم ۱۶، ۴، ۵۔

باب ۶ معمولی کاشتکار Colonі[1] اس قسم کا کام بوقت ضرورت دورہ کن اہل حرفہ[2] Anniversarii سے لیتے تھے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی شخص ان لوگوں کو رکھ بھی سکتا تھا تو یہ خلاف مصلحت تھا کہ کام کے دنوں میں کوئی بیکار رہے جبکہ ہر شخص کو ہاتھ بٹا کر مزرعہ کے منافع کو بڑھانا چاہیئے۔ مزرعہ کے کام کرنے والوں Familia rustica میں سے کوئی باہر نہ جا سکتا تھا سوائے تین اشخاص کے یعنی داروغہ Vilicus اور اُس کا مددگار اور گودام کا محافظ Promus یہ سب کے سب غلام تھے اور اگر کوئی شخص باہر چلا جاتا تو داروغہ کو سزا بھگتنی پڑتی۔ اعلےٰ درجے کے غلاموں کے ساتھ رعایتیں ہوتی تھیں اور اُن کے خاص حقوق بھی تھے جن سے دست کش ہونا وہ پسند نہ کرتے۔ بالمختصر باوجود اس کے اُس نے چھوٹے کاشتکاروں[3] (جن کی تعداد اُس کے بیان کے بموجب زیادہ نہ تھی) اور آزاد مزدوروں (جن کی تعداد بھی قلیل تھی) کے وجود کی طرف اشارہ کیا ہے زراعت کا دارومدار زیادہ تر غلاموں پر تھا۔ وارو نے بتایا ہے کہ ایک ہی قوم کے زیادہ غلام نہ رکھنے چاہیئں ورنہ وہ مل کر بغاوت[4] کر بیٹھیں گے۔ مگر ان کاروں کی ہمت افزائی کے لیے انھیں کچھ اندوختہ Peculium کر لینے کی اجازت دینی چاہیئے جسکا زمانۂ قدیم سے رواج تھا اور انھیں لونڈیوں سے تعلق پیدا کرنے کی بھی اجازت ہونی چاہیئے کیونکہ اُس کی وجہ سے وہ مزرعہ سے ہمیشہ کے لیئے مانوس ہو جاتے ہیں اور اُنکی اولاد کی بھی

---

[1] اس زمانے کے Colonі کے بارے میں دیکھو سسرو Procaecina ۵۴ Proeluent ۵۴ ۱۸۲،۱۷۵ II in verr سوم ۵۵۔

[2] مثلاً Pharmacopola Circumforaneous (دورہ کن طبیب) جنکا ذکر سسرو نے Pro. eluent ۴۰ میں کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ انھیں سے کم از کم بعض ضرور آزاد شدہ غلام تھے۔

[3] سسرو نے II in verr. سوم ۲۷ میں بیان کیا ہے کہ سسلی میں اس قسم کے چھوٹے کاشتکار بہت تھے جنھیں ویریس نے تباہ کر دیا لیکن ایک مقرر کی یکطرفہ شہادت کو ہم قبول نہیں کر سکتے۔

[4] یکم ۱۷-۵ میں غلاموں کی بغاوتوں کو وہ جرائم خانگی Offensiones domesticae کہتا ہے۔

باب ۶

قیمت ہوتی ہے۔ اگر احتیاط رکھی جائے تو غلاموں کو بغیر زادہی کے قابو میں رکھ سکتے ہیں۔ مویشیوں کے ذکر میں بھی وہ غلاموں کی اولاد کی طرف اشارہ[1] کرتا ہے۔ پہاڑی چراگاہوں میں جو چرواہے رکھے جاتے ہیں اُن کی ضروریات خانہ داری کے لیئے قوی ہیکل لونڈیاں رکھی جاتیں۔ اس قسم کی عورتوں کے لیئے اولاد کا ہونا باعث تکلیف نہیں کیونکہ روما کی خواتین کی طرح وہ نازک نہ تھیں۔ غلاموں کی خرید کے متعلق روما کے قوانین میں اُن پر پورے قانونی حقوق حاصل کرنے کے مفصل قواعد موجود تھے مگر خریدار کو اپنا اطمینان کر لینا ضروری تھا کہ وہ بیماری اور اخلاقی عیوب سے پاک ہیں۔ دار و غہ اور محافظ گودام کے لیئے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ لکھ پڑھ سکیں[2]۔

مزارع کی وسعت اور طریقۂ انتظام

(۱۳۵۵) وارو نے جس نمونے کے مزارع کا ذکر کیا ہے وہ ان علاقوں سے زیادہ مشابہ ہیں جن میں غلاموں کے گروہ کے گروہ کام کرتے تھے بمقابلہ ان چھوٹے مزارع کے جن کا وجود ابتدائی زمانے میں تھا یعنی یہ Latifundia (بڑے زرعی علاقے) تھے۔ دولتمند افراد پسند نہیں کرتے تھے کہ اطالیہ کے ایک ہی ضلع کی آب و ہوا اور زمین پر قانع رہیں بلکہ اطالیہ کے مختلف حصص اور بیرونجات میں متعدد علاقے رکھتے تھے۔ وارو کی تصنیف سے یہ کہیں پتا نہیں چلتا کہ اطالیہ کے اُن مضبوط کاشتکاروں کی قوم کے احیا کی امید ہو سکتی تھی جن کے محاسن کی وجہ سے بے ڈول اور بد ترکیب جمہوریہ نے رقیب ممالک پر فتح حاصل کر کے تمام عالم پر اپنا سکہ بٹھا دیا تھا۔ بااصول زراعت میں معاشی نفع تھا کیونکہ نہ تو اس میں اس قدر جوکھم تھا نہ نقصان جتنا کہ ابتدائی زمانے کے وحشیانہ Latifundia میں جن پر گراکی کی آتش غیظ نازل ہوئی تھی۔ پرانے زمانے کے چھوٹے کاشتکاروں کے مقابلے میں زمانۂ حال کے سرمایہ دار زراعت کے متعلق زیادہ معلومات رکھتے تھے، اُن کے اوزار بہتر تھے اور تخم اور مویشی بھی اُن کے پاس بہتر تھے۔ لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ ان بڑے بڑے علاقوں سے معاشی نفع بھی تھا جیسا کہ اس زمانے میں اعداد و شمار کے ذریعے سے ثابت

---

[1] دوم ۱۰، ۶، ۹۔

[2] دوم ۱۰، ۴، ۵۔

باب ۶ کیا جاتا ہے کہ بمقابلہ لاگت فی ایکڑ منافع کثیر ہوا تو اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ اُن کے وجود سے عامۂ قوم کو بھی نفع تھا کیونکہ زراعت اور مویشیوں کی پرورش سے جو منافع ہوتا وہ صرف چند لوگوں کے ہاتھوں میں رہجاتا اور اس طریقے سے صرف کیا جاتا جس سے حقیقی کاشتکاروں کی حالت اور بھی بدتر ہو جاتی۔ جنگ قرطاجنہ ثانی کے بعد جو معاشی انقلاب شروع ہوا تھا اُسکا اثر زرعی قوانین کی وجہ سے اس وقت تک پورے طور پر زائل نہ ہوا تھا جبکہ وارو نے یہ کتاب لکھی اور چند مقاموں پر کچھ اصلاح بھی ہوئی تھی تو وہ خانہ جنگی کے مصائب سے کالعدم ہو گئی۔ وارو نے حالات موجودہ بجنسہ بیان کر دیئے ہیں، وہ عملی آدمی تھا اس لیئے اُسے کوئی تعارض نہ تھا اگر کوئی شخص طاؤس یا گھونگے پال کر پیٹ پر خور اہل روما کی شکم پری کرتا یعنی وہ جان بوجھ کر بداعمالیوں سے چشم پوشی کرتا ہے اور اُس کی تحریر میں آئندہ فلاح کی کوئی جھلک نہیں۔ جہاں اُس نے بیان کیا ہے کہ اطالیہ کا تمام Tota ملک زیر کاشت ہے اور دیگر ممالک سے وہاں کا طریقۂ کاشت بہتر ہے اس کے الفاظ کو لفظی معنوں میں نہ لینا چاہیئے بلکہ اُس کے دوسرے مقولات کی روشنی میں ان پر محاکمہ کرنا چاہیئے۔ کتاب کے دوسرے[۲] مقامات میں وہ یہ رونا روتا ہے کہ لوگ جوق جوق شہروں میں جا کر آباد ہوتے اور بجائے اس کے کہ وہ فصلوں کو بوئیں اور کاٹیں روما کے تماشوں میں تالیاں بجاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اطالیہ میں غلہ اور شراب ممالک غیر سے درآمد کرنا پڑتا ہے۔ زمانۂ قدیم کے اہل روما اس طریقے کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ سلطنت کی استوارترین بنیاد خوش حال زراعت پیشہ لوگ ہیں۔ وارو کا قول ہے کہ دیہات شہروں سے قبل وجود میں

---

[۱] یکم ۲، ۳، ۴۔ ورجل Georg دوم ۱۳۶-۱۴۷ میں اطالیہ کی زراعت کی عملی حالت کے بارے میں بالکل ساکت ہے۔ مسٹر فاولر Social Life صفحہ ۹۳ نے وارو کے الفاظ کو زیادہ تر لفظی معنوں میں لیا ہے۔

[۲] دوم Praefatio

باب ۶

آئے، بلکہ خدا نے[1]، دیہات کو بنایا اور انسان نے شہروں کو"، ہمیں اس مقام پر تاریخ تمدن کے لحاظ سے اُس کے اس مقولے کی صحت پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ بتا دینا ضروری ہے کہ زمانۂ حال کے نظریہ پسند اشخاص کے[2] اس مقولے کا اطالیہ پر اطلاق نہیں ہو سکتا کہ بیکار دیہاتیوں کو شہروں میں کام تلاش کرنا چاہیئے کیونکہ روما میں معمولی پیشہ ور مثلاً حجام، جوان کو توالی، مزدور، گاڑی ہانکنے والے مہتر، کاریگر وغیرہ یا تو بالکل نہ تھے یا اس قسم کا کام غلام کرتے تھے۔ اس لیئے دیہاتیوں کے شہروں میں چلے جانے سے جو اُن کی ذلت ہوتی تھی اُس کو زمانۂ حال کے لوگ آسانی سے محسوس نہیں کر سکتے۔ غلامی کے رواج کی وجہ سے تلاش معاش کے مسائل کا حل ہونا سخت دشوار تھا، قیام امن کے لیئے سلطنت نے ایک مذموم طریقہ اختیار کیا یعنی بیکار لوگوں کے لیئے منت کی روٹیوں کا ٹھکانا کر دیا۔ وارو کی کتاب کے مطالعے سے اطالیہ کی جو تصویر ہمارے ذہن نشین ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ملک زیر کاشت اضلاع اور چراگاہوں میں منقسم تھا اور کہیں کہیں جنگل تھے مزروعہ علاقوں کے قریب میں ہر جگہ پہاڑی زمینیں تھیں جہاں قیام امن کیلیئے کوئی فوج مقیم نہ تھی اور صرف باہمت اشخاص بھیڑیوں اور ڈاکوؤں کا مقابلہ کر سکتے تھے[3]۔

ملک کی عام حالت

(۱۳۵۶) اطالیہ کی عام حالت کے متعلق امور مذکورۂ بالا ہیں وارو کی کتاب سے معلوم ہوتے ہیں۔ اُس سے روما کے حالات پر بھی ضمناً مکالمے کے سلسلے میں کچھ روشنی ڈالی ہے اور اُس کا بیان غالباً خلاف واقعہ نہیں ہے۔ مکالمہ اولا ایک مندر[4] میں شروع ہوتا ہے جس کے اندر کی دیوار پر اطالیہ کا ایک نقشہ کھنچا ہوا تھا۔ پہلی کتاب کے آخر میں حاضرین جلسہ ایک قتل کی خبر

---

[1] سوم ۱، ۴۔ Divina natura dedit agros ars humana aedificavit urbes

[2] دیکھو فقرۂ ۱۳۹۷ کتاب ہذا۔

[3] یکم ۲، ۱ سیئور میں ٹیلیس کا مندر۔

باب ۶

سُن کر منتشر ہو جاتے ہیں۔ قاتل کو اشخاص موجودہ میں سے کوئی پکڑ نہ سکا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس نے مقتول کو غلطی سے قتل کر دیا ہے۔ حاضرین جلسہ نے زندگی کی بے ثباتی پر افسوس کیا کیونکہ روما کی اب یہی حالت ہو گئی تھی۔ ہم یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ دوسری کتاب کا مکالمہ کس مقام سے شروع ہوا کیونکہ اس مقام پر قلمی نسخے میں کچھ عبارت غائب ہے۔ کسی قربانی[1] کی اطلاع آتی ہے اور قریب ہے کہ جمّد لوگ چلے جائیں مگر پھر پلٹتے ہو جاتی ہے۔ تیسری کتاب میں ایڈیلوں کا انتخاب ہو رہا ہے اور کارروائی میں جو وقفہ ہوتا تھا حاضرین اُس سے نفع اُٹھا کر Campus martius کے گوشے کے قریب کی عمارت Villa publica میں گفتگو کرنے لگے۔ اثنائے گفتگو[2] میں یکایک شور ہوا کہ کسی امیدوار کا کارپرداز صندوق میں جعلی ووٹ (رائے) کے پرچے ڈالتا ہوا پکڑا گیا ہے تصفیق کی آوازوں اور کامیاب امیدوار کی تعریف کے ساتھ کتاب کا خاتمہ ہوتا ہے۔ واروا ایسے خشک آدمی کی کتاب میں اس قسم کے حالات کا ملنا غنیمت ہے اور خصوصاً اس لیئے کہ جو حالات اُس نے بیان کئے ہیں دوسرے مصنفوں کے بیانات کے مطابق ہیں۔ ضابطوں کی ظاہری پابندی اب تک باقی تھی مگر عالم متمدنہ کے مرکز میں رشوت ستانی بے ایمانی اور طوائف الملوکی کا ہونا غیر معمولی نہ خیال کیا جاتا تھا۔

لوکریشیس

(۹۷ - ۱۳۵) شاعر لوکریشیس[3] کے ذاتی حالات کا ہمیں مطلق علم نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ دیوانہ تھا لیکن یہ دیوانگی غالباً کسی محدود معنی میں تھی کیونکہ اُس نے دقیق مضامین پر مدلل اور زبردست بحثیں کی ہیں، اگر یہ حالت دیوانگی وقتاً فوقتاً رفع ہو جاتی تھی اور ہوش و حواس کے عارضی وقفوں میں اُس نے یہ مضامین لکھے تاہم

---

[1] دوم Praef ۶، ۸، ۱ - ۱۲، ۱۷۔

[2] دوم ۲، ۱۷، ۵۔

[3] سوم ۵، ۱۸ - ۱۷ - ۱۰۔

[4] دیکھو کمنرو کا دیباچہ، شیلر، زمانۂ جمہوریہ کے روما کے شاعر میو فیل شوئنیب (تاریخ ادبیات روما) صفحہ ۲۰۳۔

باب ۶

اس روایت کے متعلق ہمارے شبہے رفع نہیں ہوتے۔ معلوم نہیں دیوانگی کی یہ روایت کیونکر مشہور ہوئی، البتہ اُس کے معاصرین اُس کے خصائل کو بخوبی سمجھ نہ سکتے تھے۔ اُسکی نظم سے اُس کی قوت متخیلہ کی بلند پروازی اور اُس کی طبیعت کی انتہائی دردمندی عیاں ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ زمانۂ تصنیف میں وہ متعدد مصائب میں گھرا ہوا تھا جس کا دوسرے مصنفین کو کم تجربہ ہوتا ہوگا۔ روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ اُس کا پورا نام ٹی ٹس لوکریشیس کیرس اور یہ کہ وہ خاندان لوکریشیس کے کسی غلام کی اولاد سے تھا یہ روایت قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اُس کی نظم کے ہر ہر شعر سے اہل روما کی خوبو معلوم ہوتی ہے اور اس نے اپنے زمانے کے تمدن پر نہایت دلیری سے نکتہ چینی کی ہے بلکہ اس سے زیادہ قابل وثوق یہ خیال معلوم ہوتا ہے کہ وہ شرفائے روما میں سے تھا اور زمانے کی ناآہنگی کو دیکھ کر اپنے دردِ دل کے اظہار کو روک نہ سکتا تھا۔ اسکی زندگی کے متعلق جو سنین معین کئے گئے ہیں ۹۶-۵۵ ق م ہیں۔ میریس کا انتقال اور سولا کی خوں ریزیاں غالباً اُس کے ہوش میں ہوئی ہوں گی، جوانی میں اُس نے سولا کے قائم کردہ نظام سلطنت کے زوال، اور انقلاب کی دوسری منزل کو دیکھا ہوگا اُس نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ صاحب دولت کراسس اور فوجوں کے سپہ سالار پامپی نے کس طرح سلطنت روما کو اپنے قبضے میں کرلیا، قیصر نے ۵۸ء میں کیسے مختلف قوتوں کو مجتمع کیا اور ۵۶ء میں حکومت ثلاثہ کس طرح وجود میں آئی جس سے جمہوریہ کا وجود معطل ہوگیا۔ سرٹوریس کی جنگ، اسپارٹکس کی بغاوت، کیٹی لین کا واقعہ، لیپڈس اور سسرو کا عروج وزوال، کیٹو اور کلوڈیس کی کارروائیاں، یہ سب اُس نے دیکھی ہوں گی اور قیصر نے جب ۵۲ء گال کا الحاق کیا اُس وقت بھی وہ زندہ ہوگا لیکن گو اُس کی زندگی ایک نہایت ہی پرآشوب زمانے میں گزری تھی مگر جہاں تک ہمیں علم ہے

---

۱؎ منرو کے نسخے کے سرورق پر ایک منقش جواہر کی تصویر ہے جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ لوکریشیس کی شبیہ ہے۔

۲؎ ششم ۱۰۶ میں برطانیہ کا ذکر ہے مگر غالباً جزیرۂ مذکور پر قیصر کی ۵۵ء کی یورش کی طرف اشارہ ہے۔

باب ۱۰ وہ صرف واقعات مذکور کو خاموشی کے ساتھ دیکھتا رہا اور باوجود محب قوم ہونے کے اُس نے اس زمانے کے مناقشات میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اس کی نظم جو "ماہیت اشیائے عالم" کے نام سے مشہور ہے چھ کتابوں میں منقسم ہے جن کی وہ اپنے انتقال سے قبل نظر ثانی نہ کر سکا تھا۔ روایات[1] میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ نظم سسرو کے زیر ادارت شائع ہوئی ممکن ہے کہ یہ روایت صحیح ہو مگر ہمارا خیال ہے کہ زیادہ سے زیادہ اُس کی کتابت سسرو کی نگرانی میں غالباً ایٹی کس کے دفتر میں ہوئی ہو یا اُس نے ٹیرو سے یہ کام لیا ہو۔ غالباً نظم مذکور میں سسرو نے کوئی اصلاح نہیں کی جس کے لیے ہمیں اُس کا مشکور ہونا چاہیئے۔ لوکریشیس نے اپنی نظم کو ایک شخص مسمی میمیس سے منسوب کیا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس سے کٹیلس کو نفرت تھی اور جس کی سیاسی زندگی میں سلامت روی کے بجائے شور و شغب زیادہ ہے۔ لیکن اُس زمانے میں انتساب کا عام رواج تھا اور اس طرح ایک نااہل شخص کا نام ہمیشہ کے لیے مشہور ہو گیا ہے سسرو نے بھی اکیڈیفہ کوشش کی تھی کہ وارو اپنی ایک کتاب اُس کے نام سے منسوب کرے۔ اسکے معاصرین میں سے پوس نے بیان کیا ہے کہ اس زمانہ کے شاعروں میں لوکریشیس اور کٹیلس سب پر فوقیت رکھتے تھے۔ زمانۂ مابعد کے مصنفین میں اوڈو اور اسٹائیس اس کی بہت تعریف کرتے ہیں لیکن اُس کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ فن شعر میں ورجل کی ترقی پر اس کا بہت اثر ہے[2]۔

روا قبین اولی قوی (۱۳۵۸) ہم بیان کر چکے ہیں کہ اہل روما غیر قوموں سے سیکھنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے تھے خصوصاً فلسفہ میں۔ اپنے یونانی اُستادوں سے فلسفہ سیکھنے میں اُن کا رجحان زیادہ تر قطعی اور عملی چیزوں کی طرف تھا۔ روما میں فلاسفۂ یونان کے وہی مذاہب زیادہ تر رائج تھے جن کے مسائل کا اطلاق تمدنی امور پر ہو سکتا تھا مثلاً رواقیوں

---

[1] دیکھو منرو کا دیباچہ لوکریشیس اور ٹائرل کا نوٹ سسرو Ad frat. دوم ۹، ۳، ۴۔ اس عبارت میں لفظ Nos کا داخل کرنا مجھے بالکل پسند نہیں Dererum naturanon سسرو کی Arater کی یادگار کے لیے دیکھو منرو جلد پنجم ۶۱۹۔

[2] دیکھو سیلر کا ورجل کا نسخہ۔

اور فضول بحثوں میں صرف چند لوگوں کو دلچسپی تھی اور تعلیم یافتہ لوگ نظریات کی صرف اس لیئے قدر کرتے تھے کہ اُن سے زندگی کے مسائل معلوم ہوسکیں نہ کہ وہ شک و شبہ میں پڑے رہیں۔ اسی لیئے جیساکہ ہم بیان کر چکے ہیں رواقیین اور ابی قوریوں کے مسائل کا روما میں زیادہ تر چرچا ہوا جو دو مختلف قسم کی طبیعتوں کے اشخاص کو پسند آتے تھے۔ ان دونوں مذاہب فلسفہ کو عوام کے مذہب سے جو تعلق تھا اُسمیں ایک اہم فرق تھا۔ رواقیین تمام دیوتاؤں کو ایک اعلیٰ ذات الٰہی میں ضم کر دیتے تھے جسکے مختلف نام تھے، جو قوت بھی تھا اور مادّہ بھی۔ اور تمام حقیقی ہستیوں کا جوہر اور وہ جو ہر میں لانے والا بھی تھا اور جو عالم کے ساتھ ہم وسعت اور ہم وجود تھا۔ گویا ان فلسفیوں نے ازراہ عنایت متعدد دیوتاؤں کی پرستش کو ہمہ اوست کے مذہب میں متبدل کر دیا تھا جس کی وجہ سے سلطنت کے مذہبی رسوم سے علٰحدگی کی ضرورت نہ ہوتی تھی اور کثیر التعداد دیوتاؤں سے اسی طور پر عہدہ برائی کی جاتی تھی جن کے وجود اور صاحب قوت ہونے پر تعلیم یافتہ اہل روما کو یونانی ارتیاب کے اثر سے اب اعتقاد نہ تھا۔ ابی قوری عوام کے دیوتاؤں کو زیادہ لغو سمجھتے تھے جو اُن کے خیال میں محض جہلا کا توہم تھا اور اُن کا خیال تھا کہ اسی بے معنی اور ضعیف کن توہم سے وہ مصائب پیدا ہوتے ہیں جن میں انسان مبتلا رہتا ہے۔ ابی قور کا عقیدہ یہ تھا کہ دیوتا عالم سکون میں عالم بالا کے کسی طبقے میں رہتے ہیں لیکن نبی نوع انسان کے افعال و حرکات سے اُنھیں کسی قسم کا سروکار نہیں یعنی کائنات پر انھیں کسی قسم کی طاقت حاصل نہیں ہے۔ اس کے عقیدے کے مطابق کائنات میں صرف ایک قوت ہے یعنی فطرت جس کے قوانین ازلی ہیں جن کے عمل پر نہ تو قربانی سے کوئی اثر ہوسکتا ہے نہ دعاؤں سے ممکن ہے کہ یہ قوت الٰہی ہو ملاؤں کا خیال تھا کہ ایسے خدا کہنا محض بے معنی ہوگا۔ اس نقطۂ نظر سے دونوں مذاہب میں بنیادی فرق یہ تھا کہ رواقی ارادہ عالی Supreme will کے قائل تھے اور ابی قوری غیر تغیر پذیر قانون کے ماننے والے تھے۔ فلسفۂ رواقی کی تعلیم کا نتیجہ یہ تھا کہ اُس کے پیروؤں کو اپنے ذاتی فرائض کی پابندی کا حد درجہ خیال ہوتا جس سے اُن کی اخلاقی رفعت کو تقویت ہوتی مگر اس کے ساتھ ہی نخوت اور عدم رواداری کا بھی شائبہ تھا فلسفۂ ابی قوری کے پیروؤں کو یہ یقین تھا کہ ہر فرد بے بس اور بے چارہ ہے اور اُسکے ناگزیر حالات کے آگے

باب ۷ سر تسلیم خم کرنا چاہیئے۔ کمزور طبائع پر اس عقیدے سے بہت خراب اثر ہوتا۔ ان دونوں مذاہب فلسفہ کے اخلاقی نظام اُن کے ان عقائد سے گہرا تعلق رکھتے تھے جو نظام عالم کے متعلق تھے۔ سیاسی زندگی کی طرف ان دونوں مذاہب کا جو رجحان تھا وہ کیٹو اور لوکریشیس کے حالات سے ظاہر ہے۔ ان دونوں کو جمہوریہ کے زوال اور حکومت کے ضعیف ہو جانے کا سخت قلق تھا جس کی وجہ سے چند افراد دستور سیاسی کو پامال کر کے مناصب اعلیٰ کو پہنچ گئے تھے کیٹو میدان سیاست میں کود پڑا اور ناگزیر انقلاب کی قوتوں سے لڑتا رہا۔ کیٹو کی طرح لوکریشیس بھی اپنے عقائد میں پکا تھا، روما کے ساتھ اسی قدر اُسے بھی محبت تھی مگر ان خرابیوں کے دفع کرنے کے لیئے اُس نے دماغوں پر اثر ڈالنا چاہا اور اُن حقائق فطرت کو مروج کرنا چاہا جو ابی قور نے بیان کئے ہیں۔ مگر اہل روما کے دماغوں پر اثر ڈالنے کا موقع عرصہ ہوا گزر چکا تھا۔ کیٹو کے شور و غوغا اور لڑائی جھگڑوں کو ہم بہت سُن چکے ہیں۔ اب ہم دیکھیں گے کہ پرجوش اور بلند خیال لوکریشیس نے زمانہ زیر بحث کے اہم مسائل کی گتھی کو کس طرح سلجھایا ہے۔

مسئلہ مسرت انسانی

(۱۳۵۹) ابی قور کا عقیدہ تھا کہ دنیا میں ایک ہی غیر مشروط بہتری ہے یعنی مسرت جس کا نبی نوع انسان[1] فطرتاً اور حقیقتاً متلاشی ہے اور یہی اُن کے افعال و حرکات کا مقصد اور محرک ہے۔ اعلیٰ ترین مسرت کے ساتھ کوئی تکلیف لاحق نہیں ہے سوائے اس کے کہ اُس کے قبل احتیاج کا احساس ہوتا ہے۔ ادنیٰ ترین مسرت ان خواہشوں کے پورا کرنے سے حاصل ہوتی ہے، جن کے ساتھ کی تکلیف مسرت سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ انسانی مسرت کی ایک اہم شرط یہ ہے کہ ان تمام چیزوں سے احتراز کیا جائے جو ہمارے سکون دماغی میں مخل ہوں۔ اس لیئے ہمیں فطرت کا صحت کے ساتھ مطالعہ کر کے اُس کی ہدایت کے موافق عمل کرنا چاہیئے اور مصنوعی خواہشوں کے پیدا کرنے سے گریز کرنا چاہیئے۔ انسان کی حقیقی ضرورتیں بہت کم ہیں اور اُن کے پورا کرنے کے لیئے فطرت نے کافی سامان کر دیا ہے۔

[1] دوم ۱۷۲ Dux vitae dia voluptas

باب ۶

لوکریشیس کا خیال[1] ہے کہ بیجا خواہشیں ہی ان خرابیوں کی جڑ ہیں جنکا رونا آج ہمارا ن قوم رو رہے ہیں۔ اسراف، عیش پرستی اور دکھاوے سے ایک نا مساعد مسابقت پیدا ہوتی ہے، یعنی ہر شخص دولت کا جویاں ہوتا ہے اور قوت کا جس سے دولت حاصل ہوتی ہے اور بڑھتی ہے۔ حرص و حسد کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور حصول تفوق کی تگ و پو میں اخلاقی موانع بالائے طاق رکھ دیئے جاتے ہیں۔ زبردستی کے بڑھ جانے سے رفتہ رفتہ تفوق کے لیئے جدّ و جہد ہونے لگتی ہے جس کا آخری نتیجہ خانہ جنگی اور اُس کے مصائب ہیں۔ قرابتداری اور دوستی کے پاک رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور باہمی اعتماد مفقود ہو جاتا ہے جبکہ ہر سو خود غرضی اور غداری کا زور ہو اور اکثر لوگ یاس ہو کر خودکشی کر لیتے ہیں۔ اور پھر اس خوں ریزی یا مظالم کا نتیجہ بھی کچھ نہیں ہوتا کیونکہ فاتحوں کو کوئی حقیقی مسرت نہیں حاصل ہوتی اور حاکم جابر اُن خطرات میں گھرا رہتا ہے جو خود اُس کے عروج سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیئے مسرت حاصل کرنے کا آسان ترین طریقہ یہ ہوگا کہ سکون قلب کے ساتھ ناگزیر واقعات کے آگے سر جھکا دیا جائے[2]۔ اب سوال یہ ہے کہ ان خطرناک مصائب سے پناہ کس طرح مل سکتی ہے کیونکہ ہم یہ پسند نہیں کر سکتے کہ انسانی حماقت اور ناعاقبت اندیشی سے ہم تمدّن کی ترقی کے ثمرات سے بے بہرہ ہو جائیں اس لیئے ضرورت ہے کہ لوگوں کے دماغوں کو متاثر کیا جائے۔ مرض مزمن ہے کیونکہ زہر عرصۂ دراز سے اپنا اثر کر رہا ہے لیکن اگر لوگ توجہ کریں تو ابی قور کے فلسفے میں اُن کے لیئے تریاق موجود ہے۔ اولاً توہمات[3] کے نقصان رساں اثرات کو بالکل نیست و نابود کر دینا چاہیئے کیونکہ لوگ فلسفیانہ مسائل کو کب سمجھ سکتے ہیں جب اُن کے دماغ میں عوام کے ضمیمات کے بیہودہ توہمات بھرے ہوئے ہیں جو قوانین طبیعی سے لاعلم ہونے کے نتائج ہیں اور مظاہر فطرت کو غلط طریقے پر سمجھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔

---

[1] دوم ۷، ۵۴ سوم ۵۹-۸۶، ۹۹۵-۱۰۰۲ پنجم ۱۱۱۷-۹-۱۴۱۲-۳۵۔

[2] پنجم ۱۱۲۰-۳۵۔

[3] دیکھو پنجم ۶۲-۱۵۸۔ اس کے علاوہ بہت سی عبارتیں اور بھی ہیں جن کا یہاں حوالہ نہیں دیا جا سکتا۔

باب ۶ نظام فطرت کو صحت کے ساتھ سمجھنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ابی قور کا فلسفہ ہے۔
(۱۳۶۰) سکون دماغی و مسرت حقیقی کے حصول کا صرف یہی ذریعہ ہو سکتا ہے کہ ان قوانین کو خوب ذہن نشین کر لیا جائے جن پر عالم وجود کا دار و مدار ہے۔ اس علم کے حاصل ہو جانے کے بعد انسان کو خود معلوم ہو جائیگا کہ جن چیزوں کو نہ تو وہ متغیر کر سکتا ہے نہ اُن سے گریز کر سکتا ہے اُن کے آگے سر تسلیم خم کرنا چاہیئے اور اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد فضول توہمات سے اُسے آزادی نصیب ہو جائیگی۔ لوکریشیس اس لیئے اپنے ناظرین کو وہ فلسفۂ ذرات سمجھاتا ہے جسے ابی قور نے ڈیموکریٹس کے قدیم تر فلسفے سے اخذ کر کے اصلاح یافتہ صورت میں پیش کیا تھا اور اسی فلسفے کے مطابق فطرت کی روش کو سمجھتا ہے۔ اس نظریئے کا تعلق فلسفے کی تاریخ سے ہے اور اس مقام پر صرف یہ کہہ دینا کافی ہے کہ مظاہر فطرت کے مشاہدے اور تفسیر میں جہاں تک عقل انسانی کو دخل ہو سکتا تھا ان لوگوں نے کاوش کی تھی کیونکہ اُس زمانے میں نہ تو خوردبین تھی نہ دوربین یا اس قسم کے دوسرے آلات اور نہ کیمیا اور طبعیات کی ترقی سے تجربہ کرنے کے قطعی طریقے دریافت ہوئے تھے۔ فلسفۂ ذرات کے ماہرین کا طریقہ تفحص اصول سائنس کے مطابق تھا لیکن واقعات کی تحقیق میں انکا دار و مدار حواس خمسہ پر تھا جن سے اکثر دھوکا ہوتا ہے اور باوجود اپنی عقل سے پورے طور پر کام لینے کے واقعات کو غلط سمجھنے[1] اور غلط نتائج نکالتے۔ بعض وقت وہ غلطی سے ایسے مفروضات کو تسلیم کر لیتے جو اُن کے فلسفے کے اصول کے خلاف ہوتے اور مختلف مذاہب[2] فلسفہ ایک دوسرے کی اس قسم کی غلطیوں کو ظاہر کر دیتے تھے۔ مگر زمانۂ قدیم کے نظریات عالم میں یہ مذہب سب سے زیادہ راستی پر تھا اور اس کا ایک نمایاں پہلو یہ تھا کہ اس کے پیروؤں نے لاتناہی کے مسئلے کو خوب سمجھ لیا تھا جو شاعری میں بھی خوب کھپ سکتا تھا مگر اُس کے لیئے ضرورت یہ تھی کہ شاعر بھی ایسا ہو جو اپنی سرگرمی، بلند خیالی اور کمال شاعری سے مختلف فیہ مسائل کی خشک بحثوں میں

---

[1] مستثنیٰ حالتوں میں متغائر نظریات کو بھی تسلیم کیا جاتا ہے نجم ۷۲۹ - ۳۰ ستمبر ۷۰۳ - ۱۱۔
[2] مثال کیلئے دیکھو سسرو Definibis یکم ۱۸ - ۲۰۔

باب ۶

جان ڈال دے اور اُن میں جدت پیدا کر دے۔ لوکریشیس نے فلسفہ زیر بحث کی یہی خدمت کی مگر جوش اور سرگرمی اُس کی نظم سے ظاہر ہے وہ صرف کتابوں کے پڑھنے کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اُس کا اعتقاد راسخ خود اُس کے ذاتی مشاہدات کا نتیجہ ہے اور اپنے معتقدات کو جس سرگرمی سے وہ ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہے اُس سے اس فلسفے کو بیش بہا امداد ملتی ہے کیونکہ فلسفۂ ابی قوری کی تعلیم سے اُس کے پیروؤں پر زیادہ تر یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ خود غرض اور کاہل الوجود ہو جاتے ہیں اور معمولی آدمیوں کا جوش تو بالکل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اعتدال پسندی پر وہ لوگوں کو بالخصوص راغب کرنا چاہتا تھا، اس کے دل میں ایک عجیب درد تھا جس سے وہ اپنے اہل ملک کو آشنا کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ اس کے اقوال پر ملتفت ہوں۔ اس کا پیام ہر کس و ناکس کے لیئے ہے، اس لیئے ہر شخص کی توجہ اپنی طرف منعطف کرنے کے لیئے وہ اپنی قوت متخیلہ اور ہمدردی سے پورے طور سے کام لیتا ہے۔ خواص اشیا اور نظام عالم میں انسان کی حقیقی حیثیت کو سمجھانے کے لیئے وہ ہر جذبے سے کام لیتا ہے مثلاً تعجب، تعریف، نفرت، کاوش وغیرہ۔ اسے نہ صرف انسانی تعلقات محبت یا بچوں کے طور طریقوں سے ہمدردی ہے بلکہ بے زبان حیوانوں کے ساتھ بھی مثلاً ایسی گائے کے لیئے جس کا بچھڑا گم ہو گیا ہو یا مادۂ سگ کے ساتھ جو اپنے بچوں کو پیار کرتی ہے۔ لاطینی زبان کا کوئی مصنف ہمارے سامنے جاندار اور بے جان اشیا کے اس قدر مناظر یا تمدن کے مختلف پہلوؤں کو اس خوبی سے پیش نہیں کرتا جیسا کہ لوکریشیس اور نہ صرف دیہات کے حالات کی تصویر کھینچتا ہے بلکہ روما کی گلیوں کی بھی۔

نظام فطرت

(۱۳۶) فلاسفۂ ابی قوری کا خیال ہے کہ فطرت میں صرف دو چیزوں کا وجود ہے ایک ذرات اور دوسرا خلا۔ ہم واقعات کو صرف اپنے حواس سے معلوم کر سکتے ہیں لیکن اپنے حواس سے ہم راست ذرات اور خلا کے علیحدہ وجود کو معلوم نہیں کر سکتے۔ لیکن چھونے سے ہم ہوا کے وجود کو معلوم کرتے ہیں اور سمجھ جاتے ہیں کہ

باب ۶

کوئی چیز جو ہماری آنکھوں سے پنہاں ہے وجود میں ہے اور حرکت کر رہی ہے۔ اب قیاس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ شے مادّی ہے ورنہ ہم اسے محسوس نہ کر سکتے اور ٹھوس ہے ورنہ وہ حرکت نہ کر سکتی۔ اسی سے سلسلہ بسلسلہ ہمارے دماغ میں یہ اعلیٰ تخیل آتا ہے کہ ٹھوس ذرّات ایک قبول کرنے والے ماحول میں حرکت پذیر ہیں جو خلا ہی ہو سکتا ہے۔ یہ حقیقت جب ہم پر آشکار ہو گئی تو ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ کائنات کے معمے کا اس سے بہتر کوئی حل نہیں ہو سکتا۔ جتنی چیزیں عالم وجود میں ہیں سب ذرات اور خلا سے بنی ہوئی ہیں۔ ذرّات بذات خود غیر فانی ہیں، ان میں کوئی ایسے خواص نہیں مثلاً حواس، رنگ وغیرہ گو وہ مختلف شکلوں کے ہوتے ہیں۔ ان کے آپس میں اور خلا سے ملنے سے مختلف اشیا پیدا ہوتی ہیں جنھیں ہم دیکھتے ہیں یا محسوس کرتے ہیں۔ اُن کی تعداد لامتناہی ہے مگر شکلوں کی اقسام محدود ہیں۔ ذرّوں کا انجام فنا نہیں بلکہ تحلیل ہے جس کی موت ایک نشانی ہے۔ اس تحلیل کے فعل کو ہم دیکھ نہیں سکتے بلکہ صرف اُس کے آخری نتیجے کو۔ کسی جسم کی تحلیل کے بعد اُس کے ذرّات فنا نہیں ہوتے بلکہ دوسرے ذرّات سے مل کر دوسرے اجسام بن جاتے ہیں۔ اس لیئے ایک چیز کی موت سے دوسری چیز پیدا ہوتی ہے اور موت اور زندگی نظام فطرت کے مختلف رنگ ہیں جن کا سلسلہ لامتناہی ہے۔ اس نظام فطرت میں بقول لوکریشیس کسی فوق الفطرت ہستی کو دخل نہیں۔ روایات میں جو مظاہر دیوتاؤں کے افعال سے منسوب کیئے جاتے ہیں غور کرنے پر اس نظریے کے بالکل خلاف ثابت ہوتے ہیں۔ کسی فوق الانسانی ہستی کے ساتھ تخلیق عالم کا منسوب کرنا جس میں باخبر مشاہدہ کرنے والا ہزاروں اسقام بتا سکتا ہے مناسب بھی نہیں مگر ذرات کا اتفاقاً باہمدیگر جمع ہو کر تخلیق عالم کے باعث ہونے پر اس قسم کا کوئی اعتراض عائد نہیں ہو سکتا۔ اسی لیئے ابی قوریوں کا عقیدہ ہے کہ اُن کے غیر حقیقی دیوتا ایتر (Ether) کے کسی عالم خوشی میں امن چین کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن باوجود ان تمام تاویلوں کے آغاز عالم کے لیئے ایک قوت فاعلی کی ضرورت ہے۔ اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ذرات کو حرکت کس نے دی۔ اس سوال کا جواب دینے کے لیئے ابی قوریوں کو ایک خود مختار قوت یعنی

باب ۶

ایک علت اولین کے وجود کو تسلیم کرنا پڑتا ہے اور اسی لیئے وہ ذرات سے خطوط مستقیم[1] سے منحرف ہونے کی قوت کو منسوب کرتے ہیں۔ ان کے عقیدے کے مطابق ذرات خطوط مستقیم میں گرتے ہیں مگر جب تک وہ خطوط مستقیم سے منحرف نہ ہوں نہ تو ایکدوسرے سے مل سکتے ہیں اور نہ متحد ہو سکتے ہیں۔ دیوتاؤں سے سنکر ہونے کا نتیجہ صرف یہی ہوا کہ وہ ایک علت اولین کو ماننے لگے جسے وہ فوق الفطرت خیال نہیں کرتے تھے۔ الی قوۃ تخلیق عالم کے معمے کو حل نہ کر سکا اور ہم بھی اُس کے حل کرنے سے قاصر ہیں لیکن لوکریشیس اس نظریے کا معتقد تھا اور اپنے ناظرین کو تعلیم کرتا ہے کہ اسی کو اپنے اعتقاد کی بنا قرار دیں۔ اب یہ دریافت کرنا ہے کہ اس عقیدے کے مطابق انسان کی حیثیت نظام فطرت میں کیا تھی جس میں زندگی اور موت کے جلوے یکے بعد دیگرے ایک لاانتہا سلسلے میں نظر آتے ہیں اور ذرات خواہ وہ کیسی ہی حرکت میں آئیں ایکدوسرے سے ہمیشہ برسرپیکار رہتے ہیں؟[2]

فنا

(۱۳۶۲) لوکریشیس کا خیال ہے کہ انسان جسم اور روح[3] سے مرکب ہے اور جسم اور روح دونوں جسمانی اور فانی ہیں، دونوں میں سے ایک بھی دوسرے سے علٰحدہ نہیں رہ سکتا جیسے کہ شراب یا لوبان سے اُن کی خوشبو علٰحدہ نہیں ہو سکتی۔ پیرانہ سالی اور بیماری، غشی اور نشہ کا دونوں پر یکساں اثر ہوتا ہے۔ اسی طور پر موت دونوں کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ جن ذرات سے وہ مرکب ہیں وہ علٰحدہ ہو کر دوسرے افراد کے جزو بن جاتے ہیں اور یہ افراد بھی مجموعۂ اشیا (کائنات) کے جزو ہیں۔ جس چیز کو ہم موت کہتے ہیں وہ دراصل ذرات کی غیر متناہی ترتیب جدید کی ایک منزل ہے۔ اگر روح غیر فانی ہوتی تو دوسرے اجسام میں اپنے سابقہ وجود کا اُسے کچھ نہ کچھ علم ہوتا مگر ارواح کو اس قسم کا کوئی علم نہیں علاوہ ازیں اگر وہ غیر فانی ہوتی تو اسے اپنے موجودہ مسکن

---

[1] واضح رہے کہ گو لوکریشیس کشش ارضی کا قائل نہ تھا (دیکھو ۱۰۵۲-۱۱۱۳) اور اُس کا عقیدہ تھا کہ اشیا کے لاانتہا مجموعے میں کوئی اسفل ترین نقطہ (Imam دوم ۹۰) نہیں ہے لیکن اس نے فرض کیا ہے کہ اشیا نیچے کی طرف حرکت کرتی ہیں۔

[2] یکم ۵۷۳-۵۷۴ پنجم ۳۸۰-۳۹۵۔

[3] یہ تیسری کتاب کا موضوع ہے۔

مابعد | یعنی جسم انسانی کے چھوڑنے میں بالکل تامل نہ ہوتا مگر مشاہدہ اس کے خلاف ہے۔ اگر روح غیر فانی ہوتی تو وہ جسم انسانی کو اسی طرح چھوڑ دیتی جیسے کہ سانپ اپنی کینچلی گرا دیتا ہے موت سے لوگ ڈرتے کیوں ہیں؟ مرنے کے بعد جب ہمارا وجود باقی نہیں تو پھر احساس کہاں؟ حیات مابعد کے تصورات اور وحشیانہ سزائیں محض افسانے ہیں جو مخبوط دماغوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ خندہ پیشانی کے ساتھ موت کا خیر مقدم کرے کیونکہ دنیا میں قریب قریب ہر چیز کا یہی انجام ہے مگر عالم غیر فانی ہے۔ ابی قور کے فلسفے میں انسان کے لیئے جو دلوں سے مرکب ہے یہی تسکین ہے کہ گو زمین و آسمان فنا ہو جائیں گے مگر ذرے اور خلا باقی رہیں گے۔ لوکریشیس کا خیال تھا کہ زمین بہت قدیم نہیں ہے اور یہ کہ اس کی پیرانہ سالی کی نشانیاں عیاں ہونے لگی ہیں کیونکہ اسکے زمانۂ ابتدائی کی اب زرخیزی باقی نہیں اور جو فصلیں پہلے بلا محنت پیدا ہوتی تھیں وہ اب محنت شاقہ سے بھی تیار نہیں ہوتیں۔ انسان، کمزور انسان کے لیئے جس کی پیدائش اور موت دونوں جان کندنی کے مناظر ہیں سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ اپنی بے بسی کو تسلیم کرے۔ اس کے لیئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ فطرت نے جو زندگی اسے بخشی ہے اس سے حظ اٹھائے، حقیقی مسرت میں اپنے دن گزارے مگر اتنا عیش نہ کرے کہ اس کے نتائج خراب ہوں اور اس نظام عالم کو خاموشی کے ساتھ تسلیم کرے جس نے اسے بنایا ہے اور جو اسے مقررہ وقت کے بعد بگاڑ دیگا۔

روما کی سیسی عتباری | (۱۳۶۳) حیات موجودہ کے بارے میں مذہب ابی قوری میں قنوطیت کا عنصر غالب ہے اس لیئے اکثر لوگوں کو خیال ہوگا کہ اس سے قلوب انسانی کی تسکین نہیں ہو سکتی مگر روما میں اسکے پیروؤں کی تعداد کم نہ تھی۔ اس پر آشوب عہد کے آخری زمانے کے سربرآوردہ لوگوں میں سسی لیسیس اسی مذہب کا پیرو تھا۔ سیاسی زندگی کی طرف اس کا رجحان لوکریشیس سے بالکل مختلف تھا مگر جہاں تک ہمیں

---

۱؎ بیم ۳۰۲-۳۳۱ - دوم ۱۱۴۸-۱۱۷۴-

۲؎ زیلر Zellers Stoics Epicaleans and Sceptics صفحہ ۴۹۰ مرجمہ انگریزی - ہوریس Sat یکم ۱۰۱، ۵-۱۰۳-

باب ۶

معلوم ہے قیصر کے قتل کی تدبیر اُس نے اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے نہ کی تھی۔ ایٹی کس بھی عملاً ابی قوری تھا مگر اس فلسفے کے پیروؤں میں اپنے آپ کو شمار نہ کرتا تھا غالباً اس لیے کہ اُس کے نظریات سے اُسے اتفاق نہ تھا اور جن نتائج کا وہ عملاً پابند تھا اُن پر وہ کسی دوسرے طریقے سے پہنچا تھا۔ لیکن لوکریشیس کے لیے اُس کا یہ محبوب فلسفہ ایک صحیفۂ آسمانی تھا جس کی تعریف میں وہ رطب اللسان ہے نہ کہ محض ایک نظریہ جسے تسلیم کر لینا کافی ہے۔ جب وہ احمقانہ توہمات پر لوگوں کو لعنت ملامت کرتا ہے تو اُس کا طنز[1] و تحقیر آمیز لہجہ لیسیاہ کا سا معلوم ہوتا ہے جبکہ وہ بت پرستی پر لعن طعن کرتا ہوا ایلیا کا سا جس نے بعل دیوتا کے پجاریوں کو جھوٹا قرار دیا۔ لوکریشیس جب انسان کے متمردانہ مقاصد میں غلط مفروضات کے اثر کو بتاتا ہے یا ایسی بیہودہ زندگیوں کا خاکا کھینچتا ہے جو ہوا و ہوس، عیش و عشرت یا بچپنی میں گزری ہوں تو اُس کا طرز ادا اس قدر بلند ہو جاتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسے الہام ہوا ہے اور جن اشعار[2] میں اُس نے ان مضامین عالی کو بیان کیا ہے۔ روما کے ادبیات میں بہترین خیال کیے جاتے ہیں۔ لیکن اُس کے زبردست اقوال میں کوئی اس قدر قابل لحاظ نہیں ہے اور اُسی سے اُس کی قوت تنقید و مشاہدہ اس قدر نہیں ظاہر ہوتی جتنی کہ ان اشعار سے جن میں اُس نے عشق بازی کا تذکرہ[3] کیا ہے۔ اثنائے بحث میں انسان کی تولید کے طبعی اسباب کا تذکرہ آگیا ہے اور اسی کے سلسلے میں اُس نے عشق بازی کا بھی ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے اُس زمانے میں اخلاق خراب ہو رہے تھے۔ اہل روما میں ذکور و اناث کے تعلقات ابتداءً نہایت سادہ تھے۔ مناکحت اولاد کی غرض سے ہوتی تھی اور اس کیلیے پرعمل بھی تھا مگر یونانی اثرات کی وجہ سے کچھ تغیر ہو چلا تھا۔ لونڈیوں کی موجودگی کی وجہ سے بھی کچھ خرابیاں پیدا ہونے لگی تھیں مگر اُس کا یہاں ذکر کرنے کا موقع نہیں، خصوصاً اس لیے کہ ہمارے

---

[1] دیکھیے بالخصوص پنجم ۱۱۹۴-۱۲۱۷ ششم ۳۷۸-۴۲۲۔

[2] سوم ۸۳۰-۱۰۹۴۔

[3] چوتھی کتاب میں۔

باب ۶ شاعر نے اس طرف توجہ نہیں کی ہے بلکہ عشقبازی کے ایک جدید طریقے کو نشانۂ ملامت بنایا ہے جو حال میں رائج ہو رہا تھا جسے منا کحت سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ اسکے منافی تھا۔ اُس زمانے میں جبکہ کلوڈیا اور کنٹیلس وغیرہ موجود تھے لوکریشیس کو اس بیہودہ عشقبازی کی مثالیں تلاش کرنے میں بہت کم دقت ہوئی ہوگی اس مقام پر ہم صرف اُس کے اعتراض کو اختصار کے ساتھ بیان کردیں گے۔ پہلا اعتراض یہ ہے کہ اس قسم کی عشقبازی میں پھنس جانے سے اعتدال اور وقار کے ساتھ زندگی کا بسر کرنا ناممکن ہو جاتا ہے اور جتنا اس کا خیال زیادہ کیا جائے اتنی ہی اُس کی قوت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ انسان اُس کا غلام بنجاتا ہے عاشق توہمات میں پھنس جاتا ہے جو سوائے اُس کے ہر شخص کو بیہودہ معلوم ہوتے ہیں اپنی معشوقہ سے جدا ہونا اُس کے لیئے سوہان روح ہے گو اس معشوقہ کے محاسن صوری زیادہ تر اس کے واہمے نے پیدا کئے ہیں عاشق اپنی معشوقہ کے ہر لغو سے لغو حکم کی تعمیل کرتا ہے اور اپنے جز رس اجداد کے اندوختے کو اُس پر لٹا دیتا ہے۔ اپنے فرائض سے وہ بے خبر ہو جاتا ہے اور لوگ اُسے دیوانہ خیال کرنے لگتے ہیں۔ یہی عاشق زار Miser[1] ہے جسے باوجود اپنے ایثار کے سکون قلب کبھی حاصل نہیں ہو سکتا جس مسرت کا وہ طالب ہے اس کے لیئے ہزاروں تکلیفوں کے برداشت کرنے کی ضرورت ہے۔ اُسے کبھی چین[2] نہیں آتا اور اسکی حالت بالکل ٹی ٹیوس کی سی ہے جسے گدھ چیرتے رہتے تھے۔ عشق سے اگر مسرت حاصل ہو سکتی ہے تو صرف اُس شخص کو جو اپنے حواس قائم رکھے اور اُسکا غلام نہ بن جائے۔ مرد اپنی زندگی مسرت کے ساتھ ایک سادہ خط و خال کی عورت کے ساتھ گزار سکتا ہے اور ایک ساتھ رہنے سہنے سے محبت پیدا ہو جاتی ہے جیسے کہ پانی کے برابر گرنے سے پتھر گھس جاتا ہے۔

لوکریشیس کے حالات (۱۳۶۴) لوکریشیس کی تعلیم بالمختصر یہی ہے اور اہل روما کے نفع کی غرض سے

---

[1] اس کا مقابلہ کرو لفظ Perire (محبت کرنا) سے کنٹیلس ۷۵، ۸۵ وغیرہ۔

[2] سوم ۹۹۲-۹۹۴۔

باب ۶

اُس نے ابی قور کے فلسفے کو سمجھایا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حقیقی مسرت اُسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ سکون قلب حاصل ہو۔ اپنے معاصرین کے حالات زندگی سے تمثیل کے طریقے پر اُس نے ضرور مدد لی ہوگی مگر وہ مختلف طبیعتوں کے اشخاص کے صرف نمونے پیش کرتا ہے اور اُن کی ہو بہو تصویر نہیں کھینچتا۔ ان میں سے بعض کے خصائل عہد انقلاب کے بعض سربرآوردہ اشخاص کے خصائل سے مشابہ ہیں۔ مگر اس سے زیادہ اُس نے تجاوز نہیں کیا ہے کیونکہ مثل روما کے دوسرے ہجو گویوں Satirist کے اُس کا رجحان بھی زیادہ جوہر کی طرف ہے اور چونکہ فلسفے کا رنگ اُس پر غالب تھا اس لیئے مختلف شخصی خصائل کو بعد تجزیہ وہ ملا دیتا ہے تاکہ اس سے ایک خاص نمونہ پیدا ہو جائے۔ اُس کی وجہ یہ نہ تھی کہ اُس کے زمانے کے لوگ شخصیات سے گریز کرتے تھے کیونکہ ابھی اس بارے میں احتیاط کرنے کا وقت نہیں آیا تھا۔ لوکریشیس کے اکثر اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے پر آشوب زمانے کے تمدنی تغیرات سے وہ پورے طور پر واقف رہنے کی کوشش کرتا تھا۔ مثلاً تمدن کی درجہ بدرجہ ترقی اور قانون کے وجود میں آنے کے اسباب پر بحث کرتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ زبردستی کا خمیازہ ان لوگوں کو بھگتنا پڑتا ہے جو اس سے کام لیتے ہیں اور یہ کہ غیظ و غضب کے جذبے کے لیئے سب سے بڑا روگ خوف ہے۔ مصائب کی وجہ سے انسان کے حقیقی خصائل ظاہر ہو جاتے ہیں اور دکھاوے کی باتیں سب جاتی رہتی ہیں۔ اس پر بحث کرتے ہوئے جلاوطنی کا ذکر اس نے تمثیلاً کیا ہے اور چند معنی خیز جملوں میں دکھا دیا ہے کہ ایک غیر ملک میں جلاوطن شخص کس قدر بے بس ہو جاتا ہے اور مایوس ہو کر دیوتاؤں سے مدد کا طالب ہوتا ہے۔ ان معرکہ آرائیوں کے زمانے میں جنگی شان و شوکت سے وہ بیخبر نہ تھا۔ مگر اسکے دردمند دل پر زیادہ اثر ہوتا تھا لڑائیوں کی خوں ریزی کا اور اُن مصائب اور تکلیفوں کا جو جنگ سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ یہ بھی خوب سمجھتا تھا کہ فطرت کی زبردست قوتوں کے مقابلے میں انسانی قوت کے یہ پرشوکت مظاہرے

---

لہ پنجم ۱۱۵۲-۱۱۵۵۔

سہ سوم ۴۸-۵۴۔

باب ۶ محض بے سود ہیں۔ ایک نہایت ہی حقارت آمیز فقرے[1] میں اُس نے ایک بڑے سپہ سالار کا مذاق اُڑایا ہے جو اپنے لیجنوں اور ہاتھیوں کے ساتھ ایک جہاز میں تھا جو طوفان میں پھنس گیا اور وہ نہایت عاجزی سے رحمت خداوندی کا خواستگار ہوا اور باوجود اس گریہ وزاری کے بچ نہ سکا۔ لوکرشیس کا لڑائیوں کے ختم ہو جانے کی خواہش[2] ظاہر کرنا بالکل اُس کے اُصول کے مطابق ہے مگر یہ خواہش صرف اُسکی ذات تک محدود تھی کیونکہ اُس کے مرنے سے قبل صدہا اشخاص ایسے ہوں گے جو امن و امان کے قیام کے لیئے دست بدعا تھے مگر ابھی اس کا زمانہ نہیں آیا تھا کیونکہ کوئی فریق اپنے دعووں سے دست برداری پر آمادہ نہ تھا اور مقتضاء مقاصد کی وجہ سے لڑائیوں کا تجدد[3] تک جاری رہنا لازمی تھا۔ لوکرشیس نے اکثر شکایت کی ہے کہ اس پریشانی کے زمانے میں لوگوں کو کائنات کی حقیقت سمجھانا یا کوئی اور کام[4] کرنا دشوار ہے۔ دولت کی قوت کا اُس نے نہایت حقارت کے ساتھ ذکر[5] کیا ہے گو یہ ہجو گویوں کا عام طریقہ ہے، مگر اس کی صداقت میں کوئی شک نہیں تھیٹروں کی پر تکلف اور مسرفانہ آرائشوں، مقرروں کا چلانے سے گلا بیٹھ جانا، شراب خواری کی جسمانی اور دماغی علامتیں، خواتین کا پُر فریب بناؤ سنگار، ان سب چیزوں کی اُس نے جیتی جاگتی تصویریں کھینچی ہیں۔ جانوروں کی عادتوں پر بحث کرنے میں اُس نے خصائل انسانی کا بھی ضمناً ذکر کیا ہے اور بیان کیا[6] ہے کہ تعلیم سے خصائل مذکور میں بہت کم اصلاح ہو سکتی ہے۔ موروثی خصائل کے افراد میں باقی رہنے کی روما میں اُسے متعدد مثالیں ملی ہوں گی۔ زن و شوہر کی ناموافقت مزاج پر بھی اُس نے بحث[7] کی ہے جس کی بنا پر اکثر اوقات روما میں طلاق ہوتی ہو گی

---

[1] پنجم ۱۲۲۶-۱۲۲۵-

[2] یکم ۲۹-۳۰ مقابلہ کرو پنجم ۹۹۹-۱۰۰۰ دوم ۴۰-۵۳-

[3] یکم ۴۱ مقابلہ کرو ۱۴۲-۱۴۵-چہارم ۹۶۹-۹۷۰-

[4] دوم ۱۱۱۳-۱۱۱۶، ۱۲۷۳-۱۲۷۵-

[5] سوم ۳۰۷-۳۱۵-

[6] چہارم ۱۲۴۸-۵۶-

باب ۶
شاعر کی مشکلیں

اور اُسکی عبارت سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے؛

(۱۳۶) ہم نے لوکریشیس کا ذکر ایک معاصر متذکرہ نویس اور روما کے تمدنی حالات کا مشاہدہ اور تنقید کرنے والے کی حیثیت سے کیا ہے مگر طوالت کے خوف سے ہم اُس کے اُن اقوال کا ذکر نہیں کر سکتے جن میں اُس نے مختلف حرفتوں اور پیشوں، اوزار اور ہتھیاروں، سڑکوں کی آمد و رفت اور روزمرہ زندگی کے دوسرے امور کا ذکر کیا ہے کیونکہ اپنی تحریروں میں وہ بطور تمثیل کے ہر چیز سے کام لیتا ہے بحیثیت[۱] شاعر وہ اپنا فرض خیال کرتا تھا کہ فلسفے کے خشک مسائل کو جامۂ شعر سے مزین کر کے پیش کرے تاکہ لوگ انھیں شوق سے پڑھیں جن لوگوں کو فلسفے سے مناسبت نہ تھی اُن کے شوق کو بڑھانے اور ان کی بدگمانیوں کو رفع کرنے کے لیئے وہ افسانیات سے بھی کام لیا کرتا تھا۔ اپنے مقصد عالی میں اُسے انہماک تھا اور اس میدان میں شرف اولیت رکھنے کا اُسے فخر تھا مگر ابی قور کے عالی شان انکشافات کو وہ عظمت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔[۲] سسرو کے فلسفیانہ مضامین کا سلسلہ جس میں اُس نے فلسفۂ یونان کو لاطینی لباس میں پیش کیا تھا ابھی شائع نہیں ہوا تھا اس لیئے لوکریشیس کو شک[۳] تھا کہ مجرد تخیلات لاطینی زبان میں ادا نہیں ہو سکتے۔ لیکن زمانۂ ابتدائی کے یونانی مصنفین ایمپی دوکلیس پارمی نیڈیس اور زینوفانیس کی نظم کو اُسنے اپنا نمونہ قرار دیا۔ اس قسم کی لاطینی نظمیں ای نیس[۴] نے بھی لکھی تھیں اور تناسخ ارواح ایسے مشکل مسائل پر بحث کی تھی۔ لوکریشیس نے اپنا فرض پورے طور سے انجام دیا۔ دقیق یونانی تخیلات کو خالص اور پرزور لاطینی زبان میں پیش کرنا کوئی آسان کام نہ تھا گو اپنے زمانے کے بہترین مصنفین سے اس کی زبان ذرا قدیم ہے۔

---

[۱] دیکھو بالخصوص یکم ۹۲۱ - ۹۵۰۔
[۲] سوم ۲۸ - ۳۰۔ پنجم ۸ میں وہ ابی قور کو دیوتا کہتا ہے۔
[۳] یکم ۱۳۶ - ۱۴۵۔ سوم ۲۶۰۔
[۴] یکم ۱۱۷ - ۱۲۶۔ جدید طبقے کے شاعر ای نیس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

باب ۶ ان دقیق مضامین کے ادا کرنے میں اُسے غیر معمولی کامیابی ہوئی ہے اور اس کامیابی کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی دُھن کا پکا تھا اور مناظر فطرت سے اُسے عشق تھا اور مناظر مذکور کا جن کا اُس نے مشاہدہ کیا تھا جب وہ ذکر کرتا ہے تو اُس کی قادر الکلامی کا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ اُس کا کتابی علم بھی کم نہ تھا اور وارو کی طرح وہ بھی ممالک غیر کے نباتات اور جانوروں کا ذکر کرتا ہے اور عجیب الخلقت چیزوں کا مثلاً عجیب و غریب چشمے اور بدبودار غار یا مشرقی بحیرۂ روم کی موسمی ہوائیں یا دریائے نیل کا گھٹنا بڑھنا وغیرہ۔ مگر اُس کے مشاہدات اور معلومات کا بخوبی اندازہ اُس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ ایسی مختلف چیزوں کا ذکر کرتا ہے۔ مثلاً قوت باصرہ کے مغالطے، مناظر کی آئینوں میں انعکاس، آواز بازگشت، سمندر کے پانی کا ریت میں سے گزرنے سے کھارا ہو جانا، کپڑوں کا سمندر کی ہوا کی نمی سے بھیگ جانا، آندھیاں، بادل، قوس قزح، بجلی کی کڑک اور گرجنا، سردی اور گرمی، برف اور پالا، رقیق اور لطیف اشیا، دھواں، چنگاریاں، شیرینی اور تلخی یا ہلکے اور بھاری ہونے کے اسباب وغیرہ مناظر مذکور کے اسباب وہ صحت کے ساتھ بیان نہیں کرتا مگر ان سے بخوبی واقف ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی متعدد مضامین ہیں اور اس کی تعلیم یہ ہے کہ انسان کو ہر وقت اپنی آنکھیں کھلی رکھنی چاہییں اور مناظر پر نظر غائر رکھنی چاہیئے۔ مختلف قسم کے تجربوں کا اُس کی نظموں میں اکثر ذکر ہے۔ مثلاً اُس نے مشاہدہ کیا ہے کہ نابینا شخص قوت لامسہ سے بہت سی باتیں معلوم کرتا ہے، زبردست جذبوں کا اثر حالت خواب میں بھی زائل نہیں ہوتا۔ غذاؤں کی غذائیت اور اُنکا ہضم کرنا وغیرہ اور ایک غذا کا ایک شخص کے لیئے مفید اور دوسرے کے لیئے مضر ہونا۔ امور مذکور کا علم اُس نے کتابوں سے نہیں حاصل کیا تھا بلکہ اپنے ذاتی مشاہدے سے گو اُس کی توضیحیں اکثر غلط ہیں۔ اُس زمانے کی معلومات کے لحاظ سے اُس پر گرفت نہ کرنی چاہیئے اگر وہ کبھی کبھی سادہ لوحی سے کوئی لغو قصہ[1] بھی بیان کر دیتا ہے۔ افسوس ہے کہ اُس کی تعلیم کا اُس کے ہمعصروں پر کوئی اثر

[1] چہارم ۷۱۰ - ۷۲۱ -

باب ۶

نہیں ہوا مگر اس قسم کے افسوسناک امور جمہوریہ کے آخری زمانے کی تاریخ میں بہت ملیں گے۔ مثلاً دیوتاؤں کے وجود کو اُس نے غلط ثابت کیا مگر چند ہی سال کے بعد قیصر دیوتا قرار دیا گیا اور اگسٹس نے نئے مندر بنا کر بت پرستی کو شان و شوکت کے ساتھ از سر نو زندہ کیا اور نئے دور کے شاعر جن میں سے بعض حد درجہ فرین تھے بت پرستی کے احیا کی تعریف میں رطب اللسان تھے مگر زمانۂ حال میں چونکہ وہ مخالف اثرات باقی نہیں رہے ہیں اس لیئے لوکریشیس کے محاسن کی اب داد ملنے لگی ہے۔ جمہوریۂ روما کی تاریخ میں بعض المناک عناصر ہیں جنھیں ان لوگوں کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے جو دل درد مند رکھتے ہیں۔ لوکریشیس کو اپنے محبوب وطن کی نکبت و بربادی سے سخت روحانی تکلیف تھی مگر مناظر فطرت مثلاً پھولوں کا شگفتہ ہونا، طیور کے نغمے، سمندر اور ستاروں کی عظمت، رات کی خموشی، صبح کی فرحت سے اُس کے جذبات پر خاص اثر ہوتا تھا۔

کٹیلس

(۱۳۶) خوش قسمتی سے سی ویلیریس کٹیلس کی ۱۱۶ نظموں کا مجموعہ جو اُنکی کتاب[1] کے نام سے مشہور ہے اب تک موجود ہے ورنہ اگر یہ مجموعہ ضائع ہو گیا ہوتا تو دور زیر تذکرہ میں روما کے اعلیٰ طبقے کے طرز معاشرت کے معاصروں کے لکھے ہوئے حالات کے لیئے ہمارا دارومدار صرف سسرو لوکریشیس اور وارو پر ہوتا جنمیں سے ایک بھی اس بارے میں زیادہ قابل وثوق نہیں سسرو نے ایک تقریر ایم کانی نیس کی حمایت میں کی تھی۔ اُس میں اُس نے اپنی نوجوانی کی آوارگی کے لیئے معافی چاہی ہے اس تقریر سے اُس عہد کے عیش پسند نوجوانوں کے اخلاقی حالات کچھ معلوم ہوتے ہیں لیکن کٹیلس خود ایک رنگیلا نوجوان تھا اور وہ اپنے طبقے کے لوگوں کی آوارگی اور اوباشی کا حال خوب لکھتا ہے۔ کٹیلس روما کے ایک مرفہ الحال خاندان میں پیدا ہوا تھا جو ویرونا میں آباد تھا اور اُس کا باپ قیصر کے دوستوں میں تھا۔ گال این روما کا جو حصہ کوہ آلپ کے دامن میں تھا اُس کا شمار ایک علیحدہ زرخیز اضلاع میں

[1] غالباً اس کے علاوہ اُس کی اور نظمیں بہت کم ہیں۔ پلینی (تاریخ ۲۸، ۱۹) اس کی ایک عاشقانہ نظم کا ذکر کرتا ہے۔

باب ۱۰ ہوتا تھا اور باشندوں میں روما کا تمدن پورے طور پر رائج ہو گیا تھا گو انھیں حقوق شہریت ابھی نہیں ملے تھے۔ ورجل جو ۷۰ ق م میں پیدا ہوا اسی ضلع کا باشندہ تھا جسمیں متعدد اہل کمال پیدا ہوئے۔ اہل علم میں کارنیلیس نی پوس تھا جو کٹیلس کا دوست اور معاصر تھا۔ کٹیلس کا زمانہ قریب قریب ۸۷-۵۴ ق م تھا۔ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک خوشرو نوجوان تھا اور خوشحال بھی تھا۔ اسی وجہ سے اعلیٰ طبقات میں اسکی بہت جلد رسائی ہو گئی اور چونکہ عشقبازی کا عام چرچا تھا اس لیئے وہ بھی عشق کے پھندے میں پھنس گیا۔ اس کی معشوقہ "لیسبیا" بلاشک و شبہہ سسرو کے دشمن پی کلوڈیس کی بدنام اور حسین بہن کلوڈیا تھی عمر میں وہ کٹیلس سے بڑی تھی مگر اس کا ستارۂ حسن اس وقت نصف النہار پر تھا۔ زمانۂ مذکور کی آزادی پسند عورتوں میں وہ انتہائی آزادی کو پسند کرنے کی وجہ سے ممتاز تھی اور اپنے مردہ دل شوہر (کیو۔ کاٹی کی لیشس میٹی لس کیلر کانسل ۶۰ء) کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ اسی لیئے بہت سے نوجوان پروانہ وار اس کے ساتھ رہتے جن میں ایک قابل مگر بے اصول شخص ایم کاٹی لینس رو فس بھی تھا جس کا ذکر آچکا ہے ۵۳ء میں میٹی لس مر گیا اور یہ افواہ مشہور ہوئی کہ کلوڈیا نے اُسے زہر دے دیا ہے۔ بیوہ ہونے کے بعد کلوڈیا نے جو نکتہ سنج اور دولتمند ہونے کے علاوہ اُس زمانے کے فنون خصوصاً رقص میں کمال رکھتی تھی، شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر آوارگی کی زندگی بسر کرنے لگی۔ اسی عورت کا بندۂ بے دام ہو کر کٹیلس نے اپنے آپ کو تباہ کر لیا۔ کلوڈیا کی نگاہ میں وہ ایک حسین نوجوان تھا جس کی لیاقت کی وہ داد دیتی تھی اور جسے اُس نے اپنے عاشقوں کے زمرے میں شریک کر لیا تھا۔ مگر کٹیلس دل و جان سے اس پر فدا تھا اور اس کے لیئے معشوقہ کی صرف نظر عنایت

---

لہ اس ضلع میں لاطینی بولی جاتی تھی مگر اہل روما اسے فصیح خیال نہیں کرتے تھے دیکھو سسرو بروٹس ۱۷۱-۱۷۲۔ کٹیلس لفظ بے سیا (بوسہ) آنہ استعمال کرتا ہے جو طالبی زبان کا خیال کیا جاتا ہے۔

ہ کٹیلس ٹریبل اور پیرس طبع سوم دیباچہ۔

باب ۶

کافی نہ تھی۔ برسوں تک وہ اُس کے پھندے میں پھنسا رہا اور عشق کی سب منزلیں طے کیں، کبھی ذرا سی عنایت سے اُس کا دل باغ باغ ہو جاتا، کبھی آتش حسد اُسے جلا دیتی اور کبھی معشوقہ کی بے اعتنائی سے اُسے مایوسی ہوتی۔ غرض اُس کی تمام عمر اسی جلا پے میں کٹی اور موت سے کچھ ہی قبل اُسے دامِ محبت سے گلو خلاصی حاصل ہوئی۔ لیکن گو اس بے وفا عورت کی محبت نے اُس کی زندگی کو تلخ کر دیا تھا مگر دوسرے جذبات انسانی کی اُس کے دل میں گنجائش باقی تھی مثلاً اپنے ایک عزیز بھائی کی موت سے جس نے دور دراز ٹروڈ میں انتقال کیا تھا اُسے سخت رنج ہوا تھا۔ چند سالوں کے بعد ۵۷ء میں میمیس بتھی نیا کا صوبہ دار مقرر ہوا اور کٹیلس اس کے اسٹاف Cohors میں شریک ہو کر اُس کے ساتھ چلا گیا۔ روما کے اعلیٰ خاندانوں کے نوجوان اس قسم کے تقررات کو جن کے فرائض معین نہ تھے اکثر منظور کر لیتے تھے کیونکہ اس طور پر انھیں صوبوں کی سیر کرنے کا موقع ملتا اور کچھ آمدنی بھی ہو جاتی۔ کٹیلس کو بھی اسی آخری وجہ سے اس خدمت کو قبول کرنے کی تحریص ہوئی ہوگی کیونکہ دوسرے نوجوانوں کی طرح وہ بھی مسرف تھا اور اس کے علاوہ غالباً بیکاری اور عیاشی کی زندگی سے وہ بیزار ہو گیا تھا لیکن اپنے بھائی کو وہ نہ بھولا اور اُس کی قبر پر گیا۔ مگر میمیس نے اُسے مایوس کیا اور بھی نیا میں روپیہ جمع کرنیکا موقع نہ دیا۔ یہ صوبہ کبھی زرخیز نہ تھا اور مسلسل لڑائیوں اور صوبہ داروں کی سخت گیریوں سے یہاں کے لوگ مفلس ہو گئے تھے، اس لیئے جو کچھ آمدنی ہوتی اُسے صوبہ دار اپنے تصرف میں لاتا اور اپنے اسٹاف کے لوگوں کا مطلق خیال نہ کرتا۔ کٹیلس کو یہ بہت شاق گزرا اور اس الزام کی خواہ کچھ ہی اصلیت ہو وہ میمیس سے لڑ بیٹھا اور اپنی ناراضگی کو اس نے حد درجہ فحش اشعار میں ظاہر کیا ہے۔ ۵۶ء میں اُس نے میمیس سے قطع تعلق کر لیا مگر روما کو راست واپس آنے بلکہ بحیرۂ ایجین کے جزائر اور شہروں کی سیر کیلئے

---

۱ ۱۰۱ (۲۶-۱۹) ۶۸، ۶۵

۲ ۲۸، ۱۰

۳ ۴۷، ۴۶

باب ۱۰ چلا گیا۔ وہاں سے وہ اپنے وطن ویرونا کو واپس آیا اور اپنے دیہاتی مکان میں مقیم ہوا جو سرمیو کے جزیرہ نما پر تھا جو بنیاکس کی جھیل میں واقع تھا۔ اس فضا مقام کا وہ بہت شائق تھا۔ لیکن وہاں سے وہ بہت جلد روما میں اپنے دوستوں کے پاس چلا گیا۔ روما کا رنگ ہی اب کچھ اور تھا۔ اُس کی معشوقہ لیسبیا (کلوڈیا) کی بے شرمی اور بے حیائی حد سے تجاوز کر گئی تھی اور اب کوئی اُمید باقی نہ تھی کہ اُس کی محبت کا وہ کوئی صلہ دیگی۔ کیٹیلس نے نہایت فحش اشعار میں اپنی بے پروائی اور بے اعتنائی ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے مگر ان اشعار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے دل پر اب تک چوٹ تھی۔ سیاسی معاملات کی رفتار بھی کیٹیلس کے حسب مرضی نہ تھی کیونکہ اُس کا تعلق بااثر حلقوں سے تھا اور اعلےٰ طبقے کے افراد حکومت ثلاثہ کے غصب حکومت سے ناراض تھے۔ قیصر کی شاطرانہ چالوں سے اتحاد ثلاثہ پھر زندہ ہو رہا تھا اور لوکا کی مجلس شوریٰ کے نتائج سے وہ لوگ پریشان تھے جن کے ذاتی مفاد کے لیئے جمہوریہ کا بقا ضروری تھا۔ کیٹیلس نے غالباً محسوس کر لیا تھا کہ اگر دستور قدیم کو کوئی خطرہ ہے تو قیصر کی ذات سے خصوصاً اس لیئے کہ پامپی پر اُس کا اثر قائم ہو گیا تھا اس لیئے کیٹیلس کو بھی خانگی زندگی کے عشقیہ اور ہجویہ مضامین کو چھوڑ کر سیاسیات کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اس کی زندگی کے آخری سال کی ہجویہ نظموں میں اہم ترین[1] ایک نظم ہے جس میں اُس نے قیصر اور پامپی پر حملہ کیا ہے۔ اس نظم کا لہجہ نہایت تند ہے اور فحش بھی ہے اس لیئے اُسے بہت شہرت ہوئی۔ شاعر نے بظاہر قیصر کے ملازم مامورا کی دولت جمع کرنے پر اپنی ناراضی ظاہر کی ہے اور سوال کیا ہے کہ کیا اسی بدشعار اور مسرف شخص کے لیئے قیصر اور پامپی نے حکومت کو غصب کر لیا ہے اور کیا گال اور برطانیہ کا سیم و زر اسی کے مصرف میں آئیگا؟ مگر در اصل اُس نے قیصر کی ذات پر حملہ کیا تھا۔ لیکن دونوں میں کسی صورت سے مصالحت ہو گئی کیونکہ اول تو قیصر کسی سے لڑائی مول لینا پسند نہ کرتا تھا اور شاعر کی بڑ کی اُسے زیادہ پروا بھی نہ تھی۔

---

[1] ۱۹۔ مقابلہ کرو ۵۲، ۵۴، ۹۳، ۱۱۴، ۱۱۵۔

باب ۶

کیٹیلس اور روما کا تمدن

کیٹیلس نے بھی تلافی مافات کے لیئے ایک نفیس قطعہ[1] لکھا جس میں اُس نے گال میں قیصر کی فتوحات کی بہت تعریف کی ہے؛

(۱۳۶۷) زمانۂ مذکور کے سیاسی مناقشوں میں شاعر کو ہمدردی جمہوریت پسندوں کے ساتھ تھی۔ لیکن اُس کے اشعار سے زیادہ تر روشنی روما کے اعلیٰ طبقات کی خانگی زندگی پر پڑتی ہے۔ اُس کے اشعار کے فحش ہونے سے یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ اُس زمانے کے سب لوگ آوارہ مزاج اور پر معاصی تھے لیکن بلا شک و شبہہ عہد مذکور میں اخلاقی حالت بہت خراب تھی اور اُس کے کلام میں سب و شتم اور بیہودہ اتہامات کی کثرت سے ہمارے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔ کیٹیلس خود ایک ذہین اور زیرک آدمی تھا اور اگر جن بداعمالیوں کا اُس نے ذکر کیا ہے شاذ و نادر ہوتیں تو وہ اُن کا ذکر تک نہ کرتا کیونکہ فضول یا وہ گوئی سے وہ بالطبع متنفر معلوم ہوتا ہے۔ البتہ اسکے الفاظ کو ہر موقع پر لفظی معنوں میں نہ لینا چاہیئے۔ سسرو اور اُس کے معاصرین کی تقریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ عام تقریروں میں مقرر بھی صاف گوئی سے کام لیتے تھے اور شاعر ان سے بھی بڑھے ہوئے تھے۔ مثال کے طور پر ہم سی۔ لکی نیس کالوس[2] کو پیش کر سکتے ہیں جو کیٹیلس کا بڑا دوست تھا۔ اُس کی تصنیفوں کے باقی ماندہ اجزا سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا طرز تحریر بھی وہی تھا۔ یہ شخص مقرر بھی تھا اور والی ٹینس کے خلاف میں اُس نے جو تقریر کی ہے اُس سے معلوم[3] ہوتا ہے کہ روما کی عدالتوں میں کس قدر صاف گوئی سے کام لیا جاتا تھا۔ روما کے شہریوں کا ایک نہایت ہی عزیز حق یہ تھا کہ بلا لحاظ واقعات جس شخص کے متعلق جو چاہیں کہیں عہد انقلاب میں یہ رجحان بیحد بڑھ گیا تھا اور عہد شہنشاہی کے مصنف اور مقرر جو قانون کے جکڑ بند میں گئے تھے عہد جمہوری کے مقرروں کی بدلگامی کو حسرت[4] کے ساتھ یاد کرتے تھے؛

---

[1] دیکھو کون ٹی لیین کی فہرست اور ہوریس Sat یکم ۱۰، ۱۹ کی شرحیں۔

[2] صفحات ۳۲-۲۲ Baehrens fragmenta poetarum Latinorum

[3] ۵۳، ۱۴۷۔ کالوس کی تقریروں کیلیئے دیکھو سینڈس کا دیباچہ سسرو Orator صفحات ۲۶-۴۷

[4] دیکھو جوڈی شل (۱) پرمیز کا حاشیہ خصوصاً ۱۵۱-۱۵۴۔

باب ۲ تمدنی جرائم

(۱۳۶۸) کٹیلس نے روما کے تمدن کا جو خاکا کھینچا ہے وہ صرف عیاشی اور زنا کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ اُس نے اکثر اوقات حد درجے کے طنز کیساتھ خفیف بداعمالیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ مثلاً وہ ذکر کرتا ہے کہ دعوتوں میں مہمان کھانے کی میز پر سے ہاتھ پونچھنے کے رومال[1] اُٹھا لیا کرتے یا بعض لوگ حماموں کے پاس منڈلاتے رہتے اور غسل کرنے والوں کے کپڑے چرا لیتے۔ بعض لوگ اپنے دانتوں کی صفائی[2] دکھانے کے لیئے ہر وقت منھ کھولے رہتے، انھیں وہ متنبہ کرتا ہے کہ ان گندی ترکیبوں کو ظاہر نہ کریں جن سے دانتوں کو صاف کرتے ہیں۔ کبھی وہ اُن لوگوں پر تمسخر کرتا ہے جو حلقی مخارج نہیں نکال سکتے اور بجائے Commoda[3] (تنخواہ، انعام) کے Chommoda لیتے ہیں، لیکن سب سے زیادہ بغض اسے نااہل مصنفوں[4] سے ہے اور خصوصاً ان مصنفوں سے جو لوگوں کو دعوت دے کر اپنے گھر بلاتے ہیں اور اپنی لغو تصنیفوں کو سنا کر سمع خراشی[5] کرتے ہیں۔ لیکن گو وہ ان بدنام کنندۂ نکونامے چند مصنفوں کی خوب خبر لیتا ہے مگر اپنے دوستوں کی تصنیفوں کی پرجوش[6] تعریف کرتا ہے، گو ان تصنیفوں کے ضائع ہو جانیکی وجہ سے ہم اُس کی رائے صائب ہونے کے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے البتہ صرف ایک مصنف کے متعلق اُسکی مخالف رائے کی مسرو نے بھی تائید[7] کی ہے جن مصنفوں کو اُس نے اپنی نظموں[8] میں مخاطب کیا ہے اُن میں ہارٹین سیس اور

---

[1] ۱۲۵، ۲۵، ۳۳، ۷۔

[2] ۳۹، ۳۷ (۲۰)۔

[3] ۸۴۵ کون ٹی لین یکم، ۲۰۵۔

[4] ۴، ۲۲، ۳۶، ۹۵، ۱۰۵۔

[5] ۲۲۵-۴۴۔

[6] ۱۳۵، ۵۰۷، ۹۵۔

[7] سسرو اڈ ایٹی کم ۷، ۲، ۱۷ یر ٹائریل اور پرسر کا حاشیہ دیکھو۔

[8] ۶۵۵، ۴۹۔

باب ۶

اور سمرنا بھی ہیں مگر اس کے دوستوں میں زیادہ تر نوجوان اور غیر مشہور لوگ تھے جن میں سے اکثر اُس کے ہم وطن یعنی گال این روئے آلپ کے باشندے تھے۔ اپنے وطن سے اُسے خاص محبت تھی، اس کا اظہار اُس کی اکثر نظموں سے ہوتا ہے خصوصاً اُن مشہور اشعار سے جن میں اُس نے مشرق سے واپس آنے کے بعد اپنے وطن کی سیُومیوندی کو مخاطب کیا ہے۔ بلڈیات کے تمدّن اور وہاں کے شرمناک واقعات اور افواہوں کا بھی وہ اکثر ذکر کرتا ہے مثلاً اُسکی بہترین نظموں میں ایک نظم ہے جس میں اُس نے ویرونا کے ایک شہری کا مذاق اُڑایا ہے جو اپنی نوجوان اور منچلی بیوی کی آوارگی سے بے خبر تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گال این روئے آلپ کے شہروں کے خوش باش لوگ عیاشی میں اہل روما کے قدم بہ قدم چلتے تھے۔ لیکن ویرونا میں کٹیلس کا دل نہ لگا کیونکہ یہاں علم و ادب کا چرچا نہ تھا، برخلاف اس کے روما میں خود اس کی کتابیں تھیں اور دوسرے کتب خانوں سے بھی اُسے کتابیں مل جاتی تھیں کٹیلس کو کتب بینی کا شوق تھا اور یونان کے شاعروں کا اس پر بہت اثر تھا۔ یونانی سے اُس نے جو ترجمے کئے ہیں اُن کے ایک دو نمونے باقی ہیں اور اُس کی بعض نظموں میں یونانی شاعروں کے کلام کی جھلک ہے لیکن اس پر تقل کرنے کا الزام نہیں آسکتا۔ اپنے اکثر معاصرین کی طرح ابتداءً وہ بھی اسکندریہ کے شاعروں کی عالمانہ شاعری کا راگ تھا

---

۵۱ - ۳۱

۵۲ - ۱۰۰ - ۱۷

۵۳ - ۶۸، ۳۳، ۴۰

۵۴ - ۵۱، ۶۶

۵۵ مثلاً ۳۴ (ڈائنا) کا بعض ۶۳ altis

۵۶ اسکندریہ کے شعرا کیالی ماکس اور بوقوریوں وغیرہ کی متابعت کرنیوالوں کے لیے دیکھو سرTuse سوم ۴۵ جہاں وہ انھیں Cantore's Euphorionis (بوقوریوں کے مداح) کہتا ہے۔ بہترین Fragim صفحات ۳۱۷-۳۲۰۔

باب ۱۰

اور انھیں کی شاعری سے متاثر ہو کر اپنی طویل ترین نظم پے لیئس اور تھے ٹس لکھی ہے[1] جس میں چار سو چھ میٹری مصرعے ہیں۔ اس نظم میں کہیں کہیں ہومر کا رنگ نظر آتا ہے مگر در اصل یہ ایک چھوٹی سی رزمیہ نظم ہے جو شعرائے اسکندریہ کے نمونے پر لکھی گئی تھی۔ لیکن کٹیلس بالطبع نہایت ذہین تھا اس لیے محض نقالی پر قانع نہ رہ سکتا تھا۔ اُسے یونان کے قدیم غزل گو شاعروں سے زیادہ مناسبت تھی جو اپنے دلی جذبات کو حوالۂ قلم کرتے اور جن کی عاشقانہ نظمیں اُس کے مرغوب طبع تھیں۔ شعرائے مذکور کی نظموں نے اُس کے جذبۂ شاعری کو برانگیختہ کیا اور جس صنف شاعری میں وہ کمال حاصل کرنے کو تھا اُس کی راہ دکھائی۔ اُس کا کمال زیادہ تر چھوٹی چھوٹی نظموں میں ظاہر ہوتا ہے جن میں وقتی جذبات کا پُر اثر طریقے اور جوش کے ساتھ اظہار کیا گیا ہو۔ جمہوریہ کے آخری دور کے شاعر اس زمانے کے رنگیلے لوگوں کے حظِ طبع کے لیئے چھوٹی چھوٹی نظمیں لکھتے تھے جو نکتہ سنج تھے مگر طویل نظموں سے گھبرا اُٹھتے تھے۔ کٹیلس شاعروں کے اس جدید طبقے کا رکن رکین تھا۔ اُس کی جدت پسندی کا ثبوت یہ ہے کہ اُس نے مختلف یونانی بحروں کو بھدّی لاطینی زبان میں کھپا دیا جن میں بعض نہایت سنگلاخ تھیں اور اس کوشش میں اُس کی کامیابی روما کے ادبیات کی تاریخ میں ایک قابلِ یادگار واقعہ ہے۔ ہوریس، اسٹاٹیس، ٹیبولیس اور مارشل نے ان بحروں کو کچھ اور جلا دیدی مگر اُن کی نظموں میں نہ تو کٹیلس کی تازگی تھی نہ اُس کا زور۔ چھ میٹری نظموں میں کٹیلس کو زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اس بحر کو ای سبنیس نے یونانی سے لیا تھا، لوکریشیس نے بھی اُس میں اپنا کمال دکھایا مگر اُس کو سریلا در اصل ورجل کی نغمہ سنجی نے بنایا۔ لیکن ورجل کے کلام میں بھی کہیں کہیں پے لیئس اور تھے ٹس کی جھلک نظر آتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی اس نظم کا مداح تھا۔

کٹیلس کی شاعری

(۱۳۶۹) کٹیلس اپنے ناظرین کو گرویدہ اس لیئے کر لیتا ہے کہ وہ محبت

---

[1] دیکھو سسرو Ad Alt ۱۲۷۰ اور سسرو Orator ۱۹۱ پر مینڈلبیم کا حاشیہ۔

باب ۶

اور نفرت، دوستی اور توہمات سے آزاد ہونے[۱] نے، خوشی اور رنج کا ترجمان ہے۔ عہد زیر تذکرہ میں لوگوں کو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا اس لیئے وہ ہر چیز کو زبان پر لاتا ہے اُس کا طرز تحریر پرزور اور بامحاورہ ہے لیکن صرف و نحو کے قواعد کی پروا نہیں کرتا اور واقعہ یہ ہے کہ روزمرّہ کی لاطینی کے وقتاً فوقتاً استعمال سے اُس کے کلام میں ایک خاص قسم کی شوخی اور شگفتگی ہے۔ اُس کی زبان اس ثقہ علمی زبان سے مختلف ہے جسے سسرو اور قیصر نے ترقی پر پہنچایا تھا۔ لیکن روزمرّہ کے استعمال سے لطافت کلام میں فرق نہیں آتا۔ چھوٹی چھوٹی نظمیں[۲] وہ خوب لکھتا تھا مثلاً اپنی معشوقہ کی پالو چڑیا اور اُس کی موت وغیرہ پر اُس نے نظمیں لکھی ہیں۔ مگر اُس کا اصل موضوع عشق بوسہ بازی[۳] وغیرہ ہے۔ اُس کی مختصر ظرافت آمیز نظمیں Epigrams باوجودیکہ انمیں رنگ و روغن زیادہ نہیں ہے مگر بامواقع اور پرزور ہیں۔ ان میں سے بعض نظمیں حد درجہ فحش ہیں مگر اس کے انداز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے فحش صرف اس وجہ سے لکھا ہے کہ اُس کا مضمون سوئے اتفاق سے گندہ ہے۔ فحش کلامی سے نہ تو اُسے شوق تھا نہ اُسے جودت طبع کا جزو خیال کرتا تھا۔ اُس نے خود اپنی کمزوریوں کا اظہار کیا ہے اس لیئے اُس سے کسی کو گلہ نہیں۔ علاوہ ازیں جن لوگوں میں وہ رہتا سہتا تھا وہ اُس سے بھی بدتر تھے۔ بالمختصر وہ انسان تھا گو بہت اچھا انسان نہ تھا اور جمہوریہ کے آخری زمانے میں روما کی اخلاقی حالت زمانۂ مابعد سے بہتر تھی۔

کارنی لیس نے پوس

(۱۳۷۰) کارنی لیس نے پوس کا جو کٹیلس کا ہم وطن اور اُسکا اور سسرو کا دوست تھا یہاں زیادہ تفصیل سے تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ تلخیص کثیر الاقتصاص تھا اور سوانح نویسی کا اُسے زیادہ شوق تھا۔ روما کے ادبیات کی ایک موقر شاخ (تاریخ و سوانح نویسی) سے اُسے تعلق تھا مگر فرصت کے اوقات میں عشقیہ نظمیں بھی

---

[۱] ۵۸۶۔

[۲] ۱۰، ۱۲، ۱۷ سے اس کا ثبوت ہوگا۔

[۳] ۲، ۳، ۴، ۱۳۔

[۴] ۵، ۷، ۷، ۵ و ۹، ۱۱۔

باب ۱۰ اکثر لکھا کرتا تھا۔ علم اخلاق کی حیثیت سے اہل روما کی طرح وہ بھی جوہر کو عرض پر ترجیح دیتا تھا۔ اس کی تاریخوں میں سوانح نویسی کا رنگ غالب ہے اور اخلاق میں بجائے نصائح کے امثلہ سے زیادہ کام لیتا ہے۔ روما کی تاریخ کے علاوہ یونانی روایت اور ممالک غیر کے مشاہیر کے حالات سے بھی وہ مدد لیا کرتا تھا اور مشاہیر روما سے اُن کا مقابلہ کرتا۔ ماخذ سے کام لینے میں وہ غلطیاں کرتا تھا اور طرز تحریر اور طرز بیان بھی پسندیدہ نہ تھے بحیثیت مجموعی وہ ایک معمولی آدمی تھا اور اُس کی تصانیف بھی معمولی درجے کی تھیں اس پر وارو کا بہت اثر پڑا ہے مگر وارو کا اُسے ہم پلہ کسی صورت سے نہیں کہہ سکتے۔ فنے پوس کی باقی ماندہ تصانیف میں سے اہم ترین[1] ایٹی کس کی سوانح عمری ہے جو اُس نے اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر لکھی تھی۔ ایٹی کس (پیدائش ۱۰۹ موت ۳۲ ق م) نے پوس سے دس سال بڑا تھا جو اُس کے مرنے کے بعد بھی زندہ رہا۔ اس سوانح عمری میں عیب یہ ہے کہ مصنف نے اسمیں از سر تا پا مدح سرائی کا پل باندھ دیا ہے اور تنقید کرنے کی مطلق کوشش نہیں کی ہے۔ اس عہد کے شدید سیاسی مناقشات میں ایٹی کس کا طرز عمل یہ تھا کہ غیر جانبدار رہکر اپنی ذاتی عافیت میں کوشاں رہے۔ فنے پوس اُس کے اس طرز عمل کو نہ صرف انتہائی دور اندیشی بلکہ انتہائی نیکی پر محمول کرتا ہے۔ اس خاکے کو ہم صحیح تصور نہیں کر سکتے مگر کتاب میں بہت سے دلچسپ تفصیلی حالات ہیں جن سے اُس عہد کی اندرونی تاریخ پر روشنی پڑتی ہے۔ فنے پوس کو ایٹی کس کی دوستی کا حد درجہ فخر تھا۔ اُس کے سیاسی رجحان کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ جمہوریت کو پسند کرتا تھا مگر اس کے لیئے اپنی جان جوکھم میں ڈالنا نہ چاہتا تھا۔ روما کے مصنفین کی جو فہرست گون ٹی لین نے دی ہے اس میں فنے پوس کا نام شریک نہیں ہے۔

پولیو ۱۳۷ سی۔ آئی نیئس پولیو[2] (۷۶ ق م تا ۵ء) کی تصانیف

---

[1] اولاً ایٹی کس کی زندگی میں شائع ہوئی اور باب ۱۹-۲۲ بعد میں لکھے گئے۔

[2] اسکا یہاں ذکر اسلیئے کیا گیا ہے کہ گو اسکی تصنیفیں ضائع ہو گئی ہیں مگر اسکی اہمیت خاص ہے۔

باب ۶

زیادہ تر جمہوریہ کے زوال کے بعد کی ہیں۔ خانہ جنگی کی اُس نے جو تاریخ لکھی تھی وہ اس لیئے اہم خیال کی جاتی ہے کہ اپنی جوانی کے زمانے میں وہ جنگ ہائے مذکور میں شریک تھا اس کا خاندان آسی نی ماروکونی کے ضلع کا تھا اور خاصی شہرت رکھتا تھا۔ پولیو کی سیاسی زندگی کا ہم ذکر کر چکے ہیں اور عہد درمیانی کے مشاہیر میں اُسکا شمار ہوتا ہے۔ عنفوان شباب میں کٹیلس کو بھی اُس نے دیکھا تھا جو اسکی لیاقت کو تاڑ گیا تھا۔ پختگی کی عمر کو پہنچ کر سسرو سے وہ مراسلت کرتا تھا اور زمانۂ مابعد میں ورجل اور ہوریس کا وہ مربی ہوا۔ عہد شہنشاہی کی ادبی روایات پر اسکا بہت کچھ اثر تھا۔ اس کی نظمیں ضائع ہو گئی ہیں۔ فن تقریر میں بھی وہ کمال رکھتا تھا لیکن جمہوریہ کے زوال کے بعد مقرروں کو اپنے ہنر دکھانے کا موقع باقی نہ رہا اسلیئے زمانۂ مابعد میں اُسے ادبی تنقید، تاریخ نویسی اور علوم و فنون لطیفہ کی ترقی کا زیادہ شوق تھا۔ قیصر کو کتب خانوں کے قیام کا خیال ہوا تھا، آگسٹس وین کو جب اس طرف توجہ ہوئی تو پولیو[1] ہی کی نگرانی میں پہلا کتب خانہ قائم ہوا۔ اُسی نے سب سے پہلے دوستوں کو بلا کر انھیں اپنی تصنیفات[2] سنانے کی رسم کو رواج دیا۔ رفتہ رفتہ ہر قسم کے لوگ ان مجلسوں[3] میں شریک ہونے لگے جس سے لوگوں کا ناک میں دم آگیا مگر سیاسی مشاغل کے نہ ہونے کے سبب سے بیکار لوگوں کو اس میں بھی لطف آتا تھا ادبی تنقید میں وہ سختی کرتا تھا اور اکثر انصاف کا خون کر دیتا۔ سیلسٹ[4] کو اس نے متروک الفاظ اور غیر مانوس تشبیہوں کے استعمال کرنے پر مطعون کیا ہے حالانکہ وہ خود پرانے الفاظ استعمال کرتا تھا سسرو کے طرز تحریر کے مخالفین[5] کا وہ سرغنہ تھا حالانکہ خود اُس کا طرز تحریر نہایت خشک اور ناپسندیدہ تھا سسرو پر اُس نے یہ اتہام لگایا ہے

---

[1] پلینی تاریخ ۷، ۱۱۵-۱۰/۳۵۔

[2] سی نیکا Praef ۴ Coutrou ۲۔

[3] دیکھو جوونیل مرتبہ میئیر فہرست لفظ Recitations -

[4] سوئی ٹونیس De grammaticis ۱۔

[5] دیکھو ایچ پی ٹرقطعات تاریخ روما ۲۶۲-۶۵ اور سی نیکا اولے کے نسخے مرتبہ کس ایک کی فہرست۔

باب ۶ کہ اُس نے انٹونی سے نہایت عاجزی سے جاں بخشی کی درخواست کی تھی اور اپنی تقریروں کو جو اُس کے خلاف تھیں (فلپک) جلا دینے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسے کسی سے ہمدردی نہ تھی۔ غنیمت ہے کہ مردوں کے ساتھ اُسے جو دشمنی تھی اُس کا اعادہ اُس نے اپنی تاریخ میں نہیں کیا ہے مگر سسرو کے متعلق جو اُس نے رائے دی ہے اُس میں اُس نے سسرو کی عظمت کو خندہ پیشانی سے تسلیم نہیں کیا ہے۔ غرض اس کا عام رجحان یہی تھا کہ غلطیوں کی گرفت کرے نہ کسی مصنف کی خوبیوں کا اعتراف کرے۔ اُس زمانے کے معلمان بلاغت پر اُس نے جو مخالفانہ اعتراض کیے ہیں اُس کی سی نیکا اولے نے چند مثالیں دی ہیں اور سوئی ٹونیس[1] بیان کرتا ہے کہ قیصر Commentaries پر اُسے یہ اعتراض تھا کہ بے پروائی سے لکھی گئی ہیں اور صحت کا خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ لیکن اُس نے اپنے آقا (قیصر) پر واقعات کو عمداً غلط طریقے پر پیش کرنے کا الزام نہیں رکھا ہے اور پولیو ایسے سخت نکتہ چین کا یہ الزام نہ رکھنا ایک طور پر قیصر کی تعریف ہے بحیثیت مورخ کے پولیو کی شہرت اچھی ہے کیونکہ وہ زیادہ طرفداری نہیں کرتا تھا۔ بروٹس اور کیسیس کی اُس نے تعریف کی ہے اور جنگ فارسالس میں فریق پامپی کے مقتولین کی تعداد زیادہ نہیں بتائی ہے۔ ممکن ہے کہ اُس کی یہ غیر جانبداری حسد پر مبنی ہو۔ اُس کے حاسد ہونے کے متعلق ایک قصہ[2] مشہور ہے کہ ایک شاعر کسی مجمع میں اپنے شعر سنا رہا تھا، اُس نے کہیں یہ کہدیا کہ سسرو کے مرجانے سے روما میں فن تقریر کا خاتمہ ہوگیا، پولیو یہ سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا اور اس مقام سے اُٹھ کر چلا گیا۔ شہادت موجودہ سے بحیثیت مجموعی یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مواد محنت سے جمع کرتا اور واقعات پر نظر تنقیدی ڈال کر بلا رو رعایت لکھنے کی کوشش کرتا۔ لیکن اس کی

---

[1] سوئی ٹونیس جولیس ۵۶۔

[2] سی نیکا Suasor ۲ ۶، ۲۷ - یہ امر قابل لحاظ ہے کہ آگسٹس کے زمانے میں ایسے شاعر تھے جو سسرو کی تعریف کرنے کی جرأت کرتے۔ مگر غالباً اُن لوگوں کو دربار شاہی تک رسائی کا کم موقع ملتا ہوگا۔ دیکھو فقرہ ۱۳۲۷ کتاب ہذا۔

باب ۶

رائے پر اُس کے ذاتی جذبات کا ضرور اثر تھا جن کی وجہ سے وہ کبھی کبھی صریح دروغ بیانی بھی کر بیٹھتا تھا۔

سیلسٹ

(۱۳۷۲) ہم سی سیلسٹیس کرسپس (۸۶ تا ۳۵ ق م) کا اکثر ذکر کر چکے ہیں مثلاً ہم بیان کر چکے ہیں کہ ۷۰ء کے سنسروں نے اُسے سینیٹ سے خارج کر دیا تھا، خانہ جنگی میں اُس نے قیصر کی خدمتگاری کی تھی اور بالآخر نیومیڈیا میں جدید صوبۂ افریقہ کا حاکم اعلیٰ ہوا جہاں اُس نے لوٹ مچائی تھی۔ قیصر کے اکثر حواشیوں کی طرح اُس کی ابتدائی زندگی بھی شرمناک تھی اور پھر قیصر کی عنایت سے عروج نصیب ہوا تھا۔ قیصر کے انتقال کے بعد وہ سیاسیات سے علیحدہ ہو گیا۔ اُس کے پاس دولت بہت تھی اور اس کا مکان[۵۱] جس کا احاطہ نہایت شاندار تھا روما میں قابل دید تھا۔ وارو کی طرح وہ بھی ضلع سابن کا باشندہ تھا اور آرمی نیم میں پیدا ہوا تھا۔ خانہ نشینی کے زمانے میں اُس نے بطور شغل بیکاری روما کی تاریخ لکھنی شروع کی۔ وہ مختلف واقعات کو علیحدہ علیحدہ لکھتا ہے یعنی اولاً کیٹی لین کی بغاوت کا حال، پھر جگرتھا کی لڑائی کا اور سب سے آخر میں اُس کی جامع تصنیف Historiae (تاریخ) ہے۔ اُسکی اس آخری تصنیف کے، جس کا برائے نام[۵۲] ۷۸ء سے ۶۷ء ق م سے ہے مگر جس میں سیلا کی موت سے قبل کے بھی واقعات مذکور ہیں، صرف چند اجزا باقی ہیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ اُس نے ۶۷ء کے بعد کے واقعات نہیں لکھے ہیں سیلسٹ دو وجوہ سے ہمارے لیے دلچسپ ہے۔ روما کے مورخوں میں وہ پہلا شخص ہے جو طرز تحریر کی خوبی کو اتنا ہی اہم خیال کرتے تھے جتنا کہ صحت واقعات کو اور تلاش و تفحص کے مقابلے میں خوبی تحریر اُسکے نزدیک اہم تر تھی۔ نمونوں کی تلاش کے لیے اُسے یونانی ادبیات کی طرف متوجہ ہونا پڑا

---

۵۱ Horti Sallustiani کے نام سے مشہور تھا اور شہر کی دیوار کے باہر کوئرنال پہاڑ کے شمال میں اونچی زمین پر بنا ہوا تھا اور زمانۂ مابعد میں شہنشاہوں کے قبضے میں آگیا۔ دیکھو ڈی سی آس Hist ۱۲ Ann سوم ۸۲۔

۵۲ Catil, ۲۴ Carptim -

۵۳ ان کی اہمیت ظاہر کرنے کے لیے مُورین باخر لپسک ۱۸۹۱ء) نے انھیں مرتب کر دیا ہے۔

باب ۶ اور ڈیموسی ڈائیڈیس کا اس نے تتبع کیا۔ اسی لیئے اُس کی تصنیفوں میں ناٹک کا لطف آتا ہے۔ اُس نے محنت شاقہ کر کے تقریریں لکھی ہیں اور انھیں مختلف تاریخی اشخاص کی زبان سے ادا کرایا ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ تقریر اُس شخص اور موقع کے حسب حال ہو۔ اس طور پر تاریخی واقعات کو بیان کرنے میں اشخاص تاریخی کے مقاصد کا تجزیہ بھی اکثر نہایت خوبی سے کیا گیا ہے اور زمانۂ حال و گذشتہ کے متعلق خیالات ظاہر کیئے گئے ہیں اور عام اصول قائم کیئے گئے ہیں جن کا اطلاق ہر موقع پر ہو سکتا ہے بالمختصر سیلسٹ اپنے آپ کو ایک تاریخی معلم اخلاق خیال کرتا ہے، اسی لیئے زمانۂ مابعد کے مصنفین یہ کہنے سے باز نہ رہ سکے کہ اُس کے ذاتی افعال ایسے نہ تھے کہ دوسروں پر وہ نکتہ چینی کر سکتا۔ لیکن مقرروں اور شاعروں کو اس بارے میں معذور رکھنا چاہیئے اہل روما تاریخ کو صحیح معنوں میں سمجھنے سے قاصر تھے اور اُن کی تاریخوں میں اخلاقی نتائج نکالنے کی زیادہ کوشش کی جاتی تھی اور طرفداری زیادہ ہوتی تھی مگر جس شخص کو مورخ ہونیکا دعویٰ ہو اُس کے افعال پر رعایت کے ساتھ محاکمہ نہیں ہو سکتا سیلسٹ نے اکثر غیر جانبدار ہونے کا دعوےٰ کیا ہے مگر ہمیں اس کے دھوکے میں نہ آنا چاہیئے گو ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اُس نے صرف اسی فریق کے دعاوی کو بیان نہیں کیا ہے جسکی طرف اُس کا رجحان تھا گو یہ بھی ایک اسلوب بیان ہے۔ مثلاً اُس نے بیان کیا ہے کہ کیٹی لین کی بغاوت کے اسباب عرصۂ دراز سے موجود تھے اور اس کے پیرو بد طینت اشخاص تھے، سسرو کی خدمات کا بھی اُس نے اعتراف کیا ہے اور کیٹو کی بہادری اور سختی کی تعریف کی ہے مگر اس سے اس کی غایت صرف یہی ہے کہ اس کو قیصر کی دور اندیشی اور اعتدال کی تعریف کرنے اور بغاوت میں شرکت کے الزام سے اُسے بری کرنے کا موقع ملے۔ اسی طور پر تاریخ جگرتھا میں وہ میٹی لس[1] کے محاسن کا پورے طور پر اعتراف کرتا ہے تاکہ میریسس کی مدح سرائی کر سکے۔ مگر ہم یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ اُسے مطلق

---

[1] اس نے خود اعتراف کیا ہے کہ سولا کو بذریعۂ وضع قوانین اخلاق کی اصلاح کا کوئی تعلق نہ تھا دیکھو M ۶۱۷ Hist fragm

[2] سولا کی بھی اُس نے تعریف کی ہے۔ دیکھو سیلسٹ جگرتھا پر مسرس کا دیباچہ صفحات ۱۵، ۱۶۔

باب ۱۰

تعصب نہ تھا۔ روما کے امرا کی نااہلی اور سلطنت روما کا اُن کے سبب سے ذلیل ہونے کا اُسے ہر جگہ رونا ہے اور اسی کی وجہ سے اُس کی تصانیف میں یک گونہ یکسانی ہے۔ باوجود عیش پسند ہونے کے سیلسٹ اپنے زمانے کے لوگوں کے اخلاقی تنزل کا رونا روتا ہے اور حسرت کے ساتھ جو غالباً بناوٹی نہیں ہے روما کی گزشتہ عظمت کو یاد کرتا ہے۔ دوسرے مشاہدہ کرنے والوں کی طرح وہ بھی درجۂ ادنیٰ کے کسانوں[1] کے ناپید ہونے اور اطالیہ کے حصۂ کثیر میں زراعت کے مسدود ہو جانے کو وہ ایک قومی نقصان خیال کرتا ہے اور اس کا الزام حریص اور بے ایمان دولتمند لوگوں پر رکھتا ہے۔ اپنے خیالات کے لحاظ سے اُس نے اپنا طرز تحریر قصداً قدیم رکھا تھا، اُسکے جملوں اور الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قدیم مصنفین مثلاً سسینا اور کیٹو اولے کا تتبع کرتا تھا۔ کوِن ٹی لین کہتا ہے کہ سسرو اور قیصر کے پُر زور جملوں اور سیلسٹ کی مختصر نویسی" میں بہت فرق ہے۔ اُس کی تاریخ اور طرز تحریر کے بارے میں اُس کے زمانے سے آجتک تنقید کرنے والوں میں حد درجہ اختلاف ہے۔ بحیثیت ماخذ کے ہماری رائے میں وہ منزہ عن الخطا نہیں ہے۔ واقعات کے جو سنین اُس نے دیئے ہیں اکثر مشکوک اور بعض مقامات پر بالکل غلط ہیں مگر اس سے یہ مطلب نہیں کہ جن واقعات کا اُس نے ذکر کیا ہے اور جو اُس کے زمانے سے کچھ ہی قبل کے ہیں ان کے متعلق اُس کی رائیں غلط ہیں۔ اس مقام پر ہمیں یہ صاف کہہ دینا چاہئے کہ سیلسٹ کے متعلق جو رائے کوئی شخص قائم کرے گا وہ اُس رائے کے مطابق ہوگی جو وہ عہد انقلاب کے اہم مسائل کے متعلق قائم کرے[2]۔ میں حکومت قیصری کا اُس کے تمام کی برابر طرفدار نہیں مگر میری رائے میں بھی سینیٹ کے آخری زمانے کی حکومت کا نظام جو بدعنوانیوں اور بے قاعدگیوں پر مبنی تھا ہر طرح سے اس جدید حکومت شاہی سے جو اب قائم ہوئی اچھے یا برے عوام پسند شورش کنندوں کی کوششوں سے وجود میں آئی جن لوگوں نے

---

[1] کیٹی لین ۲، ۱۴۱، جگر تھا ۱۴، ۸، قطعات تاریخ ۱، ۱۱، ۱۲۔

[2] یعنی جو لوگ قیصر اور حکومت قیصری کے طرفدار ہیں وہ سیلسٹ کے بیانات کو مائل ہو کر خیال کریں گے اور قیصر کے مخالفین کی رائے اس کے متعلق بالعکس ہوگی۔

باب ۱۰ نظام جمہوری کی حمایت میں اپنی جانیں قربان کردیں اور جو باوجود اُس کے عیوب کے اُسے حاکم مطلق العنان کی حکومت پر ترجیح دیتے تھے، اُن کی شجاعت اور استقلال کے مداح ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم اس قبیح نظام حکومت کو بھی پسند کریں۔ اسی طرح فریق مخالف کی تصنیفات کو صرف اس لیئے ناقابل وثوق نہ خیال کرنا چاہیئے کہ اُس کے موییدوں میں اکثر لوگوں کا چال چلن خراب تھا اور وہ خودغرض تھے۔ اس اصول کا خیال رکھ کر کہ جب کوئی مورخ حالیہ[1] واقعات کو بیان کرتا ہے تو وہ اپنے رجحان طبعی کو بالکل دبا نہیں سکتا، میری رائے یہ ہے کہ سیلسٹ نے واقعات کو صحت اور انصاف کے ساتھ بیان کیا ہے سوائے ان مقامات کے جہاں کہ اُس نے قیصر کی تائید کی ہے۔ اُس کی راست گوئی کی ایک قابل لحاظ مثال یہ ہے کہ اُس نے زراعت[2] اور دیہاتی زندگی کا حقارت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ گو اُسے خوب معلوم تھا کہ زراعت اور جمہوریہ کے تنزل میں باہمی تعلق ہے مگر وہ بلا پس وپیش کہتا ہے کہ میں اپنی گوشہ نشینی کا زمانہ اس ذلیل کام (زراعت) میں نہ ضائع کرونگا۔ اُس نے سیاسیات کو چھوڑ کر تاریخ نویسی اختیار کی تھی مگر کٹیلس کی طرح اُسکا بھی یہی خیال تھا کہ دنیا کا مرکز شہر روما ہے؟

علم قانون (۱۳۷۳) عہد انقلاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ہر قسم کے علوم کو فروغ ہوا اور باوجود سیاسی مناقشوں اور عام بےچینی کے قانون کی طرف خاص توجہ تھی۔ قانون سے مراد روما کے ملکی قانون سے ہے کیونکہ سرکاری یعنی فوجداری عدالتوں میں جن میں سربرآوردہ مقرروں کو اپنی قابلیت کے دکھانے کا موقع ملتا تھا، زیادہ تر واقعات پر بحث ہوتی تھی۔ روما کا پرانا ملکی قانون "دوازدہ الواح" میں محفوظ تھا مگر چونکہ اس کی عبارت جامع ومانع نہ تھی اس لیئے جیسا کہ ہم کسی موقع پر بیان کرچکے ہیں قوانین مذکور میں مختلف طریقوں پر ترمیم اور اضافہ ہوتا رہا کچھ تو وضع قوانین[3] کے

---

[1] اسکی کیٹی لین کی تاریخ کے لیئے دیکھو فقرہ ۲۰۲ کتاب ہذا۔

[2] کیٹی لین ۴-۱۔

[3] مثالوں کے لیئے دیکھو قوانین مذکورۂ ذیل گری نج کی کتاب "طریقۂ کارروائی قانونی" کی فہرست میں اور دستات ۴۳۴، ۶۴۹، ۶۵۱، ۱۲۲ Aquilia, Fursia publili

باب ۶

ذریعے سے مگر زیادہ تر تعبیر سے۔ قوانین کی تعبیر کا کام پہلے تو پجاریوں سے متعلق تھا مگر رفتہ رفتہ پیشہ ور مقننوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی جس کے افراد لازماً پجاریوں کی مجلس سے تعلق نہ رکھتے تھے مگر دونوں کا پرانا تعلق بالکل منقطع کبھی نہیں ہوا۔ مقننوں کا اہم ترین کام یہ تھا کہ اپنی جدّت سے پرانے اور غیر معین قانونی اصول کے مفہوم کو وسعت دے کر انھیں جدید قسم کے مقدمات پر منطبق کریں تاکہ لفظی موشگافیوں سے انصاف کا خون نہ ہو اور بحیثیت مجموعی اس میں انھیں کامیابی بھی ہوئی۔ مگر ان مقننوں کی آرا اور نوتراشیدہ قانونی مسائل کی وقعت اُسی وقت ہو سکتی تھی کہ عدالتیں انھیں تسلیم کریں۔ اس کی صورت حسب ذیل تھی۔ اگر حاکم شہر اپنے سالانہ فرمان میں یہ اعلان کر دیتا کہ میں فلاں رائے پر عمل کروں گا یا کسی قانونی چارۂ کار کو ایک خاص قسم کے مقدمات پر خلاف عملدرآمد سابق اطلاق ہوگا (مثلاً امور تنقیح طلب کو مختلف طریقے پر بیان کرنے کے لیے کسی اصول قانونی کے الفاظ میں تغیر کر دینا) تو یہ ترمیم اُسکے زمانِ حکومت کے اختتام تک قائم رہتی۔ اس کے بعد اگر اُس کے جانشین بھی اس ترمیم کو تسلیم کر لیتے تو وہ بحیثیت ایک نظیر کے جزو قانون بن جاتی اور اس طور پر بڑے مقننوں کی رائیں رفتہ رفتہ قانون کا اثر حاصل کر لیتیں۔ اس کے علاوہ کسی مقدمے میں کسی سربرآوردہ مقنن کی رائے کا حوالہ دینا اور دعوے کی تائید میں اُسے ماہر فن گواہ کے طور پر طلب کرنا بھی جائز تھا۔ علاوہ ازیں چونکہ پریٹر (حاکم شہر) ماہر فن نہ ہوتا تھا اسلیئے اُس کا رجحان اسی فریق کی طرف ہوتا جس کی طرف سے ماہرین فن کی زبردست رائیں پیش ہوتیں۔ مزید برآں جس خاص شکل میں وہ مقدمے کو واقعات کے لحاظ سے تصفیے کے لیئے جوری کے سپرد کرتا، اگر اُس میں کوئی جدت ہوتی تو وہ بھی آیندہ اہل مقدمہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ Calpurnia, Pinaria, Silia, Plaetoria, etc.

لہ میں نے یہاں بخوف طوالت بعض مقدمات کا Recuperatores (ثالثوں) یا Centumviri (عدالت دیوانی) کے سپرد کئے جانیکا ذکر نہیں کیا ہے Recuperatores کا ذکر اس سے قبل آچکا ہے (دیکھو فہرست مضامین) اور Centumviri کے لیئے جمہوریہ کے آخری زمانے میں دیکھو سسرو De orat. یکم ۳۸-۱۷۳۔

باب ۱۰ کیلئے ایک نظیر بن جاتی انھیں طریقوں سے وہ پیچیدہ نظام قانونی وجود میں آیا جو سمپرو کے زمانے میں تھا۔ اس کے علاوہ پیٹرائی تقویت کے لیے چند منتخب لوگوں کو بطور اسیسر مقرر کر لیتے اور اُن سے مشورہ لیتے۔ یہ لوگ حاکم کے ساتھ اسکے اجلاس Tribunal پر بیٹھتے۔ اُن کی حیثیت مشیروں In consilio کی تھی مجالس شوریٰ Consilian کا وجود روما کی ایک ممتاز خصوصیت ہے یہاں تک کہ خاندانی معاملات میں بھی اُن سے کام لیا جاتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ روما کی عدالتوں میں ماہرین فن سے مدد لینے کا کافی موقع تھا مشیر قانونی Juris consultus کے لوگ مرہون منت ہوتے تھے اور یہ پیشہ معزز تھا گو یہ لوگ خانگی طور پر کام کرتے تھے۔ سلطنت نے ابتک اُن کے قابل افراد کو تسلیم نہیں کیا تھا اور اُن کے معاوضے کی بھی کوئی معین شرح نہ تھی۔ اہل مقدمہ ان لوگوں کو تحفے تحائف دیتے مگر ہر دل عزیزی اُن کا اصل معاوضہ تھا جسکے ذریعے سے مناصب جلیلہ کا حاصل کرلینا اُن کے لیئے آسان ہوجاتا۔ اہل روما کے دماغی مشاغل میں اخلاقی لحاظ سے مفید ترین قانون کا مطالعہ تھا۔ جمہوریہ کے آخری دور میں روما میں بہت سے یونانی اثرات موجود تھے ان میں سے بعض خراب تھے لیکن روافیت کے مفید ہونے میں کوئی شک نہیں جس کا اثر زیادہ تر زبردست اور اعلےٰ خصائل کے لوگوں پر ہوتا تھا اور جس سے اہل روما کے عزم اور راست بازی میں مزید استحکام ہوا۔ بعض لوگوں پر اس کا اثر ضرورت سے زیادہ ہوتا مثلاً کیٹو خود اور اُس کے دوست فاؤنیس پر اس کے علاوہ روافیت کی منطق صدری اور اخلاقیات کی وجہ سے اُسے مقننوں کے دماغی رجحان سے ایک خاص مناسبت بھی تھی اور اسی لیئے اکثر بڑے بڑے مقنن اُس کے پیرو ہوگئے۔ ان لوگوں کے دماغ ہمیشہ حق و باطل کے جانچنے اور قانون کے الفاظ اور اُس کے اُصول کے منطبق کرنے میں لگے رہتے تھے اس لیے بحیثیت مجموعی اُنکی کوششوں سے اصول معدلت[1] میں اصلاح

[1] دیکھو مین قانون قدیم باب سوم روما نے طریقۂ معدلت کی ترقی پر۔ جملہ اقوام کے قوانین Ius gentium کو تسلیم کرکے ان کو روما کے قوانین میں تحریک کرنیکے طریقہ کا آغاز Praetores Peregrini (حکام جو روما میں غیر ملکیوں کے مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے) کے زمانہ میں ہوا۔

باب ۶

ہوئی۔ مگر رواقی مقننوں کی صرف یہی ایک خدمت نہیں تھی کہ انھوں نے قانون کی اصلاح کی۔ رواقیت کی تعلیم یہ ہے کہ انسان اپنے پریشان کن جذبات کو قابو میں رکھے اور اعلےٰ درجے کے لوگوں پر اُس کا اثر یہ تھا کہ انتظام مملکت میں وہ انصاف اور غیر جانبداری کا لحاظ رکھتے تھے نہ صرف عدالتوں میں بلکہ جہاں کہیں ممکن ہو سکے۔ اسی تعلیم کا اثر ہے کہ جمہوریہ کے زمانے میں حکومت صوبہ جات کا بہترین نمونہ اسکے وُوُلا اور اُولپیئن نے پیش کیا ہے جو رواقی مقنن اور ایشیا کے صوبہ دار تھے۔ روما کے روبہ تنزل عہد انقلاب میں اگر کسی سررشتہ کا انتظام قابل اطمینان تھا تو وہ قانون ملکی کی عدالتیں تھیں حالانکہ عہد مذکور میں سیاسیات میں زبردستی اور زبردستی کا زور تھا، مذہب محض ایک ڈھکوسلا رہ گیا تھا، سیاسی عدالتوں میں رعایت اور رشوت ستانی کا بازار گرم تھا اور مصنفین کا قلم صرف یہ لکھ گیا تھا کہ اعلےٰ طبقوں کی اوباشیوں کے تذکرے لکھیں۔ تجارت پیشہ لوگ اور عامۃ قوم بھی ایک حد تک جہاں تک کہ اسکا اثر کارگر ہو سکتا تھا باہمی معاونت سے اس مفید سررشتے کو برقرار رکھنے اور عام تنزل سے اُسے بچانے کی کوشش کرتے۔ اُس کو اندرونی خطرہ فریب دہی اور جھوٹی شہادتوں سے تھا اور بیرونی خطرہ یہ تھا کہ اُس کا کام بسا اوقات خانہ جنگیوں اور فسادوں سے رُک جاتا۔ فریب اور جھوٹی شہادت کا استیصال تو عدالتیں خود کر سکتی تھیں اور فسادوں اور خانہ جنگیوں کا شہنشاہیت کے قیام سے خاتمہ ہو گیا جس کی وجہ سے طریقۂ کارروائی کی اصلاح اور اعلیٰ اصول پر قانون کی ترقی کا کام بلا کسی رکاوٹ کے جاری رہا۔

سیاسی اور قانونی ترقی

(۴۷۱۲) ہم یہاں روما کے قانون کی تاریخ سے بحث نہیں کر سکتے لیکن اس نمایاں فرق کو بتانا ضروری خیال کرتے ہیں جو روما کے سیاسی اور قانونی نظام میں تھا اور جس کی وجہ سے دونوں کا انجام مختلف ہوا۔ روما کا دستور سیاسی ایک شہری سلطنت کا تھا اور اس لیئے ایک وسیع سلطنت کی حکومت کے لیئے غیر موزوں تھا۔

---

سلہ اور اسی لیئے صوبجات میں اس کا بہت کم اثر تھا جہاں کمزور اور حریص صوبہ داروں اور روما کے ساہوکاروں کے اثر سے انتظام نہایت خراب تھا۔ دیکھو فقرات ۶۳۸، ۶۳۹، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵۔

باب ۱۰ میں نے شرح وبسط کے ساتھ روما کے انحطاط پر بحث کی ہے جس سے نظام مذکور کی غیر موزونیت ثابت ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اس میں دستوری اور کامل اصلاح کی صلاحیت بالکل نہ تھی۔ اسی وجہ سے انقلاب کا وقوع میں آنا لابدی تھا۔ سلطنت روما کا عرصۂ دراز تک باقی رہنا باعث تعجب ہے مگر اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اسکو عروج درجہ بدرجہ ہوا تھا اس لیئے اُس کا تنزل بھی یکایک نہ ہوا، سولا کی چند روزہ مطلق العنان حکومت اور پامپی کی سیادت کے بعد بھی وہ باقی رہی لیکن قیصر کی علانیہ مطلق العنان حکومت نے اُس کا خاتمہ کر دیا اور اُس کے احیا کی کوشش کے ناکام ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آگسٹس کی "ریاست جمہوری" قائم ہو گئی جو درپردہ مطلق العنان حکومت تھی۔ قانون ملکی کو ترقی مقننوں کی تعبیر سے ہوئی اور قوانین کو روزمرہ کی پیچیدہ ضروریات پر منطبق کرنے اور خوش قسمتی سے قانون کی یہ ترقی اچھے لوگوں کے ہاتھوں میں تھی۔ اسی لیئے دور مابعد میں قانون ملکی کی ترقی جاری رہی اور بڑے بڑے مقننوں کی تعداد میں کمی نہیں ہوئی حالانکہ اُس زمانے میں لوگوں کو سیاسیات میں دلچسپی باقی نہ رہی تھی اور آزادی تقریر سلب ہو گئی تھی، طرز حکومت بہتر تھا مگر بالکل بے جان، امیر اور غریب سب احدی ہو گئے تھے اور علوم بھی روبہ تنزل تھے کیونکہ مصنف بجائے اپنے جذبات کو ظاہر کرنے کے طرز بیان پر زیادہ مُصر تھے۔ قوانین کی ترقی کا جاری رہنا اور اصل اُن کے مفید ہونے اور اصلاح کی صلاحیت رکھنے کی دلیل تھا۔ قدیم قانون ملکی Ius Civile کے علاوہ ایک Ius praetorium بھی وجود میں آگیا جو پیٹروں کے فرامین[1] سے بن گیا تھا اور جس میں تغیر اور اصلاح کی بہت صلاحیت تھی۔ اس طور پر اصلی قانون کے چھوٹے سے مجموعے سے بہت کچھ کام نکالا گیا۔

قانونی مسائل (۱۳۷۵) سسرو کے زمانے میں جو قانونی مسائل وکیلوں کے پیش نظر تھے وہی تھے جن سے تمام متمدن جماعتیں آشنا ہوئی تھیں۔ مثلاً بیع وشری۔ اشغال جائداد، معاہدات، حقوق ملکیت ومقایضت، قوانین اوقاف، جہیز، ولایت، مشارکت،

---

[1] دیکھو Digest یکم ۲، ۳۵ ومابعد اور روبی کا دیباچہ۔

[2] سسرو Pro caee ۳۳ Digest یکم ۱، ۷۷۔

باب ۶

ولایت، وراثت، (وصیت یا بلا وصیت) وصیت ناموں کا مرتب کرنا تاکہ وصیت کرنیوالے کے مقاصد پورے ہوں، اور روما کے قواعد کے مطابق قرابتداروں کے حقوق۔ مذہبی رسوم Sacra کی ادائی بھی اکثر جائدادوں کے ساتھ مخصوص تھی مگر فتہ فتہ لوگوں کو یہ شاق گزرنے لگا اور فریضۂ مذکور سے نجات حاصل کرنے کے لیئے لوگ چالاک وکیلوں سے مشورہ کرتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دور دراز مورثوں کی قبروں تک کا پتا باقی نہ رہا۔ روما میں زمانۂ حال کی سلطنتوں کے مقابلے میں افراد کی شخصی حیثیت نہایت اہم تھی۔ غلامی کے رواج کی وجہ سے مختلف پیچیدگیاں پیدا ہوتی تھیں خصوصاً آزاد شدہ غلاموں کے متعلق جن کے لیئے خاص قواعد تھے۔ مثلاً اگر کوئی آزاد شدہ غلام بلا وصیت کرتے مرجائے تو اُسکا مربی Patronus اُس کا وارث ہوتا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ عورتوں کی آزادی کی رفتار بہت تیز تھی اور عورتوں کو آزادی اور حقوق حاصل کرنے میں وکیلوں نے بہت کچھ مدد دی تھی۔ قانونی ذرائع سے شہریت روما کے حقوق حاصل کرنے، اور تبنیت کی انواع اور غلاموں کے آزاد کرنے کے مختلف طریقوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ روما کے قانون میں مختلف افراد کی شخصی حیثیتیں جداگانہ تھیں۔

چند سربرآوردہ مقننین

(۱۳۷۶) اب ہم جمہوریہ کے آخری دور کے چند سربرآوردہ مقننوں[1] کے ذکر پر اس بحث کو ختم کریں گے اور اُن کے چند اہم مشاغل کو بیان کریں گے۔ ان میں اہم ترین کیو میوکیس اِسکے وُولا سردار بجاری ہے جسے فریق میریّن نے ۸۲ ق م میں قتل کر دیا۔ یہ شخص وکیلوں کے ایک خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور سسرو اس کا شاگرد تھا کیونکہ قانون[2] کلی کا مطالعہ ایک حد تک ایسے مقرروں کے لیئے

---

[1] دیکھو جسٹی نین Digest کا دیباچہ از رولی صفحات ۱۰۱-۱۳۳۔ ان کی تصانیف کے باقی ماندہ اجزاء مجموعات ذیل میں محفوظ ہیں Huschke's jurisp antelustiniana

Bremer's jurisp antehadriana

[2] دیکھو سسرو De orat یکم ۱۶۶-۲۰۰ وہ رائیں جو مقرر کراسٹس کی زبان سے ادا کی گئی ہیں اور انوٹینس کا جواب ۲۳۴-۴۵ وِلکنس کے حواشی۔

باب ۱۰ مفید تھا جو عدالتوں میں وکالت کرنا چاہتے تھے۔ یہ شخص تنگ نظر اور قدامت پسند تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ ۹۵ء میں اُس نے بحیثیت کانسل اطالوی حلیفوں کے حقوق کے رد کرنے میں حصّہ لیا تھا اور عدالتوں میں اُس کی بحثوں سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے لیکن اُس کے خصائل نہایت اعلیٰ تھے اور وہ برابر کوشش کرتا رہا کہ لوگ ایکدوسرے کے ساتھ معاملہ کرنے میں نیک نیتی کو ملحوظ رکھیں۔ اسی لیئے وہ قانونی عبارتوں میں الفاظ Exfide bona (نیک نیتی سے) اکثر شریک کر دیتا۔ اُس نے اپنا فرمان صوبہ داری اسی طریقے پر مرتب کیا تھا اور زمانۂ صوبہ داری میں اُس نے اصول مذکور پر عمل کیا جس کی وجہ سے روما کے ساہوکار جو ایشیا میں مقیم تھے اُس سے بگڑ گئے۔ بعض وصیت ناموں میں وصیت کرنے والے ایسی شرائط لگا دیتے تھے جنکا لفظ بلفظ پورا کر دینا دشوار ہوتا تھا، ان مشکلوں کو رفع کرنے کی اُس نے ایک تدبیر نکالی تھی۔ دوسرا سربرآوردہ وکیل اسکے وُولا کا مشہور نائب پی۔ روئی لیئس روفس تھا جو جلاوطن ہو جانے کی وجہ سے اپنے ملک کی مزید خدمت نہ کر سکا۔ اُس نے کوشش کی تھی کہ روما کی گلیوں میں عمارتوں کی بلندی محدود[1] کر دی جائے جس سے اُس کا عام رجحان معلوم ہوتا ہے۔ مدیونوں کی جایداد سے قرض خواہوں کے دعووں کی ادائی کے طریقوں میں اُس نے اصلاح کرائی اور آزاد شدہ غلاموں پر اُن کے مربیوں کے جو حقوق تھے اُنھیں بھی اُس نے محدود کرا دیا۔ سی۔ ایکوِلیئس گالس ایک دولتمند اور نیک سیرت شخص تھا جسے قانونی مسائل میں خاص انہماک تھا۔ سسرو نے اُسکی قانونی معلومات اور اوصاف حمیدہ کی تعریف[2] کی ہے اور سسرو کہ اس نے ایک پیچیدہ مقدمے میں قانونی مدد بھی دی تھی۔ قانونی مسودوں کو مرتب کرنے کے طریقوں میں متعدد اصلاحیں کرنے کے علاوہ اُس نے ایک طریقہ نکالا تھا جسکی رو سے دغا[3] Dolusmalus کے مقدموں میں قانونی چارہ جوئی ہو سکتی تھی۔ سسرو کے دوست

---

[1] سوئی ٹونیس آگسٹس ۸۹؛ سٹرابو پنجم ۳، ۷ (صفحہ ۲۲۵) میئر جو دی نل پر سوم ۲۶۹۔

[2] سسرو Pro caee ۷۷-۸۰۔

[3] سسرو De nat deor سوم ۷۴ پر میئر کا حاشیہ۔

باب ۲۰

سرویس سلپی کیس رُوفس کا ذکر آچکا ہے جو ۱۵۱ء میں کانسل تھا مگر سیاسیات سے اُسے زیادہ رغبت نہ تھی۔ مقرر بھی اچھا تھا مگر اُس نے زیادہ تر کمال ادبیات اور علم قانون میں حاصل کیا تھا۔ رُوفس ایکوی لیس کا شاگرد تھا، اُسکے خود بھی بہت سے شاگرد تھے اور قانونی مضامین پر اُس نے بہت سی کتابیں لکھی تھیں۔ سسرو[1] کا بیان ہے کہ منطق میں اُسے عبور تھا جس سے وہ قانونی تصانیف میں کام لیا کرتا تھا اور چونکہ اُسے تجربہ، مختلف چیزوں میں امتیاز کرنے اور عام نتائج نکالنے میں کمال تھا اس لیئے اُس نے قانون کے بکھرے ہوئے شیرازے کو مرتب کر دیا اور اُس کی تحریک سے قانونی مسائل پر وسیع تر نقطۂ نظر سے کتابیں لکھی جانے لگیں۔ اُس کے شاگردوں میں اُوفیلیس تھا جو قیصر کا قانونی مددگار تھا۔ اُس نے بھی متعدد اہم مضامین پر مستند کتابیں لکھی ہیں، پریٹروں کے فرامین کا اُس نے خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کیا تھا اور ان میں اصلاح کی تھی۔ قیصر سے تعلق رکھنے کی وجہ سے وہ بلاشک اصلاح پسند ہوگا۔ سی۔ ٹری بائیس ٹیس ٹا بھی مثل اوفیلیس کے طبقۂ ایکوائٹ سے تھا اور سسرو کا دوست تھا جس نے اُس کی سفارش قیصر سے کی تھی۔ ٹیس ٹا نے وصیت ناموں اور قانون ملکی کے دوسرے مسائل پر کتابیں لکھی تھیں اور آگسٹس کے زمانے میں ایک مستند مورخ خیال کیا جاتا تھا۔ ہولیس کی بھی قانونی اصطلاحوں کی تعریفوں کی طرف اکثر مقننوں نے توجہ کی تھی مگر سی۔ ایلیس گالس کو قانون کے اسی شعبے میں انہماک تھا۔

مقننوں کا اثر

(۱۳۷ ق م) عہد زیر تذکرہ کے ان مشہور مقننوں کے حالات بیان کرنے سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ باوجود سیاسی جھگڑوں اور فسادوں کے جن کا ذکر ہم نے طوالت کے ساتھ کیا ہے یہ لوگ ایک نہایت ہی نیک کام میں مصروف تھے۔ انہیں سے اسکے دولا اور روٹی لیس اور سلپی کیس منصب کانسلی تک پہنچے تھے یہ تینوں اور ان کے علاوہ ایکولیس پریٹر بھی رہ چکے تھے لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے سوائے روٹی لیس[2] کے ان میں سے کوئی Practor arbanus حاکم شہر یا غیر ملکیوں

[1] سسرو برو ٹس ۱۵۲-۱۵۳۔
[2] روٹی کیس کے لیئے دیکھو گالیس چہارم ۲۵۔ روبی صفحہ ۲۰۲۔

باب ۲۰ عدالت کا حاکم Praegrenus نہ تھا۔ اگر یہ خیال صحیح ہے تو ان لوگوں نے قانون ملکی کو جو فروغ دیا وہ بحیثیت مشیران قانونی تھا نہ کہ بحیثیت پریٹر۔ مستند مقننوں کا اثر دیر پا تھا اور مجلس عامہ کی رایوں سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا یعنی اُن کا اثر ایک سالانہ خدمت پر فائز ہونے کی وجہ سے نہ تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل روما میں ابھی عقل سلیم باقی تھی؛

# باب شصت و پنجم

## عہد انقلاب و زمانۂ قیام شہنشاہیت کے حالات پر تبصرہ

یونانیت اور تخصیصیت

(۱۳۷۸) ایمیلیس پالس کیٹو اُولی اور سیپیو ایمی لیانس کے زمانے کے بعد سے جو تغیرات روما کی تمدنی زندگی میں پیدا ہو گئے تھے ان میں سب سے زیادہ نمایاں یونانیت ہے جسکا اثر ابتداءً صرف چند روشن خیال خاندانوں میں تھا مگر جو اب بالعموم اعلےٰ طبقوں میں پھیل گیا تھا۔ یہاں تک کہ میریس ایسا شخص بھی زمانے کے پیچھے ہونے کی وجہ سے تقویم پارینہ خیال کیا جانے لگا تھا یونانیوں کے طور طریقوں کے اختیار کرنے یعنی تخصیصیت کی طرف عام رجحان تھا۔ مثال کے طور پر ہم علم طب کو پیش کر سکتے ہیں۔ روما میں طب یونانی کا پورے طور پر رواج ہو چکا تھا اور طبیب بھی یونانی تھے[۱] گو طب کے اصطلاحی الفاظ بھی یونانی تھے گو بعض لاطینی الفاظ اب بھی باقی تھے۔ کیٹو کے زمانے میں بھی دورہ کن نیم حکیم[۲] Pharmacopola موجود تھے اور چھوٹے شہروں میں تو کثرت سے تھے۔ زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی تخفیف کا اثر نمایاں تھا مثلاً کسانوں اور سپاہیوں میں تخصیص ہو گئی تھی، مقنن پجاریوں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور کامیاب سپہ سالار تقریر کرنے کی اہلیت نہ رکھتے تھے۔ ان تمام پیشوں میں یونانیت کا اثر بڑھتا جاتا تھا۔ روما کی قدیم روایات معلوم ہوتی جاتی تھیں اور بجائے اُن کے یونانیوں کے مخصوص مضامین کے

---

[۱] مثلاً طبیب کرے ٹیرس سیسرو Ad. Ag ۱۲، ۱۳/۱۳ فقرہ ۳۹۶ کتاب ہذا۔

[۲] مثلاً Febris بخار Tussis (کھانسی) avedo (نزلہ) Tormine (قولنج)۔

[۳] جارڈن کیٹو صفحہ ۵۸ دیکھو فقرہ ۱۳۵۴ کتاب ہذا۔

باب ۶

رسالوں کا رواج ہو رہا تھا اور یونانیوں کیطرح اہل روما کو بھی اصول کی تلاش اور عقلیت کا شوق ہو گیا۔ روما کا قدیم دستور یہ تھا کہ نوجوان کارخانوں یا مختلف علوم کے استادوں کیساتھ رہکر عملی تعلیم حاصل کرتے تھے مگر یہ طریقہ بھی اب معدوم ہو رہا تھا۔ فوجوں میں یہ طریقہ کچھ اس عرصے تک اس طور پر جاری رہا کہ نوجوان امرا سپہ سالار کے اسٹاف میں شریک کر لیے جاتے اور اُس کی نگرانی میں معرکہ آرائیوں کے گر سیکھتے۔ آگسٹس نے شہنشاہیت کی حدود کی حفاظت کے لیے جو نظام فوجی قائم کیا تھا اُس کے ذریعے سے یہ طریقہ پھر جاری ہو گیا۔ مگر جمہوریہ کے آخری دور میں جبکہ امرائے سینیٹ کا دور دورہ تھا عام رجحان اُس کے خلاف تھا یعنی ناتجربہ کار لوگ اپنے سیاسی اثرات سے فوجوں کے سپہ سالار مقرر ہو جاتے جس کے نتائج سخت نقصان رساں ہوتے۔ میریلیس[1] نے ان سپہ سالاروں کا حقارت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اُس کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے کہ یہ لوگ پہلے سپہ سالار مقرر ہو جاتے ہیں اور پھر فن حرب کے رموز یونانی کتابوں سے حاصل کرتے ہیں۔ فن تقریر میں یہ تغیر اور بھی نمایاں تھا۔ نوجوان لوگ مشہور وکیلوں کے ساتھ ہو جایا کرتے اور عام جلسوں اور عدالتوں میں اُن کی تقریروں کو سنتے اور طریقۂ کارروائی کو دیکھتے۔ مگر فن بلاغت کی تعلیم کا بمقابلۂ عہد سابق عام رواج ہو گیا تھا اور دنیاوی کامیابی کے لیے اُسے ضروری خیال کیا جاتا۔ خوش حال[2] لوگوں کے یہاں خانگی تربیت کو اب تعلیم کا جزو خیال نہیں کیا جاتا تھا اور لڑکوں کو ایک غلام معلم Pedagogus کے زیر نگرانی ان مدارس کو بھیجنے کا رواج پڑ گیا تھا جو اہل ادب Grammatici نے قائم کر رکھے تھے۔ ان مدرسوں میں جن کی تعداد کثیر تھی لڑکے ادبی تعلیم حاصل کرتے تھے اور اس کے بعد طرز بیان اور طرز تقریر کے کسی معلم Rhetor کی شاگردی کرتے جو اُنھیں انشا اور

---

[1] سیلسٹ نے جگرتھا (۱۲۷ ۵) میں اس کا حوالہ دیا ہے اور غالباً کسی پرانی روایت کو دہرایا ہے۔ فوجی تاریخ کے مطالعے کے بارے میں دیکھو سسرو Aead دوم ۲ پر ریڈ کی تحریر۔ سسرو نے اس موقع پر غلطی سے لیوکلس کو Reipmilitaris rudis (ناتجربہ کار سپاہی) کہا ہے۔

[2] دیکھو بالخصوص ہوریس Sat کیم ۶، ۷۱-۸۸۔

باب ۶۱

تقریر کرنے کے فنون سکھاتا۔ اس نصاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ فن بلاغت کی عملی مشق کرائی جاتی جیسے بعض لوگ اواخر عمر تک جاری رکھتے۔ اعلےٰ تعلیم میں فن بلاغت پر زیادہ زور دینے کے نتائج خاطر خواہ نہ ہوتے کیونکہ جب تک کہ جمہوریہ میں جان باقی تھی پختہ مشق مقرروں کو عام جلسوں، سینیٹ کے مباحثوں اور عدالتوں میں تقریر کرنے کا کافی موقع ملتا مگر شہنشاہیت کے قیام کے بعد آزادئ تقریر سلب ہوگئی گو فن بلاغت کی تعلیم جاری رہی اور اس کی مشق ادبیات کا ایک خاص شعبہ ہوگئی۔ ادبیات میں بلاغت کا اثر ضرورت سے زیادہ بڑھ گیا یعنی اثر پیدا کرنے کی حد سے زیادہ کوشش ہونے لگی جو ادبیات کے تنزل کا باعث ہوئی مگر بے کار مقرر اس کے سوائے اور کیا کر سکتے تھے؟

تجارتی کاروبار

(۱۳۷۹) کیٹو اولیٰ کے زمانے کی سادہ طرز تقریر کے مقابلے میں فن تقریر میں جدتیں پیدا ہوگئی تھیں مگر اس کے ساتھ ہی قانون فلسفۂ رواقی سے متاثر ہوگیا تھا۔ روما میں تجربے کی بنا پر تغیرات بہت آہستہ عمل میں آئے۔ اسلئے مقننوں کا فلسفۂ رواقی سے متاثر ہونا نہایت اہم ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انصاف رسانی کا خیال اُن کے دلوں میں جاگزیں ہوگیا۔ فن زراعت میں بھی تخصیصیت کا اثر عیاں تھا جس کی طرف وارو کی تصانیف کے ذکر میں ہم نے اشارہ کیا ہے۔ یونانی اثرات کے تحت میں مختلف تجارتوں اور پیشوں کا نظام بھی بہت پیچیدہ اور مخصوص ہوگیا تھا۔ ساہوکاری اور مالیات میں اہل روما نے کمال پیدا کرلیا تھا بالخصوص رقوم کے مبادلے کا طریقہ نہایت مکمل تھا جس کی وجہ سے شہنشاہیت کے ایک حصے سے دوسرے حصے کو رقوم کا بھیجنا نہایت آسان ہوگیا تھا۔ مبادلے کا طریقہ نہایت پیچیدہ تھا کیونکہ مختلف اقطاع ملک خصوصاً مشرقی صوبوں میں مختلف سکے رائج تھے۔ اگر کوئی بھاری رقم بھیجی جاتی تو یہ ضروری تھا کہ ہنڈی کی رقم خاطر خواہ اچھی شرح مبادلہ پر مقامی سکے میں تبدیل کرالی جاتی۔ لیکن روما کے ساہوکار اس قسم کے کاروبار کی پیچیدگیوں کو خوب سمجھتے تھے کیونکہ اہل روما کو روپے کے کاروبار میں عرصے سے دخل تھا۔ اس لیے جب سلطنت کی روز افزوں وسعت سے تجارتی کاروبار کو فروغ ہوا تو انھوں نے اُس سے فوری نفع اُٹھایا۔ روما میں روپے کا لین دین کرنے والوں

باب ۱۰ Foenerator کا پیشہ دلیل خیال کیا جاتا تھا مگر چونکہ اس قسم کے کاروبار میں نفع کثیر تھا اس لیئے یہ خیال جاتا رہا یہاں تک کہ سینیٹ کے اراکین بھی مشارکتوں یا کمانشتوں کے ذریعے سے جو زیادہ تر آزاد شدہ غلام تھے یا طبقۂ ایکوائٹ کے اراکین، اپنا سرمایہ اس قسم کی تجارتوں میں لگانے لگے۔ تجارتی اور ساہوکاری کاروبار اور سرکاری خزانے سے رقوم کے منتقل کرنے کے لیئے ہنڈیوں[1] Permutationes کی وجہ سے بہت سہولت تھی بلکہ بغیر اُن کے کام نہیں چل سکتا تھا۔ ہنڈیوں کا استعمال رومانے مشرقی ممالک سے سیکھا تھا جو یونانی تمدن کے زیر اثر تھے۔ ہر کام بڑے پیمانے پر ہوتا اور زیادہ تر ٹھیکے سے یہاں تک کہ تجہیز و تکفین[2] کی رسوم میں بھی ٹھیکہ داروں کو دخل تھا۔ زراعت میں بھی جب کام کی زیادتی ہوتی مثلاً فصلوں کے کٹنے کے زمانے میں تو ٹھیکہ دار لوگ عارضی طور پر مزدور (آزاد یا غلام) فراہم کرتے تھے۔

حکام کی ناقابلیت (۱۲۸۰) خانگی کاروبار میں تو تخصیصیت بڑھتی جاتی تھی مگر انتظام مملکت میں نہ تو رومامیں اس کا وجود تھا نہ صوبجات میں جس کی وجہ سے ابتری بڑھتی جاتی تھی۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ سرکاری عدالتوں کی صدارت پریٹر کرتے تھے جن کا انتخاب ایک ایسے طریقے سے ہوتا تھا جو روز بروز ابتر ہوتا جاتا تھا حالانکہ عدالت ہائے مذکور کی صدارت کے لیئے ایسے حکام کی ضرورت تھی جو قانون سے بخوبی واقف ہوں۔ پریٹروں کو اگر قانونی مشورے کی ضرورت ہوتی تو وہ مقننوں سے استمزاج کرتے جن کی رائیں صرف تحسینی حیثیت رکھتی تھیں۔ فوجداری عدالتوں میں حاکم مقدمات کا خلاصہ کر کے اہل جوری کو نہ سناتا اس لیئے اگر اہل جوری ایماندار بھی ہوتے تو عیار وکیلوں کی موشگافیوں سے پریشان ہو جاتے کیونکہ وکیل قصداً امور تنقیحی پر پردہ ڈال دیتے کیونکہ انھیں یہ خوف نہیں تھا کہ کوئی قابل حاکم اُن کے طلسم کو توڑ دیگا اسکے علاوہ بھی پریٹر جو بغیر کسی خاص قابلیت کے عدالت کی صدارت کرتا رفتہ رفتہ صوبہ دار ہو کر ایک صوبے کے ملکی اور فوجی انتظامات کا افسر اعلیٰ ہو جاتا جن میں سے

---

[1] مثال کے لیئے دیکھو سسرو Ad fam سوم ۵، ۴ دوم ۱۷، ۷

[2] دیکھو مارکوارٹ Privatleben صفحہ ۳۸۳۔

باب ۱۶

ایک کے لیئے بھی عموماً اس میں اہلیت نہ ہوتی۔ ممکن ہے کہ اُس کے اسٹاف میں اُس سے قابل لوگ ہوتے مگر اُس کے ساتھ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ کمتر قابلیت کے ہوتے خواہ اُن کو اُس نے خود مقرر کیا ہو یا اُن کا تقرر قرعہ اندازی سے عمل میں آیا ہو۔ اسکے وہ لایا سسرو ایسے نیک لوگ اچھے آدمیوں کا انتخاب کرتے اور انھیں اپنے کام میں لگائے رکھتے۔ مگر ویریس ایسے اشخاص اپنے ہی ایسے بدمعاشوں کا تقرر کرتے۔ واقعہ یہ تھا کہ طبقۂ امرا کے افراد کو جن میں سے حکام صوبہ کا انتخاب ہوا کرتا صوبہ دار مقرر ہونے پر غیر محدود اختیارات مل جاتے تھے۔ ان پر نہ تو کافی نگرانی تھی، نہ انھیں کوئی تنخواہ ملتی تھی، نہ اُن کے تحت میں بخیتہ کار عہدہ دار تھے نہ انھیں روما کی سیاسی آرا کا خوف تھا جب تک کہ وہ اُن اہل روما کے کاموں میں مخل نہ ہوں جو صوبہ جات میں بھلے یا بُرے طریقوں سے دولت حاصل کرنے میں مصروف تھے۔ نظام جمہوری کی ایک خاص خرابی یہ تھی کہ جب کسی انتظامی خدمت پر کسی شخص کا تقرر کیا جاتا تو اس امر کا مطلق خیال نہ کیا جاتا کہ اس خاص عہدے کے فرائض کو وہ انجام دے سکتا ہے یا نہیں۔ مناسب تقررات اسی وقت ہوتے جبکہ روما یا اطالیہ پر کوئی مصیبت آجاتی یا کسی خطرے کا خوف ہوتا مثلاً میریس کا شمالی حملہ آوروں کے دفع کرنے کے لیئے یا پامپی کا بحری قزاقوں کے انسداد اور غلے کی درآمد کو محفوظ کرنے کے لیئے مقرر کیا جانا۔ اس قسم کے نازک موقعوں پر سابوکاروں اور عامہ قوم کی مجموعی قوت امرائے سینیٹ کی مخالفت پر غالب آجاتی اور کسی خاص شخص کو ضروری گو خلاف دستور اختیارات مل جاتے۔ اس موقع کے گزر جانے کے بعد پھر امرا کا دور دورہ ہو جاتا مگر ہر مرتبہ اُن کے از سر نو با اقتدار ہونے پر اُن کی قوت ضعیف تر ہو جاتی اور حکومت کی کارکردگی اور استوار یکجہتی میں فرق آجاتا۔ روما کے زمانۂ حال کے مورخ معلوم کر سکتے ہیں کہ روما کا دستور ایک قلیل الرقبہ شہری سلطنت کا تھا اور ایک عظیم الشان شہنشاہی حکومت کی ضروریات کے لیئے ناکافی تھا مگر ہمعصر لوگ اُسے محسوس نہ کر سکتے تھے اور دستوری ناکامی کو افراد کے حصول اقتدار پر محمول کرتے تھے، سسرو اور کیٹو کو اسی کا اندیشہ تھا سیولا علانیت سے دست کش ہو گیا تھا اور پامپی نے اپنی ہستی کو مٹا دیا تھا مگر اندیشہ یہ تھا کہ کہیں کوئی

باب ۶۱

مستقل مزاج اور باعزم شخص وجود میں نہ آجائے۔ اس لیے جب پامپی دوسری مرتبہ پیش پیش ہوا تو لوگوں کو رفتہ رفتہ معلوم ہوگیا کہ جمہوریہ کو پامپی سے خطرہ نہ تھا بلکہ ایک ایسے شخص (قیصر) سے جو در پردہ اپنا کام کر رہا تھا۔ اس کے بعد جب امرا نے اپنے حقوق اور اپنی قوت کو قائم رکھنے کے لیے تلوار اٹھائی تو موقع انکے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اُن کا خود قصور تھا کہ انھوں نے ایک کارگر نظام مملکت قائم نہیں کیا اس لیے اُن کا زوال حق بجانب تھا۔ نئی شہنشاہیت کا پہلا فریضہ یہ تھا کہ طوائف الملوکی کو مٹا کر سلطنت کے انتظام کی اصلاح کی جائے۔

یونانی روما میں۔

(۱۳۸۱) یونانی تمدن رکھنے والے مشرقی ممالک کو اپنے جمہوری فاتحوں کی خراب حکومت سے بہت نقصان پہنچا تھا مگر ممالک مذکور کے قابل اشخاص کیلیے یہ تلافی ہوگئی کہ اُن کی قابلیت کے اظہار کے لیے ایک وسیع میدان کھل گیا۔ متھراڈاٹیس کا خاتمہ ہو چکا تھا، خاندان سیلیوکی کا چراغ گل ہوگیا تھا اور مصر روز بروز روما کے زیر اثر ہوتا جاتا تھا اس لیے بحیرۂ روم کے آس پاس کے ممالک کے تمدن کا صرف ایک شہنشاہی مرکز ہو سکتا تھا یعنی روما۔ یہ بھی لوگوں کو معلوم تھا کہ دولت مرکز حکومت کی طرف کھنچی جاتی ہے اور دولت اہل عزم کے لیے مقناطیس کا اثر رکھتی ہے۔ ذی علم یونانیوں کا روما میں پہلے سے رسوخ تھا اور اب تو قسمت آزما یونانی جوق جوق روما کی طرف جانے لگے۔ یونانی اساتذہ اور ماہرین کی کامیابی کا میں ذکر کر چکا ہوں لیکن ایک عجیب واقعے کا یہاں مختصر طور پر ذکر کرنا ضروری ہے یعنی روما میں یہ رواج پڑ گیا تھا کہ امرا اپنے گھروں میں ایک ذی علم یونانی کو بطور مستقل مہمان یا ملازم کے رکھتے تھے۔ کچھ تو فیض صحبت اور حظ کلام کے لیے اور کچھ محض دکھاوے کے لیے فلسفیوں کو گھر میں رکھنے سے ایک تو یہ فائدہ تھا کہ وہ اپنے آقاؤں کو اس عہد کے جدید ترین خیالات سے باخبر رکھ سکتے تھے اور ثانیاً چونکہ اُن کی زبان یونانی تھی اس لیے نظم و نثر میں وہ اپنے آقا کی مدح میں جو کچھ لکھتے اُس کی اشاعت وسیع تر ہوتی اور یہ بات لاطینی میں حاصل نہ ہو سکتی تھی

---

لہ سسرو Pro Arebia خصوصاً ۲۳۔

باب ۶۱

جو صرف ملک اطالیہ کی زبان تھی۔ مربی اور اُس کے مہمان فلسفی کے تعلقات منضبط تھے سیپیو کے زمانے میں اُس کا پاناای ٹیس اور پالی بیس کو اپنے یہاں مہمان رکھنا ایک غیر معمولی بات تھی مگر سسرو کے زمانے میں یہ طریقہ عام ہوگیا تھا۔ مام سین[1] کا بیان ہے کہ لیوکلس کا مکان یونانی علما کا مرجع تھا اور اس کے علاوہ غیر معمولی لوگ بھی اس طریقے کے پابند تھے مصافی[2] نے خوب کہا کہ اس بارے میں بھی قیصر کا طرز عمل روما کے دیگر سربرآوردہ اشخاص سے متضاد تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ امرا کے گھروں میں رہنے والے یونانی علما اور اُن کے مداحوں مثلاً برونٹس کی خیالی یونانیت کے دھوکے میں نہ آیا تھا۔ البتہ اُس سے زیادہ کسی کو اس امر کا احساس نہ تھا کہ روما کی حکمران سلطنت کو عالم یونانی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیئے اور یونانی ماہران فن کی قابلیت کا بھی وہ عملاً معترف تھا۔ علاوہ ازیں گو یونانیوں کا اثر روما میں بہت کچھ تھا مگر حوشامدی اور ناقابل اعتماد ہونے کی وجہ سے لوگ انھیں در پردہ برا بھی سمجھتے تھے خصوصاً چھوٹے درجے کے ساہوکاروں اور عوام کو کسی شخص کا یونانی علوم کا دلدادہ ہونا یا یونانی طریقے اختیار کرنا بہت ناگوار تھا[3] سسرو نے اپنی عدالتی بحثوں میں اس تعصب کو نظر انداز کیا ہے اور بوقت ضرورت اپنے مخالفین کو یونانی طریقے اختیار کرنے پر ملامت بھی کی ہے۔ مثلاً ویریس کے مقدمے میں سسلی کے جو یونانی بطور گواہ پیش ہوئے انھیں وہ معتبر قرار دیتا ہے مگر اپنے موکل فلاکس کے مقدمے میں ایشیا کے یونانی گواہوں کو وہ بدمعاش قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے مقدموں میں جو رائے اُس نے یونانیوں کے خصائل کے بارے میں ظاہر کی ہے وہ قابل وثوق نہیں البتہ اپنے خطوں میں بھی اُس نے ان کے ناقابل اعتبار ہونے کی شکایت کی ہے

---

[1] تاریخ روما ترجمۂ انگریزی جلد چہارم ۶۰۴۔

[2] Silver Age of the Greekworld باب ۸۷۷۔

[3] سسرو In Verr

باب ۱۲ اور یہی اس کی اصلی رائے ہے۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ دوسری ذہین اقوام کی طرح یونانیوں کے اخلاق بھی اچھے نہ تھے۔ اس کے علاوہ مشرقی قوموں سے خلط ملط ہو جانے سے اُن کے خصائل میں بہتری نہیں ہوئی تھی۔ روما میں بھی بہت سے ایسے کم ظرف تھے جو اپنے استقام سے چشم پوشی کر کے دوسروں کے اخلاق پر نکتہ چینی کرنے کو ہمیشہ تیار رہتے تھے۔

مذہب اور تصوف (۱۳۸۲) تصوف اور مذہب کی تحریکوں کا ہم اُسی حد تک ذکر کریں گے جہاں تک کہ اُن کا تعلق عہد زیر تذکرہ کی اخلاقی ابتری اور غیر ملکی اثرات کی ترویج تک ہے۔ قدیم ترین زمانے سے اہل روما میں یہ رسم تھی کہ وہ مفتوح اقوام کے دیوتاؤں کو بھی قبول کر لیتے تھے۔ مثلاً کوہ البن پر Juppiter Latiaris اور لانوویکم میں Juno Sospita کی پرستش اہل روما بھی کرنے لگے۔ لیکن کسی غیر ملکی مذہب کا روما میں جڑ پکڑ لینا ایک دوسری چیز تھی۔ تاہم "مادر بزرگ" کی پرستش دوسری جنگ قرطاجنہ کے زمانے میں شروع ہو گئی تھی۔ دوسری صدی ق م میں تین مذہبی رجحانوں کا پتا چلتا ہے۔ اوّلاً روما کے دیوتا اور یونانی دیوتاؤں کی تطبیق جس سے خدا کے متعلق تشبیہی تخیل پیدا ہو گیا۔ ثانیاً عقلیتی تحریک جس سے تعلیم یافتہ لوگوں کے عقائد تو ڈگمگ ہو گئے مگر عوام کی اوہام پرستی میں کوئی تغیر نہ ہوا۔ ثالثاً مذہب ایک سیاسی آلہ ہو گیا جسے امرا اپنے ذاتی اغراض کے لیے استعمال کرتے تھے۔ قرطاجنہ اور کورنتھ کی تباہی کے بعد سو سالوں (۱۴۵ تا ۴۵ ق م) میں مشرق کے ممالک فتح ہوئے اور روما میں یونانی اثرات سرعت کے ساتھ پھیل گئے جس کی وجہ سے مشرقی مذہبوں کا یونانی لباس میں روما میں آنا ناگزیر ہو گیا۔ شاندار مذہبی رسوم اور اُن کی دھوم دھام کا اثر ہزاروں ایسے نفوس خصوصاً طبقۂ اناث پر ہوتا تھا جو فلسفیوں کے نظریات اور عقائد کو سمجھ نہ سکتے تھے۔ عورتیں آزادی حاصل کر رہی تھیں جس کی وجہ سے تمدنی زندگی کا اب وہ ایک زبردست عنصر ہو گئی تھیں۔ علاوہ ازیں غیر ملکی لوگ جوق جوق روما میں آ رہے تھے اور سلطنت کے مذہب سے انھیں بالکل مس نہ تھا اور انھیں زیادہ تر رغبت مذہبی رموز، مخفی رسوم اور پوشیدہ انجمنوں سے تھی

باب ۶۱

اور کبھی وہ نفس کشی کرتے اور کبھی انتہائی آوارگی۔ اسی لیئے طبقۂ ادنےٰ بہت جلد اس تحریک سے متاثر ہوگیا۔ سینیٹ نے ۱۸۶ء میں بیک نالیا کی رسوم کو نہایت سختی سے دبا دیا تھا مگر اب اس میں اس قدر قوت نہ تھی کہ موجودہ تحریک کو بھی دبا دیتی۔ رنگیلے لوگوں میں بھی یہ تحریک مقبول ہوگئی اور لوکریشیس اور کٹیلس کے زمانے میں "آئیڈا کی مادر بزرگ" کی پرستش بہت زور پر تھی۔ اس دیوی کے پجاری مخنث ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ مصری دیوتاؤں کی پرستش کا رواج بھی اسکندریہ کی طرف سے آگیا۔ بحیرۂ روما کے اطراف کے ممالک میں آئی سس اور آسیرس (یا سیرا پیس) کی پرستش کا رواج عرصے سے جاری تھا اور اطالیہ میں جنوب کی طرف سے داخل ہوا۔ مصر کی تجارت کا بڑا بندرگاہ پیٹیولی تھا اور اسی بندرگاہ کی راہ سے مصر کے دیوتاؤں کی پرستش کا رواج بھی روما تک پہنچا۔ لیکن روما کے امرا اپنی سیاسی اغراض کی وجہ سے سلطنت کے مذہب کو برقرار رکھنا چاہتے تھے اس لیئے وادی نیل کے دیوتاؤں کی پرستش کا رواج روما میں بغیر سخت مخالفت کے نہیں ہوا۔[۱] کچھ عرصے کے بعد مصری دیوتاؤں کے معتقدوں نے ۵۸ ق م میں یہ کوشش کی کہ کیمپی ٹول کے پہاڑ پر جوپیٹر کے مندر کے پاس ان دیوتاؤں کے لیئے قربان گاہیں بن جائیں۔ لیکن اُن کی کوشش کارگر نہ ہوئی اور باوجود کلوڈیس اور اس کے بدمعاشوں کی تائید کے قربان گاہ مسمار کر دیئے گئے مگر اس ناکامی سے یہ تحریک مٹ نہ سکی کیونکہ ۵۳ء میں مکانوں کے قربان گاہوں کو توڑ دیا گیا اور ۴۸ء میں ایک قربان گاہ کو توڑنے کے لیئے خود کانسل وقت کو پیشقدمی کرنی پڑی کیونکہ عام لوگ توہم کی وجہ سے خائف تھے۔ لیکن اس تحریک سے صرف عوام ہی متاثر نہ تھے بلکہ زنانہ بازار[۲] بھی جس سے اُس کی مقبولیت ثابت ہوتی ہے۔

---

[۱] لوکریشیس دوم ۵۹۸-۶۲۸۔ کٹیلس ۶۳ (Attis) پر یلر Rom Myth دوم ۳۸۷۔

[۲] دیکھو پریلر R.Myth دوم ۳۷۸-۳۷۹۔ سیسرو۔ De nat deor ج ۳ سیسرو کی تحریر ۴۲ء میں حکام ثلاثہ نے آئی سس اور سیرا پیس کا مندر کیمپس میں بنانیکا وعدہ کیا جو شہر کی حدود کے باہر تھا۔

[۳] کٹیلس ۱۰، ۲۶۔

باب ۶۱ اس قسم کے مذاہب سے آگسٹس کے عہد کی رنگیلی خواتین میں آوارگی کا زور ہو گیا تھا اور غالباً عہد زیر تذکرہ میں بھی خواتین پر ان کا یہی اثر ہوگا۔ سرا پیس دیوتا کے متعلق خیال تھا کہ وہ حالت خواب میں بیماریوں کا علاج سجھاتا ہے، سسرو[1] ایسے باخبر لوگوں کو اس قسم کے توہمات میں اعتقاد نہ ہو مگر کم عقل اور جاہل لوگوں کا اس توہم میں مبتلا ہونا باعث تعجب نہیں اور پُرفریب پجاریوں کو بھی اس میں بہت کچھ دخل تھا۔ اس زمانے میں بھی جیسا کہ اکثر دیکھا جاتا ہے ارتیاب اور ضعیف الاعتقادی کا ڈانڈا ملا ہوا تھا۔

نگی ڈیس فیگولس (۱۳۸۳) ہم نے باب ہائے ماسبق میں ایسے فوق الفطرت واقعات کا بہت کم ذکر کیا ہے جن کے متعلق خیال کیا جاتا تھا کہ ان سے اہم وقوعات کی پیشین گوئی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم تاریخی واقعات کو ان پریشان کُن تفصیلوں میں مخلوط کرنا پسند نہیں کرتے حالانکہ تاریخوں میں ان فوق الفطرت واقعات کا نہایت تفصیل کے ساتھ ذکر موجود ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اہل روما بالعموم اس قسم کے توہمات میں مبتلا تھے اس لیئے کہ ابی قوری (اادریت) اُس کو دفع نہ کر سکی تھی اور رواقی پیشین گوئیوں کو مانتے تھے جس کی وجہ سے عوام کے توہمات کو تقویت ہو گئی تھی۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ میریس اور سولا باوجود اختلاف طبائع سخت توہم پرست تھے ناظرین کو یہ بھی یاد ہوگا کہ کراسس[2] باوجود بد دعاؤں اور ناکامی کے شگونوں کے پارتھیا کی مہم پر روانہ ہو گیا تھا جس میں وہ ہلاک ہو گیا۔ اس واقعے کا اُس کے معاصروں پر بہت اثر ہوا تھا۔ اس بحث میں پی۔ نگی ڈیس فیگولس[3] کا ذکر ضروری ہے جو اس

---

[1] سسرو de divin دوم ۱۲۳۔ وارو نے اپنی ہجویہ نظم Eumenides میں اس توہم کا مذاق اُڑایا ہے۔

[2] دیکھو نمبر ۶۶ لا کتاب ہذا۔ مترجم۔

[3] دیکھو Teuffel Schwabe ۱۷ Ueberweg "تاریخ فلسفہ ترجمۂ انگریزی جلد ۲ صفحہ ۲۳۔ ٹائرل دیر سر جلد چہارم دیباچہ تہمانی Silver Age صفحات ۵-۱ و ۸-۲۱۔ نام سیسرو کے تذکرۂ فنی گولس کے متعلق تہمانی نے جو کچھ لکھا ہے قرین انصاف ہے۔

باب ۶

عہد کا ایک عجیب و غریب شخص تھا اور جس نے مذہب فیشاغورثی کو روما میں زندہ کیا تھا۔ فیشاغورث اور اس کی مشہور اخوت کی روایات جنوبی اطالیہ میں اب تک باقی تھیں اور علمائے آثار قدیمہ کی یہ دریافت کرنے کی کوشش تھی کہ اس یونانی حکیم اور روما کے دوسرے بادشاہ نوما میں کیا تعلق تھا جسے روما کے مذہبی رسوم کا موجد قرار دیا جاتا ہے۔ اُس زمانے میں عام رجحان یہ تھا کہ جس عقیدے میں ماورائی تصوف کا شائبہ بھی ہوتا وہ فیشاغورث کی طرف منسوب کیا جاتا جس کا نہ تو اُس زمانے میں کسی کو کچھ علم تھا نہ اب ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جو کتابیں نوما کی طرف منسوب کی گئی ہیں (۱۸۱ ق م) محض جعلی ہیں۔ فیشاغورث کے مذہب کے احیاء کے اسباب اور اصلیت پر ہم اس موقع پر بحث نہیں کر سکتے البتہ یہ کہنا ضروری ہے کہ یہ تحریک اسکندریہ میں پیدا ہوئی اور اُس کی نوعیت بھی وہی تھی جو آجکل کے تھیاسوفی (Theosophy) کی ہے۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ بوقت واحد مذہب سے جو بے بنیاد ثابت ہو چکا ہی تھا اور فلسفے سے جس سے اطمینان قلب حاصل نہ ہوتا تھا چھٹکارا مل جائے۔ اس مذہب میں پیشین گوئی اور غیب دانی کو بہت کچھ دخل تھا اور مشرقی توہمات بھی مخلوط ہو گئے تھے۔ تبلیغ کرنے والے قصداً فریب دہی بھی کرتے تھے۔ فیگولس[1] سسرو کا دوست تھا جو اُس کی قوت فیصلہ اور رائے صائب کا مداح تھا۔ سیاسیات میں وہ امرا کا طرفدار تھا۔ خانہ جنگی میں پامپی کا اُس نے ساتھ دیا اور بحالت جلاوطنی مر گیا۔ غیر معروف اور عجیب و غریب علوم میں مہارت رکھنے کی اُس کی خاص شہرت تھی۔ گیلیس کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف و نحو کے متعلق اُس کے خیالات عام اصول سے متنافر تھے۔ زیادہ تر شوق اُسے نجوم اور حیوانیات کے عجائب و غرائب سے تھا۔ عجیب و غریب واقعات کے متعلق

---

[1] سسرو Ad Att. ۱۶، ۲ یکم Ad Q frat -1 Timaeus ۴۲ Pro Sulla دوم ۲، ۴، ۷، ۱۱ اور خصوصاً Ad fam چہارم ۱۳ ۴۶ ق م پلوٹارک سسرو ۲۰-۲۷۔
An seni gerenedaresh.

باب ۱۷

پلینی[1] اکثر اُس کے اقوال کو نقل کرتا ہے۔ لیوکن نے بھی غالباً لیوی کا تتبع کر کے اُس کو ایک مکالمے میں پیش کیا ہے جس میں وہ خانہ جنگی کی آسمانی نشانیوں پر بحث کرتا ہے۔ سوئی ٹونیس کا بیان ہے کہ جب سی۔ آکٹے ویس اور آتیا کے گھر میں ایک بچہ (آگسٹس) پیدا ہوا تو فیگولس نے اُس کا زائچہ بنا کر بتایا کہ وہ تمام دنیا کا بادشاہ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس عجیب و غریب اور غیر معمولی چیزوں کی تحقیق کرنے والے کی طرف اکثر لوگ متوجہ ہوتے تھے اور اعلیٰ طبقوں میں بھی اُس کی عزت تھی۔ وہ نہ تو محض مُلّا تھا نہ اوہام پرست اور اُسے ہم دغاباز بھی نہیں کہہ سکتے سائینس کو اس قدر ترقی نہیں ہوئی تھی کہ لوگوں پر یہ ظاہر ہوتا کہ وہ اغلاط کا زندہ مجموعہ تھا۔

روما اور اُس کا تمدن

(۱۳۸۴) شہر روما کی پوری آبادی کا کوئی خاطر خواہ اندازہ نہیں ہو سکتا گو اکثر علما نے نہایت کاوش سے مختلف طریقوں سے اُس کا اندازہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک صاحب[2] نے حال میں اس کے متعلق چند نتائج نکالے ہیں جو سابقہ اندازوں کے مقابلے میں زیادہ قرین قیاس ہیں اُن کا خیال ہے کہ عہد شہنشاہیت کی پہلی تین صدیوں میں روما کی آبادی قریب آٹھ لاکھ تھی اور سولا کے زمانے میں چار لاکھ یا اس سے کم تھی۔ چونکہ اس تعداد میں عورتیں بچے غلام اور آزاد غیر ملکی بھی شامل ہیں اس لیے یہ اندازہ حقیقی اعداد سے کچھ کم معلوم ہوتا ہے۔ انھوں نے فرض کر لیا ہے کہ سنہ ۱۰ ق م کے قریب جب کہ سرویس کی فصیل کے باہر بھی مکان بننے لگے اُس وقت آبادی ۵۰ سال کے بعد کے مقابلے میں نصف تھی جب کہ مضافات کی آبادی بہت بڑھ گئی تھی۔ لیکن چونکہ ہم ان اشخاص کی تعداد کا اندازہ نہیں کر سکتے جن کے مکان عہد شہنشاہی کی عالی شان عمارتوں کی تعمیر کے لیے گرا دیے گئے تھے اس لیے ہمارے لیے یہ اندازہ کرنا بھی ناممکن ہے کہ نئے محلوں میں پرانے محلوں کے باشندوں کی تعداد کس تناسب سے تھی جنکے

---

[1] پلینی تاریخ فہرست لیوکن بکم ۱۲۹-۶۷۲ سوئی ٹونیس آگسٹس ۱۴ -

[2] بیلوخ Bevol kerung صفحات ۲۹۲-۳۱۳ اُسنے پرانے اندازوں کا بھی ذکر کیا ہے

مکان گرا دیے گئے تھے سسرو[۵۱] کے زمانے میں روما کی گلیاں زیادہ تر تنگ اور بے رونق تھیں۔ زمین کی قیمت بہت زیادہ تھی اور آبادی زیادہ اس لیے پرانی وضع کے مکانوں کا بنانا ناممکن تھا۔ عرصۂ دراز سے مکان توڑ کر از سر نو بنائے جا رہے تھے اور گنجائش نکالنے کے لیے مکان کئی کئی منزلوں کے ہوتے۔ آگ اکثر لگ جایا کرتی تھی جس کی وجہ سے مکانوں کی از سر نو تعمیر کی ضرورت ہوتی۔ اُس زمانے میں یہ طریقہ رائج ہو گیا تھا کہ زیادہ سے زیادہ گنجائش نکالنے کا پورا خیال کر کے مکانات کے بڑے بڑے قطعے[۵۳] (Insulae) بنائے جاتے اُن کے کمرے یا جزو غریب کرایہ داروں کو کرایے پر دیے جاتے۔ اس میں مکان کے مالکوں کو بہت نفع تھا مگر چھوٹے چھوٹے کمروں میں بہت سے آدمیوں کے رہنے سے سخت پیچیدگی ہوتی۔ مکانوں کا فرش کچی اینٹوں[۵۴] کا بنایا جاتا جو زمین کی نمی سے جلد خراب ہو جاتیں۔ یہ اینٹیں چونکہ بھاری اور کمزور ہوتی ہیں اس لیے بالائی منزلیں زیادہ تر لکڑی اور پلستر سے بنائی جاتیں جو بہت کمزور ہوتی تھیں اور کمروں کے بیچ کی دیواریں تو محض کاغذی ہوتیں۔ مشرقی نمونے کی مسطح چھتیں جو زمانۂ حال میں روما میں نظر آتی ہیں، اُن کا بھاری ہونے کی وجہ سے رواج نہ تھا۔ مگر روما کے کولیو بھی بھاری ہوتے تھے اور نیچے کی دیواروں کے گرنے سے تمام مکان گر پڑتا۔ مکانوں کو صرف آگ لگنے سے خطرہ نہ تھا بلکہ ۵۴ء میں ٹائبر ندی کی

---

۵۱ سسرو De lege agraria دوم ۹۶ = جودی نل سوم ۲۶۹ پومپیہ کی تحریریں روما کی گلیوں کے متعلق بہت کچھ مواد موجود ہے۔

۵۲ سسرو Adatt. ۷۱۵، ۲۰، ۴-۲۶، ۱، ۵۷ وغیرہ۔

۵۳ یہ بھی Insulae کہے جاتے اور اس کے علاوہ ذیل کے الفاظ بھی رائج تھے۔

Cenacula, habitationes meritoria

۵۴ وٹروویس (دوم ۸، ۱۶-۲۰) نے جو آگسٹس کے زمانے میں تھا لکھا ہے کہ فرش کسی بہتر چیز کا بنتا تھا۔ غالباً ۵۴ء کی طغیانی کے تجربے سے یہ اصلاح عمل میں آئی ہوگی۔

باب ۱۰ ایک غیر معمولی طغیانی سے بھی بہت نقصان ہوا، شہر کے تمام نشیبی محلّے زیرِ آب ہو گئے، مویشی مر گئے، کوٹھوں میں غلّہ خراب ہو گیا اور کچی اینٹوں کی دیواروں کے گرنے سے مکان بھی گر گئے جس سے جان کا بھی نقصان ہوا۔ واضح رہے کہ غربا کے مکان زیادہ تر نشیبی محلوں میں تھے۔ سسرو کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ معزز لوگوں کی جائدادوں کو بھی نقصان پہنچا مگر اُن کے مکان زیادہ تر اونچے مقامات میں تھے جہاں پانی پہنچ نہیں سکتا تھا۔[1]

آگ۔ انتظام آبرسانی (۱۳۸۵) یہ مصائب ایسے تھے جن کا سدباب حسن تدبیر سے ہو سکتا تھا اور حکومت جمہوری کا اس طرف توجہ نہ کرنا اُس کے لیئے شرمناک تھا۔ آگسٹس نے اُس کی تلافی کی۔ آگ بجھانے کے لیئے اُس نے ایک خاص جماعت (Vigiles) قائم کی اور قانون[2] کے ذریعے سے مکانوں کی بلندی ۷۰ فٹ تک محدود کر دی۔ ٹائبر ندی کے پاٹ کو اُس نے خس و خاشاک اور مٹی کو نکال کر صاف کرا دیا اور اُن دیواروں کو بھی نکال دیا جن سے ندی کا بہاؤ رکتا تھا۔ اُس کے جانشینوں نے بھی بہت کچھ کیا۔ آگ[3] اکثر لگتی تھی کیونکہ عمارتیں لکڑی کی تھیں اور مکانوں میں سے دھوئیں کے نکلنے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ غربا کے مکان سردی اور گرمی دونوں موسموں میں تکلیف دہ تھے۔ مکانوں کے بڑے بڑے قطعات (Insulae) کی اہمیت جمہوریہ کے آخری زمانے میں یہ تھی کہ قیصر[4] نے اُن کو آبادی کا جزو لاینفک قرار دیا تھا۔ جن لوگوں کو غلّہ مفت ملتا تھا، اُن کی فہرست کی جب اُس نے ترمیم کرائی تو حکم دیا کہ اُسکے متعلق دریافت مکانوں کے مجموعوں[5] (Vici) یعنی محلوں کے لحاظ سے کی جائے اور

---

[1] ڈائون ۳۹، ۶۱، ۶۳ سسرو Ad Q frat سوم ۷۔ نقرہ ۱۱۲۳ کا حاشیہ۔

[2] سوئی ٹونیس آگسٹس ۳۰ ڈائون ۵۵، ۲۶، ۴، ۵۷ اسٹرابو ۵، ۳، ۷ صفحہ ۲۳۵۔

[3] دیکھو جووینل سوم ۶، ۱۹۰۔ ۲۲۲، ۱۴، ۳۰۵۔ سوئی ٹونیس آگسٹس اور ٹیسی ٹس Ann ۱۵، ۴۳ میں نیرو کے زمانے کی تعمیرات جدیدہ کا حال۔

[4] سوئی ٹونیس جولیس ۴۱ آگسٹس ۴۰۔

[5] مارکوارٹ Stvw سیم، ۸۔

باب ۱۱ قطعات کے مالکوں (Per dominus insularum) سے ضروری امور دریافت کئے جائیں۔ زمانۂ قدیم کی چھوٹی چھوٹی عمارتوں کے بجائے اونچے اونچے قطعات کی تعمیر سے شہر میں زیادہ رونق نہ ہوئی ہوگی اور بالائی منزلوں سے کوڑے کرکٹ کے گرنے سے راہ رووں کو وہی تکلیف ہوگی جو جو وہی نل کے زمانے میں تھی جمہوریہ کے زمانے میں آگ بجھانے کا غالباً قدیم طریقہ جاری تھا یعنی قدیم ترین مقام سے ہاتھ سے پانی لاتے ہوں گے کیونکہ غریبوں کے مکانوں میں غالباً پانی کے نل نہ ہوں گے۔ شہر میں پانی چار نہروں سے آتا تھا، ایپیا (۳۱۳ ق م) انیپو وٹیس (۲۷۰ ق م) مارکیا (۱۴۴ ق م) اور مٹے پولا (۱۴۳ ق م) آب رسانی کے انتظام میں بھی حکام جمہوریہ سخت غفلت کرتے تھے اور آگسٹس اور اسکے جانشینوں نے جو انتظامات کئے اس سے ظاہر ہے کہ پانی کی قلت تھی کیونکہ نہ صرف آبادی بڑھ رہی تھی بلکہ حماموں کی تعداد بھی بڑھ گئی تھی۔ یہ بھی واضح رہے کہ نہروں کا پانی روما کے حوضوں اور ذخائر آب تک پورا نہیں پہنچتا تھا بلکہ لوگ اپنی خانگی ضروریات میں سے نہروں کو کاٹ کر پانی لے لیا کرتے تھے۔ حکام جمہوری کی اس میں نہ صرف غفلت ہی تھی بلکہ شرکت بھی اور آگسٹس نے اس دھوکہ بازی کو روکنے کے لئے سخت قواعد نافذ کئے

بڑی بڑی سڑکوں پر لاوا[۲] (Silex) کے ٹکڑوں کا فرش ہوتا جو نہایت سلیقے سے جڑے ہوتے، گلیوں پر کسی نرم پتھر کے مربع ٹکڑوں کا فرش ہوتا۔ شہر میں گاڑیوں میں سوار ہوکر نکلنا ایک خاص اعزاز تھا جو کانسلوں کے لئے مخصوص تھا یا جاریوں کے لئے کسی خاص موقع پر یا جلوس ہائے فتح کے مواقع کے لئے۔ پالکیوں کے رواج سے جنھیں غلام اٹھاتے تھے رومائی خواتین کو گاڑی کی سواری کا حق باقی نہ رہا۔ امرا بھی پالکیوں میں بالعموم چلتے تھے۔ عمارتوں کا سامان گاڑیوں میں آتا ہوگا مگر یہ گاڑیاں

---

۱؎ مثال کیلئے دیکھو سسرو Ad fam ۸، ۶، ۴ پلینی تاریخ ۳۱، ۷، ۴۲۰۔

۲؎ وہ مادہ جو آتش فشاں پہاڑوں سے نکلتا ہے اور سرد ہونے کے بعد خشک ہو جاتا ہے (مترجم)۔

باب ۱۱ صرف صبح کو چلتی تھیں۔ شہر کی تنگ سڑکوں پر بڑی بھیڑ رہتی تھی اور شور بھی بہت ہوتا تھا۔ جوتوں کی آواز تو نہ ہوتی ہوگی کیونکہ جوتوں میں ایڑیاں نہ ہوتی تھیں مگر شور بہت ہوتا ہوگا کیونکہ پھیری والے چلا چلا کر اپنی چیزیں فروخت کرتے تھے اور غلام بھی بہ آواز بلند اپنے مالکوں کے لیئے راستہ صاف کرتے تھے۔

امرا کے مکانات (۱۳۸۶) مکانوں میں نیچے کی منزل میں سڑک کی طرف کھڑکیاں نہیں ہوتی تھیں۔ امرا کے مکانوں میں جو زیادہ اونچے نہ ہوتے سڑک کی طرف کی دیواریں صرف ایک دروازہ ہوتا جس کی حفاظت کے لیئے ایک دربان ہر وقت بیٹھا رہتا۔ دولت اور عیش پسندی کے بڑھ جانے سے عالی شان مکان بننے لگے تھے مگر عزلت پسندی کا اصول اب بھی باقی تھا۔ مکانوں کے اندر صحن ہوتے تھے اور کمروں کی کھڑکیاں صحن کی طرف ہوتیں۔ باپ کو روما کے خاندانوں میں اب سابق کا سا انتہائی اقتدار حاصل نہ تھا مگر خاندان کی حیثیت اب بھی ایک چھوٹی سی سلطنت کی تھی جس کا صدر باپ تھا۔ ہر خاندان قوم کا ایک آزاد جزو تھا اور مکانوں کی ساخت ہی سے ظاہر تھا کہ بیرونی اثروں[۲] کا داخل ہونا اُن کے مالکوں کو ناگوار تھا۔ امیروں کے مکان اب زیادہ تر پہاڑیوں پر تھے خصوصاً کوہ پلاٹین پر جو فورم کے اوپر اور کیپی ٹول کی پہاڑی کے مقابل ہونے کی وجہ سے بہت پسند کیا جاتا تھا سرکاری عمارتیں بھی اسی پر تھیں۔ مکانوں کے موقعوں کے انتخاب میں سہولت اور صحت کا خیال رکھا جاتا اور مکان سڑکوں سے دور ہوتے تاکہ وہاں کے شور و شغب سے تکلیف نہ ہو۔ اپنے نیم شاہی مساکن سے اکثر امیر لوگ سیاسی معاملات میں شرکت کرتے

---

۱؎ امرا کے مکانوں میں ایک بالائی منزل ہوتی مگر یہ حصہ زیادہ پسند نہ کیا جاتا کیونکہ سسرو نے اپنے مکان کے بالاخانے میں ایٹی کس کے ایک بیمار غلام کو ٹھیرانے کا وعدہ کیا تھا ایڈ ایٹی کم ۱۲، ۱۰۔

۲؎ روما کے خاندانوں کے انحطاط اور تمدنی زندگی کی تہذیب کے لیئے دیکھو Proceedng of the classical Association میں مسٹر ڈبلیو ڈبیہ فاولر کی تحریر۔

باب ۱۶

سینیٹ کے اجلاسوں میں شریک ہوتے، عدالتوں میں کسی فریق مقدمہ کی تائید کے لیئے جاتے، اپنے ساہوکار سے معاملات کو طے کرتے یا ایک نام جاننے والے غلام (Nomenclator) کی مدد سے کسی عہدے کے لیئے کوشش کرتے یہ غلام ہر شخص کا نام جانتے تھے اور انھیں کی مدد سے امیر لوگ گمنام لوگوں کا نام لے کر انھیں مخاطب کر سکتے تھے۔ امرا کی زندگی کے ہر جزو میں امارت و سطوت کی بو تھی اس لیئے اُن لوگوں کو کسی فرد واحد کا غیر معمولی اقتدار حاصل کر لینا سخت ناگوار تھا۔ ان کے ماحول کا بھی یہی اثر تھا کہ امارت کا نشہ اور تیز ہوتا۔ اُن کی قوت کی بنا دولت پر تھی جو صدیوں کی حکومت سے حاصل ہوئی تھی۔ اگر مطلق العنان حاکم برسر حکومت ہو جاتا، تو اندیشہ تھا کہ اُن کی حیثیت گھٹ جائے اور ذرائع آمدنی بھی محدود ہو جائیں، اسی لیئے شہنشاہیت کے قیام کے وہ سخت مخالف تھے۔ زمانۂ حال میں اسی قسم کی کوئی سیاسی مثال ہم پیش نہیں کر سکتے جس سے وہ تمام حالات ہمارے پیش نظر ہو جائیں جنکی وجہ سے امرائے جمہوری کو اپنی اہمیت پر اس قدر ناز تھا۔ چاپلوس اور خوشامدی آزاد شدہ غلاموں کی موجودگی ہی انھیں اپنی عظمت کو ہر وقت یاد دلانے کے لیئے کافی تھی۔ ان لوگوں پر اپنے مربیوں کی خدمت کرنا قانوناً لازم تھا اور اُن کی نظر عنایت کے لیئے یہ لوگ قانون اور رواج کی حدود سے بھی تجاوز کر جاتے تھے جمہوریہ کے آخری دور نے آزاد شدہ غلاموں کے زمانۂ سابق کے متوسلوں کی جگہ لے لی تھی۔ اُس عہد کے امرا حسب نسب کے لحاظ سے امیر نہ تھے مگر قوت کی اُنھیں بھی اسی قدر حرص تھی جتنا کہ زمانۂ سابق کے پیٹریسین لوگوں کو اور یہ لوگ ایک چھوٹی سی قوم کے نام نہاد رئیس نہ تھے بلکہ ایک زبردست شہنشاہیت کے حقیقی حاکم تھے۔

تعمیرات عامہ

(۱۳۸۷) عرصہ ہوا کہ سلطنت روما اپنے رقیبوں کو تباہ کر کے ایک زبردست شہنشاہی قوت ہو گئی تھی جس سے امید ہو سکتی ہے کہ تعمیرات عامہ کی طرف بھی توجہ ہوئی ہوگی اور ممالک غیر سے کثیر رقوم کے آنے سے ایسی عمارات کی تعمیر عمل میں آئی ہوگی جو سابق کی کم حیثیت عمارتوں کے مقابلے میں عالیشان ہوں گی۔ مگر واقعہ اس کے خلاف تھا یعنی امرا کے محل تو شان و شوکت اور وسعت میں بڑھتے جاتے تھے مگر

باب ۶ اس عہد جمہوری میں عمارات عامّہ بہت کم تعمیر ہوئیں اور جو بنیں وہ اعلیٰ درجے کی نہ تھیں ایک نہر (۱۲۷ ق م) البتہ اس زمانے میں نئی سنگی پلوں کی تعمیر بھی شروع ہوگئی مگر تکمیل بہت سستی کے ساتھ ہوئی صرف دو پل تھے ایک تو پرانا سب لی لیس اور دوسرا ایمی لیس جس کی تعمیر ۱۷۹ء میں شروع ہوئی مگر تکمیل ۱۴۲ء میں ہوئی۔ ان کے علاوہ دو چھوٹے چھوٹے پل جزیرے کی طرف بنائے گئے۔ فاب ریکیس ۶۲ء میں اور کیشس ٹیس غالباً ۴۶ء میں۔ سڑک فلامینی پر جو شمال کی طرف جاتی تھی، روما سے قریب دو میل پر پل ولبس کا پل ۱۰۹ء میں از سر نو پتھر کا بنایا گیا۔ شہر کا جو حصّہ ٹائبر کے پار تھا وہ زمانۂ مابعد میں آباد ہوا۔ اس میں زیادہ تر باغ اور جنگلے تھے۔

اس عہد میں صرف ایک سیلک ہال (Basilicae) بنا یعنی اوپی میا جو ۱۲۱ء میں ایل۔ اوپی میس نے بنایا۔ یہ وہی شخص ہے جو گراس کی تباہی کا باعث ہوا اور جس نے اس ہال کے قریب میں کان کورڈیا کا مندر بنایا تھا۔ اس قسم کے دو ہال پور کیا اور ایمی لیا پہلے سے موجود تھے اور فورم کے شمال میں کیپی ٹول کے قلعے کے نیچے اور پرانی مشورہ گاہ (Comitium) اور سینیٹ کے پرانے مکان کے قریب تھے۔ شہر کے اس حصے میں عمارات عامّہ ایک دوسرے کے بالکل قریب ہوں گی اور اسی لیے ۵۲ء میں کلوڈیس کی تجہیز و تکفین کے ضمن میں جو آتش زنی ہوئی اسکی وجہ سے سخت نقصان ہوا۔ ۸۰ء میں ایمی لیا کا ہال از سر نو تعمیر کیا گیا۔ لیکن چونکہ جگہ بہت کم تھی اس لیے شاندار نہ بن سکا۔ جولیس قیصر نے ۴۶ء میں ایک بڑا عمارتی ہال (Basilica Julia) بنانا چاہا اور اُس کے لیے فورم کے جنوب مغرب میں ایک زمین کا انتخاب کیا، اس کی تکمیل آگسٹس نے نہایت شاندار طریقے پر کی۔ فتوحات کی یادگار میں محلوں کی تعمیر کا آغاز دوسری جنگ قرطاجنہ کے بعد سے ہوا۔ اس عہد میں (Fornix Fabianus)[1] کے نام سے ایک کمان ۱۲۱ء میں گال میں قبائل ارورنی اور آلوبروگی پر کیو۔ فے بیس کی فتح کی یادگار میں فورم کے مشرقی جانب

[1] ۵۶ء میں اُس کی مرمت ہوئی۔ اس کے بعض کتبے معلوم ہیں (ول مَنش ۶۱۰) اور نہایت دلچسپ ہیں۔

باب ۱۱

"مقدس راہ" کے ترتیب بنائی گئی۔ عہد مذکور کی عمارات کی تاریخ میں ایک اہم واقعہ یہ تھا کہ ایک سنگی تھیٹر بنایا گیا اس وقت تک اہل روما کی قدامت پرستی کی وجہ سے تھیٹر کی عارضی عمارتیں لکڑی کی ہوتی تھیں۔ لیکن ان چوبی عمارتوں کی تعمیر کا صرفہ بہت ہوتا ہوگا خصوصاً اس لیے کہ اندرونی آرائشوں اور شامیانوں پر بہت فضول خرچی ہوتی تھی ۵۸ء میں ایم۔ ایمی لیس نے ایک نہایت شاندار عارضی تھیٹر بنایا جسمیں اسی ہزار آدمی بیٹھ سکتے تھے ۵۵ء میں کیور یو[1] اس سے بھی بازی لے گیا۔ کم از کم بہ لحاظ خوبی تعمیر کے۔ اُس نے دو لکڑی کے تھیٹر بنائے جو ایک طرف سے دوسری طرف پھیر سکتے تھے اور ایک محور پر گردش کر سکتے تھے۔ ایک کی پشت دوسرے سے ملی ہوئی تھی اور جب تھیٹر کے لیئے اُن کی ضرورت نہ ہوتی تو ایک دوسرے کے آمنے سامنے کر دیے جاتے جس سے ایک بڑا بھاری تماشا گاہ (Amphitheatre) بن جاتا جس میں ایسے تماشے ہوتے جو صرف آنکھ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اسی اثنا میں پامپی نے مخالفت کو رفع کر کے ۵۵ء میں اپنا مستقل سنگی تھیٹر بنوایا جس میں وینیس وکٹرکس کا مندر بھی تھا۔ لیکن سرکس میں گھوڑ دوڑ اور دوسرے تماشے ہوتے رہے یہاں تک کہ تماشا گاہ (Amphitheatre) بھی ایک مستقل عمارت[2] ہوگئی جس میں عہد شہنشاہی میں مسلح پہلوانوں کی کشتیاں یا جانوروں کی لڑائیاں ہوتی تھیں۔ روما کے عوام کو اب صرف سستے غلے اور مخرب اخلاق تماشوں میں دلچسپی رہ گئی تھی۔ سرکس میں کوئی زیادہ تغیر نہیں ہوا تھا اور یہ ایک گھوڑ دوڑ کا احاطہ تھا جس میں چوبی نشستیں تھیں۔

فورم اور کیپس

(۱۳۸۸) مسلح پہلوانوں کی کشتیاں اب بھی فورم میں ہوتی تھیں گو اسکے لیئے وہاں جگہ بہت کم تھی اور جو کچھ تھی اُس کے بیشتر حصے پر لکڑی کی ہنگامی نشستیں بنی ہوئی تھیں نشستوں کی کمی کی وجہ سے اُن کی قدر و قیمت بہت تھی اور رائے دہندوں کو ہموار کرنے کے لیئے لوگ اکثر اُن کے لیئے نشستوں کا انتظام کر کے مرہون منت

---

[1] پلینی تاریخ ۳۶، ۱۱۶-۱۲۰۔

[2] روما سے پہلے کمپانیا میں دیکھو مارکوارٹ Stvw ۳م ۵۵۶۔

باب ۶۱ کر لیتے تھے۔ عوام کے جمع ہونے کے لیئے فورم میں کافی گنجائش نہ تھی اور آئندہ ڈیڑھ سو سال تک اکثر شہنشاہ اس کی وسعت کی فکر میں رہے۔ جمہوریہ کے آخری زمانے میں کمیٹیس ماریٹیس کے اکثر حصوں پر اعراض عامہ کے لیئے مکانات یا احاطے بن گئے تھے۔ چند مندر بھی وہاں تھے اور ستونوں کی دو قطاریں (Porticus) تھیں۔ پامپی نے بھی اپنا تھیٹر یہیں بنا لیا تھا۔ اسی مقام پر ایک احاطہ (Circus Flominius) تھا جو ۲۲۰ ق م کے قریب بنا تھا۔ لیکن فصیلوں کے باہر مکانات کی تعمیر میں اہم ترین کام یہ تھا کہ تمام انتخابات[1] مجلس قبائل اور مجلس پلیب (Concilium Plebis) کے کمیٹس میں ہونے لگے جیسے کہ مجلس سنتوری (Comitia Centuriata) کے اس سے قبل سے ہوتے تھے۔ مختلف رائے دینے والی جماعتوں کے لیئے جو علیحدہ مقامات مقرر تھے رفتہ رفتہ مستقل ہونے لگے اور جولیس قیصر نے اسکے لیئے علیحدہ علیحدہ احاطے بنانے کی تجویز کی تھی جسے اگریپا نے تکمیل کو پہنچایا حالانکہ اس زمانے میں انتخابات محض رائے نام تھے۔ شمار آرا کے یہ مقامات (Ovilia یا Saepta) بڑی شمالی سڑک کے مغربی جانب کو ایک عمارت مسمی بہ Villa Publica کے قریب تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ عمارت ۴۳۵ھ[2] ق م میں بنی تھی لیکن اسکے بعد پھر از سر نو بھی غالباً بنی ہوگی۔ مکانات اس جانب بڑھتے جاتے تھے اور تمام کمیٹس تیسری صدی مسیحی میں شہر کی فصیل کے اندر آگیا تھا اور قرون وسطیٰ میں روما کا شہر اسی مقام پر آباد تھا۔ ساہوکارہ حسب سابق اس زمانے میں بھی فورم ہی میں تھا۔ جہاں کہیں موقع مل جاتا دکانیں بن جاتیں۔ ساہوکاروں اور صرافوں کی دکانیں کثرت سے تھیں خصوصاً چند دکانوں[3] کے قریب جو جانی کے نام سے مشہور تھیں ساہوکاروں کی ان دکانوں (Tabernae argentoriae) میں روما کے

---

[1] خالص مجالس وضع قوانین سے مراد نہیں ہے جن کے اجلاس فورم میں ہوتے تھے۔ نام سین Sti جلد سوم صفحات ۳۸۲-۳۸۳۔

[2] لیوی چہارم ۲۲ دیکھو فقرہ ۱۳۵۶ کتاب ہذا

[3] مارکوارٹ Stww دوم ۶۵-ہوریس Sat یہ پار کی تحریر ۲، ۱۸۷۳۔

باب ۶۱

تمام لین دین کے معاملات طے ہوتے اور کاروبار کی مقدار بھی بہت زیادہ تھی۔ ساہوکاروں کی دُکانوں کے بڑھ جانے سے فورم ایسے تنگ مقام میں جگہ کی اور بھی تنگی ہوگئی ہوگی۔

عہد شہنشاہی کی عمارتیں، مجسمات،

(۱۴۸۹) واقعات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہوگیا ہوگا کہ شہر روما اس قدر عالی شان نہ تھا جتنا کہ ایک غدار سلطنت کے دارالسلطنت کو ہونا چاہیئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو روپیہ صدیوں سے کھنچ کر روما میں آتا وہ افراد کی جیبوں میں رہ جاتا، خزانۂ سلطنت میں اول تو روپیہ کبھی وافر نہ رہتا، علاوہ ازیں غلّے کی خرید میں جو ہر سال نقصان پڑتا اُس کی یا بجائی مشکل سے ہوتی اور غیر معمولی اخراجات کا تو ذکر ہی نہیں۔ امیر لوگ اپنا روپیہ عیش و عشرت اور سامان آرائش میں صرف کرتے۔ اگر کسی میں ہمت ہوتی تو وہ اپنا روپیہ تماشوں اور انعام و اکرام میں ضائع کرتے اس لیئے عمارات عامہ بہت کم تھیں اور جو مندر تھے وہ بھی ٹوٹ پھوٹ رہے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ روما کے امرا دیوتاؤں کے اعزاز کے مقابلے میں زائے دہندوں کا خوش رکھنا زیادہ ضروری خیال کرتے تھے۔ لیکن شہنشاہیت کے قیام سے یہ حالات متغیر ہوگئے۔ دور شہنشاہی کے ملک الشعرا ہوریس[1] نے جمہوریہ کے آخری دور کے افراد کی فضول خرچیوں اور فرائض ملکی کی طرف سے بے خبر رہنے پر طعن و تشنیع کی ہے اور زمانۂ قدیم کے اہل روما کی قابل تقلید مثال کی طرف اشارہ کیا ہے جو ان لوگوں کے برعکس تھے۔ آگسٹس اپنے طرز عمل سے لوگوں پر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ شہر کی آرائش میں جو سعی بلیغ وہ کر رہا تھا وہ اسلاف کی قابل تقلید مثال کی متابعت میں تھی۔ اُس نے نہ صرف نئی عمارتوں پر قوم خطیر صرف کیں بلکہ ۸۲ پرانے مندروں کی مرمت کردی اور دربار کے ارکین کو بھی اس طرف متوجہ کیا۔ اپنے آخری زمانے میں وہ فخریہ کہا کرتا تھا[2] کہ جب روما میرے قبضے میں آیا تو کچی اینٹوں کا بنا ہوا تھا اور میں اُسے سنگ مرمر کا بنا ہوا چھوڑ جاؤں گا

---

[1] ہوریس Carm دوم ۱۵ اس کا مقابلہ کرو ۱۸ اور سوم ۱، ۶، ۷ کے بعض حصوں سے۔

[2] سوئی ٹونیس آگسٹس Mon. Ancyr ۲۹، ۲۸، ۲۱، ۱

باب ۶ عہد جمہوری کے زمانۂ انحطاط میں حکام کی بے ایمانیوں اور فضول خرچی پر گویا اس کا قول فیصل تھا۔ آگسٹس نے جو کچھ کیا وہ گویا اعلےٰ پیمانے پر جولیس قیصر کے ارادوں کو پورا کرنا تھا۔ عہد انقلاب میں روما میں ایک خاص قسم کی یادگاریں البتہ تھیں یعنی مخصوص اشخاص کے مجسمات جن کا بہت قبل سے رواج ہو گیا تھا اور یونانی اہل فن کی کثرت سے یہ فن اچھی حالت میں تھا۔ مجسمات پائدار چیزوں کے زیادہ تر بنتے تھے کیونکہ اس سے خاندانوں کا نام قائم رہتا تھا۔ دیوتاؤں کے مجسمے اور خیالی تصویریں بھی تھیں۔ فنون لطیفہ کے یہ بیش قیمت نمونے زیادہ تر یونانی تمدن والے ممالک سے بطور مال غنیمت آئے تھے۔ ان میں سے اکثر امرا اور دیگر اشخاص کی ذاتی ملکیت میں تھے جو انھیں اپنے محلوں کی آرائش کے لیے رکھے ہوئے تھے۔ لیکن غیر خانگی مقامات میں بھی مجسموں[1] کی تعداد بہت تھی۔ مندروں کے علاوہ جہاں زمانۂ قدیم کی لکڑی یا مٹی کی بنی ہوئی مورتیں بھی تھیں۔ ہر کھلے ہوئے مقام میں مثلاً کیپی ٹول کے احاطے میں اور کمپٹیم اور فورم میں قسم قسم کی مورتیں تھیں۔ تھیٹروں، حمامانوں، یا لوں وغیرہ ہر مقام میں مورتیں رکھ دی جاتی تھیں۔ خانگی باغوں کی زیبائش کے لیے بھی مورتوں کی بہت مانگ تھی نہ صرف روما میں بلکہ دیہات میں بھی جس کی وجہ سے مورتیں کثرت سے بننے لگیں اور مشہور مورتوں کی نقلیں باہر سے آنے لگیں اور مورتوں کی فروخت ایک پُر منافع تجارت ہو گئی[2]۔ مورتیں جو تجارتی اصول پر بنائی جاتی اگر وہ تعلیم یافتہ لوگوں کو پسند نہ آتیں تو اُن کے اور بہتیرے خریدار تھے جو زیادہ نفاست پسند نہ تھے۔ پامپی نے اپنی تھیٹر کی آرائش ایٹی کس[3] کے سپرد کی تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگ بھلی اور بُری مورتوں میں تمیز کر سکتے تھے مجسمات

---

[1] ۱۵۸ ق م میں سنسروں نے مجسموں کی کثرت کو روکنے کی کوشش کی تھی۔ دیکھو پلینی تاریخ ۳۴، ۳۰۔

[2] سسرو Ad fam ہفتم ۲۳، ۳، ۱۳۔

[3] سسرو Ad Att چہارم ۱۵، ۹۔

باب ۱۱

بزرگوں کی یادگار کا کام لینے میں ایک سخت وحشیانہ بدمذاقی ہونے لگی تھی۔ آخیر میں زمانۂ انحطاط میں یہ رواج پڑ گیا تھا کہ نئے سر[1] آنی مورتوں پر رکھ دیے جاتے اور حصۂ زیریں پر کسی دوسرے شخص کا نام لکھ دیا جاتا۔ یہ کارروائیاں اپنے مربیوں کو خوش کرنے کے لیئے لوگ کرتے تھے اور رفتہ رفتہ یہ قبیح رسم روما میں بھی پھیل گئی۔ اس لیئے مورتوں پر جو نام لکھے ہوتے ہیں وہ اکثر اوقات صحیح نہیں ہیں۔ روما کے امراجو اپنے خاندانوں کی یادگار میں اپنے بزرگوں کے مجسمے کھلے ہوئے مقامات میں نصب کراتے تھے۔ اُن کی ہستی اور حالات سے متعلق عجیب غلطیاں کر بیٹھتے تھے۔ تصویروں کا بھی کثرت سے رواج تھا اور سسرو[2] انھیں کو زیادہ پسند کرتا تھا۔ یہ تصویریں دیوتاؤں اور لڑائیوں کی ہوتی تھیں۔ نقشوں کا بھی رواج تھا۔ یہ تصویریں اکثر مندروں کی دیواروں[3] اور برآمدوں میں لگائی جاتیں مگر زیادہ تر امرا کے محلوں میں تھیں۔ فنون لطیفہ کے نمونے جمع کرنیوالوں میں لیوکلس اور ہارٹین سیس بہت مشہور[4] تھے مگر ان کے علاوہ اور لوگ بھی تھے۔ استادان فن کے بہترین نمونوں کی قیمتیں بہت ہوتی تھیں۔ لیکن ان کی مانگ زیادہ تر امرا کے محلوں کے لیئے تھی اور شہر کی آرائش عہد شہنشاہی میں ہوئی[5]۔

اطالیہ اور مقامی دستور سیاسی

(۱۳۹۰) اطالیہ کی جنگ عظیم کے سلسلے میں جو تغیر اطالیہ میں ہوا اُس کا ہم نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کریں گے۔ اس انقلاب سے قبل

---

[1] سسرو Ad Att ۲۶، ۱۷، ۶ پلوٹارک انٹونی ۶۰۔ روڈز میں اس رسم کے رواج کے لیئے دیکھو صفحات ۱۵۵، ۲۷۷، ۲۷۸ Mahaffigs Silver Ageof the Greek world

[2] سسرو Ad Att ۱۶، ۱۷، ۱۸۔

[3] سسرو Ad fam ۷، ۲۳، ۳۔

[4] پلینی تاریخ ۳۵، ۱۷۔ ۲۵، ۱۱۳، ۱۱۵۔

[5] پلینی ۳۴، ۴۸۔ ۳۵، ۱۲۵۔ ۱۲۷، ۱۳۶۔

باب ۶۱ روما میں حسب ذیل جماعتیں تھیں:-

(الف) روما کے شہری جو مقامات ذیل میں رہتے تھے۔

(۱) شہر روما اور اس کے قرب وجوار میں۔

(۲) شہریوں کی نوآبادیوں میں۔

(۳) ایسے دیہاتوں میں جن کا مرکز کوئی شہر نہ تھا اور جہاں حکومت مقامی کا وجود نہ تھا اور عدالتی اختیارات پریٹی فیکٹوں (حکام عدالتی) کے تفویض سے جو روما سے وقتاً فوقتاً جاتے تھے۔

(۴) چند افراد لاطینی شہروں میں تھے جن میں سے اکثر نے حقوق شہریت روما و حقوق لاطینی کے سلسلے میں حاصل کئے تھے۔ بعض غیر لاطینی حلیف مملکتوں میں تھے جنھیں حق شہریت (Civitas) بطور اعزازانی عطا ہوا تھا۔

(ب) حلیف۔

(۱) چند پرانے لاطینی شہروں کے لاطینی۔

(۲) لاطینی نوآبادیوں کے لاطینی۔

(۳) معمولی حلیف جو اپنے عہدناموں کی رو سے روما کے مختلف شرائط کے ساتھ وابستہ تھے۔

جماعت ہائے (الف) و (ب) میں اصل فرق یہ تھا کہ جماعت (الف) یعنی شہریان روما کی حیثیت سلطنت روما کے ایک جزو کی تھی اور جن مقامات میں وہ آباد تھے وہاں کے مقامی انتظامات صرف اُن کی سہولت کی غرض سے تھے نہ کہ کسی خاص حق کی بنا پر۔ شہریان روما کا تعلق روما کے قبیلوں سے تھا اور قبیلے قوم کے اجزا تھے۔ اصول کے لحاظ سے شہری نہ صرف حقوق رکھتے تھے بلکہ شہریت کے فرائض بھی انجام دینا اُن پر لازم تھا مگر عملاً یہ رجحان پیدا ہو گیا تھا کہ یہ لوگ حقوق کا تو دعوے کرتے مگر فرائض کے انجام دینے سے پہلوتہی کرنے لگے تھے۔

باب ۱۱

جماعت (ب) یعنی حلیف دراصل آزاد[1] بستیاں تھیں جنھیں اپنے اندرونی معاملات میں حکومت خود اختیاری حاصل تھی اور اُن کے اپنے حکام بھی تھے جو اُن کے خاص قوانین کے بموجب عدالتی کام کرتے تھے۔ اس لحاظ سے تو اُن کی حالت بہتر تھی مگر خارجی معاملات میں وہ بالکل روما کے تابع تھے اور اس ماتحتی کی وجہ سے فوجی خدمت کا بار اُن پر بڑھتا جاتا تھا اور اس کے علاوہ روما کی حکمت عملی یہ تھی کہ وہ ایکدوسرے سے بالکل علٰحدہ رہیں۔ اہل روما کا غرور بھی روز بروز بڑھتا جاتا تھا جس سے حلیفوں کی سخت ذلت ہوتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں بالآخر سخت کشمکش ہوئی اور بالآخر جنگ اطالیہ کے بعد دونوں جماعتوں کے باقی ماندہ افراد ایک دوسرے سے مل گئے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں دونوں جماعتوں کا امتزاج بغیر مزید خوں ریزی اور جد وجہد کے عمل میں نہیں آیا۔

اس کے متعلق یہ خیال رکھنا چاہیے کہ یہ دونوں جماعتیں جو آپس میں ملگئی تھیں اپنے نظام ہائے سیاسی کی رو سے مختلف تھیں۔ پرانے شہری خواہ کہیں ہوں روما سے تعلق رکھتے تھے، اُن کے حقوق اور فرائض بھی روما سے وابستہ تھے اور مقامی حکومت خود اختیاری کا خیال ان میں ابھی تک پورے طور سے پیدا نہیں ہوا تھا اور نہ اُسے وہ اہم خیال کرتے تھے۔ نئے شہریوں کو اب پرانے شہریوں کیساتھ مساوات حاصل ہو گئی تھی مگر مقامی حکومت خود اختیاری کی یاد اُن کے دلوں میں تازہ تھی جس سے اُنھیں دست بردار ہونے پر مجبور کرنا ناممکن تھا۔ باشندگان صوبجات مفتوحہ کی طرح شہریوں کی بستیوں پر حکومت کرنے کے لیئے حکام کا بھیجنا مناسب نہ تھا۔ زمانۂ قدیم سے اہل روما کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ مقامی معاملات میں دخل دینا پسند نہ کرتے تھے، البتہ جن مملکتوں سے انھیں تعلق تھا وہاں کے طبقۂ اعلیٰ سے وہ دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ اسلیئے گو سابق کی حلیف مملکتوں کے شہری روما کے شہری ہو گئے مگر ان کے شہروں کی

[1] ان میں سے جو زیادہ آزاد تھے روما کے جلاوطنوں کو پناہ دے سکتے تھے۔ اطالیہ کے آزاد ہونے کے بعد یہ ممکن نہ تھا۔

باب ۱۰ حکومت خود اختیاری باقی رہی۔ اس شہریت در شہریت کے لحاظ سے شہریوں کی حیثیت دو گونہ تھی۔ ان نئے شہریوں کے عام حقوق شہریان روما کے تھے۔ لیکن مسافت کی وجہ سے وہ ہر موقع پر روما میں آکر رائے نہ دے سکتے تھے اور یقیناً ان میں سے اکثر روما کے سیاسیات میں زیادہ حصہ نہیں لیتے تھے۔ دیہات کے شہریوں کو زیادہ تر دلچسپی مقامی معاملات میں تھی اور روما کے انتخابوں اور وضع قوانین میں دیہات کے صرف چند رائے دہندے شریک ہو سکتے ہوں گے۔

نظام بلدی (۱۳۹۱) اطالیہ کی جنگ عظیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے چند ہی سال بعد متعدد حکومت خود اختیاری رکھنے والی بستیاں روما میں ضم ہو گئیں۔ مگر یہ انضمام بمقابلۂ سابق کے مختلف نوعیت کا تھا۔ سابق میں اگر کوئی بستی مملکت روما میں شامل کر لی جاتی تو حیثیت ماتحتی کی ہوتی اور اس کے باشندوں کا شمار روما کے شہریوں میں ہونے لگتا مگر قبیلوں میں وہ نہ شامل کیے جاتے ان بستیوں کی سیاسی حیثیت میں اختلاف تھا مگر یہ نیم شہری جو "شہری بلا حق رائے دہندگی" کہے جاتے تھے امور مملکت میں حصہ نہ لے سکتے تھے گو پورے شہریوں کے فرائض انہیں انجام دینے پڑتے تھے۔ یہ لوگ (Municipes) کہے جاتے تھے اور ان کی بستیاں (Municipia) کے نام سے موسوم تھیں۔ لفظ (Municipium) سے ماتحتی عیاں تھی مگر چونکہ ان نیم شہریوں کو رفتہ رفتہ پورے حقوق شہریت مل گئے اس لیے اس اصطلاح کے معنوں میں بھی فرق ہو گیا۔ مگر اب حلیفوں[2] کو کسی درمیانی امتحانی منزل کو طے کرنے کے بغیر بوقت واحد پورے حقوق شہریت مل گئے اور تمام ملک اطالیہ میں ایسی بستیاں پیدا ہو گئیں جن کے باشندے

---

[1] اسی کو (Cives Sine Suffragio) کہتے تھے۔

[2] ان جدید بلدیات میں نیوپولیس بھی تھا جس میں بہت سے یونانی رواج باقی تھے اور سرکاری زبان یونانی تھی۔ دیکھو (Beloch's campanien) یہاں اکثر عزلت پسند اور علمی مذاق رکھنے والے اہل روما رہنے لگے جن میں ورجل بھی تھا۔

باب ۶۱

روما کے شہری تھے مگر ان میں مقامی معاملات کا تصفیہ مقامی دستور کے لحاظ سے ہوتا تھا۔ یہ بستیاں (Municipia) (بلدیات) تھیں مگر اس اصلاح کے جدید استعمال[1] کے لحاظ سے شہریانِ روما کی تعداد میں اس اضافۂ عظیم سے پرانے شہریوں کے مقامی نظام میں بھی کچھ تغیر ہوا اور اس سے حکومت خود اختیاری کو بہت فروغ ہوا۔ جن اضلاع کا مرکز کوئی شہر نہ تھا وہاں اب یہ عملدرآمد ہو گیا کہ کسی گاؤں کو شہر قرار دے کر اس ضلع کے لیے اُسے حکومت مقامی کا مرکز بنایا جاتا۔ اس طور پر تمام ملک اطالیہ بلدیات میں منقسم ہو گیا اور سسرو کے زمانے میں یہی حالت تھی۔ پرانی اصطلاحیں (Colonia) (نوآبادی) اور (Praefectura) (ضلع جو پریفیکٹ کے زیر حکم ہو) اب تک باقی تھیں اور اس سے ہر شہر کی زمانۂ قدیم کی اصلی سیاسی حیثیت معلوم ہوتی تھی مگر اب در اصل سب بلدیات تھے اور شہنشاہی کے مقابلے میں مقامی کو (Municipalis) (بلدیاتی) کہنے لگے تھے۔ انھیں بلدیات پر اب ملک اطالیہ کی قوت کا انحصار تھا۔ بعض ان میں سے اچھی حالت میں تھے بعض خود مختار تھیں مگر بحیثیت مجموعی ان میں سے اکثر میں زندگی کے آثار تھے ان بلدیات میں سے اکثر کے دستور سیاسی میں روما کے دستور کی نقل کیگئی تھی اور سینیٹ، حکام اور مجلس عامہ ہوتی تھی۔ مگر سبکا دستور یکساں نہ تھا خصوصاً اعلیٰ احکام کی تعداد اور القاب میں اکثر فرق ہوتا۔ مگر ان امور کو ہم تفصیل سے بیان نہیں کر سکتے ورنہ اہم واقعات نظر انداز ہو جائیں گے۔ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ بلدیات مذکور میں بھی دولتمند لوگوں کو تفوق حاصل ہوگا جو دارالسلطنت کے امرا کی طرح حریص اور خود غرض تھے۔ دیہات کے شہروں میں بھی روما کے طور طریقوں کی نقل کی جاتی تھی اور سسرو[2] کا بیان ہے کہ بلدیات کے بعض خاندانوں نے جرائم کے

---

[1] مام سین (Staatsrecht) جلد سوم باب متعلق حقوق بلدی۔

[2] مام سین نے بتایا ہے کہ اسی لیے (Praefecturae) بحیثیت بستیوں کی ایک حامی جنگ اطالیہ کے بعد وجود میں آئیں۔

[3] دیکھو (Pro Roscio Amerino) اور (Pro cluentio)

ارتکاب میں بہت مشاقی پیدا کی تھی؟

بلدیات کی جائداد یا اور اُنکے تعلقات

(۱۳۹۲) ہر بلدیہ علٰحدہ ہستی بھی رکھتا تھا اور مملکت روما کا ایک جزو بھی تھا اور علاوہ اپنی تمامی اراضی کے جو اُس کے افراد کے یا خود اُس[۱] کے قبضے میں تھی۔ اُس کو یہ بھی اختیار تھا کہ بحیثیت بلدیہ ہونے کے صوبجات میں اراضی اپنے قبضے[۲] میں رکھے اور اُنھیں اجارے پر دے کر نفع حاصل کرے۔ صوبجات کی اراضی کی آمدنی اکثر بلدیات کے موازنے کا اہم جزو تھی۔ قریب قریب کے بلدیات میں بعض اوقات نزاعیں بھی پیدا ہو جاتی تھیں جو زیادہ تر حدود اراضی[۳] اور حقوق آب سے متعلق تھیں۔ حقوق آب کی نزاعیں اسقدر اہم ہوتی تھیں کہ اس قسم کے ایک مقدمے کی تحقیقات کے لیئے ایک کمیشن[۴] مقرر ہوا تھا جس کا صدر ایک کانسل تھا اور فریقین میں سے ایک کا وکیل سسرو تھا۔ اس کے متعلق یہ بھی اس مقام پر بیان کرنا ضروری ہے کہ صوبجات کی بستیوں کی طرح اطالیہ کی بلدیات بھی روما کے کسی ذی اثر شخص کے ساتھ اپنا تعلق[۵] رکھتی تھیں جو بحیثیت مربی (Patronus) اُن کے معاملات کی روما میں نگرانی کرتا۔ لیکن یہ تعلق غیر سرکاری تھا، مربی ان کا نمایندہ نہ تھا بلکہ اس امیر کی حیثیت صرف یہ تھی کہ وہ اس امر کی نگرانی کرتا تھا کہ جو بلدیہ اُس کے زیر حمایت ہو اس کا کوئی نقصان نہ ہونے پائے۔ بلدیات کے اعلےٰ طبقوں کے لوگ اس قسم کے تعلقات ہمیشہ برقرار رکھتے جس کی وجہ سے تمام جزیرہ نمائے اطالیہ کے امرا میں بالکل یگانہ یک جہتی پیدا ہو گئی تھی۔ اسی ظاہری یکجہتی سے سسرو کو دھوکا ہوا

---

[۱] یہ (agerpublicus) (سلطنت روما کی سرکاری زمینوں) سے مختلف ہے۔

[۲] سسرو (Ad fam) ۱۲، ۷، ۱۱ و لیبس دوم ۸۱، ۱۔

[۳] لیگیوریا کے ایک مقدمے کے فیصلے سے معلوم ہوتا ہے کہ حدود اراضی کی نزاعوں کا تصفیہ کس طور پر ہوتا تھا (۱۱۷ مقام) یہ کتبہ جنیوا میں ہے۔ وِل منس ۸۷۲۔

[۴] سسرو (Ad Att) ۴، ۱۵، ۵ و ار و (R R) سوم ۲، ۳۔

[۵] سسرو (Ad Att) ۴، ۵، ۱۵ (in Pison) ۲۵ (Phil) دوم ۱۰۷۔

باب ۱۲

اور انٹونی کے مقابلے میں اُس نے بلدیات کی امداد پر بھروسا[1] کیا اور بالآخر امرا کی حمایت میں اپنی جان دے دی۔ علاوہ ازیں اعلیٰ طبقوں کی بھی ایک جہتی حکام ثلاثہ کے وسیع مظالم کا باعث ہوئی کیونکہ وہ سمجھنے لگے تھے کہ تمام اطالیہ کے اعلےٰ طبقات کے لوگ اُن کے دشمن ہیں۔ مگر واضح رہے کہ روما کے امرا کے دم خم اب بھی وہی تھے اور اُن کے تکبر و نخوت میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی جمہوریہ جب حالت نزع میں تھی اُس وقت بھی امرا آکٹے وین[2] کو طعنہ دیتے تھے کہ وہ ایک بلدیہ کے ایکوائٹ خاندان سے ہے اور سسرو نے بھی جیا عتبا حسب نسب اسی طبقے (بلدیہ کے ایکوائٹ) سے تعلق رکھتا تھا پیسو کو جو مثل اُس کے کانسل رہ چکا تھا ۵۵ء میں ایک بلدیہ[3] پلاسنٹیا کا باشندہ ہونے پر طعنہ دیکر کہا ہے کہ وہ حسب نسب کے لحاظ سے ایک گال سے بہتر نہیں ہے۔ برخلاف اسکے لوگوں کو اپنے بلدیہ سے انس تھا۔ اکثر شہریوں کے گویا اب دو وطن تھے۔ ایک تو اُن کا خاص شہر جو اُن کا آبائی وطن تھا اور دوسرا روما جو اصطلاحاً تمام شہریوں کا وطن تھا جس سے تعلق رکھنے کی وجہ سے یہ لوگ روما کے شہری ہو کر تمام دنیا پر تفوق رکھتے تھے، یہی خصوصیت ایک زمانے میں روما کے شریف النسب پیٹریشین لوگوں کو حاصل تھی۔ دو وطن رکھنے کی خصوصیت اطالیہ کی جنگ عظیم کے قبل خواہ عام یا شاذ مگر اُس کے چند روز کے بعد بالکل عام ہو گئی، اور سسرو کے زمانے میں تو پورے طور پر تسلیم کر لی گئی تھی۔

دوسرے حقوق شہریت

(۱۳۹۳) ہمارے ماخذ اس بارے میں بالکل ناکافی ہیں کیونکہ اس عظیم الشان تغیر کا کسی مورخ نے تذکرہ نہیں کیا ہے حالانکہ اُس کے وقوع میں

---

[1] سسرو (phil) ۲۳، ۷

[2] سسرو (phil) ۳، ۱۵، ۱۶-۱۴، ۱۰۹۔

[3] سسرو (in Pison) ۱۴، ۳۴، ۵۳، ۶۲، ۶۷۔

[4] دیکھو سسرو (de legibus) دوم ۵ کی مشہور عبارت۔

[5] مام سین کا خیال ہے کہ یہ صورت شاذ و نادر تھی۔

باب ۶۱ آنے کے متعلق کسی شبہہ کی گنجائش نہیں سسرو نے اسی زمانے میں سینیٹ[1] کے اراکین کو یاد دلایا تھا کہ ان میں سے اکثر بلدیات کے باشندے ہیں حالانکہ اس وقت وہ اُن کی امداد کا محتاج تھا صورت حال یہ تھی کہ بلدیات کے شہری ہونے کی بنا پر لوگ روما کے شہری تسلیم کر لیے جاتے تھے۔ مام سین کا بیان ہے کہ اس تغیر کی وجہ سے قبائل کی تقسیم میں کچھ ترمیم ہوئی مگر یہ مسئلہ اس قدر وسیع ہے کہ اُس پر اختصار کے ساتھ بحث نہیں ہو سکتی اور تغیر مذکور کے سیاسی پہلو پر بغیر اس بحث کے بھی روشنی پڑ سکتی ہے۔ قاعدہ یہ تھا کہ ایک ہی بلدیہ کے باشندے جب روما کو اظہار رائے کے لیے جاتے تو ایک ہی قبیلے میں رائے دیتے مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ مختلف بلدیات کے باشندے برابر روما کو جاکر مجالس میں شریک ہوتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بلدیات کے فہریوں کو روما کے شہری ہونے کی وجہ سے رائے دہندگی کا حق حاصل تھا خواہ روما تک وہ پہنچ سکیں یا نہ پہنچ سکیں۔

(۱۳۹۴) اب ہم صرف چند تفصیلی امور کا ذکر کریں گے جن سے اطالیہ کی عام حالت پر روشنی پڑتی ہے۔ سولا کے سیاسی تغیرات کے بعد سے ہر سال کے کانسل روما یا کم از کم اطالیہ میں مقیم رہتے اور انتظام داخلی انھیں کے سپرد تھا، مثلاً اگر اندرون ملک میں کسی امر کے تصفیے کی ضرورت ہوتی تو یہ کام کسی کانسل کے تفویض ہوتا۔ مگر بد انتظامی کے زمانے میں ایک باقاعدہ جمعیت کوتوالی کے نہ ہونے سے سخت دقتیں لاحق ہوتی تھیں۔ مثلاً ۵۰ سنہ ق م کے قریب سسرو کے ایک دوست کو روما کے قریب ایپین سڑک پر رہزنوں نے لوٹ[2] لیا تھا۔ دیہات میں کبھی عرصۂ دراز تک رہزنی کا انسداد نہیں ہوا۔ وارو کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ دیہاتوں میں رہزنوں سے لوگ ہمیشہ خائف رہتے تھے۔ کیٹی لین اور اسپارٹکس کی بغاوتوں کے انسداد کے بعد اُن کی جماعتوں کے

اطالیہ کی عام حالت

---

[1] سسرو (Phil) سوم ۱۵۔

[2] سسرو (Ad Att) ۷، ۹، ۱۔

باب ۱۶

باقی ماندہ افراد جس میں بعض فرار شدہ غلام بھی ضرور شامل ہو گئے تھے جو سالہا سال تک پریشان کرتے رہے۔ ناظرین کو یہ بھی یاد ہو گا کہ قیصر کے غیاب میں ایم۔ کائی لیس نے کس آسانی سے جنوبی اطالیہ میں ڈاکوؤں کی ایک جماعت تیار کر لی تھی۔ قریب نصف صدی (۸۰ تا ۳۲ ق م) تک اطالیہ میں بعض شوریدہ سر لوگوں کی وجہ سے فساد برپا رہا کرتے تھے جنھیں انتقام کی خواہش تھی یا جن پر ظلم ہوا تھا اور جن فسادات کا ذکر تاریخوں میں آیا ہے اُن سے مترشح ہے کہ سخت بدامنی تھی۔ ہمسایہ زمینداروں کی نزاعوں کا اکثر مقامات میں یہ نتیجہ ہوتا کہ علانیہ لڑائی ہونے لگتی۔ سسرو کی باقی ماندہ تقریروں میں اس قسم کے دو مقدمات[۵۲] کا پتا چلتا ہے جن میں سے ایک تھوری ای واقع جنوبی اطالیہ کا تھا اور دوسرا ٹرو ریا کے یہ دونوں ضلع اس بارے میں بہت بدنام تھے۔ لیکن شاہراہوں پر غالباً امن ہو گا ورنہ ہرکاروں کا ہر وقت چلنا دشوار ہو جاتا۔ دولتمند مسافر اپنی حفاظت کے لیے غلاموں کا بدرقہ رکھتے تھے۔ آگسٹس قیام امن کے لیے جو تدابیر عمل میں لایا اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلطنت کے دور دراز گوشوں میں کسقدر بدامنی تھی۔ جب اس کا[۵۳] کی طرف وہ متوجہ ہوا تو وہ صرف اُسے قزاقوں کی جماعتوں (Grassatores) کا استیصال کرنا پڑا بلکہ ایک اور قبیح رواج کا بھی انسداد کرنا پڑا جو بڑے زرعی علاقوں میں غلاموں سے کام لینے کے ضمن میں پیدا ہو گیا تھا یعنی مسافر خواہ وہ احرار ہوں یا غلام حالت سفر میں گرفتار کر لیے جاتے اور اس کے بعد غلاموں میں شریک کر کے اُن سے جبراً کام لیا جاتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ مزدوروں کی بہت مانگ تھی اور اس رسم کو لوگ قبیح نہیں خیال کرتے تھے۔ شہنشاہ نے قزاقی کے ساتھ اس قبیح رسم کے انسداد میں سعی بلیغ کی مگر

---

۱؎ سوئی ٹونیس آگسٹس اور شک برگ کا حاشیہ۔

۲؎ (Pro caecina Pro Tullio)

۳؎ سوئی ٹونیس آگسٹس ۳۲۔

باب ۶۱ جو لوگ کہ زرعی علاقوں میں گرفتار کر لیئے جاتے تھے (Suppressi[1]) ان کے قید رکھنے کا رواج عرصے سے پڑ گیا تھا اور ایک بار کی کوشش سے اسکا استیصال دشوار تھا۔ سڑکوں پر لوگوں کے کھانے پینے کے لیئے سرائیں[2] تھیں۔ یہ سرائیں آس پاس کے زمینداروں کی تھیں جو اپنے علاقے کی پیداوار کو اس طور پر نفع سے بیچ دیا کرتے تھے۔ دور دراز کے دیہاتی محلوں کے مالک اکثر مقامات پر اپنے ٹھہرنے کے لیے چھوٹے چھوٹے مکان (Deversoria) بنا لیتے جہاں وہ خود اور اُن کے دوست اثنائے سفر میں ٹھہرتے تھے۔ اطالیہ کے خوشگوار مقامات میں دیہاتی محل کثرت سے بن گئے تھے اور رفتہ رفتہ لفظ ولا (Villa) کا اطلاق اُس دیہاتی عمل پر ہونے لگا جس کے ساتھ باغ ہو خواہ اُس کے ساتھ مزرعہ ہو یا نہ ہو۔ موسم خزاں میں روما کے دولتمند لوگ اپنے دیہاتی محلوں کو چلے جاتے تھے۔ دیہات میں بھی ملاقاتیوں کی کثرت ہوتی تھی جس سے سسرو جیسے علمی مشاغل رکھنے والے لوگوں کو زحمت ہوتی تھی۔ دیہات کی شہری مجالس کا روما کے بارسوخ لوگ مذاق[3] اُڑایا کرتے تھے اور اُن سے اکثر[4] بچتے تھے۔ اس لیے اُن کا دیہات میں جانا مجالس مذکور کے لیے اکثر اوقات پریشانی کا باعث ہوتا۔ سسرو کے زمانے میں تمام قابل زراعت اراضی خانگی ملکیت میں آگئی تھی۔ سرکاری ملکیت میں اب صرف (Ager campanus) قسم پائیا کی اراضی رہ گئی تھی اور وہ بھی غالباً عہد زیر تذکرہ کے اختتام کے قبل بنرد آزما سپاہیوں میں تقسیم کر دی گئی تھی۔ چراگاہ کی زمینیں بھی بیشتر خانگی ملکیت میں تھیں گو

---

[1] آزاد لوگوں کے گرفتار کرنے والوں کے خلاف میں قوانین مابعد میں قانون جاری ہوئی موجود ہے۔ دیکھو (Juli Paulli sentent) ۵، ۶، ۱۴ ڈائجسٹ ۸، ۱۵، ۱۶، ۴۳، ۲۹ - ۴۷، ۲، ۸۳ -

[2] سرائے کو Tabernaedeversoriae یا صرف (Tabernae) کہتے تھے۔

[3] سسرو ہفتم (Ad fam.) ۱، ۳

[4] سسرو (Ad Att) ۴، ۷، ۳ -

باب ۶

اب بھی برادران گراکی سے اس وقت تک کے زرعی قوانین کے باوجود سرکاری اراضی (Ager publicus) کا نام سننے میں آتا ہے۔ اس اراضی سے غالباً مراد پہاڑی چراگاہوں[1] سے ہے جن کا رقبہ بعض ضلعوں میں بہت زیادہ تھا مثلاً سامنیم میں سولا کی خوں ریزی اور مزارعین کی بے دخلی کے بعد۔ اس عہد میں مسئلۂ زرعی میں جو تغیرات ہوئے اُن کا ذہن نشین رکھنا ضروری ہے جس کا آغاز برادران گراکی کی اس تحریک سے ہوا تھا کہ سلطنت اراضیات پر قبضہ کرے اور پھر انھیں غربا میں تقسیم کر دے۔ اس تحریک کی ناکامی سے سابق کی خرابیاں اور بھی بڑھ گئیں۔ مسئلۂ زرعی کی آخری منزل یہ ہے کہ خانگی اراضیات ضبط کر لی گئیں اور کسانوں کو بے دخل کر کے سپاہیوں میں تقسیم کر دی گئیں سیلیریا (نضلی بخار) کا بہت کم ذکر ہے گو اس بیماری کا کیمپے نیا اور اپولیا کے ساحلی ضلع میں زور تھا۔ وباؤں کا کوئی ذکر بھی اس زمانے میں نظر نہیں آتا جن سے سابقہ عہدوں میں روما تباہ ہو چکا تھا۔ سسرو شہر کے موقع کو پسندیدہ خیال کرتا تھا اس وجہ سے کہ متعدد چشمے اُس کے قرب وجوار میں تھے۔ مگر روما کی آب وہوا کی بہتری کی غالباً وجہ یہ تھی کہ نہروں کے ذریعے سے صاف اور خالص پانی آنے لگا تھا۔

غلام، احرار، روما کے عوام۔

(۱۳۹۵) غلامی کی رسم کا بار بار ذکر آنے سے ناظرین گھبرا اُٹھے ہوں گے مگر روما اور یونان کی تہذیب کی معاشی بنیاد[2] غلامی پر تھی۔ انسان کو حالت غلامی میں رکھنے کے متعلق اخلاقی اعتراضات خواہ کچھ ہی ہوں مگر اس رسم کو نہ تو اہل سیاست اُٹھانا چاہتے تھے نہ فلسفی۔ غلامی کے تباہ کن نتائج کا ہم ذکر کر چکے ہیں مگر غریب شہریوں پر اس رسم کے وجود کا جو اثر پڑتا تھا اس کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے۔ ہم

[1] دیکھو فترہ ۱۳۵۱ کتاب ہذا۔ سوئی ٹونیس (Dom) سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر تقسیم شدہ اراضیات کچھ ڈومی شین کے زمانے میں بھی باقی تھیں۔

[2] ارسطو کے نظریۂ مملکت میں غیر یونانی عناصر کے متعلق دیکھو ارسطو کی کتاب سیاسیات کا دیباچہ جو ڈبلیو ایل نیومن نے لکھا ہے صفحہ ۱۳۰۔

باب ۱۰ کسی جگہ بیان کر چکے ہیں کہ غریب شہریوں کا حال ہمیں مطلق معلوم نہیں۔ ان کا جہاں کہیں ذکر آیا ہے بحیثیت مجموعی ہے مثلاً کہیں یہ ذکر آیا ہے کہ سرانبوہ اُنکے جذبات کو برانگیختہ کرتے تھے یا کہیں بیان کیا گیا ہے کہ اُن کی دعوتیں ہوتی تھیں اور تماشے دکھائے جاتے تھے، اُن کی خوشامد کی جاتی تھی اور اُنھیں رشوتیں دی جاتی تھیں۔ یہ سب اُن کی رائیں (ووٹ) حاصل کرنے کے لیئے تھا۔ ایک قبیلے کے بعد دوسرے قبیلے کے افراد اپنی رائے دیتے تھے شہر کے عوام کی جماعتیں اور برادریاں ہوتی تھیں تاکہ اپنے ملازمین کے ذریعے سے امرا اُنھیں آسانی سے قابو میں رکھ سکیں۔ سرکار کی طرف سے غلہ اُنھیں سستے داموں دیا جاتا تھا جس سے سلطنت کو سخت خسارہ تھا۔ اس میں شک نہیں کہ روما میں بیکار لوگوں کی جماعت دوسری صدی ق م کے معاشی انقلاب کے بعد سے پیدا ہو گئی تھی۔ اس لیئے بڑے بڑے زرعی علاقوں کے وجود میں آنے اور زراعت میں غلاموں سے کام لینے سے شہر میں بیکار لوگوں کی کثرت ہو گئی تھی۔ مگر گراکی کے زمانے میں روما کے عوام میں زیادہ تر تعداد دیہاتی لوگوں کی تھی اور غلاموں کی کثرت نہ تھی اور شہر کے عوام دیہات کے رائے دہندوں کے ساتھ مل کر گراکی کی تائید کر سکتے تھے۔ میریئس کو جب پہلے سپاہیوں کی ضرورت پڑی تو اُسے روما میں بھرتی کرنے میں دقت نہ ہوئی مگر جب سولا کے مقابلے کی نوبت آئی تو اُسے غلاموں کو مسلح کرنا پڑا۔ غلاموں کی آزادی کا سلسلہ چالیس سال قبل سے جاری تھا اس لیئے روما کے عوام میں آزاد شدہ غلاموں کا ایک زبردست عنصر ہو گا۔ سولا کی خوں ریزیوں اور جلاوطنیوں کے بعد غلاموں کا عنصر اور بھی زبردست ہو گیا ہو گا۔ اُس کے آزاد شدہ غلاموں (کارنیلی ای) کے وجود سے خود ظاہر ہے کہ روما کے شہری کس طرح دو غلے ہو رہے تھے اور روما کی روایتوں کے ساتھ روما کا خون بھی معدوم ہوتا جاتا تھا۔ سیسرو نے اپنی کانسلی کے زمانے میں شہری زندگی کی تعریف کر کے ایک زرعی قانون کو نامنظور کرا دیا۔ عوام شہر کی حیثیت سیسرو کی نگاہ میں صرف ایک آلۂ سیاسی کی تھی اور جس زمانے میں اُسے تفوق حاصل ہوا مجالس عامہ سے دھمکیوں سے یا زبردستی سے

باب ۶۱

کام لیا جاتا تھا۔ اس مختصر خاکے اور اُن حالات سے جو ہمارے ذہن میں ہیں ہمیں معلوم ہوگا کہ مجالس میں "اہل روما" کی تذلیل کا سلسلہ کس طور سے جاری تھا۔ تعجب ہے کہ برو ٹس کو یہ دھوکا ہوا کہ ایسی جماعت سے جمہوریہ کے احیا کی تحریک ہو سکتی ہے؟

خانگی غلام

(۱۳۹۶) شہریان روما کی تذلیل کا باعث امرا تھے جن کی بیخ کنی آخر کو انھیں شہریوں کے ذریعے سے ہوئی۔ امرا کی جوع الارض سے روما میں غریب شہریوں کی کثرت ہوگئی اور خانگی اثرات، رشوت اور زبردستی کی وجہ سے مجالس عامہ کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ عامہ قوم کی نیابت کرنے سے معذور تھیں۔ اس کی اصل جڑ غلامی تھی۔ دیہات میں زرعی علاقوں ( Latifundia ) کے وجود میں آنے اور غلاموں کی کثرت کا ہم ذکر تفصیل سے کر چکے ہیں۔ شہر میں کئی قسم کے غلام تھے۔ بعض سلطنت کی ملک ( Servi publici ) تھے۔ خانگی غلاموں کی دو قسمیں تھیں۔ اولاً جن سے نفع حاصل کیا جاتا تھا مثلاً ٹھیکہ داروں کے غلام جن سے سرکاری اور خانگی عمارتوں کی تعمیر میں کام لیا جاتا تھا۔ اہل حرفہ جو مختلف اشیا بناتے تھے یا کرائے پر خواہشمند لوگوں کو دے دیے جاتے۔ ان میں مسلح غلام، اور ناٹک میں کام کرنے والے غلام بھی شامل تھے۔ غلاموں کی تعداد غالباً بہت زیادہ ہوگی۔ تعمیر کے کاموں میں پیشہ ور غلاموں کے مالکوں کو بہت نفع تھا۔ کراسس[2] بھی یہی روزگار کرتا تھا۔ آگ اکثر لگ جایا کرتی تھی کبھی اتفاقاً اور کبھی لڑائیوں کے ضمن میں۔ کراسس نہ صرف زمینیں سستی خرید لیتا بلکہ معمار غلام بھی اور پھر اس کے بعد زمینوں کو بیچ کر اور غلاموں کو ٹھیکہ داروں کو

---

[1] مثلاً جو سررشتۂ آب رسانی یا دار الضرب میں کام کرتے تھے یا سڑکوں اور نالیوں کو صاف کرتے تھے۔ یہ غلام ہر جگہ موجود تھے۔ سسلی کے متعلق دیکھو سسرو In Verr II iii سوم ۸۶-۸۹۔

[2] پلوٹارک کراسس ۲۔ غلاموں سے وہ معماروں میں بھی کام لیتا تھا۔ اس کے پاس ہر پیشے کے جاننے والے غلام تھے۔

باب ۱۰ کرائے پر دے کر روزانہ نفع حاصل کرتا۔ دوسرا طبقہ ان غلاموں کا تھا جو گھروں میں کام کرتے اور ان کی متعدد قسمیں تھیں۔ ہر ذی استطاعت شخص کے پاس غلام ہوتے یہاں تک کہ غلام[1] کا گھر میں نہ ہونا انتہائی افلاس کی نشانی خیال کیا جاتا۔ دولتمند لوگوں کے پاس تو بہتیرے ہوتے بعض لوگوں کے یہاں گھر میں کام کرنے والے غلاموں (Familia domestica[2]) کی تعداد سیکڑوں تک پہنچ جاتی تھی۔ قوی ہیکل غلاموں سے دربانی اور پالکیوں کے اٹھانے کا کام لیا جاتا، اپنے آقاؤں کے لیے سڑکوں پر راستہ صاف کرتے اور ذاتی حفاظت کا بھی انھیں سے کام لیا جاتا۔ باوضع گھرانوں میں عورتوں اور مردوں دونوں کو بناؤ سنگار کا بہت شوق ہو گیا تھا۔ ہر گھرانے میں خدمتگار اور خادمہ کے علاوہ ایک معلم (paedagogus) اور ایک اتالیق ضرورت بچوں کے لیے ہوتی۔ باورچی خانے اور کھانے کھلانے کے لیے بہت سے غلام ہوتے، اچھے باورچی اور خوش رو خدمتگاروں کی بہت قیمتیں ہوتی تھیں۔ جن لوگوں کی مراسلت[3] زیادہ تھی وہ خطوط کی ترسیل کے لیے ہرکارے (Tabellarii) رکھتے تھے۔ صرف اس کام کے لیے ہزاروں غلاموں کی ضرورت ہوگی کیونکہ سلطنت روما میں رسل و رسائل کا سلسلہ برابر جاری رہتا تھا۔ غلام ہرکاروں کی خدمات نہایت اہم تھیں اس لیے ان کے ساتھ سلوک بھی اچھا ہوتا ہوگا۔ سفر کرنے سے ان کی فہم و فراست میں بھی ترقی ہوتی ہوگی، غریب افراد کو دنیا کے دیکھنے کے لئے ایسے موقع شاذ و نادر ہی ملتے ہوں گے۔ ان کے علاوہ خواندہ غلام تھے جو اپنے آقا کو کتابیں پڑھ کر سنایا کرتے، خطوط لکھتے، کتابوں کی نقل کرتے حساب لکھتے

---

[1] دیکھو کٹیلس ۴۳ پر ایلیس کی تحریر۔

[2] مارکوارٹ (Privatleben) صفحہ ۱۵۶) بتاتا ہے کہ دس ہزار اور بیس ہزار کے مجموعوں میں علاقوں کے غلام بھی شامل ہوں گے۔

[3] خصوصاً پبلی کانی (محصول جمع کرنے والے) جنکی تجارت موجبات میں تھی۔

باب ۶۱

اور اگر گھر میں کتب خانہ ہوتا تو اُس کی حفاظت بھی اُنھیں کے سپرد ہوتی۔ ایٹی کس نے تو کتابوں کی نقل کرنے کا بڑے پیمانے پر انتظام کیا تھا اور اس زمانے کا اسے سب سے بڑا اشاعت کنندہ کہنا چاہیے۔ اس کا یہ مشغلہ پہلے تو ذاتی سہولت کے لیے تھا مگر رفتہ رفتہ ایک تجارت کی بنیاد پڑ گئی۔ بعض دولتمند کبھی کوئی غلام خرید لیتے جو فن طب میں مشاق ہوتا جس کی کمائی سے بہت نفع تھا۔ مگر طب اور جراحی کے شعبے روما میں یونانی قسمت آزماؤں[1] کے قبضے میں تھے جو روپیہ پیدا کرنے کے لیے اپنے مددگاروں (غلام یا احرار) کے ساتھ دارالسلطنت میں آتے تھے۔

غلامی کیوجہ سے غریب احرار کا نقصان

(۱۳۹۷) بحیثیت مجموعی گھر میں کام کرنے والے غلام اپنے حال پر قانع تھے۔ ان سے کام زیادہ نہیں لیا جاتا تھا اور انھیں یہ بھی اجازت تھی کہ اپنے لیے کچھ روپیہ بچالیں۔ مگر ذاتی جائداد (peculium) پیدا کرنے کا حق نیک چلنی کیساتھ مشروط تھا۔ غلام کو یہ آرزو ہوتی تھی کہ اُس کا آقا اُسے ایک روز آزاد کر دے گا۔ اور حالت غلامی میں بھی اُس کے ساتھ مراعات ملحوظ رکھے گا۔ اپنے آقا کو خوش کرنے کے لیئے غلام کو بیسیوں موقع ملتے اور اکثر یہ ہوتا کہ آقا ہر چیز میں اُس کا محتاج ہو جایا کرتا۔ مثلاً سسرو کو یہ ناگوار تھا کہ اُس کا بھائی ہر کام میں اپنے غلام اسٹائیس کا محتاج ہے۔ اس کے علاوہ اور لوگ بھی اسی تماشہ کے ہوں گے۔ یہ فرماں بردار اور چالاک غلام جو زیادہ تر یونانی یا نیم یونانی اقوام سے تھے جو اپنے آقاؤں کا بہت سارا کام کر دیتے اور رفتہ رفتہ نہ صرف گھروں کے تمام کام ان کے ہاتھوں میں آگئے بلکہ سیاسی معاملات میں بھی انھیں دخل ہو گیا۔ بالآخر غلاموں کی اب ایک خاص حیثیت ہو گئی تھی اور عوام سے معاملت

[1] اس زمانے کا مشہور ترین طبیب اسکلا پیاڈیس ساکن بتھی نیا تھا جو پہلے فن بلاغت کا معلم تھا اور پھر طبیب بن گیا تھا۔ دیکھو سسرو (de orat) ۱/۶۲ پلینی تاریخ ۱۲۴۷۷ - ۱۲۷۲۶ - ۱۷۔ کیلسس (de medicina) نے بھی اس عجیب و غریب شخص کا ذکر کیا ہے۔

باب ۶۱ کرنے میں یہ لوگ غرور و نخوت کو دخل دینے لگے تھے۔ اس لیئے غریب شہری کیلیے ترقی کی راہ بالکل مسدود تھی خواہ وہ کام کرنے پر آمادہ ہی کیوں نہ ہو۔ یہ طریقہ کار آقا اور غلام دونوں کے پسند خاطر تھا کیونکہ ان کی یہ عین خواہش تھی کہ غریب آزاد اطالوی پس پشت پڑ جائیں۔ صاحب جائداد لوگوں کے لیئے بھی جنکے ذریعے سے خانگی یا سرکاری معاملے طے ہوتے سہولت اسی میں تھی کہ اُن کے معتمد علیہ ماتحت غلام ہوں کیونکہ انھیں حسب مرضی وہ سزا دے سکتے تھے یا فرد جرم کر سکتے تھے اور آزادی رائے یا اخلاقی اعتراضات سے وہ اپنے آقاؤں کو پریشان نہ کر سکتے تھے۔ غلاموں کے وجود سے آزاد اہل حرفہ کے لیے کوئی موقع نہیں رہا تھا۔ اسی طور پر احرار کو منشی گری یا گماشتہ گری بھی نہیں مل سکتی تھی سوائے ایسے عہدوں کے جن میں عدالت میں جانے کی ضرورت ہوتی تھی کیونکہ عدالتوں میں صرف احرار ہی پیروی کر سکتے تھے۔ جن تمدنوں کی بنا غلامی پر ہے اُن میں ہاتھ سے کام کرنا سخت ذلیل خیال کیا جاتا ہے، یہی غلط خیال ترقی پاتا تھا۔ ہر زمانے کے لوگ اپنے عہد کے خیالات اور توہمات کے زیر اثر ہوتے ہیں اور اس زمانے میں کسی کو علم نہ تھا کہ غلامی کی رسم اخلاقی اور معاشی ہر دو نقطۂ نظر سے خراب ہے۔ ایک دفعہ البتہ ایک قانون نافذ کرکے یہ کوشش کی گئی تھی کہ زرعی علاقوں میں آزاد مزدوروں کی ایک مخصوص تعداد ہو مگر ہمارا خیال ہے کہ اس قانون پر کبھی عمل نہیں ہوا کیونکہ اُس کی تعمیل کے لیئے معائنہ کرنے والے عہدہ داروں کی ایک خاصی فوج کی ضرورت تھی اور وارو[۲] کی تحریر سے ظاہر ہے کہ جمہوریہ کے زوال کے زمانے میں دیہات میں آزاد مزدوروں کے لیے بہت کم موقع باقی رہ گیا تھا۔ اس کوشش کا کوئی نتیجہ

---

[۱] سسرو (De orat) ۱، ۸۳، ۲۶۳ بروٹس ۲۵۷، ۹۷ Ad Att ۸، ۱۴، ۴ (de offic ۱، ۴۲، ۱۵۰، ۱۵۱ Tusc) سے ظاہر ہے کہ مزدور اور دکاندار حقارت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ دیکھو فقرہ ۱۳۵۵ کتاب ہذا۔

[۲] دیکھو فقرہ ۱۲۶۵ کتاب ہذا

[۳] دیکھو فقرہ ۱۳۵۴، ۱۳۵۵۔

باب ۶۱

نہیں ہوا اور اس کے علاوہ عہد انقلاب میں زمینیں فوجی لوگوں کو دیدی گئیں جنھیں اس قانون کی مطلق پروا نہ تھی۔ بہرآزما سپاہی اچھے کسان نہیں تھے مگر کس شخص کو یہ جرأت ہو سکتی تھی کہ انھیں سبق پڑھائے۔ مزید براں وضع قوانین مجلس عامہ کا فریضہ تھا اور اس مجلس میں اہل روما کا عنصر روز بروز گھٹتا جاتا تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ غلاموں کے مالکوں کا یہ رجحان تھا کہ جب غلام بوڑھے ہو جائیں اور اُن سے نفع حاصل کرنے کی امید باقی نہ رہے تو انھیں آزاد کر دیں کیونکہ آزاد ہو جانے سے غلام آزاد شدہ شہری ہو جاتا اور اُسے غلہ مفت[1] ملنے لگتا۔ اس طور پر سلطنت اُس کی قوت بسری کی کفیل ہو جاتی اور اپنے اندوختے کی مدد سے وہ معمولی طریقے سے گزر کرنے لگتا۔ غلاموں کے آزاد کرنے کے مختلف وجوہ[2] ہوں گے لیکن اہم ترین وجہ یہی ہوگی کہ غلام کی پرورش کا بار بجائے مالک کے سلطنت پر عائد ہو جائے۔ قبیلے کے رجسٹر میں ہر آزاد شدہ غلام کے نام کے اضافے سے غیر ملکی عنصر قوی تر ہو جاتا اور چونکہ عہد انقلاب میں قوانین کی پابندی نہ تھی اس لیے یہ لوگ شہر کے چار قبیلوں میں داخل نہ کیے جاتے ہوں گے۔ رائے دہندگی میں اُن کا اثر بڑھتا جاتا تھا اور اس کے ساتھ ہی اُن کے سابق آقاؤں کا جو اُن کے مربی (Patrom) تھے اور جن کے ساتھ وہ آزاد ہونے کے بعد بھی وفاداری سے پیش آتے۔ اگر یہ طریقہ جاری رہتا تو امرا رشوتیں دے کر مجالس عامہ کو اپنی مٹھی میں کر لیتے۔ بلوے اور فسادوں میں بھی اولاً انھیں کو نفع تھا کیونکہ اُن کے غلام بھی انھیں بچانے کے بہانے سے لڑائی میں شریک ہو جاتے۔ مگر اراکین سینیٹ اور طبقۂ ایکوائٹ میں اختلاف پیدا ہو جانے سے عام پسند جماعت پھر وجود میں آگئی اور پامپی اور کراسس

---

[1] دیکھو فقرہ ۶۱، ۱۲۶۴۔

[2] ڈائون ۲۹، ۲۴ (Dionys. Hal) ۲۴، ۴۔

[3] بعض قبیح وجوہ کے لیے دیکھو سسرو (Pro Caelio ۶۸ Pro Milone) کا دیباچہ از ایسکونیس۔ گالس ۱، ۴۷۔

باب ۱۶ اور قیصر پیش پیش ہو گئے۔ اس کے بعد امرائے سینیٹ کو سابق کا اقتدار کبھی نصیب نہ ہوا گو سسرو نے دولتمند طریقوں کو متحد کرنے کی جاں توڑ کوشش کی۔ مستقل مزاج اور بے پروا قیصر نے اس قدر فوج جمع کر لی تھی کہ جب کبھی کوئی اہم معاملہ پیش ہوتا تو وہ مجلس عامہ کو دبا لیتا۔ فوجوں نے ۷۱ء میں امرا کو مرعوب کر دیا تھا اور اس کے بعد کلوڈیس نے مسلح پہلوانوں کی ایک جماعت پیدا کر لی تھی۔ ان دونوں واقعات میں فرق صرف یہ ہے کہ مسلح غلام "قوم روما" کے سیاسی معاملات کے تصفیے کرنے والے تھے اور روما کی گلیوں میں اہل روما کا خون بہاتے تھے۔ اب جمہوریہ کا مرض آخری نوبت پر تھا۔ امرا اور ان کے غلاموں نے روما کے دستور کے رہے سہے عوام پسند عنصر کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اب صرف یہ باقی تھا کہ جس جماعت (امرا) نے گراکی کے خلاف تلوار اٹھائی تھی خود تلوار سے ہلاک ہو۔

دیہات سے روما میں شہریوں کی آمد میں کمی

(۱۳۹۸) عہد انقلاب میں روما میں آزاد شدہ غلاموں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہونے کے متعلق تو کسی شبہہ کی گنجائش نہیں ہے مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اطالیہ کے دوسرے حصوں سے روما میں شہریوں کے آنے کی رفتار کیا تھی۔ بیان کیا گیا[1] ہے کہ جس زمانے میں کلوڈیس کا روما میں دور دورہ تھا، مجالس میں حاضرین کی تعداد بہت کم ہوتی تھی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگ بلوے فساد کے خوف سے شرکت سے پرہیز کرتے تھے اور ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ لوگوں کو مجالس عامہ میں اب زیادہ دلچسپی نہ تھی جس کی سسرو نے اکثر شکایت کی ہے۔ لیکن یہ امر قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ سولا کے زمانے کے بعد سے روما میں اطالیہ کے مہاجرین کی تعداد کم ہو گئی تھی۔ بعض کسان جن کی زمینیں سپاہیوں کو دے دی گئی تھیں روما کو ضرور آئے ہوں گے مگر غالباً ان کی تعداد زیادہ نہ تھی اور ان میں سے اکثر اپنے ہم وطنوں کے قریب دوسرے مقامات میں آباد ہو گئے ہوں گے۔ سولا نے جب اہل اطالیہ سے

---

[1] سسرو (Pro Sestio) ۱۰۹۔

باب ۶۱

سمجھوتہ کرلیا اور تمام اہل اطالیہ کو حقوق شہریت مل گئے، اُس وقت سے اُنکی بے چینی کی ایک اہم وجہ رفع ہوگئی۔ اس کے بعد کے پُرامن زمانے میں بلد یات کو (جن کے قبضے میں اراضیات کا ایک معقول رقبہ ہوتا) اپنی گم گشتہ قوت کو دوبارہ حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔ پیلی ڈس اور کیٹی لین کی بغاوتوں سے صرف اٹروریا کے ضلع کو ضرر پہنچا اور یہ ضرر بھی زیادہ نہ تھا۔ اطالیہ کے باقی اضلاع کو صرف اسپارٹکس کی غلاموں کی جنگ (۷۳ تا ۷۱ ق م) سے نقصان پہنچا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد بیس سال کے پُرامن زمانے میں زراعت کی حالت کچھ بہتر ہوگئی تھی جس سے شہروں کی فلاح بھی متصور ہوسکتی ہے۔ اسی خوشحالی سے ہماری سمجھ میں یہ آسکتا ہے کہ اطالیہ میں خانہ جنگی کے لئے کس طرح سپاہی بہ تعداد کثیر دستیاب ہوسکے۔ تاریخوں میں جن کثیر التعداد فوجوں کا ذکر ہے وہ نہ تو بالکلیہ غیر ملکیوں پر مشتمل تھیں یا گال این روئے آلپ میں بھرتی کی گئی تھیں یا غلاموں اور آزاد شدہ غلاموں کی ان میں کثرت تھی گو یہ ہر سہ عناصر فوجوں میں بیشتر موجود تھے گو مورخین نے اس امر کو نظر انداز کردیا ہے مگر میرا خیال ہے کہ بحیثیت مجموعی جمہوریہ کی زندگی کے آخری تیس سالوں میں غریب شہری اطالیہ کے دوسرے حصوں سے ترک وطن کرکے روما میں بہت کم آئے ہوں گے اور ان تارکان وطن کی تعداد کی کمی کی وجہ سے روما کی خلقت میں غیر ملکیوں اور غلاموں کی تعداد میں اضافہ کثیر ہوگیا۔ سسرو کی یہ شکایت غالباً صحیح ہے کہ عوام کی جن جماعتوں (Collegia) کو کلوڈیس از سر نو وجود میں لایا تھا اُن میں زیادہ تر غلام بھرے ہوئے تھے اور جماعتیں ٹوٹ گئیں مگر وہ پھر دوسری شکلوں میں وجود میں آگئیں۔ زمانۂ حال کے نقطۂ نظر سے یہ ذہن نشین کرنا دشوار ہے کہ غریب احرار اس عملدرآمد پر کیوں قانع تھے جس میں اُن کا سراسر نقصان تھا۔ کسی مورخ نے یہ نہیں بیان کیا ہے کہ وہ اس عملدرآمد کو پسند کرتے تھے مگر جہاں تک مجھے علم ہے شہر کی خلقت نے صرف ایک دفعہ اپنے حقوق میں دوسروں کو شریک کرنے سے انکار کیا تھا یعنی اطالیہ کی جنگ عظیم سے قبل حقوق شہریت کی توسیع کی انھوں نے

باب ۶۱ مخالفت کی تھی۔ یہ معلوم کرنا بالکل ناممکن ہے کہ سسرو کے زمانے میں آزاد اور غلام مزدوروں کی تعداد میں کیا باہمی تناسب تھا۔ آزاد اہل حرفہ ( fabri ) بھی کچھ تھے مگر ایسے عام الفاظ مثلاً Operarii (مزدور) میں احرار اور غلام دونوں شامل ہوں گے۔ حمالوں (brauli) اور ناؤ کھینے والوں ( remiges ) کے متعلق بھی شبہہ ہے مگر اتنا ہمیں علم ہے کہ احرار ان دونوں پیشوں سے متنفر تھے۔ مزدوری کرنے والے ( Mercennarius ) آزاد تھے مگر جس طرح کہ احرار یا آزاد شدہ غلام مزدوری کرتے تھے اسی طرح کوئی آقا اپنے غلام کو مزدوری کرنے کے لیے دوسرے شخص کے یہاں بھیج سکتا تھا چھوٹے دکانداروں میں سے بعض احرار (ingenui) تھے مگر اکثر آزاد شدہ غلام بھی تھے اور روما کے بعض امرا جو دکان پر بیٹھنا کسر شان خیال کرتے تھے اکثر اوقات اپنے غلاموں[۵۱] کو دکان پر بٹھا دیتے تھے

طبقۂ ادنےٰ (۱۳۹۹) امور مذکورۂ بالا سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ عہد انقلاب میں روما کی خلقت کی حالت بہ لحاظ خون متغیر ہو رہی تھی اور مرور زمانہ کے ساتھ اس تغیر کی رفتار تیز تر ہوتی جاتی تھی۔ ایک سو سال کے بعد لیوکن[۵۳] نے بیان کیا ہے کہ روما میں شہریان روما معدوم ہو گئے تھے اور بجائے ان کے تمام دنیا کا فضلہ جمع ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ لیوکن کے زمانے میں یہ تغیر انتہا کو پہنچ گیا تھا اور مجالس عامہ کی رائے سے کسی شخص کو اقتدار حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ جمہوریہ کی حالت آخری زمانے میں نہایت ہی ابتر ہو گئی تھی۔ اب صرف یہ ضرورت تھی کہ کوئی شخص فسادوں اور بلوؤں کا انسداد کر دے تاکہ روما کی دوغلی خلقت کو امن نصیب ہو جس کا گر سلطنت اور مختلف افراد کی خیرات پر تھا اور جس کا کام اب صرف یہی رہ گیا تھا کہ سرکس کی گھوڑ دوڑوں اور مسلح پہلوانوں کی خوں ریز لڑائیوں کی داد دیں۔ اس طبقۂ ادنیٰ کو عیش پسند امرا

---

۵۱ سسرو de off. ۱، ۴۱، سی نیکا de benef ۳، ۲۲۔

۵۲ مارکوارٹ Privatleben صفحات ۱۵۹-۱۶۲۔

۵۳ لیوکن ۷، ۴۰۴-۴۰۵۔

باب ۱۱

وجود میں لائے تھے جن کے تمدن کی بنیاد ایک غیر مستحسن نظام معاشی پر تھی اسلیئے ضروری تھا کہ دولتمند اور مسرف امرا کی مختصر جماعت کو اپنے نفع کے لیئے تمام سلطنت کو تباہ کرنے سے روکا جائے کیونکہ شہنشاہیت کی اصلی قوت اب صوبجات مفتوحہ میں تھی اور ایک شہنشاہ کی ضرورت تھی جو اس قوت سے کام لے۔ اہل صوبجات کے لیئے ایک حاکم واحد کا برسر اقتدار ہونا ایک نعمت غیر مترقبہ تھا۔ روما میں شہنشاہوں کا صرف یہ کام تھا کہ وہاں کی احدی خلقت کو روٹیاں دیں اور باقی ماندہ امرا کی حرکات و سکنات پر نگاہ رکھیں شہنشاہوں کو زیادہ تر دلچسپی بیرونی مقبوضات سے تھی اور شہنشاہیت کی تاریخ گویا شہر روما کے اثر کے انحطاط کی تاریخ ہے؛

شہنشاہیت اور حکومت شخصی کا وجود میں آنا

(۱۴۰۰) اگر ہم صحت کے ساتھ اندازہ کرنا چاہیں کہ جمہوریہ کے زوال سے کیا صورت حال پیدا ہوگئی تھی اور جدید حکومت کو کیا کیا کام کرنے تھے تو مناسب ہوگا کہ ہم ان ممالک کے زمانۂ حال کے نام گنائیں جو سلطنت روما میں شامل تھے۔ ممالک مذکور حسب ذیل ہیں۔ فرانس، جرمنی اور سوئزرلینڈ کے بعض اضلاع، ہسپانیہ اور پرتگال (قریب قریب تمام) ٹیونس، طرابلس الغرب، جزائر کرسیکا، سارڈینیا، سسلی، کریٹ، قبرس، جزائر بحیرۂ یونان، ڈلماشیا، یونان، یورپی ٹرکی[1] ایشیائی ٹرکی (زیادہ تر حصہ) یہ تو صوبجات مقبوضہ میں شامل تھے۔ لیکن ان کے علاوہ بہت سے اور ملک تھے جو روما کے زیر اثر سے یا اس کی سیادت کو تسلیم کرتے تھے مثلاً ہالینڈ اور بلجیم (جہاں کی بٹاوی قوم کے سپاہی روما کی فوجوں میں داخل ہوتے تھے) مراکو الجزائر (یہ بھی ایک زمانے میں صوبہ تھا) اور مصر۔ ان کے علاوہ شام ایشیائے کوچک اور تھریس میں بھی بہت سی ریاستیں روما کے زیر اثر تھیں۔ ان مفتوح ممالک کے درمیان میں اطالیہ کا حکمراں ملک تھا جو تمام اقتدارات کا

[1] یورپی ٹرکی کا جو قبہ ۱۹۱۲ء میں تھا وہ قریب قریب سب سلطنت روما میں شامل تھا۔ تھریس کی صوبہ واری تنظیم اسوقت تک نہیں ہوئی تھی گو وہاں کے قبیلے روما کا لوہا مان گئے تھے۔

باب ۶۱

سرچشمہ تھا اور مفتوح ممالک کی آمدنی سے متمتع ہوتا تھا۔ لیکن اب وہ حکومت جس کے زیر اثر یہ وسیع مقبوضات سلطنت روما میں شریک ہوئے تھے اندرونی انقلابوں سے متزلزل ہو چکی تھی نہ کہ بیرونی دباؤ سے۔ دو پشتوں تک خانہ جنگیوں، معاشی انقلابوں، اور لوگوں کو قانون کی حفاظت سے خارج کرنیکا سلسلہ جاری تھا جس کی وجہ سے اطالیہ اور روما میں حد درجہ کی ابتری ہو گئی تھی اور اصلاح کی صلاحیت باقی نہ رہی تھی۔ سپاہی جن کے اخلاق خراب ہو چکے تھے انعام اور برسوں کی محنت شاقہ کے بعد آرام کے متقاضی تھے۔ اُن کے دعووں سے انکار کرنا ناممکن تھا مگر خزانہ خالی تھا اور گو قابضین اراضی بے رحمی کے ساتھ اپنی زمینوں سے بے دخل کر دیئے گئے تھے پھر بھی سپاہیوں میں تقسیم کرنے کے لیئے زمین کافی نہ تھی۔ لیکن باوجود اس سخت بدنظمی اور اس کے ضمنی مصائب کے سلطنت کا شیرازہ بکھر نہیں گیا گو اس میں متعدد اقوام آباد تھیں جن میں بلحاظ قومیت، السنہ، رسم و رواج سخت باہمی اختلاف تھا اور انھیں مرکزی قوت کے ساتھ کسی قسم کا لگاؤ نہیں تھا خواہ وہ معاشی ہو یا تخیلی قیصر جس نے جمہوریہ کا تختہ پلیٹ دیا اور جس کے دماغ میں شہنشاہی کے عظیم الشان خیالات تھے قتل کر دیا گیا تھا قبل اس کے کہ وہ جمہوریہ کے بجائے ایک باقاعدہ شخصی حکومت قائم کرے اسی لیئے جنگ ایک ٹیم کے قبل ۱۳ سال تک جنگ و جدال کا سلسلہ قائم رہا قبل اس کے سیادت پھر ایک شخص واحد کے ہاتھوں میں آئے شہنشاہیت تو موجود تھی مگر اُسے انتظار تھا کہ جنگوں کے ختم ہونے پر اُسے کوئی شہنشاہ مل جائے۔ پرانی جمہوریہ کا مجموعی کام بحیثیت ایک شہنشاہی قوت کے دیرپا تھا گو اُس نے اس کام کو بہ درجات اور بھونڈے پن سے کیا تھا۔ جمہوریہ نے یہ کام پہلے اپنے خلاف مرضی کیا مگر پھر سلطنت کی اُسے چاٹ لگ گئی اور اُس کا کام اس قدر دیرپا ثابت ہوا کہ کوئی دوسری سلطنت اُس کا مقابلہ یہ لحاظ دیرپائی کے نہیں کر سکتی۔ روما نے خوں ریزی ضرور کی اور مفتوح اقوام سے خوب خراج وصول کیا مگر دوسری سلطنتوں نے بھی زمانۂ قدیم میں یہی کیا اور زمانۂ آئندہ میں بھی یہی ہونے کو تھا۔ روما نے بحیثیت مجموعی اپنے طریقوں کیساتھ

باب ۶۱

بدعہدی نہیں کی۔ فتوحات کے ابتدائی زمانے میں مفتوح اقوام کو اہل روما کو اپنی عادت کے مطابق عہد ناموں کی شرائط کی قانونی تعبیر کے طریقے اور ضابطے کی پابندی کا عادی کرنے میں دقت ہوئی تھی۔ لیکن جیسے جیسے کہ روما کی سلطنت کو وسعت نصیب ہوئی اور اہل روما کی دھاک بندھتی گئی یہ دقت رفتہ رفتہ رفع ہوگئی۔ اقوام مفتوحہ کے ساتھ سلطنت روما کے طرز عمل میں یکسانی تھی اس لیئے جیسے جیسے کہ اس کی قوت بڑھتی گئی لوگ اُس کے طرز عمل کو سمجھنے لگے۔ حکومت صوبجات پر بے رحمی اور استحصال بالجبر کا بدنما دھبہ تھا مگر یہ حکام کا قصور تھا اور مرکزی حکومت کی یہ غلطی تھی کہ وہ انھیں قابو میں نہ رکھ سکتی تھی۔ اگر اس مرکزی قوت کا استحکام عمل میں آسکتا تو وہ خود اپنے نفع کے خیال سے اسقام مذکور کو دفع کر دیتی جو نظام شہنشاہی کے کوئی لازمی جزو نہ تھے اور جن کی وجہ سے شہنشاہیت کے ذرائع آمدنی تباہ ہو رہے تھے۔ اس اصلاح سے صوبجات کے باشندوں کو نفع تھا اس لیے انھیں موجودہ مشکلوں کے تصفیے کا انتظار تھا مگر یہ تصفیہ کسی شہنشاہ کے برسر اقتدار ہونے تک عمل میں نہ آسکتا تھا۔ اہل صوبجات اور متوسل بادشاہوں کو معلوم تھا کہ اُن کی جداگانہ ہستی ناممکن تھی۔ بحیرۂ روما کے سواحل کے ممالک سے رقیب سلطنتیں ناپید ہوگئی تھیں۔ جمہوریۂ روما حالت نزع میں تھی مگر مفتوح اقوام نے اُس کا جوا اپنے کندھے پر سے اُتارنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اہل روما کی خانہ جنگیوں کے نتائج کی منتظر رہیں اس سے ظاہر ہے کہ اس کی گزری حالت میں بھی روما کی کیا دھاک تھی۔ اس واقعے کو صدیاں گزر چکی ہیں اس لیے ہم اُس کی سطوت و جبروت کا پورا اندازہ کرنے سے قاصر ہیں۔

جدید حکومت کا انتظار

(۱۴۰۱) جمہوریہ کے زوال کے بعد صوبجات مفتوحہ کے باشندے روما کی حکومت کی تنظیم جدید کے منتظر تھے نہ کہ اس خیال میں کہ علٰحدہ ہوکر مختلف چھوٹی چھوٹی سلطنتیں بنالیں جو ایک دوسرے سے لڑتی جھگڑتی رہتیں۔ مگر حالت انتظار ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتی تھی اور اگر مفتوح قوموں کے

باب ۱۰ دلوں میں یہ خیال ایک دفعہ بھی جاگزیں ہو جاتا کہ حکومت شہنشاہی اُنکی حفاظت نہیں کر سکتی تو پھر وہ روما سے روگرداں ہو جاتیں علاوہ ازیں اگر وہ ایکدفعہ روما سے علیحدہ ہو جاتیں تو اطالیہ میں اس قدر دم نہیں تھا کہ پھر انھیں محکوم کر سکے۔ روما کی حکومت اخلاقی قوت پر تھی اور مسلسل فتوحات سے اُس کی دھاک بھی بندھ گئی تھی۔ اس لیے اُسی دھاک کے قائم رکھنے کیلیئے ضروری تھا کہ فوراً کوئی کارروائی کی جائے۔ اُس وقت اشد ضرورت یہ تھی کہ بیرونی حملوں کو دفع کیا جائے اور اندرون ملک میں امن و امان قائم کیا جائے، اور مالیات کی حالت درست کی جائے تاکہ لوگوں کو حکومت پر اعتماد ہو جائے۔ قیصر نے شہنشاہیت کے قیام کی جو کوشش کی تھی وہ حالات موجودہ کا منطقی نتیجہ تھا مگر تاہم قبل از وقت اور اُس کے قتل سے دوسروں کو یہ تنبیہ ہو گئی کہ اگر کوئی تغیر عمل میں لایا جائے تو جمہوری دستور کے نظائر سے تا حد امکان انحراف نہ ہو۔ ضروریات مذکورہ پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہو گا کہ قیصر کے وارث کو جس گتھی کو سلجھانا پڑا وہ کیا تھی؟

فوج (۱۴۰۲) شہنشاہیت کی اندرونی اصلاح اور ترقی کے لیئے ضروری تھا کہ بیرونی حملوں سے وہ محفوظ ہو، سرحدات معین کر دی جائیں اور اُن کی حفاظت کا انتظام کر دیا جائے مگر یہ انتظام جمہوریہ کے نظام فوجی کے ذریعے سے ناممکن تھا۔ امن و امان کی سخت ضرورت تھی اور یہ بھی ضروری تھا کہ اولوالعزم سپہ سالار آیندہ سے فوجوں کو اپنے مقاصد کے حصول کا آلہ نہ بنا سکیں یا یہ فوجیں اطالیہ کے امن و امان میں مخل ہوں۔ سلطنت کے لیئے ایک مستقل فوج کا ہونا بھی لازمی تھا جو سرحدات پر یا اُن کے قریب ایسے مقامات پر خیمہ زن ہو جہاں سے وہ بیرونی حملوں کو دفع کر سکے۔ سلطنت پر لازم تھا کہ فوج سے علیحدہ ہونے کے بعد سپاہیوں کے لیے قوت بسری کا کافی سامان کر دیا جائے ورنہ سلطنت کو برخاست شدہ سپاہیوں سے خطرہ رہتا یہ بھی ضروری تھا کہ اس فوج کا مالک صرف ایک ہی ہو کیونکہ سینیٹ میں

باب ۶۱

فوجی معاملات کے سرانجام کرنے کی اہلیت کا نہ ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا تھا نئے نمونے کے فوج کے سپاہی زیادہ تر صوبجات کے باشندے تھے اسی لیئے آگسٹس نے ان تمام ضروری امور کے انصرام کا تہیہ کر لیا اور بحیثیت مجموعی اُسے کامیابی بھی ہوئی۔ لیکن شمالی سرحد کے تعین میں جان و مال کا بہت نقصان ہوا اور ایک حد تک ناکامی بھی ہوئی۔

مالیہ سینیٹ

(۱۴۰۳) پرانی فوجوں کو برخاست کرنے سے ہر سرشتے کی ضروری اصلاح کے لیئے مستقل آمدنی کی شکل میں[1] رقوم خطیر کی ضرورت تھی۔ یہ رقمیں صوبوں سے وصول ہو سکتی تھیں مگر شرط یہ تھی کہ اہل صوبہ نہ صرف صوبہ داروں اور ماتحت حکام کی داروگیر سے گلو خلاصی پا جاتے بلکہ محصول وصول کرنیوالوں اور سود خوار ساہوکاروں سے بھی جو اُن کا خون چوس رہے تھے۔ باقاعدہ تجارت کے دوبارہ قائم ہو جانے سے دولت کی توفیر یقینی تھی، ضرورت یہ تھی کہ سلطنت اور خصوصاً اُس کے مشرقی حصوں میں لوگوں کو سلطنت پر اعتماد ہو جاتا جنھیں پامپی، بروٹس، کیسیس اور بالآخر انٹونی نے خوب لوٹا تھا۔ اعتماد اُسی وقت قائم ہو سکتا تھا جبکہ انتظام مملکت باقاعدہ ہو جائے اس لیئے ضروری تھا کہ یا تو سینیٹ کی کمزور حکومت ختم کر دی جائے یا اُس کی اصلاح ہو اور صوبہ دار عارضی مطلق العنان حکام کی شکل میں کاکرنہ ہوں بلکہ سلطنت کے تنخواہ دار ملازم ہوں اور استحصال بالجبر سے روک دیے جائیں۔ یہ بھی ضروری تھا کہ ان حکام پر کما حقہ نگرانی رکھی جائے اور درمیانی اشخاص کے ذریعے سے محاصل کے وصول کرنے کا طریقہ مسدود کر دیا جائے۔ آگسٹس نے ان ضروری امور کا تصفیہ کر دیا اور شہنشاہیت کو اُس راہ راست پر لگا دیا جس پر وہ تین صدیوں تک چلتی رہی مگر یہ شہنشاہیت کی تاریخ کا ایک جزو ہے۔

جمہوریہ حکومت پرانی شکل میں۔

(۱۴۰۴) لیکن علاوہ ان امور کے جنھیں ہرود فقرات بالا میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ ایک وقت یہ بھی تھی کہ بہ تنظیم جدید کس طور پر عمل میں لائی جائے

[1] سکندریہ میں مصر کا جو خزانہ ملا اس سے شدید ترین ضرورتیں رفع ہوئیں۔

باب ۶۱ لڑائیوں، جلاوطنی، قتل اور خودکشی سے سینیٹ کے اراکین کی تعداد بہت کم رہگئی تھی مگر مجلس مذکور اب بھی باقی تھی اور اگر روما میں سیاسی معاملات کو جاننے والے یا امور انتظامی کا تجربہ رکھنے والے کوئی لوگ تھے تو سینیٹ کے رکن ہی تھے۔ اسی وجہ سے جدید شہنشاہ اس جماعت کو نیست و نابود نہ کرسکتا تھا اور اس جماعت کو اپنی معاونت پر آمادہ کرنے کے لیئے ضروری تھا کہ ایسے طریقے اختیار کرے جو جولیس قیصر کی علانیہ مطلق العنان حکومت سے مختلف تھے۔ سینیٹ کے علاوہ طبقۂ ایکوائٹ بھی تھا۔ اراکین سینیٹ کی طرح ان کی جماعت زبردست نہ تھی مگر مشترک مالی اغراض کی وجہ سے یہ لوگ باہم متحد تھے اور صوبجات کے ذرائع سے مستفید ہونے سے انھیں اگر کسی صورت سے روکا جاتا تو ضرور برا مانتے۔ آگسٹس کو اب اس مسئلے کو حل کرنا تھا کہ ان دونوں طبقوں سے کسطرح کام لے اور ان کو قابو میں رکھے مگر انھیں کسی طرح سے ذلیل نہ ہونے دے۔ اس دقیق مسئلے کو جس خوبی سے اُس نے حل کیا وہ سیاسی تاریخ کا ایک معرکۃ الآرا واقعہ ہے۔ غالباً اس کے علاوہ مسئلۂ مذکور کا کوئی اور حل ممکن نہ تھا اور یہ بھی واضح رہے کہ جدید نظام سیاسی ایک ایسے اصول پر مبنی تھا جو روما کی سیاسیات میں عرصۂ دراز سے موجود تھا۔ یہ اصول ظاہرداری کا تھا جو روما کے رسم و رواج اور دستور میں پورے طور سے دخل پاگیا تھا۔ آگسٹس لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتا تھا کہ میں سلطنت کا اولین شہری (princeps) یا رئیس جمہوریہ ہوں جسکو اُسکے شکرگزار ملک نے متعدد اقتدارات عطا کئے ہیں مگر جس امر کو وہ اُن سے پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا وہ یہ تھا کہ اقتدارات مذکور کا مجموعی نتیجہ یہ تھا کہ جب وہ چاہتا اپنے حسب مرضی عمل کرتا۔ اقتدار (imperium) پروکانسلی کے ذریعے سے وہ اپنے تفوق کو صوبوں میں منواتا اور سرحد کے صوبوں پر نائبوں کے ذریعے سے حکومت کرتا جس کی وجہ سے فوجیں اُس کے قابو میں رہتیں۔ یہ اقتدار ایک حد تک وسیع تھا اُن اختیارات سے جو پامپی قیصر اور لیپی ڈس کو دیے گئے تھے یا خود آگسٹس اور انٹونی کو اقتدار ٹریبونی بیونی (Tribunicia potestas) کی رو سے سینیٹ تک کو وہ اپنے قابو میں رکھ سکتا تھا

باب ۲۱

اور مجالس عامہ یا حکام کا تو کوئی ذکر ہی نہیں۔ یہ بھی گویا قدیم حکام کے اقتدارات کی توسیع تھی اور سالانہ انتخاب کی زحمت سے وہ بچ جاتا تھا کیونکہ وہ ٹری بیون نہ تھا بلکہ صرف اس عہدے کے اقتدارات رکھتا تھا۔ اقتدار مذکور کی وجہ سے وہ گراکی کی طرح جدید تحریکوں کو پیش کر سکتا تھا یا مثل کیور یو کے کسی کارروائی کو روک سکتا تھا۔

آگسٹس جمہوریہ کو شہنشاہیت میں تبدیل کرتا ہے

(۱۴۰۵) ہر دو اقتدارات مذکور (پروکانسلی وٹری بیونی) کے رکھنے کی وجہ سے رئیس جمہوریہ حکمراں قوت کو ایک نئی بنیاد پر از سر نو قائم کر سکتا تھا گو اُس نے بظاہر پرانی بنیاد کے نشان مٹنے نہ دیے۔ دکھاوے کیلیے تو جمہوریہ اب بھی وجود میں تھی مجلس عامہ سینیٹ اور حکام جمہوری بھی تھے مگر ہر شخص خوب جانتا تھا کہ بغیر شہنشاہ وقت کی اجازت کے ایک تنکا بھی نہیں ہل سکتا کیونکہ اعضائے جمہوریہ کو کسی تحریک کے آغاز کرنے کا اختیار اب نہ تھا۔ آگسٹس جس سیاسی مشین کو وجود میں لایا تھا وہ پرانے کل پرزوں سے بنی ہوئی تھی جو مرمت کر کے کمال فن کے ساتھ جوڑ دیے گئے تھے مگر قوت محرکہ جو ایک فرد واحد کے ہاتھ میں تھی لوگوں کی نظروں سے چھپی ہوئی تھی آگسٹس نے اس مشین کو کئی سال اور متعدد تجربوں کے بعد مکمل کیا تھا۔ ہمیں اس امر سے غرض نہیں کہ اُس کے جانشینوں نے اس مشین میں کیا اصلاحیں کیں یا مرور زمانہ کی وجہ سے اس میں کیا کیا نقص نکلے یا جب وہ بیکار ہو گئی تو مشرقی نمونے کی مطلق العنان حکومت کس طور پر قائم ہوئی۔ ریاست جمہوریہ کا عرصۂ دراز تک قائم رہنا خود آگسٹس کی عاقبت اندیشی پر دلالت کرتا ہے۔ سلطنت کی تنظیم جدید کا صرف ایک اہم نکتہ بیان کرنا کافی ہے یعنی اُس نے نہایت خوبی سے سینیٹ اور طبقۂ ایکوائٹ کے مسئلے کو حل کیا۔ اُس نے دونوں طبقوں کو فوجی عدالتی اور انتظامی کاموں میں لگا دیا مگر ہر ایک کے لیے

---

[1] آگسٹس کے عہد حکومت کا ذکر نہایت خوبی سے Bury's Student's Roman Empire میں موجود ہے مستند کتاب اس مضمون پر گارڈتھاسین کی ہے جس کا ہم نے اکثر حوالہ دیا ہے۔

باب ۶۱ علیحدہ علیحدہ کام تجویز کیا۔ علاوہ ازیں اُس نے دونوں میں ایک دوسرے سے لگاؤ بھی پیدا کر دیا مثلاً سینیٹ کے اراکین کے بیٹے ۲۵ سال تک ایکوائٹ کہے جاتے اور شہنشاہ کو اختیار تھا کہ طبقۂ ایکوائٹ کے ممتاز افراد کو سینیٹ کا رکن مقرر کر دے۔ دونوں طبقوں کے کام علیحدہ کر دینے سے شہنشاہ کو یہ سہولت ہو گئی کہ وہ طبقۂ ایکوائٹ کے افراد سے اپنی نگرانی میں اہم خدمات لے سکتا تھا گو خدمات مذکور کا اعزاز زیادہ نہ تھا۔ اس طور پر شہنشاہیت کا انتظامی کام جو بالکل اراکین سینیٹ کی مٹھی میں تھا اُن کے ہاتھوں سے نکل گیا اور طبقۂ ایکوائٹ کے جدید حکام زمانۂ سابق کی حکمراں جماعت کے مقابل ہو گئے۔ البتہ ساہوکاروں کے اس طبقے کو مالیات میں وہ دخل باقی نہ رہا جس سے عہد جمہوریہ میں وہ ناجائز نفع اُٹھاتے تھے اور محکوم اقوام پر ظلم کرتے تھے، مگر حکومت میں کافی حصہ مل جانے سے اُس کی تلافی ہو گئی۔ یہ صحیح ہے کہ مظالم اور استحصال بالجبر کا وقت واحد میں خاتمہ نہیں ہوا مگر اصلاح بہت کچھ ہو گئی خصوصاً ان صوبوں میں جو راست شہنشاہ کے زیر حکومت تھے۔ ان صوبوں میں محاصل کے وصول کرنے کے جدید طریقے فوراً نافذ کر دیے گئے اور صوبہ دار جو صرف شہنشاہ کے ماتحت تھے طویل مدتوں کے لیے مقرر ہونے لگے۔ جو صوبے سینیٹ کے تحت میں تھے اُن کا انتظام خاطر خواہ نہ تھا لیکن آگسٹس نے اُن کے انتظام میں تا حد امکان دخل نہ دیا۔ روما اور اطالیہ دونوں سینیٹ اور کانسلوں کی نگرانی میں چھوڑ دیے گئے تھے مگر تجربے سے ثابت ہو گیا کہ سینیٹ میں انتظام کی اہلیت نہیں۔ اس لیے شہنشاہ نے مجبوراً دخل دے کر ان کے انتظامات بھی اپنے ماتحتوں سے متعلق کر دیے۔ مذہبی معاملات میں بھی یہ ضروری تھا کہ وہ سردار پجاری ہو کیونکہ قدیم طریقہ پرستش کو وہ پھر جاری کرنا چاہتا تھا لیکن اس میں بھی اُس نے اپنی خلقی احتیاط کی وجہ سے نظائر کی پابندی کی۔ لیپی ڈس حکومت ثلاثہ کی رکنیت سے معزول کر دیا گیا تھا کیونکہ یہ عہدہ عارضی تھا مگر سردار پجاری کا عہدہ تا حین حیات تھا اسلیے اُس کے مرنے کے بعد ۱۲ ق م میں اُس کا جانشین ہوا۔ ذاتی حفاظت کی

باب ۲۱

فوج کے متعلق بھی اس کا طرز عمل اسی قبیل کا تھا حالانکہ اس قسم کی فوج رکھنا جمہوریت کے آخری دور میں سپہ سالاری کا ایک لازمی جزو تھا۔ اس غرض سے اس نے بھی اطالیہ کے نو ہزار چیدہ سپاہی رکھے تھے لیکن ان میں سے وہ صرف چند سپاہیوں کو روما میں لایا کرتا تھا جہاں بحیثیت سپہ سالار اعظم اس کا مستقر (Praetorium) تھا۔ روما میں اس فوج (Praetorian) کو شہنشاہ نائی پیرس لایا اور رفتہ رفتہ اس فوج کو شہنشاہوں کے تقرر میں دخل ہو گیا۔ اس مختصر خاکے سے اس امر کو ہم ناظرین کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں واضح ہو جائے گا یعنی ریاست جمہوری نہایت احتیاط کے ساتھ قدیم جمہوریہ کے اجزا سے بنائی گئی تھی تاکہ وہ عظیم الشان تغیر جو وقوع میں آیا تھا نگاہوں سے پوشیدہ رہے۔ اس کا بیان کرنا ضروری تھا کیونکہ جمہوریہ کی طویل اور عجیب و غریب تاریخ کا اہم ترین واقعہ یہ ہے کہ وہ ناپید نہیں ہوئی بلکہ اس کی صورت بدل گئی۔

تمدنی اور اخلاقی اصلاحیں

(۱۴۰۶) آگسٹس کی اصلاح پسندی کی اب ہم ایک دو مثالیں بیان کریں گے جن سے حکومت جمہوری کی ناکارکردگی اور غفلت کا عملی ثبوت ہوتا ہے۔ عمارات عامہ میں اس نے جو اصلاحیں کیں ان کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ عہد جمہوریہ میں بعض افراد کو سیر تفریح یا خانگی کاموں کیلیے سرکاری طریقے (Legationes liberae) پر سفر کرنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ اس سے سخت خرابیاں پیدا ہوتی تھیں اور اہل صوبجات کو بھی زحمت ہوتی تھی جنھیں سواری کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔ اس ناجائز طریقے کو مسدود کر کے اس نے شاہراہوں پر ڈاک کا انتظام شہنشاہی حکومت کی نگرانی میں کیا۔ یہ ڈاک کا انتظام فوجی نمونے پر تھا اور رفتہ رفتہ شہنشاہی ڈاک کا ایک باضابطہ سررشتہ وجود میں آگیا۔ اس کے لیے سخت قواعد بھی تھے تاکہ لوگ اس سے ناجائز نفع نہ اٹھا سکیں۔ ذرائع آمد و رفت کی اصلاح سے انتظام میں بہت مدد ملی کیونکہ اسی وجہ سے ملازمان سرکاری کی ایک باضابطہ جماعت وجود میں آگئی جس سے مرکزی حکومت کو استحکام حاصل ہوا۔ اخلاق اور تمدن میں بھی اس نے ایک اصلاح کی جس کی عرصۂ دراز سے ضرورت تھی۔ جمہوریت کے آخری دور میں اعلیٰ طبقوں کی اخلاقی حالت جیسی خراب تھی اس سے ہم کچھ

باب ۶ بیان کر چکے ہیں۔ تعلقات زن و شو سے صرف رنگیلے مزاج کے لوگ ہی بے پروائی نہیں کرتے تھے کیونکہ جب کیٹو اور سسرو ایسے لوگ نکاح اور طلاق کی اہمیت[1] کو خیال میں نہ لاتے تھے تو پھر آوارہ مزاج لوگوں سے جن کی تعداد غالب تھی ہم کیا امید کر سکتے ہیں۔ جن حلقوں میں قیصر، کلوڈیس، گابی نیس، ڈولا بیلا، انٹونی اور کٹیلس ایسے لوگ رہتے سہتے تھے اُن کے اخلاق یقیناً خراب تھے عورتیں مردوں سے کچھ بہتر نہ تھیں۔ کلوڈیا اور فلویا کی حالت سے اُن کے اخلاق کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ عیاش لوگوں کے اولاد نہیں ہوتی۔ اولاد کا نہ ہونا بدقسمتی کی دلیل نہ تھا بلکہ لوگ اُسے خوش قسمتی خیال کرتے تھے۔ خانہ جنگیوں اور لوگوں کو واجب القتل قرار دینے کی رسم سے اس خیال کو تقویت ہوتی تھی۔ آگسٹس نے اس خطرے (اولاد سے نفرت) کو محسوس کر لیا اور قوانین وضع کر کے انعاموں اور سزا کے ذریعے سے اُس نے کثیر الاولادی کو بڑھانے اور بالقصد بانجھ پن کو روکنے کی تدبیریں کیں مگر اس میں زیادہ کامیابی نہ ہوئی۔ اس کی کوششوں کا نتیجہ البتہ یہ ہوا کہ کھلم کھلا اوباشی کرنے سے لوگ باز آئے مگر قوانین کی رو سے خاندانوں کی اندرونی زندگی کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ شہنشاہیت کے زمانے میں مشاہیر وقت کے نام بالکل نئے ہیں اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پرانے خاندانوں کے لوگ لڑائیوں میں کام آئے یا قتل کر دیے گئے بلکہ اصل واقعہ یہ تھا کہ امرائے عظام کے خاندان لاولدی کی وجہ سے ناپید ہو گئے۔

شہنشاہیت کی کامیابیاں اور ناکامیاں

(۷۔ ۴۰ ا) ہماری موجودہ نسل کے زمانۂ حیات میں اس مسئلے کا بالکلیہ تصفیہ نہیں ہو سکتا کہ نیابتی دستور کے ذریعے سے عمومیت کس حد تک خستہ اقوام میں نئی روح پھونک سکتی ہے۔ لیکن ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ اگر یہ وقوع میں آیا تو اقوام کی ہمت کے بلند ہونے سے ہو گا۔ کہ دستوری تغیر سے ہمیں اب

[1] اسکے متعلق ہر گرستہ ابواب میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں مگر ٹیورپا (مجموعۂ کتبات لاطینی (۶، ۱۵۲۷) کے مدفن پر جو کتبہ ہے اس کا یہاں پھر حوالہ دینا مناسب ہے جس میں اُسکے شوہر نے اُسکی خوبیوں کو دہرایا ہے اور اپنے طویل زمانۂ مناکحت کو غیر معمولی بیان کیا ہے۔

یہ رفتہ رفتہ معلوم ہو رہا ہے کہ حکومت کا اہم ترین فریضہ جس پر سلطنت کے بقا کا انحصار ہے یہ ہے کہ وہ غربا کو خوشحال رکھنے کی تدبیر کرے۔ ہم قومی سلطنتوں کو جن کی بنیاد اشتراک عمل اور موروثی روایات پر ہے اور جن کے مطمح نظر اور امیدیں مشترک ہیں۔ بنی نوع انسان کے معمولی نظام سیاسی خیال کرتے ہیں۔ مگر اس امر کو فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ یہ نظام حال ہی میں وجود میں آیا ہے اور بہت سے قومی مسائل اب بھی حل طلب ہیں جن سے اس وقت ہمیں سخت پریشانی ہے۔ مگر زمانۂ قدیم کے دور دراز واقعات پر تبصرہ کرنے میں ہم بلا کسی تعصب کے چند اہم امور پر نظر ڈال سکتے ہیں۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اپنی جدید ہیئت ترکیبی میں شہنشاہیت رومانہ تو ایک قومی مملکت تھی نہ اس نے غربا کی حالت میں کوئی اصلاح کی۔ قومی مملکت وہ اس لیئے نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ بے حد وسیع تھی اور اس کے اجزا کو ایک دوسرے سے کوئی خاص قومی تعلق نہ تھا۔ غربا کی حالت میں اصلاح اس وجہ سے نہ کر سکتی تھی کہ تمدن کی بنا غلامی پر تھی۔ اس لیئے انتظامی اصلاح کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ محکوم اقوام مظالم سے بچ گئیں اور پہلی صدی کے اختتام تک سلطنت کے تمام صوبوں کی انتظامی حالت اچھی تھی۔ اس حد تک تو کوئی اعتراض نہیں اور شہنشاہیت نے اپنے وجود کو حق بجانب ثابت کر دیا تھا۔ مگر شہنشاہیت کا پُر امن اور بہبودی کی حالت میں ہونا صرف ثبوت تھا اس امر کا کہ ایک جدید منتظم اور مہذب قوت غیر منتظم اور غیر مہذب وحشیوں پر فوقیت رکھتی ہے یعنی شہنشاہیت اور جمہوریت میں درحقیقت بہت کم فرق تھا گو انتظامی حالت بہتر تھی اور سابق کی طرح سلطنت کے ذرائع ضائع نہیں ہوتے تھے مگر سلطنت کے اعضائے رئیسہ کو شہنشاہیت کے قیام سے کوئی تقویت نہیں ہوئی اور کوئی قومی یا صنعتی ترقی پر بھی نہیں ہوئی۔ صورتیں ظاہری تو بدل گئی تھیں مگر تمدن کی بنیاد وہی تھی۔ تمدن کے مختلف طبقے امرا سے لے کر غلاموں تک موجود تھے اور ناگزیر نتیجہ یہ ہونے والا تھا کہ عہدہ داروں کی سرکاری حیثیت موروثی ہو کر ایک خاص طبقے کی شکل میں متبدل ہو جائے اور جس نظام حکومت کو اگسٹس وجود میں لایا تھا

باب ۱۱ مشرقی نمونے کی ایک مطلق العنان حکومت ہو جائے۔ اسراف کو روک کر شہنشاہیت نے اپنے ذرائع کو ایک زمانے تک قائم رکھا مگر سیم و زر کے برابر مشرق کی طرف چلے جانے سے بالآخر سلطنت کی مالی کمزوری عیاں ہو گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرق کی پیداواروں سے بدلنے کے لیے اطالیہ میں کوئی چیزیں نہیں بنتی تھیں اس لیے سیم و زر سے ملک خالی ہو گیا اسکے بعد خانہ جنگیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ان کے لیے بے انتہا روپے کی ضرورت تھی اور حکومت شہنشاہی جس نے حکام جمہوریہ کے استحصال بالجبر کا انسداد کیا تھا خود اسکی مرتکب ہونے لگی سرکاری عہدہ دار تباہ ہونے لگے کیونکہ جس قدر محصول اُن کے ذمّے عائد کیا جاتا وہ وصول نہ کر سکتے تھے۔ بلدیات کی رکنیت سے لوگ گریز کرنے لگے حالانکہ ایک زمانے میں اُسے اعزاز خیال کیا جاتا تھا۔ معزز خدمتوں کو جبراً قبول کرنے کے لیے قوانین نافذ کیے گئے اور مزید محاصل کے وصول کرنے کا اُسے ایک ذریعہ قرار دیا گیا یعنی بالفاظ دیگر شہنشاہیت اب اپنی حفاظت کے لیے روپے کی پابجائی نہیں کر سکتی تھی رفتہ رفتہ یہ رواج پڑ گیا کہ وحشیوں کو روما کے مقبوضات میں آباد کیا جاتا اور اُن سے سرحدات کی حفاظت کا کام لیا جاتا۔ شہنشاہیت میں جو ممالک شامل تھے اُن میں میلیریا یا (فصلی بخار) کا کس قدر زور تھا ایک ایسا مضمون ہے جس کی تحقیق ضروری ہے۔ اطالیہ میں تو اس مرض کے شیوع کے متعلق تو کوئی شک ہی نہیں۔ ان کے علاوہ اطالیہ اور شہنشاہیت کے انحطاط کے اور بھی اسباب تھے۔ ان میں اہم ترین وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو سیاسی معاملات میں کوئی دلچسپی باقی نہ تھی۔ جمہوریہ میں اُس کے آخری عہد میں بہت سی خرابیاں تھیں جن کی وجہ سے اُسکا زوال ناگزیر تھا۔ لیکن اس میں ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ لوگوں کو اپنی اولوالعزمی دکھانے کا موقع تھا لوگ آزادی کے ساتھ حکومت میں شریک ہو سکتے تھے اور اُن کی امیدواں کی انتہا یہ نہیں تھی کہ وہ ایک فرد واحد یعنی شہنشاہ وقت کو خوش رکھیں سیسرو کے قتل سے یہ ثابت ہو گیا کہ آزادی کے ساتھ

باب ۱۶

حکومت میں شرکت کا موقع باقی نہیں اور کیٹو کی خودکشی کی بنا بھی یہی تھی جن طبقوں سے عہدہ داران سرکاری لیے جاتے تھے ان کے لیے صرف تین چارہ کار باقی تھے یعنی یا تو مصلحت وقت کے لحاظ سے حکومت شہنشاہی کو تسلیم کریں یا مخالفت کریں مگر یہ مخالفت محض بے سود تھی یا خانہ نشین ہو جائیں حکومت کو تسلیم کر لینے سے ترقی مناصب حاصل ہوتی تھی مگر سکون قلب کا حاصل ہونا ناممکن تھا کیونکہ جس قدر کسی شخص کی ترقی ہوتی اسی قدر اس پر نگرانی بڑھتی کیونکہ ترقی مناصب سے حکومت شہنشاہی لوگوں کو ناگوار ہونے لگتی یا کم از کم حکام کے متعلق یہ شبہہ کیا جاتا۔ مخالفت سے تباہی اور بربادی لازم آتی تھی۔ خانہ نشینی سے بھی ایک عارضی سکون حاصل ہو سکتا تھا نہ کہ مرض کا علاج شافی۔ بہت کم ایسے لوگ تھے جو علمی مشاغل میں منہمک ہو جاتے اور ادبیات میں بھی زور قائم نہیں رہ سکتا جبکہ عصر موجودہ کے مسائل پر زبان کھولنا غداری کی دلیل خیال کی جائے۔ لیکن اکثر لوگوں کے لیے سیاسیات سے کنارہ کش ہونا عیاشی اور آوارگی میں پھنس جانا تھا۔ پُرخور اور آوارہ امرا سے بدترین شہنشاہوں کو بھی کسی قسم کا خوف نہ تھا اس لیے کچھ تو قانون غداری کی برکت سے اور کچھ لاولدی سے جو انتہائی عیاشی کا نتیجہ ہے امرا کے قدیم خاندان ناپید ہو گئے اور ایک نیا طبقۂ اعلیٰ وجود میں آیا جو آزاد شدہ غلاموں کی اولاد پر مشتمل تھا۔ ریاست جمہوری کے ابتدائی زمانے میں لوگوں میں درپردہ بےچینی باقی تھی اور کبھی کبھی سازشیں بھی ہوتی تھیں، اُن کی وجہ سے نیرو کے زمانے میں جمہوری خیالات کا پھر زور ہو گیا مگر یہ محض بے سود تھا۔ خانہ جنگیوں کے زمانے کے لوگ عرصہ ہوا مر چکے تھے۔ مگر جن لوگوں نے ٹائی بیریس کی حکومت کی افسردگی کو دیکھا تھا، گائیس کے مظالم کو سہا تھا، کلاڈیس کے زمانے میں عورتوں اور آزاد شدہ غلاموں کی حکومت کو دیکھا تھا اور نیرو سے مایوسی اٹھائی تھی اُن میں اب بھی ایسے لوگ تھے جو برٹس اور کیسیس کی متابعت میں جمہوریہ پر اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار تھے۔ زمانۂ گزشتہ کو سراہنے سے

باب ۱۶ آزادی کی یہ امید موہوم پیدا ہوئی تھی لیکن اس سازش میں بھی ناکامی ہوئی اور اُس کے چند سال بعد نیرو معزول ہوگیا اور ایک خانہ جنگی ہوئی جسکے بعد ویسپاسین شہنشاہ ہوا۔ ان دونوں واقعات سے یہ ثابت ہوگیا کہ شہنشاہ کے انتخاب کا حق اب اہل روما یا اطالیہ کو نہ تھا بلکہ اس میں اب دخل سرحدات کی زبردست فوجوں کو تھا۔ اُس وقت سے فوج جس شخص کو شہنشاہ منتخب کرتی اُسی کو سینیٹ اور قوم کو بھی تسلیم کرنا پڑتا یعنی جس حقیقت پر آگسٹس نے دکھاوے کا پردہ ڈال دیا تھا اب وہ عیاں ہوگئی تھی اور جنگ فارسالس کا سبق اب خوب ذہن نشین ہوگیا تھا۔

تمت

# صحت نامۂ تاریخ جمہوریۂ روما جلد پنجم

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ |
| ۳ | ۱۲ | ہوا | ہو |
| ۴ | ۷ | ساتھ | ساتھ دیا |
| ۴۵ | ۲۱ | مورچے کو | مورچوں کو |
| ۴۹ | ۱۰ | عربت | عزت |
| ۶۷ | ۴ | ۴۸-۴۸ | ۴۸-۴۷ |
| ۷۰ | ۱۴ | یار | یار |
| ۷۶ | ۱۸ | لئے | کیلئے |
| ۱۰۹ | ۶ | دفعہ تھا | دفعہ تھی |
| ۱۱۳ | ۱۴ | جبکہ | جبکہ وہ |
| ۱۲۷ | ۹ | ۷۰۸ | ۷۰۸ |
| ۱۲۰ | ۱۷ | سر | + |
| ۱۲۳ | ۹ | فریقیں | فریقوں |
| ۱۵۱ | ۱۸ | کرنے | کرتے |
| ۱۵۶ | ۱۰ | ضرور نہ تھا | ضرور تھا |
| ۱۷۳ | ۶ | کور | کو |
| ۱۸۶ | ۱۵ | اولیت | روایت |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ |
| ۱۹۰ | ۱۷ | بڑ | پڑ |
| ۲۰۲ | ۶ | اطالیہ | اطالیہ |
| ۲۱۵ | ۷ | بروس | بروٹس |
| ۲۲۴ | ۲۰ | زیرکمان | زیرکمان |
| ۲۳۰ | ۱۳ | لدادوں | ارادوں |
| ۲۳۵ | ۲۳ | وپسٹل | ویسٹل |
| ۲۴۱ | ۳ | تھا | نہ تھا |
| ۲۵۲ | ۱۶ | اٹونی | اٹونی کی |
| 〃 | ۲۲ | حماقتیں | جماعتیں |
| ۲۷۲ | ۵ | جبالات | خصالات |
| 〃 | 〃 | تشہور | مشہور |
| ۳۰ | ۱ | یہی | یہی ہے |
| ۳۴۱ | ۱۳ | مسلح | مسطح |
| 〃 | ۳ | ۷۱۵ | ۱۷۱۵-۱۷۱۵ |
| ۳۴۹ | ۲ | فورم | فورم |
| ۳۶۹ | ۱۹ | اورتو | اورگویہ |

تمت